تاریخ
مدینہ منورہ

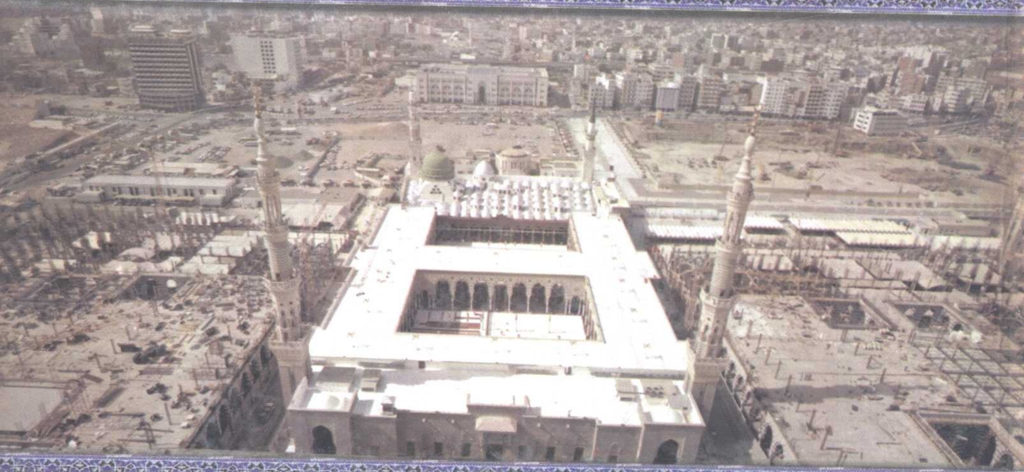

محمد عبد المعبود

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ
حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ

تاریخ
مدینۃ المنورہ

مسجدِ نبوی اور روضہ انور کی چودہ سو سالہ مکمل تاریخ

محمد عبدالمعبود

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... كامل تاريخ مدينة المنورة

تالیف .... محمد عبد المعبود

طابع .... حاجی مقبول الرحمٰن

ناشر .... مکتبہ رحمانیہ

مطبع .... سٹار پرنٹرز

قیمت .... روپے

المکتبۃ ...
... ماڈل ٹاؤن - لاہور

نمبر ....16060.....

ملنے کے پتے

⇦ مکتبۃ العلم نمبر ۱۸ اُردو بازار لاہور

⇦ خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

⇦ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اُردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ کتاب

عنوانات	صفحہ
عرضِ ناشر	7
نقوشِ زندگی	8
نقش ثانی بہ ترتیب نو	13
باب اوّل	
شہر خوباں	17
مدینہ منورہ کا محل وقوع	19
آب وہوا	22
یثرب سے مدینہ تک	26
اسماء مدینہ منورہ	31
منقبت وفضیلت مدینہ باسکینہ	41
تفصیل مدینہ کریمہ	46
شفاعت کی بشارت	52
اہالیان مدینہ کے بدخواہ کا عبرت ناک انجام	60
تراب مدینہ	62
خصائص مدینہ	65
آبادکاری شہر خوباں اور اس کے باشندے	69
قوم عمالقہ کا سلسلہ نسب	71
مدینہ میں عمالقہ کی آمد	74
مدینہ میں بنی اسرائیل کی آمد	75
اوس وخزرج کی مدینہ میں آمد	80
قبائل اوس وخزرج	86
دورِ حاضر کے قبائل	88
مدینہ میں اسلام کی ابتدا	90
ہجرت مدینہ	99
تاریخ ورودِ قبا	102
باب دوم	
تہذیب وتمدن	105
مذہب	107
اخلاق وعادات	113
طرزِ معاشرت	122
شاہ تبع کا محل	123
قدیم قبائل کے محلات	127
شاہی محلات یعنی امہات المومنین کے مکانات	130
مدینہ کے محلّے	136
مدنی شاہراہ	138
شہر پناہ	141
ہوٹل	143
زبان	146
قصر الافراح	149
جنت البقیع	151
جبل اُحد	161
باب سوم	
سیادت وقیادت	165

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عدالتی نظام	167	**باب پنجم**	
اجتماعی نظامت	176	مسجد نبوی کا تعمیری ارتقا	271
امرائے مدینہ	180	تاریخ تعمیر مسجد نبوی	273
مشاہیر فضلا	184	تعمیر دوم	287
باب چہارم		فضائل مسجد نبوی	290
علم وادب	213	اداب مسجد نبوی	293
تعلیم و تعلم	215	توسیع سیدنا فاروق	298
نصاب تعلیم	224	بطیحا	304
درجہ تحصیص	225	تعمیر فاروقی کی خصوصیات	306
تعلیم بالغاں	226	توسیع عثمانی	308
وفود کے ذریعہ تعلیم	231	امام کے لیے مقصورہ	317
تعلیم السنہ	233	تعمیر عثمانی کی خصوصیات	318
تعلیم نسواں	235	ولید بن عبدالملک کی تجدید	319
تعلیم اطفال	239	تعمیر ولید کی خصوصیات	328
غلاموں کی تعلیم	242	توسیع خلیفہ مہدی	329
عربوں کا محیّر العقول حافظہ	245	خصوصیات	331
سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا علمی مقام	247	پہلی آتش زدگی	332
		شاہاں مصر کی تعمیری خصوصیات	335
ابی بن کعب کا مکتب	250	دوسری آتش زدگی	335
زید بن ثابت کا علمی مقام	250	خلافت عثمانی کی تعمیری خدمات	341
غیر مسلم مؤرخین کا اعتراف حقیقت	252	خصوصیات	342
		آل سعود کی تعمیری خدمات	344
تعلیمی عروج وزوال	254	سعودی تعمیر وتوسیع کی تفصیلات	347
جامعہ اسلامیہ	258	مصارف کی تفصیلات	348
درس گاہیں علوم جدیدہ	261	شاہ فہد کی عظیم الشان تعمیر وتوسیع	355

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
سرکنے والے گنبد	357	مسجد نبوی سے مسجد قبا کا فاصلہ	456
مراکش کی لکڑی	358	مسجد جمعہ	457
باب ششم		مسجد غمامہ	459
ملحقات مسجد نبوی	367	منبر مسجد غمامہ	462
ریاض الجنتہ	369	مسجد الفضیخ	463
ستونہائے رحمت	372	مسجد البحیر یا مسجد سجدہ	464
منبر نبوی	379	مسجد بنی حرام	466
محراب نبوی	399	مسجد اجابہ	468
مسجد نبوی کے دروازے	402	مسجد قبلتین	470
اذان کی ابتداء	408	مسجد بنی ظفر	472
مقصورہ مبلغین	413	مسجد ذباب یا مسجد رایہ	474
مینار پرانوار	413	مسجد السقیا	474
صفہ اور اصحاب صفہ	416	مسجد ذی الحلیفہ	476
مسجد نبوی کے خدمت گار	423	مسجد فتح	478
اغوات	425	مساجد فتح	481
مسجد نبوی میں روشنی کا انتظام	427	مسجد بنو قریظہ	484
مسجد نبوی میں خوشبو کا انتظام	431	مسجد مشربہ ام ابراہیم	486
باب ھفتم		مسجد علی	486
مساجد مدینہ	437	مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	487
مدینہ کی قدیم وجدید مساجد	437	مسجد ضرار	488
منقبت مسجد قبا	445	مسجد ضرار کی منصوبہ بندی کے شرکاء	489
تعمیر مسجد قبا	448	نو تعمیر شدہ مساجد	490
تاریخ تعمیر مسجد قبا	449	**باب ھشتم**	
محراب مسجد قبا	452	گنبد خضراء کا تاریخی پس منظر	497
ستون مسجد قبا	454	لحد سے گنبد خضراء تک تدریجی مراحل	798

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
سانحۂ ارتحال	499	بیر رومہ	582
تجہیز و تکفین	503	بیر اریس	587
نماز جنازہ کی کیفیت	507	بیر حاء	591
مزارات طاہرات کی ترتیب	511	بیر غرس	593
روضہ انور کی جالی	520	بیر بصہ	594
گنبد کی تعمیر	525	نظام آب رسانی	595
مواجہہ شریف	531	خیر و برکت کی فراوانی	602
روشنی کا ایمان افروز انتظام	533	ندی نالے	604
روضہ اقدس میں نقب زنی	535	وادی عقیق	605
خسف کا عبرتناک واقعہ	539	وادی رانوناء	606
ایک اور ناپاک جسارت	541	وادی بطحان	607
زیارت گنبد خضراء	544	بند	607
لاتشد الرحال	549	ذریعہ معاش	609
خیر القرون میں زیارت قبر اطہر کا		مدینہ کے بازار	617
ولولہ	553	چمن زار مدینہ	618
سوئے دیار حبیب اور آداب زیارت	559	مدینہ کی کھجوریں	623
دربار گوہر کا ادب و احترام	564	بلدیہ	628
ہدیہ سلام بحضور خیر الانام	568	صفائی کا انتظام	630
باشندگان مدینہ کا احترام	573	فائر بریگیڈ	630
الوداعی سلام	578	ادارہ اوقاف مساجد	632
باب نہم		شفاخانے	633
نظارت نافعی	579	ناپ تول کے پیمانے	634
تاریخی کنویں	582	مصادر و مآخذ	637

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میری انتہائے نگارش یہی ہے تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

عرضِ ناشر

الحمدللہ! مکتبہ رحمانیہ عرصہ سے دینی کتب کی طباعت واشاعت کے ذریعہ علم وادب کی ترویج کی خدمت انجام دینے میں مصروف ہے۔ عربی کا مقولہ مشہور ہے "خیر الجلیس فی الزمان کتاب" دنیا میں سب سے بہترین ساتھی، دوست اور رفیق عمدہ کتاب ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا ہر صاحبِ علم کو اعتراف ہے کہ بزرگانِ دین کی ایمان افروز تصانیف کا مطالعہ کرنے سے ایمان کو حلاوت، قلب کو سرور حاصل ہوتا ہے، اخلاقی اور مذہبی قدروں کو جلا ملتی ہے اور دینی وملی افکار پروان چڑھتے ہیں۔

اس دینی جذبہ سے سرشار ہو کر ہم اسلامی لٹریچر کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں منہمک ہیں اور نامور مصنفین کی گراں قدر کتابوں کی اشاعت کو عام کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس سلسلہ میں علم و ادب کا ایک تابناک مرقع "کامل تاریخ مدینۃ المنورہ" جو مولانا محمد عبدالمعبود کی مشہور زمانہ تالیف ہے، کی اشاعت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت بے پایاں پر بجا طور پر فخر ہے کہ فخر دو عالم ﷺ کے مقدس شہر کی ایک جامع و مانع اور مکمل تاریخ شائع کر رہے ہیں اور ہم مولانا موصوف کے بھی سپاس گذار ہیں جنہوں نے اپنی فقید المثال کتاب کی اشاعت کا ہمیں موقع فراہم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس مخلصانہ کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو اپنے محبوب کریم ﷺ اور ان کے محبوب شہر کی محبت سے لبریز فرمائے۔ آمین!

مقبول الرحمٰن عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقوشِ زندگی

راولپنڈی سے جنوب کی جانب علاقہ پوٹھوار کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''باغ فقیریہ'' میں مقیم راجپوت خاندان کی ایک نامور شخصیت مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۵ جولائی ۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ ایک نونہال پیدا ہوا۔ جس کا نام ''عبدالمعبود'' رکھا گیا۔ موصوف کے یہ تیسرے اور سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

مولوی صاحب موصوف قطب الاقطاب سیدی و مولائی حسین علی نور اللہ مرقدہٗ واں بھچراں ضلع میانوالی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے' شیخ کی تعلیمات اور روحانی فیض سے اللہ تعالیٰ نے شرک و بدعت سے سخت متنفر بنا دیا اور اتباع سنت عادت ثانیہ بن گئی۔ سخت مخالفت اور نامساعد حالات کے باوجود توحید و سنت کی تبلیغ میں مصروف و منہمک رہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو راہِ راست پر لانے میں کامیاب ہو گئے۔

مؤلف علام نے ناظرہ قرآن مجید اپنے والد بزرگوار سے پڑھا اور مڈل تک تعلیم ہائی سکول بندہ تحصیل راولپنڈی میں حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء/۱۳۷۱ھ میں علاقہ سواں کے موضع ٹھٹھہ کی معروف علمی شخصیت فقیہ زماں مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علوم دینیہ کے حصول کی غرض سے حاضر ہوئے' دو سال ان سے علمی استفادہ کیا۔ فارسی نظم کے علاوہ صرف میں قانونچہ اور فقہ میں نور الایضاح پڑھی' مولانا موصوف نے بڑی محنت اور حسن تدبیر سے قانونچہ مرتب فرمایا تھا۔ جس میں صرف کے علاوہ نحو کے بھی بہت سے اہم اور مفید قواعد احسن انداز سے سموئے تھے۔ موصوف نے اپنے ہونہار طالب علم کے لیے ایک طرف علوم متداولہ کے حصول کے لیے نہایت مضبوط بنیاد فراہم فرما دی اور دوسری طرف عادات و اخلاق کی ایسی عمدہ تربیت فرمائی' جس کے انمٹ نقوش تا زیست تابندہ رہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵-۱۹۵۴ء/۴۷-۱۳۷۳ھ موضع بھیں تحصیل چکوال میں مولانا خلیل الرحمٰن ہزاروی سے فنون کی تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان برداللہ مضجعہ سے دورۂ تفسیر قرآن پڑھا۔ ۱۹۶۸ء/۱۳۸۸ھ میں دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی سے سند فراغ حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء/۱۳۷۹ھ میں قطب الزمان، مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ الفردوس مأواہ کے حلقۂ ادارت میں شامل ہوئے۔

۱۹۶۴ء/۱۳۸۳ھ سے جامع مسجد پھولوں والی رحمٰن پورہ راولپنڈی میں امامت وخطابت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ۱۹۶۸ء/۱۳۸۷ھ میں جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی اور اسی سال علوم جدیدہ میں میٹرک اور علوم شرقیہ میں فاضل فارسی کے امتحانات میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کے بعد ملک میں بپا ہونے والی تمام مذہبی اور سیاسی تحاریک میں بھرپور حصہ لیا۔ مثلاً ۱۹۶۸ء/۱۳۸۸ھ بحالی جمہوریت' ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ تحریک نظام اسلام وغیرہ۔

۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ میں پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کی زیارت باسعادت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے باعث ان مقدس مقامات کی تاریخ لکھنے کا شوق دل میں شعلہ نوا ہوا۔ چنانچہ پہلے سفر حج سے واپسی پر تاریخ ''مدینۃ المنورہ'' تالیف کی۔ تھوڑے سے عرصہ میں جس کے تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔

۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کے دوران بعض مقتدر شخصیات سے مکہ مکرمہ اور حرم شریف سے متعلق تاریخی اور دستاویزی معلومات حاصل کیں اور اس موضوع پر نادر تاریخی کتب ہمراہ لائے اور تاریخ مکۃ المکرمہ کی تدوین میں مصروف ہو گئے۔ جس کی دو ضخیم جلدیں بعونہ تعالیٰ قارئین کی خدمت میں پیش کر کے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کا اضافہ کیا۔

۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ فقید المثال تاریخی کانفرنس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پاکستان کے پانچ صد جید علماء کرام کی جماعت کے ساتھ ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ جہاں کانفرنس میں شرکت کے علاوہ دارالعلوم دیوبند' سہارن پور اور دہلی کی شہرہ آفاق اسلامی درس گاہوں میں حاضری دی۔ دہلی کے عجوبہ روزگار تاریخی مقامات دیکھے۔ متعدد اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بعض قابل قدر تاریخی کتابوں کا علمی ذخیرہ بھی حاصل کیا۔

۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء اور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں بھی اللہ رب العزت نے حرمین شریفین کی حاضری سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ بعض قدیم اور نایاب تاریخی کتب حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جن کی روشنی میں "کامل تاریخ مدینۃ المنورہ" کی تدوین جدید میں مصروف ہو گئے جسے نادر اضافات اور بے حد مفید معلومات کے ساتھ مکمل کیا' ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء کو دہلی میں "شیخ الہند سیمینار" میں شرکت کی اور آگرہ کے تاریخی مقامات بھی دیکھے' ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء فروری میں پھر زیارت حرمین شریفین کو گئے اور مسجد نبوی شریف کی تعمیر جدید اور توسیع عدیل کے مناظر دیکھے۔ جن کا تذکرہ کامل تاریخ مدینۃ المنورہ میں جابجا کیا ہے۔

علاوہ ازیں مؤلف موصوف کی چند دیگر تالیفات نہایت مدلل اور نادر الوجود علمی دستاویزات پر مشتمل ہیں۔ جن میں "مسواک کی فضیلت' مسائل رمضان اور تذکرہ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ" خاص کر قابل ذکر ہیں۔ بارگاہ خداوند قدوس میں دست بدعا ہوں کہ مؤلف کی سعی مشکور کو مسلمانوں کے لیے فیض بار بنائے اور موصوف اور ان کے والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد عبدالواحد اختر

کاتب تاریخ مکۃ المکرمہ

یکم ذی القعدہ ۱۴۰۸ھ

۱۶ جون ۱۹۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائیہ کلمات

''یثرب'' کی بستی جسے نبی آخر الزمان ﷺ کے ''دارالہجرت'' ہونے کا ہی شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ تاقیام قیامت آپ کے مسکن آخری ہونے کی لازوال سعادت حاصل ہوئی' اپنے مکین مکرم ﷺ کی طرح اپنی عظیم تاریخ رکھتی ہے۔ ہجرت نبوی کے بعد اس شہر مقدس کو ''مدینۃ النبی'' کہا گیا اور پھر ''مدینہ'' اسی شہر کا نام قرار پایا۔

اس شہر میں دنیا کا سب سے عظیم اور خدا کا سب سے مقرب ومحبوب بندہ آرام فرما ہے اور اس ذات اقدس کی مبارک زندگی کے کامل دس سال اس شہر کی گلیوں میں بسر ہوئے' اس کے ساتھ اس ''عبد کامل'' کے رفقاء' ازواج وبنات اور عقیدت مندوں کی زندگی کی ہزاروں داستانیں اس شہر سے متعلق ہیں۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں ''نبی امی'' کی سیرت وکردار پر اتنا کچھ لکھا گیا کہ تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور پھر ہر داستان اور ہر تذکرہ ''مدینہ'' کے ذکر سے معمور ہے کہ اس کو ''صاحب نسبت'' سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں مستقل تذکروں کی بھی کمی نہیں لیکن اردو کا دامن اس سے خالی تھا۔ برادر دین جناب مولوی عبدالمعبود صاحب سلمہ نے گہرے اور وسیع مطالعہ کے بعد جوار مغان تیار کیا ہے اس پر بے ساختہ دل سے دعائیں نکلیں اللہ تعالیٰ برادر موصوف کی صحت' عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور انہیں حدیث نبوی ''خیر الناس من ینفع الناس'' کا صحیح مصداق بنائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

احقر عبیداللہ انور

۱۷-۴-۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرفِ انتساب

خلف الرشید قطب الزماں' مفسر قرآن
سیدی مولانا عبیداللہ انور نور اللہ مرقدہٗ
جن کی مبارک دعاؤں سے یہ خدمت
انجام دینے کی توفیق نصیب ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقش ثانی بہ ترتیبِ نو

الحمدللہ! تاریخ المدینۃ المنورۃ کے نقش اوّل کو بے حد پذیرائی اور قبولیت کا شرف نصیب ہوا' برصغیر کے علاوہ متعدد دوسرے ملکوں میں بھی شمع رسالت کے پروانوں نے فرطِ محبت اور جوشِ عقیدت کے ساتھ اسے دل کی گہرائیوں سے پڑھا۔ مشاہیر علماء' صحافی اور دانشور طبقہ نے زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ کیونکہ اردو زبان میں پہلی مرتبہ مدینۃ المنورۃ کی تاریخ منظر عام پر آئی تھی۔

تاہم میری علمی کم مائیگی کے باعث پہلا تجربہ اور کاوش کامیابی کے اوجِ کمال کو حاصل کرنے سے قاصر رہی' کتنے ہی اہم مضامین کتاب کی زینت بننے سے محرومیت کا شکار ہوئے' گردوں کے دبیز پردوں میں مخفی تاریخی حقائق آشکار او ہویدا ہونے کے لیے چشم براہ رہے اور بہت سے اہم گوشے ہنوز تشنۂ تکمیل تھے۔

اگرچہ مدینہ منورہ کے مشاہیر وقائع نگار علماء نے بیش بہا تاریخی نوادرات پر مشتمل عربی زبان میں مبسوط کتابیں یادگار چھوڑیں اور جزیرۃ العرب کے نامور مؤرخین نے بھی اپنی شاہکار تالیفات کو مدینہ منورہ کے ذکر جمیل سے تابناک بنایا۔ لیکن مجھ ایسے ''طفل مکتب'' کا اس منجدھار سے گوہر مقصود حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال تھا۔ جہاں اس مقدس موضوع پر مشتمل کتب کی فراہمی کا مسئلہ لاینحل تھا' وہاں انشاء پردازی کی نزہتوں اور نزاکتوں سے ناآشنا ہونے کے باعث بھی مدینہ منورہ کی شایانِ شان خدمت انجام دینے سے قاصر رہا۔ لیکن مشیتِ ایزدی نے ان نامساعد و ناساز حالات کو موافق اور سازگار بنا دیا اور دستِ غیبی نے تاریخ کے انمول خزینہ سے معمور کتب کا انبار لگا دیا اور قلم کو قدرت نے ایسی روانی اور جولانی سے سرشار کیا کہ مضامین کی وسعتوں کو سمیٹنا دشوار ہو گیا' بادل نخواستہ کتنے ہی مضامین کو نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز اور بعض میں اختصار سے کام لینا پڑا۔ یہ سب حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کی کرشمہ سازی ہے۔ ورنہ ؏

من کہ باشم کہ برآید زو جو دم کارے
کار بہر مردے و ہر مرد برائے کارے
مدد حضرت حق دست دہد گر آرے
کاہ پر کوہ شود تار شود دستارے

چنانچہ طے پایا کہ چمن زار مدینہ سے گلہائے رنگارنگ کی نکہتوں اور رعنائیوں سے ''نقش ثانی'' کا گلدستہ سجایا جائے' جس کا اسلوب نگارش دل نشین اور وجدآفرین ہو۔ جس کی بہاروں میں اضافات جدیدہ سے نکھار پیدا ہو۔ ادبی لطافتوں اور نیرنگیوں سے ایمان میں کیف و سرور اور روح میں تازگی و بالیدگی شعلہ نوا ہو اور نقش ثانی اس مثال کا صحیح مصداق اور آئینہ دار ثابت ہو۔ ؏

نقاش نقش ثانی' بہتر کشد ز اوّل

مدینۃ المنورہ زاد اللّٰہ تنویرًا مسلمانانِ عالم کا دینی و روحانی مرکز اور رشد و ہدایت کا گہوارہ ہے۔ جس کی درخشندگی و تابندگی کو فخر کون و مکان سرور زمین و زماں ﷺ نے ہم دوشِ مہتاب بنا دیا۔ اس ''دیار یار'' کی محبت موجب تسکین و طمانیت قلبی اور جزو ایمان ہے اور اس کی عظمتوں کی پاسداری موجبِ نجات و فلاح اخروی ہے۔

اس منبع فیوض و معارف سے روحانی وابستگی کے باعث ہر مسلمان کے دل میں تحقیق و تجسس کا جذبہ شعلہ بار ہے کہ اس شہر کے معرضِ وجود میں آنے کے اسباب و عوامل کیا تھے؟ کس نیک سرشت انسان کی کاوشوں سے یہ غنچۂ بہاراں گل و گلزار بنا کتنی اقوام و ملل کی آماجگاہ بننے کا اسے فخر حاصل ہوا۔ اس سرچشمہ رشد و ہدایت نے دنیا کے ویرانے کو ابدی بہاروں اور سرمدی شادابیوں سے کیسے سرفراز کیا۔ اسی اجمال کی تفصیل سے قارئین کو روشناس کرانے کی خاطر جدتوں اور رعنائیوں کا حسین و جمیل مرقع'' کامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ المدینۃ المنورۃ'' کا نقش ثانی تاریخ کے انمول موتیوں سے مرصع اور مزین پیش کیا جاتا ہے جو دس ابواب پر مشتمل اور تقریباً ۷۰۰ صفحات پر محیط ہے' جس میں تہذیبی تمدنی' ارتقائی' سیاسی' سماجی' معاشرتی' جغرافیائی اور تاریخی وقائع پوری شرح وبسط کے ساتھ سپردِ قلم کر دیئے گئے ہیں۔

''کامل تاریخ المدینۃ المنورۃ'' نئی آب و تاب اور جاذبِ نظر اور دل رُبا انداز نگارش کے باعث بے حد مفید اور فیض بار ثابت ہوگی اور قارئین کو اس موضوع کی دوسری تمام کتابوں سے انشاء اللہ بے نیاز کر دے گی۔

کہاں میں اور کہاں نکہت گل
نسیم صبح یہ تیری مہربانی

راقم اثم علم و عقل' فہم و ادراک اور تحقیق و تجسس کے اعتبار سے مدینہ منورہ کے مؤرخین کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں اور نہ ہی کسی خوبی یا بھلائی کا صدور مجھ ایسے سراپا خطا کار سے ممکن ہے۔ لیکن کسی صاحبِ ذوق شاعر نے میرے سوز دروں کی کس عمدگی سے عکاسی کر دی ہے۔

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درختِ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

یہ حقیری خدمت محض اس اُمید سے انجام دی ہے کہ سرور کونین رحمتِ دارین ﷺ کے شہر معظم کے وقائع نگار اور مؤرخین کی گردِ راہ بن کر میری عاقبت درخشاں ہو جائے اور محشر کی ہولناکیوں میں محبوب آقا کے دامانِ رحمت کا سایہ میسر آ جائے۔

یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر

حوالہ جات کے نقل واخذ میں بیحد احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم سہو ولغزش انسان کے خمیر میں شامل ہے۔ اس لیے اہل علم حضرات سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ میری خامیوں' کوتاہیوں اور غلطیوں سے مربیانہ اور ناصحانہ انداز میں نشاندہی فرمائیں تا کہ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کی جا سکے اور میری تقصیرات سے صرف نظر کرتے ہوئے تاریخی حقائق سے استفادہ فرمائیں۔

اِعْمَلْ بِعِلْمِي وَ لَا تَنْظُرْ اِلٰی عَمَلِيْ یَنْفَعُکَ قَوْلِيْ وَ لَا یَضُرُّکَ تَقْصِیْرِيْ

اللہ جل شانہٗ اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے' مسلمانوں کے لیے فیض بار بنائے اور احقر کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندۂ بے نوا

محمد عبدالمعبود عفی اللہ عنہ

جامع مسجد پھولوں والی رحمٰن پورہ گلی نمبر ۱۶ راولپنڈی

یکم جون ۱۹۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

شہر خوباںؐ

اَلْمدِیْنَۃُ المَنوّرۃُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆..... محل وقوع

☆..... یثرب سے مدینۃ طیبہ تک

☆..... اسماء مدینۃ المنورۃ

☆..... منقبت وفضیلت مدینہ المنورۃ

☆..... آبادکاری شہر خوباں

☆..... مدینۃ المنورۃ میں اسلام کی ابتداء

☆..... ہجرت مدینۃ المنورۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ زادھا اللہ تنویرًا کا محل وقوع

مدینہ منورہ مکہ معظمہ کے شمال میں ۴۵۵ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے' مغرب میں ایک سو تیس میل دور سمندر اور اس علاقہ کی بندرگاہ ینبوع ہے۔ یہ شہر مکہ معظمہ اور شام کے تقریباً وسط میں پایا جاتا ہے۔❶ مدینہ کریمہ سطح سمندر سے ۶۱۹ میٹر بلندی پر آباد تہامہ و حجاز کا صحت پرور مقام سمجھا جاتا ہے۔ یہاں جاڑا اور گرمی دونوں سخت ہوتے ہیں' موسم گرما میں درجہ حرارت عموماً ۴۵ سنٹی گریڈ رہتا ہے۔ جبکہ موسم سرما میں رات کے وقت ۶ سنٹی گریڈ تک گر جاتا ہے۔❷ لیکن جزیرہ نمائے عرب کی ہوا میں رطوبت کی کمی موسم کو زیادہ خشک بنا دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے گرمی کی شدت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔❸

مدینہ منورہ کے طول البلد اور مکہ مکرمہ کے طول البلد میں تقریباً یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یعنی ۲/۱/۳۹ درجہ مشرقی ہے۔ البتہ اس کا عرض البلد ۲۴ درجہ شمالی ہے۔ جبکہ مکہ معظمہ کا عرض البلد ۲۱ درجہ شمالی ہے۔ یہ مقدس شہر ایک ایسے میدان میں آباد ہے جس کے شمال کی جانب ایک ہلکی سی پہاڑی ڈھال پائی جاتی ہے اور مشرقی و مغربی سمتوں سے دو حروں❹ اور شمال و جنوبی اطراف سے دو پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ مشرق میں حرۃ الواقم اور مغرب میں حرۃ الوبدۃ واقع ہیں۔❺

مدینہ منورہ کی حدود کا رقبہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیان ۱۶ کلو میٹر پر محیط ہے۔❻ علامہ فرید وجدی کی تحقیق کے مطابق ۱۶۰۰ قبل المسیح ۲۲۱۲ قبل الھجرۃ النبویؐ قوم عمالقہ

---

❶ جزیرۃ العرب ندوی ۶۰ ❷ رحلۃ الحجازیہ: ۲۵۲ ❸ جزیرۃ العرب ندوی: ۲۳۹

❹ حرہ: پتھریلی زمین کو کہا جاتا ہے ❺ دائرۃ المعارف ج ۸: ۵۲۹ ❻ ابواب تاریخ مدینہ ص ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مدینہ کریمہ آباد کیا تھا۔[1]

محقق عصر حاضر علامہ سید سلیمان ندوی المتوفی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء رقمطراز ہیں۔ یہ شہر ۱۶۰۰ ق م اور ۲۲۰۰ ق م کے درمیانی زمانہ میں معرضِ وجود میں آیا کیونکہ معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سب سے پہلے عمالیق آباد ہوئے اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ عمالیق ۳۴۰۰ ق م میں مصر کے حکمران تھے' وہ ۱۶۰۰ ق م میں وہاں سے نکال دیئے گئے' بنابریں اس شہر کی تعمیر کا زمانہ ۱۶۰۰ ق م اور ۲۲۰۰ ق م کے درمیان ثابت ہوتا ہے۔[2] لیکن حسبِ ذیل تاریخی روایات کی بنا پر اغلب تو یہ ہے کہ تقریباً ۲۲۰۰ قبل المسیح میں ''یثرب'' کا شہر دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا جس کی آبادکاری کے اسباب اس طرح رونما ہوئے۔

''قوم عمالقہ اور جرہم یمن میں آباد تھے جو قحط کی جاں گداز مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے پانی' چارہ اور سرسبز و شاداب علاقوں کی تلاش میں تہامہ کی طرف نکل گئے۔ انہی کے چند خاندان ''یثرب'' کے مقام پر آباد ہوئے''۔[3]

قبائل عمالقہ اور جرہم ایک ساتھ یمن سے ترک وطن کر کے کچھ اطراف مکہ مکرمہ میں اور بعض مدینہ منورہ کے مقام پر آباد ہوئے۔ جیسا کہ مؤرخین کا بیان ہے۔

''بنو جرہم بن عبیل بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح مکہ مکرمہ کے قریب آباد ہوئے۔[4] جبکہ مدینہ منورہ کے مقام پر آباد ہونے والے قبائل بنو عبیل بن مہلائیل بن عوض بن عملیق بن لاذر بن سام بن نوح علیہ السلام تھے۔''[5]

اس شہر کے آباد کرنے والے شخص کا نام ''یثرب'' تھا۔ جس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

یثرب بن عبیل بن مہلائیل بن عوض بن عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔[6]

---

[1] دائرۃ المعارف ج ۸، ۵۲۹ [2] ارض القرآن ج ۱: ۸۲ [3] مروج الذہب ج ۲ عنوان ذکر مکہ و اخبارہا: ۱۹
[4] تاریخ ابوالفدا ۱: ۹۹ سبائک الذہب: ۱۳ [5] مرج الذہب ج ۱: ۵۳۔ کتاب المحبر: ۳۸۵ کتاب العبر ج ۲: ۱۹، انساب الاشراف ۶، ۷۔ [6] سبائک الذہب: ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مؤرخین نے نسب اس طرح بھی بیان کیا ہے:

یثرب بن قانیہ بن مہلائیل بن ارم بن عبیل بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔❶

اور یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ ۲۲۰۰ ق م میں جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی کے عالم میں مکہ مکرمہ جاتے ہیں تو وہاں قبیلہ بنو جرہم پہلے سے موجود تھا۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مدینہ منورہ کی آبادکاری بھی اسی زمانہ کے قریب عمل میں آئی تھی، علاوہ ازیں ''بنو سام کی حقیقی ترقی کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م یا ۲۰۰۰ ق م سے ۱۵۰۰ ق م تک کا ہے''۔❷ اس سے ظاہر ہے کہ ترقی کے زمانہ سے پہلے ہی نامساعد حالات کے باعث ترک وطن کیا تھا۔

علامہ ہمدانی المتوفی ۳۳۴ھ/۹۴۶ء لکھتے ہیں:

ارض مدینہ، قبا، فضا، احد، عقیق، بطحان، سلع، حرہ، لابتان، سبحہ حریفہ اور رحابہ واجبہ آبادی پر مشتمل ہے۔❸

ہجرتِ نبویؐ کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی آبادی پہلے پانچ سو تھی۔ کچھ عرصہ بعد پندرہ سو ہو گئی تھی۔❹ جن میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور غلام سب شامل تھے۔❺

علاوہ ازیں عہد نبوی میں بنو قینقاع اور بنو قریظہ کی مجموعی تعداد پانچ ہزار کے قریب تھی۔ بنو قینقاع میں سات سو جنگجو اور قریظہ میں چھ سو بہادر سپاہی تھے۔❻

علامہ فرید وجدی اپنے دور کی آبادی کے متعلق لکھتے ہیں:

اس وقت آبادی ۶۰,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ ان میں اکثریت دوسرے ممالک سے

---

❶ مروج الذہب ج ۲: ۱۲۷ و وفا الوفاج ۱: ۱۰۹ ❷ ارض القرآن: ۱۰۷

❸ صفۃ الجزیرۃ العرب: ۱۴۴ ❹ صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب کتابۃ الامام الناس ج ۱: ۴۳۰

❺ فتح الباری ج ۶: ۱۷۸ احدیث مذکورہ ❻ دائرۃ المعارف اردو ج ۱۹: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے ہوئے لوگوں کی ہے۔ جو ہند' ترکی' شام اور مصر وغیرہ سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔●

۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ۱۲,۰۰,۰۰۰ افراد پر مشتمل تھی۔●

اس وقت مدینہ منورہ کی آبادی تقریباً سات لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔●

آب و ہوا:

اسلام سے قبل جزیرہ نما عرب میں آب و ہوا کی خرابی کے لحاظ سے مدینہ مشہور تھا۔ چنانچہ جب رحمت کائنات ﷺ وباؤں' بیماریوں اور مہلک امراض کے شہر میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو وہاں کی آب و ہوا صحابہ کو موافق نہ آئی اور اکثر مسلمان بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو وہ اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وباؤں والا شہر تھا۔ اس میں بطحان نامی ایک نالہ میں ہر وقت بدبودار پانی بہتا تھا۔ حضور انور ﷺ نے کفار کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کرے جنہوں نے ہمیں ہمارے وطن سے وبا کی زمین کی طرف دھکیل دیا ہے۔ یا اللہ! تو مدینہ کی محبت سے ہمارے دلوں کو لبریز فرما دے۔"●

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جب رحمت دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما بخار میں مبتلا ہو گئے (بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار پڑ گئے تھے) میں دونوں کی خدمت میں مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئی۔ میرے والد گرامی قدر کو جب بخار آتا تو یہ شعر پڑھتے تھے:

● دائرۃ المعارف ج ۸: ۵۲۹: ۵۳۶ ● منجد لفظ مدینہ ۶۲۸

● ابواب تاریخ مدینہ منورہ علی حافظ ص ۱۱ ● بخاری شریف ج ۱: ۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۔۔۔ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

''ہر آدمی اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے۔ حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب ہے''۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان دونوں کی حالت سے رحمت کائنات ﷺ کو آگاہ کیا۔ جس پر آپؐ نے یوں دعا فرمائی:

''یا اللہ! مکہ مکرمہ کی محبت سے کہیں زیادہ مدینہ باسکینہ کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے اور اس کی آب وہوا کو صحت افزا بنا دے اور اس کے مُد اور صاع میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو یہاں سے منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے''۔●

ایک روایت میں جحفہ کی بجائے خُم کا لفظ مروی ہے۔ یہ دونوں قریب قریب واقع یہود کی دو بستیاں تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں بکھرے ہوئے بالوں والی ایک سیاہ فام عورت دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکل کر بھاگ رہی ہے اور پھر جحفہ جا ٹھہری۔ آپؐ نے اس خواب کی تعبیر اس طرح ارشاد فرمائی کہ مدینہ طیبہ کی وباؤں کو جحفہ میں پہنچا دیا گیا۔●

ایک مرتبہ قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آئے لیکن آب وہوا کی خرابی کے باعث بیمار ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے لیے چند اونٹنیاں مقرر کر دیں کہ مدینہ سے باہر چراگاہ میں ان کا دودھ پئیں۔ چنانچہ جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو ارتداد اختیار کر لیا اور آپ کے چرواہے کو قتل کر کے تمام اونٹ لوٹ کر لے گئے۔●

● بخاری شریف ج ۱: ۲۵۳، ۵۵۹ ● الترغیب والترہیب ج ۳: ۱۲۷

● صحیح بخاری کتاب التفسیر ج ۲: ۶۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض ابتدائے ہجرت میں مہاجرین پر مدینہ کی آب و ہوا کا ایسا مضر اثر پڑا کہ تقریباً سب بیمار ہو گئے۔ صرف چند اشخاص صحت مند تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نماز ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے محض حفظانِ صحت کے خیال سے ''حمی اور عرض'' کی طرف منتقل ہو جانا چاہا' اسی ضمن میں آپ نے فرمایا: ''اگر حمی میں سانپوں کی کثرت نہ ہوتی تو کتنا بہتر مقام تھا'' اور عرض کے متعلق فرمایا کہ ''وہ مدینہ سے بہت زیادہ صحت بخش مقام ہے''۔

لیکن خداوند تعالیٰ نے اس تھوڑی سی آزمائش کے بعد مدینہ کو آپ کی برکت سے نہایت صحت بخش مقام بنا دیا اور اس کی آب و ہوا کو بیحد لطیف' صحت افزا اور خوشگوار بنا دیا۔[1]

آپ کی مقدس دعاؤں کی بدولت دنیا جہاں کی نعمتیں اور برکتیں سمٹ کر اس شہر خوباں میں جمع ہو گئیں اور مہلک امراض اور وباؤں نے رخت سفر باندھ لیا۔

بعد میں ہر زمانہ کے مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں نے مدینہ طابہ کی صحت پرور آب و ہوا کی تعریف و تحسین کی ہے کہ علامہ یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء لکھتے ہیں: ''مدینہ طیبہ کی خصوصیات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کی ہوا نہایت پاکیزہ ہے اور اس شہر میں عطر کی خوشبو میں ایک ایسا نفیس اضافہ ہو جاتا ہے جو مدینہ طابہ کے سوا کسی شہر میں نہیں پایا جاتا اور اس کی صیہانی کھجور کی مثل کسی دوسرے شہر میں کھجور نہیں پائی جاتی۔[2]

ابن فقیہ ہمدانی نے کتاب البلدان میں مدینہ باسکینہ کی آب و ہوا کی تعریف کس عمدگی کے ساتھ کی ہے: ''مدینہ کی خاک پاک اور مدینہ کی ہوا دوسرے شہروں کی خوشبودار چیزوں سے زیادہ خوشبودار ہے اور مدینہ منورہ میں کھانا بہت زیادہ کھانے والے آدمی کو بھی دو روٹیاں کافی ہو جاتی ہیں جبکہ مدینہ کے علاوہ اسے پانچ روٹیاں بھی

---

[1] تاریخ حرمین ندوی ۱۶۴ [2] معجم البلدان ج ۷: ۴۲۶ ذکر مدینہ یثرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس غذا میں کسی قسم کی کثافت پائی جاتی ہے یا اس کے غلہ میں کوئی خرابی ہوتی ہے یا وہ اچھا پیا ہوا نہیں ہوتا۔ اگر یہ نقائص ہوتے تو یقیناً سوء ہضم کا عارضہ لاحق ہو جاتا بلکہ یہ قدرتی برکات اور آب وہوا کی نفاست کا اثر ہے۔[1]

علامہ محمد لبیب البتونی اپنے تاثرات اس طرح بیان کرتے ہیں:

''یقینی طور پر مدینہ کریمہ کی آب وہوا نہایت صحت بخش ہے اور اہل مدینہ کے اخلاق و عادات میں جو نرمی اور لطافت پائی جاتی ہے اس میں بھی اس کی آب وہوا کا لازماً اثر ہے' مدینہ پاک کا پانی نہایت شیریں اور خوشگوار ہے جتنا پیا جائے ہضم ہو جاتا ہے۔ خوب ٹھنڈا اور مسکن ہے۔ مدینہ طیبہ کی آب وہوا معتدل اور غذائے روح ہے۔ یہاں کسی قسم کی متعدی بیماری نہیں ہے۔ نہ پیچش و اسہال اور نہ ہیضہ و طاعون کی وبا ہے بلکہ جو لوگ مکہ مکرمہ یا راستہ میں پیچش کے عارضہ میں مبتلا ہو کر مدینہ کریمہ پہنچتے ہیں وہ بھی یہاں آ کر صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ صبح و شام ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ مدینہ طیبہ کی رات خنکی میں مشہور ہے''۔[2]

مورخ عصر حاضر علامہ محمد رابع ندوی لکھتے ہیں:

''اس شہر کا قدیم نام یثرب تھا جو قوم عمالقہ سے شروع ہوا۔ چونکہ حضور اقدس ﷺ سے قبل بیماری کا اثر جلدی ہو جایا کرتا تھا اس لیے یہ نام اسی مناسبت سے پڑ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے یہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے اسے مدینۃ الرسول یعنی رسول اللہ ﷺ کا شہر کہا گیا۔ لہٰذا عام طور پر المدینۃ کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی دعا کی بدولت یہاں کی گرمی اور لُو کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریاں بھی تقریباً ختم ہو گئیں''۔[3]

اس وقت یہ شہر تہامہ اور حجاز کا صحت پرور شہر سمجھا جاتا ہے۔[4]

---

[1] رحلۃ الحجازیہ ۲۶۵ [2] ایضاً [3] جزیرہ العرب: ۲۴۳ [4] ایضاً: ۲۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یثربؔ سے مدینہ تکؔ

اس شہر کا قدیم نام یثرب تھا۔ بعد ازاں رحمت کائنات ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہونے پر مدینۃ المنورۃ جیسے دل آویز نام سے شہرت پذیر ہوا۔ جس کا تاریخی پس منظر پیش خدمت ہے:

یَثْرِب، ثَرَاب، ثَرَّبَ اور اَثْرَب سے بنا ہے جبکہ ان سب کا مادہ ایک ہی ہے اور اَلتَّثْرِيْب ،اَلتَّانيب وَالتَّعِيير وَالْاِسْتِقْصَاء فِي اللَّوْم. ملامت کرنا' گناہ پر عار دلانا' لعن طعن کرنا اور کسی جرم پر ذلیل کرنا وغیرہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔❶

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكَ.❷ آج تجھ پر کوئی الزام نہیں۔

علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں:

یثرب مصری زبان کا لفظ ہے اور یہ ''اتربیں'' کی تعریب ہے۔❸

امام زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ/۱۸۲۰ء فرماتے ہیں: یَثْرِب، یَضْرِبُ کے وزن پر ہے' یہ ایک چھوٹی سی بستی کا نام تھا۔ جس سے مدینہ منورہ مشہور ہوا۔ یا مدینہ منورہ ہی کے ایک حصہ کا نام تھا۔❹

امام زین الدین المراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں:

یثرب دراصل اس شہر کے غربی حصہ کی ایک بستی کا نام تھا جو پورے شہر کے لیے استعمال ہونے لگا' جب رحمت کائنات ﷺ اس شہر میں رونق افروز ہوئے تو اسے مدینۃ النبیؐ جیسے مبارک نام سے پکارا جانے لگا اور پھر مختصر ہو کر ''مدینہ'' زبانِ زد

---

❶ لسان العرب ج۱: ۲۳۴، ۲۳۵ ● تاج العروس ج۱: ۱۶۳

❸ دائرۃ المعارف ج۸: ۵۲۹ ● تاج العروس ج۱: ۱۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام ہو گیا۔ قدیم زمانہ میں اس کا محل وقوع ''عیون حمزہ'' تھا جسے آج کل ''مشہد حمزہ'' کہا جاتا ہے۔●

چونکہ اس شہر خوباں کو پردۂ اخفا سے منصۂ شہود پہ لانے اور اسے آباد کرنے والا سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے یَثرِبُ نامی ایک فرد فرید تھا۔ جس کے سر پر اس کی آبادکاری کا سہرا سجایا گیا۔ اس لیے شہر اسی کے نام کی مناسبت سے یثرب شہرت پذیر ہوا۔●

محدث شہیر امام یحییٰ بن شرف الدین المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء تحریر فرماتے ہیں: ''یَثرِبُ'' لفظ تَثرِیبُ سے بنا ہے جس کے معنی توبیخ اور ملامت کے ہیں' چونکہ رحمت کائنات ﷺ کو عمدہ نام محبوب و مرغوب اور برے ناموں سے نفرت تھی۔ اس لیے خالق کائنات نے محبوب کائنات کی نازبرداری کرتے ہوئے اس مکروہ نام کو محبوب نام سے بدل دیا۔●

امام شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں: یثرب' التّرِیب سے ہے جس کے معنی توبیخ اور ملامت کرنے کے ہیں یا الثرب سے بنا ہے جس کے معنی فساد کے ہیں۔ جبکہ دونوں لفظ قبیح اور برے ہیں چونکہ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے یثرب کی جگہ اس کا نام طَابَۃ رکھ دیا۔●

چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

یقولون یثرب و ھی المدینۃ.●

''منافق لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ اس کا نام مدینہ ہے''۔

اور اللہ کریم نے بھی اسی مکرم نام سے بار بار یاد فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

● معالم دارالھجرت:۲۲۔ ● الوفاءالوفاج ۱ص ۷ ● شرح مسلم ج۱:۴۴۴

● ارشاد الساری ج ۳:۳۳۲ ● صحیح بخاری ج۱:۲۵۲ صحیح مسلم ج۱:۴۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ﴾ [1] دوسری جگہ فرمایا: ﴿ وَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ﴾ [2]

امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء فرماتے ہیں:

مدینہ کے مادہ کے متعلق دو قول ہیں ① یہ لفظ دان سے مشتق ہے جس کے معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔ ② دوسرا قول یہ ہے کہ مدینۃ، مَدَن سے مشتق ہے جس کا معنی اقامت اختیار کرنا ہے اور شہر آباد کرنا وغیرہ اس کی جمع مُدُن، مُدْن اور مدائن ہے۔ [3]

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور المتوفی ۷۱۱ھ/۱۳۶۹ء تحریر کرتے ہیں: مدینہ زمین کے اس معزز خطہ کو کہا جاتا ہے جہاں محفوظ محل یا قلعہ تعمیر کیا جائے اور المدینۃ کی نسبت صرف فخر کون و مکان سرور زمین و زماں رحمت کائنات ﷺ کی ذات والا صفات کے مبارک شہر کی طرف ہے اور اسی نسبت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اسے عزت و تکریم سے نوازا ہے۔

بنا بریں اس محترم شہر کے باشندوں کو جب "مدینۃ الرسول" کی نسبت سے یاد کیا جائے گا تو وہ "مَدَنِیّ" کہلائیں گے اس کے برعکس مدینۃ المنصور کے رہنے والوں کو "مَدِینِیّ" اور مدائن کسریٰ کے باشندوں کو "مداینی" کہا جاتا ہے۔ [4]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محسن کائنات ﷺ نے فرمایا:

ان الله سمى المدينة طابة. [5]

"اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مدینہ طابہ رکھ دیا ہے"۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

ان الله امرني ان اسمي المدينة طيبة. [6]

"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس شہر کا نام مدینہ طیبہ رکھ دوں"۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] سورۃ توبہ: ۱۰۲ [2] سورۃ توبہ: ۱۰۱ [3] شرح مسلم شریف ج ۱: ۴۴۴ [4] لسان العرب ج ۳: ۴۰۲
[5] مسلم شریف ج ۱: ۴۴۵ [6] مسند ابو داؤد طیالسی ج ۲: ۲۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانوا یسمون المدینه یثرب فسماها رسول الله صلی الله علیه وسلم طیبة. ❶

لوگ مدینہ کو یثرب کہتے تھے پھر حضور ﷺ نے اس کا نام طیبہ رکھ دیا۔ اس کے بعد بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ یہ نام استعمال ہونے لگا۔ جیسا کہ سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید کائنات ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا: **هذه طابة.** ❷

جب اس شہر خوباں کا مکروہ اور غلط نام' مبارک و مسعود نام سے بدل دیا گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''اب جو آدمی مدینہ منورہ کو یثرب کہے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھا جائے گا''۔ ❸

ایک روایت میں ہے:

''جو آدمی مدینہ منورہ کو یثرب کہے تو اسے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنی چاہیے کیونکہ یہ طابہ ہے''۔ ❹

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ آدمی تین مرتبہ استغفار کرے۔ امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ/۸۷۰ء نے اپنی تاریخ میں یہ روایت بیان کی ہے:

''جو شخص ایک دفعہ یثرب کہے تو اس کی تلافی اور تدارک کے لیے اسے دس دفعہ مدینہ کہنا چاہیے''۔ ❺

ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی مدینہ منورہ کو یثرب کہے تو اس غلطی کا کفارہ یہ ہے کہ وہ دس دفعہ مدینہ کہے۔ ❻ اس طرح لفظ ''یثرب'' شجر ممنوعہ قرار دیا گیا اور پھر یہ شہر خوباں ''مدینۃ المنورۃ'' جیسے پاکیزہ نام سے ایسی آب و تاب اور آن بان سے آفاقِ عالم میں جگ مگایا کہ تا ابد اس کی تابندگی و درخشندگی قائم رہے گی۔

---

❶ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۰ ❷ بخاری شریف ج ۱: ۲۵۲ ج ۲: ۶۳۷ ❸ مسند امام احمد
❹ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۸ ❺ وفا الوفا ج ۱: ۸ ❻ کنز العمال ج ۱۲: ۲۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہارِ مدینہ

سراپا چمن ہے دیارِ مدینہ
دوام آشنا ہے بہارِ مدینہ

مدینہ کے پھولوں کو کیا پوچھتے ہو
رگِ گل ہے ہر نوک خارِ مدینہ

دلوں پر ہے جس کی حکومت کا سکہ
زہے شوکت تاجدارِ مدینہ

کسی چیز کی اس کو حسرت نہیں ہے
میسر ہو جس کو غبارِ مدینہ

یہ مسجد، یہ منبر، یہ روضہ، یہ گنبد
ہے فردوس ہر یادگارِ مدینہ

وہاں کی زمین عرش سے بھی ہے اعلیٰ
جہاں دفن ہیں تاجدارِ مدینہ

تہجد، تلاوت، تضرع، دعائیں
خوشا سعی شب زندہ دارِ مدینہ

حنین و تبوک اور بدر و اُحد میں
صف آرا ہوئے شہسوارِ مدینہ

کبارِ مدینہ تو یوں بھی بڑے ہیں
بڑوں سے بڑے ہیں صغارِ مدینہ

تمنا ہے عمر رواں اپنی گذرے
بہ ہمراز لیل و نہارِ مدینہ

فریدیؔ چلو چل کے روضہ پہ کہنا
سلام آپؐ پر تاجدارِ مدینہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء مدینہ منورہ

جس طرح مکہ مکرمہ زاد اللّٰہ تعظیماً و تکریمًا رشد و ہدایت کا منبع اور باعث صد تعظیم و تکریم ہے۔اسی طرح مدینہ منورہ زاد اللّٰہ تنویرًا بھی مسلمانوں کا ملجاء و ماوی اور مرکز ایمان و ایقان ہے' یہ شہر خوباں بے مثل شرف و مجد اور عظمت و جلالت کا حامل ہے۔محبوب انس و جن ﷺ کا محبوب شہر بے شمار ناموں سے موسوم اور بے پناہ خوبیوں کا حامل گلشن سدا بہار ہے۔

علامہ سید سمہودی المتوفی ۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء بیان کرتے ہیں:

''اس مقدس شہر کے ناموں کی کثرت اس کی شرافت اور عظمت کی واشگاف دلیل ہے۔ میں نے اس قدر زیادہ نام کسی بھی دوسرے شہر کے نہیں پائے۔شیخ المشائخ علامہ شیرازی اللغوی نے تیس نام لکھے تھے۔ حالانکہ وہ اس فن میں مہارت تامہ کے مالک تھے۔جبکہ میں نے اپنی بساط کے مطابق ان سے کہیں زیادہ نام جمع کیے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد ۹۴ ہے اور حروف تہجی کے مطابق ان کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔ أَثْـرِبُ : بروزن مسجد' ہمزہ پر فتح' ثا ساکن' رکسور اور اسی سے یثرب بھی ہے' اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد مختلف شہروں میں آباد ہوئی۔ان میں سے جو شخص اس مقام پر آباد ہوا' اس کا نام یَثْرِبُ تھا۔

پھر اس میں بھی تین قول ہیں' ابی عبید کہتے ہیں یہ اس حصہ کا نام ہے جس سے مدینۃ الرسول ﷺ پھیلا اور بڑھا ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ مدینہ منورہ ہی کا نام ہے اور اسی قول کو امام زمخشری نے اپنایا ہے اور تیسرا قول ~~حضرت امام مالک کے~~ جلیل القدر تلمیذ محمد بن الحسن کا ہے جسے امام ابن زبالہ کی تائید بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے کہ یثرب امام قری المدینہ ہے جو کہ قناۃ، حرف، البرنی اور زبالہ کے درمیان کا خطہ ہے۔

۲۔ ارض اللہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَا جِرُوْا فِيْهَا. [1] امام مقاتل اور امام ثعلبی کا قول ہے کہ اس آیت میں ارض سے مدینہ منورہ مراد ہے۔ جو اس شہر کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے۔

۳۔ ارض الهجرة: حدیث شریف میں ہے۔المدینہ قبة الاسلام و دارالایمان و ارض الهجرة. [2]

۴۔ اکالة البلدان: یعنی ساری دنیا کے شہروں پر تسلط رکھنے والا اور سب سے بلند مقام کا مالک۔

۵۔ اکالة القری: حدیث شریف میں ہے: اُمِرتُ بقرية تاكل القرى. [3] یعنی مجھے ایسے شہر میں ہجرت کرنے کا حکم ملا جو دوسرے شہروں کو کھا جائے گا۔

۶۔ الایمان: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ ﴾ [4]

اور امام ابن زبالہ نے یہ روایت نقل کی ہے سمى الله المدينة الدار والايمان. [5] اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام الدار اور الایمان قرار دیا ہے اور امام بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اس کی تائید میں لکھا ہے کہ سمى الله المدينة بالايمان' اللہ تعالیٰ نے اس شہر کا نام ایمان رکھا ہے کیونکہ یہ شہر ایمان کی تشہیر اور اظہار کا سبب بنا ہے۔

۷۔ البارة: ۸۔ البرة: یہ دونوں نام اس مقدس شہر کے رہنے والوں کے نیک اعمال کی کثرت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ شہر منبع اسرار و برکات اور انوار و فیوضات ہے۔

---

[1] النساء: ۹۷ [2] کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۰' جمع الفوائد ج ۱: ۲۰۱

[3] بخاری شریف ج ۱: ۲۵۲ [4] سورۃ الحشر: ۹ [5] کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ اَلْبَحْرَةُ: ۱۰۔ اَلْبُحَيْرَةُ: جو کہ بحرۃ کی تصغیر ہے۔

۱۱۔ البحیرۃ ۱۲۔ البَلاط: ہموار زمین ۱۳۔ اَلْبَلَدُ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا أُقْسِمُ بِهَـٰذَا الْبَلَدِ﴾[1] اس آیت میں بلد سے مراد مدینہ باسکینہ بھی ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کے شرف ومجد کو چار چاند لگا دیئے۔

۱۴۔ بیت الرسول ﷺ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ﴾[2] مفسرین نے بیت کو مدینہ کریمہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

۱۵۔ تندد: ۱۶۔ تندر: ۱۷۔ الجابرۃ: حدیث شریف میں آتا ہے لِأَنَّهَا تَجْبُرُ الكسير و تغني الفقير. ۱۸۔ جبار:

۱۹۔ الجبارۃ: تورات میں جابرہ اور جبورہ دونوں نام پائے جاتے ہیں۔

۲۰۔ جزیرۃ العرب: امام ابن زبالہ کا قول ہے کہ مدینہ باسکینہ کو جزیرۃ العرب بھی کہا گیا ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إنَّ الله بر أهذه الجزيرة من الشرك. اس میں جزیرہ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور ہروی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ اخرجو المشركين من جزيرة العرب اس میں مدینہ کو صراحتاً جزیرۃ العرب کہا گیا ہے۔

۲۱۔ الجنة الحصينة: حدیث میں آتا ہے کہ غزوہ اُحد کے موقع پر آپؐ نے فرمایا: انا فی جنة حصينة يعني المدينة دعوهم يدخلون نقاتلوهم.

۲۲۔ الحبيبة: یہ نام حضور انور ﷺ کا محبوب شہر ہونے کی نسبت سے رکھا گیا ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: اللّٰهم حبب الينا المدينه كحبنا مكة او اشد .

۲۳۔ الحرم: نبی کریم ﷺ نے فرمایا المدينة حرم اور ایک روایت میں ہے۔ انها حرم آمن.[3]

---

[1] سورۃ البلد [2] سورہ انفال: ۵ [3] کنز العمال ج ۴: ۱۳۳، ج ۱۲: ۲۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ حرم رسول اللہ ﷺ حضور انور ﷺ نے فرمایا: من اخاف اهل حرمي اخافه الله اور امام ابن زبالہ نے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے۔ حرم ابراهيم مكة و حرمي المدينة.

۲۵۔ حَسَنَةٌ سيئة کے مقابل میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَلَنُبْلُوَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ﴾ مفسرین کرام کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں حسنہ مدینہ کریمہ کو کہا گیا ہے۔

۲۶۔ الخيّرة: ۲۷۔ الخيرة: جس کے معنی بہت زیادہ بھلائی کے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: والمدينه خيرلهم لو كانوا يعلمون.

۲۸۔ الدار: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ ﴾ دار سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

۲۹۔ مرار الابرار: ۳۰۔ دار الاخيار: سید کائنات ﷺ اور مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے قدسی نفوس کا دارالاقامت ہونے کی نسبت سے اسے اس نام سے پکارا گیا۔

۳۱۔ دارالايمان: حدیث شریف میں ہے المدينة قبة الاسلام و دارالايمان.[1] کیونکہ اسی مقدس شہر سے اسلام ظاہر ہوا اور پھیلا۔ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: الايمان يارز الى المدينة كما تارزالحية الى حجرها.[2]

۳۲۔ دارالسنة: ۳۳۔ دارالسلامة: ۳۴۔ دارالفتح: ۳۵۔ دارالهجره: جیسا کہ سیدنا عبدالرحمٰن نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: حتى تقدم المدينة فانها دارالهجرة والسنة.[3] اور علامہ کشمیہنی کی روایت میں السلامة کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ اس مبارک شہر ہی سے مکہ معظمہ اور دوسرے شہر اور ممالک فتح ہوئے۔ یہی ذی شان شہر انصار و مہاجرین کا مسکن اور رحمت کائنات ﷺ

---

[1] مجمع الفوائد ج ۱: ۲۰۱ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۰ [2] بخاری ج ۱: ۲۵۲ [3] بخاری شریف ج ۱: ۵۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مہاجرین کا دار الھجرۃ تھا اور اسی سے اطراف و اکناف عالم میں سنت نبوی ﷺ کا نور پھیلا۔

۳۶۔ ذات الحجر: حجرات والا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین جب مدینہ باسکینہ میں آئے تو انصار نے انہیں مکانات عنایت کیے۔

۳۷۔ ذات الحرار: یہ حَرَّۃ کی جمع ہے جہاں حرے کثرت سے پائے جاتے ہوں (پتھریلا علاقہ) جیسے ایک روایت میں ہے: یثرب ذات النخل و الحرۃ.

۳۸۔ ذات النخل: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِیْ ذَاتَ نَخْلٍ وَحَرَّۃٍ.

۳۹۔ السلقة: وسیع و عریض زمین ہونے کی وجہ سے اور اس شہر میں مصائب و آلات اور گرمی کی شدت کے باعث یہ نام مشہور ہوا۔ پھر اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہلیان مدینہ کو تمام ممالک پر مسلط کر دیا اور انہوں نے ساری دنیا کو فتح کر کے زیر نگین بنا لیا۔

۴۰۔ سیدة البلدان: امام دیلمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ آپ نے مدینہ کریمہ کے متعلق فرمایا: یا طیبة یاسیدة البلدان.[1]

۴۱۔ الشافیة: حدیث شریف میں ہے: ترابها شفاء من کل داء و ذکر الجذام و البرص.[2]

۴۲۔ طابَة: ۴۳۔ طَیْبَة: ۴۴۔ طیِّبَة: ۴۵۔ طَائِبٌ: جیسے کاتب ہے یہ چاروں اسماء لفظاً ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ مگر معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

ان اللّٰه سمی المدینه طابة. ایک اور حدیث میں ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا: ان اللّٰه امرنی ان اسمی المدینة طابة. ابن شیبہ وغیرہ نے یہ روایت

---

[1] کنز العمال ج ۱۲: ۲۵۹: ج ۱۲: ۱۳۶　[2] ایضاً ج ۱۲: ۲۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی ہے کہ اس شہر کا پہلا نام یثوب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بدل کر طیبہ رکھ دیا۔ اسی طرح ایک حدیث میں آپ کا یہ ارشاد پایا جاتا ہے: للمدینه عشرة اسماء هی المدینة و طیبه و طابة. اور صاحب نواحی نے طابۃ کی جگہ طابت نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں مدینة المنورة کے دس نام بیان فرمائے ہیں۔ جن میں طیبة، طابه اور مطیبة بھی ہیں اور طیبة کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس ومتبرک شہر کو شرک کی نحوست سے پاک کر دیا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان بریح طیبة کی موافقت سے اسے طیبہ کہا گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مقصود کائنات ﷺ کے وجود عنبرین کی مہک اور نفیس خوشبو کی مناسبت سے اسے طیبہ کہا گیا ہو۔ اور طیبة اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہاں کے تمام امور پاکیزہ ہیں اس شہر کی ہوا میں پاکیزگی اور لطافت پائی جاتی ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں جو آدمی اس شہر خوباں میں سکونت اختیار کرے تو اسے اس کی مٹی اور درودیوار سے نہایت نفیس اور عمدہ خوشبو محسوس ہوگی۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں ''مدینہ منورہ زاد اللہ تنویراً'' کی مٹی میں کچھ ایسی لطیف سی مہک پائی جاتی ہے جو دنیا جہاں کی خوشبوؤں سے نرالی اور عجائبات قدرت کا نفیس شاہکار ہے یوں ہی علامہ یاقوت حموی فرماتے ہیں کہ مدینہ کریمہ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی ہوا میں پاکیزگی اور بارش میں ایسی روح پرور مہک پائی جاتی ہے جو نرالی اور امتیازی شان کی حامل ہے۔

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَابَ نَسِیْمُهَا فَمَا الْمِسْکُ مَا الْکَافُوْرُ مَا الْمندل الرَّطْبُ

۴۶۔ ظبانا: ۴۷۔ العاصمه: کیونکہ یہ مہاجرین کی پناہ گاہ تھی یا بمعنی المعصومه کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو جابر اور ظالم باشادھوں کے دست تصرف سے محفوظ رکھا اور یہ مقدس شہر دجال اور طاعون کی کربناک مصیبت سے بھی مامون رہے گا۔

۴۸۔ العذراء: دشمنوں کے قہر وغضب سے مامون ومحفوظ ہے۔

۴۹۔ العرا: ۵۰۔ العروض: جس طرح صبور ہے اس مقدس شہر کی وادیوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑی دامنوں کی نسبت سے یہ نام مشہور ہوا۔

۵۱۔ الغراء: اس شہر خوباں کی مقدس علامات اور مکارم کا آشکارا ہونا۔ اس کی نورانی شعاؤں پاکیزہ مہک کثرت باغات دوسرے شہروں پر اس کی برتری اور اس کے مکینوں کی عظمت نیز اس کے محل وقوع کی رفعت شان کے باعث اس نام سے موسوم ہوا۔

۵۲۔ غلبة: اس شہر میں جو قوم وارد ہوئی غلبہ اس کا مقدر بن گیا۔ جیسے جب یثرب آباد ہوا تو اسے غلبہ حاصل ہوا۔ پھر یہود کو عمالیق پر اور اوس وخزرج کو یہود پر اور پھر مہاجرین کو اوس وخزرج پر غلبہ نصیب ہوا۔

۵۳۔ الفاضحه: فاسد اور غلط عقیدہ والے کا ظاہر ہو جانا یا خبث کا دور کر دینا۔

۵۴۔ القاصمة: یہ نام تورات کے ناموں میں سے ہے جس کے معنی ہیں جبار وقہار لوگوں کو ہلاک کرنا اور سرکش عناصر کو سرنگوں کر دینا اور اس شہر کے باشندوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنے والوں کو تباہ کر دینے والا۔

۵۵۔ المدينة قبة الاسلام: جیسا کہ حدیث شریف میں ہے المدينه قبة الاسلام۔[1]

۵۶۔ قرية الانصار: ہر چھوٹی بڑی بستی کو عربی میں قریہ کہا جاتا ہے اور انصار وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے فخر کون ومکاں سرور زمین وزماں رحمت کائنات ﷺ اور مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نصرت کا اعزاز حاصل کیا اور ان پر تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لقب سے نوازا وَالَّذِيْنَ آوَوْ وَّنَصَرُوْا اور حدیث شریف میں ہے ان الله قد طهر هذه القرية من الشرك.

۵۷۔ قلب الايمان: ۵۸۔ المؤمنة: امام ابن زبالہ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والذی نفسی بیدہ ان تربتھا المؤمنة ایک روایت کے مطابق تورات میں اس شہر کا نام مؤمنة مذکور ہے۔

۵۹۔ المبارکة: اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کی دعا سے اس شہر کو خصوصی برکات سے نوازا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اَللّٰھُمَّ جْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ.

۶۰۔ مبدء الحلال و الحرام: ۶۱۔ مبین الحلال و الحرام: حلال اور حرام کے احکامات اسی شہر سے صادر ہوئے۔

۶۲۔ المجبورة: حضور انور ﷺ کی ذات ستودہ صفات اور آپ کی دعا کی وجہ سے اس کے مُدّ، صاع یہ پیمانے تھے اور دیگر اشیا میں برکت کی فراوانی کے باعث یہ شہر دوسرے شہروں پر شرف افتخار رکھتا ہے۔

۶۳۔ المجبة: ۶۴۔ المحبة: ۶۵۔ المحبوبة: یہ تینوں نام پہلی آسمانی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ رحمت عالم ﷺ کی محبت اور دعا کی وجہ سے یہ شہر ان ناموں سے موسوم ہوا۔ آپ کا ارشاد ہے: انھا احب البقاع الی اللہ تعالی، اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لیے بھی اسے پسند فرمایا۔ اس طرح یہ شہر اللہ جل شانہ، محبوب کائنات ﷺ اور تمام مسلمانوں کا محبوب بن گیا۔

۶۶۔ المحبورة: اگر یہ لفظ حبور سے بنا ہو تو معنی سرور ہوگا اور اگر الحبرة سے ہو تو نعمت ہوتا ہے۔

۶۷۔ المحرمة: ۶۸۔ المحفوفة: برکات سمیٹنے والا اور فرشتوں کا اس حدود پر پہرہ دینا۔ تاکہ دجال اور طاعون وغیرہ داخل نہ ہوسکیں۔ حدیث شریف میں ہے: المدینة و مکة محفوفات بالملائکة علی کل نقب منھا ملک لایدخلھا الدجال و لا الطاعون.

۶۹۔ المحفوظة: ایک حدیث میں ہے: القری المحفوظة اربع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے دجال اور طاعون سے محفوظ فرما دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰۔ المختارۃ: کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے اس شہر کو اس مقدس ہستی کے لیے اختیار فرمایا جو ساری کائنات میں ممتاز ہیں۔

۷۱۔ مُدْخَلِ صِدْقٍ: ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ قُل رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ اس آیت مبارکہ میں مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مدینہ یا سکینہ مراد ہے اور مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مکہ مکرمہ جبکہ سلطانا نصیرا سے مراد انصار مدینہ ہیں۔

۷۲۔ المدینۃ: ۷۳۔ مدینۃ الرسول: ۷۴۔ المرحومۃ: رحمت کائنات ﷺ کی بعثت کا مقام اور ارحم الراحمین کی رحمتوں کی آماجگاہ۔

۷۵۔ المرذوقۃ: کیونکہ اس شہر میں اللہ کریم نے سرور کائنات کو رزق اور سکون فراہم فرمایا۔ یا پھر اس کے باشندوں کو حسی اور معنوی اعتبار سے رزق میں اس قدر فراوانی عطا فرمائی کہ وہ دنیا جہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

۷۶۔ مسجد الاقصی: ۷۷۔ المسکینۃ: حدیث شریف میں وارد ہوا کہ ان اللہ تعالیٰ قال للمدینۃ یا طیبۃ یا طابۃ یا مسکینۃ لاتقبلی الکنوز ارفع اجاجیرک علی اجاجیر القری. اللہ تعالیٰ نے اس متبرک شہر میں خضوع وخشوع کو غالب کر دیا اور اس کے باشندوں کو نرم مزاج اور خندہ روی کے وصف سے نوازا۔

۷۸۔ المسلمۃ: یہ لفظ مؤمنۃ کی مانند ہے۔ یعنی اس شہر کے باشندے اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار ہیں اور اس نام کا اطلاق اس وجہ سے بھی ہے یہ شہر قرآن مجید کے ذریعہ فتح ہوا۔ اسے جنگ وجدال اور تلوار سے فتح نہیں کیا گیا۔

۷۹۔ مضجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: المدینۃ مھاجری و مضجعی فی الارض.

۸۰۔ المقدسۃ: اس شہر کی نفاست وپاکیزگی اور شرک کی نحوست سے پاک ہونے کی نسبت سے یہ نام مشہور ہوا۔

۸۱۔ المطیبۃ ۸۲۔ المقر: یہ لفظ قرار سے ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا فرمان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: اللھم اجعل لنا بھا قرار و رزقًا حسنا.

۸۳۔ المکتان: اہالیانِ مکہ معظّمہ کے اس شہر میں منتقل ہونے اور غالب ہونے کی وجہ سے اسے مکتان کہا گیا۔

۸۴۔ المکینة: ۸۵۔ مھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ کا ارشادِ گرامی ہے المدینة مھاجری.

۸۶۔ الموفیة: اس شہر میں آنے والوں کے حقوق کو پورا پورا ادا کرنا۔

۸۷۔ الناجیة: طاعون اور دجال سے اسے نجات حاصل ہے۔

۸۸۔ نبلاء: اس کی فضیلت اور بزرگی کی وجہ سے۔۸۹۔ النحر: گرمی کی شدت کے باعث۔

۹۰۔ الھذراء: امام ابن نجار نے یہ لفظ العذرا لکھا ہے یہ نام بھی گرمی کی شدت کی مناسبت سے ہے۔۹۱۔ یثرب: ۹۲۔ یندر: ۹۳۔ یندد.[1]

نظم کے گلدستہ میں سجائے ہوئے اسماءِ مدینہ باسکینہ:

خذ جمله یاصاح من اسماء	مدینة الهادی من الاسواء
محمد نبینا المشرف	الهاشمی المصطفی البرالوفی
فطیبة طیبة و وطابه	وطائب تعرف بالاطابه
جبیبة بیت الرسول و الحرم	وحرم الرسول فاحفظ ما انتظم
دارالایمان و دارالسنة	ودارفتح مع دارا لهجرة
دارالسلامته و دار الابرار	ودار الاخیار لنفی الاسرار
حسنة مختارة مرزوقة	مؤمنه مسکینة محفوظة
مدخل صدق قبة الاسلام	شافیة من جملة الآلام
اکالة القری مع المقدسة	وهی المبارکة خذ ماقبسه
من نور اسماء مکان المصطفی	نظم به ارجو موارد الصفا[2]

(1) الوفاء ۱۹۴ تا ۷ (2) بلوغ الارب ۱۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقبت وفضیلت مدینہؐ باسکینہؐ

مدینہ باسکینہ جسے ہادئ سبل، ختم رُسل، مولائے کل ﷺ کا دار الھجرت مسکن اور استراحت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو کہ منبعِ فیوض و برکات، مرکز کمالات، سرچشمہ انوار وتجلیات اور فقید المثال فتوحات کا مبدأ بھی ہے۔

اس کی خاکِ پاک کے تابناک ذرات کو اس اعزاز پر بجا طور پر ناز ہے کہ فخر کون ومکاں سلطانِ زمین و زماں ﷺ کا وجود باجود انہی سے معرض وجود میں آیا اور اسی خاک کو رحمت کائنات ﷺ کے گوہر عنصر شریف کا صدف بننے کا شرف نصیب ہوا۔

اس شہر خوباں کے دل رُباء تذکرہ سے ایمان میں تروتازگی، روح کو فرحت و سرمستی اور قلب کو سرور وشادمانی نصیب ہوتی ہے۔ آیئے! دیار یار ﷺ کی منقبت و فضیلت کے ایمان افروز ذکر سے کیف وسرور حاصل کریں۔

محبوب کائنات ﷺ کا قلب اطہر اس دیس کی محبت سے لبریز تھا جس کا اظہار آپ کے اعمال واقوال سے ہوتا رہتا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کریمہ کے درودیوار نظر نواز ہوتے ہی بے تابانہ طور پر سواری کو خوب تیز کرتے تاکہ فراق کی جاں گداز گھڑیاں ختم ہو کر وصل کی روح پرور ساعت جلد نصیب ہو۔[1]

آپؐ کے قلب اطہر میں اس ارض مقدس کی گرد وغبار اور ریگ زاروں کے ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ کے چہرۂ پُر ضیاء پر لگ جاتے تو انہیں صاف نہیں

---

[1] بخاری شریف ج ۱: ۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے۔[1]

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی فرد چہرہ یا سر گرد وغبار سے چھپاتا تو آپ ایسا کرنے سے منع فرماتے اور یہ ایمان افروز خوش خبری سناتے کہ اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے'مدینہ منورہ' زادھا اللہ تنویرا کی خاک میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ حتیٰ کہ کوڑھ اور برص جیسے موذی اور لاعلاج امراض کے لیے بھی باعث شفا ہے۔[2]

امام بغوی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

﴿لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾[3]

''ہم انہیں دنیا میں عمدہ ٹھکانا ضرور عطا کریں گے''۔

اس فرمان باری تعالیٰ میں جس عمدہ ٹھکانے کا وعدہ ہے اس سے مدینہ باسکینہ مراد ہے۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

''اے اللہ! بے شک تو نے مجھے میرے محبوب شہر مکہ سے ہجرت کا حکم دیا سو مجھے اپنے پسندیدہ شہر میں سکونت نصیب فرما دے''۔[4]

دربار احدیت میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یوں دست بدعا ہوئے:

اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد.[5]

''اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرما۔ جس طرح ہمیں مکہ محبوب تھا۔ یا اس سے بھی مدینہ کی محبت زیادہ عطا فرما''۔

حضور انور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

امرت بقرية تاكل القرىٰ يقولون يثرب و هي المدينة.[6]

---

[1] مسلم شریف ج۱: ۲۷۰ [2] جمع الفوائد ج۱: ۲۰۱' الترغیب والترہیب ج۳: ۱۱۸

[3] سورۃ النحل: ۱۱۸ [4] مستدرک حاکم [5] بخاری شریف ج۱: ۲۵۳۔ موطا امام مالک باب فضل مدینہ

[6] بخاری شریف ج۱: ۲۵۲۔ مسلم شریف ج۱: ۴۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مجھے اس شہر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا جو شہروں کو کھا جانے والا ہے۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مدینہ ہے“۔

امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ کی تعریف میں ”تاکل القری“ کہنے کی دو وجوہ ہوسکتی ہیں۔ اوّل یہ شہر اسلامی لشکر کا مرکز ہے اور اسی مرکز سے تمام ممالک فتح کیے جائیں گے‘ نیز اموال غنیمت اسی میں جمع ہوں گے یا اس شہر کے باشندے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔[1] ایک روایت میں ہے:

المدینة معلقة بالجنة.[2] مدینہ منورہ جنت میں آویزاں ہے یعنی جنت میں داخل ہے۔

حضرت مکحول سے روایت ہے دنیا میں چار شہر جنت کے ہیں جن میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شامل ہیں۔[3]

امام ابوداوٗد طیالسی نے مسند میں سیدنا شعبہ سے روایت بیان کی ہے۔ اس شہر کو لوگ یثرب کہا کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کا نام طابۃ رکھ دیا۔ اس روایت کو نقل کر کے علامہ عسقلانی لکھتے ہیں کہ طاب اور طیب دونوں کا مادہ طیب ہے اور یہ نام رکھنے کی کئی وجوہ پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اس کے باشندے لطیف ونظیف طبیعت کے مالک ہیں۔ اس کی پاکیزہ مٹی کی نسبت سے یہ نام رکھا گیا۔ وہاں کے پاکیزہ ماحول اور صاف ستھری بود وباش کی بناء پر اس نام سے موسوم ہوا۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مدینہ کریمہ کی مٹی اور در ودیوار میں ایسی نفاست پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان سے کچھ ایسی روح پرور مہک آتی ہے‘ جو کسی بھی دوسرے شہر میں نہیں پائی جاتی۔ جو لوگ وہاں قیام پذیر ہیں وہ اس فرحت انگیز خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔[4]

امام ابن حوقل ایک روایت نقل کرتے ہیں:

---

❶ شرح مسلم شریف ج ا:۴۴۴ ❷ کتاب البلدان:۲۳ ❸ ایضاً ۳۷

❹ ~~فتح الباری ج ۴:۸۹~~ کتاب البلدان: ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مدینہ کریمہ میں اقامت گزیں ہوتا ہے وہ اس کی مٹی اور ہوا میں بے حد نفیس خوشبو محسوس کرتا ہے جو اس مقدس و متبرک مٹی میں قدرتی اور حقیقی جوہر لطیف پایا جاتا ہے۔[1] حضور انور ﷺ نے فرمایا:

ان الایمان لیا رزالی المدینۃ کماتار زالحیۃ الی حجرھا.[2]

''ایمان بالآخر سمٹ کر مدینہ منورہ میں آ جائے گا۔ جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے''۔

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ایمان کی ہوائیں مدینہ باسکینہ سے چلیں اور اقصائے عالم تک پھیل گئیں۔ محبوب کائنات ﷺ کی محبت کے باعث ہر مومن کے دل میں مدینہ کی کشش پائی جاتی ہے۔ اس کی کیفیات کو کئی ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے یہ کشش آپ کے مبارک زمانہ میں تعلیم دین کے باعث تھی۔ صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں ان کی پیروی کی وجہ سے تھی۔ ان کے بعد کے زمانہ میں روضہ انور کی زیارت کے اشتیاق اور مسجد نبوی میں نماز کی خاطر اور اس مقدس شہر کے اطراف میں واقع آپ کے صحابہ کبار کے انوار سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے پیدا ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ کا یہ ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اہالیانِ مدینہ اسلام پر قائم و دائم رہیں گے اور بدعات و خرافات سے محفوظ و مامون رہیں گے۔[3]

فخر کون و مکاں سرور زمین و زماں ﷺ کا جب مدینہ باسکینہ میں ورود مسعود ہوا تو یہ الفاظ وردِ زبان تھے:

اللھم اجعل لنا بھا قرارا و رزقا حسنا.[4]

''اے اللہ کریم! ہمیں اطمینانِ قلب اور عمدہ رزق عطا فرما''۔

---

[1] کتاب صورۃ الارض ۳۱ [2] بخاری شریف ج۱:۲۵۲۔ مسلم شریف ج۱:۸۴

[3] فتح الباری ج۴:۹۴ [4] کنز العمال ج۴:۱۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے اپنی مقدس دعاؤں سے مدینہ کریمہ اور اہالیانِ مدینہ کو بے پناہ نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

آپ کی آہ سحرگاہی نے اہل مدینہ کے مستقبل کو تابناک بنا دیا۔ آپؐ نے دعا فرمائی:

''اے اللہ کریم تو مدینہ طیبہ کے مدٗ صاع اور ناپ کے پیمانہ میں برکت مرحمت فرما''۔ ❶

''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں ہمارے شہر میں' ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما' بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے معزز بندے' خلیل اور نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا فرمائی تھی۔ جبکہ میں تجھ سے مدینہ کے لیے ویسی ہی دعا کرتا ہوں اور اس کے مانند مزید بھی''۔ ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم اجعل بالمدینة ضعفي ما بمکة من البرکة. ❸

''اے اللہ! مکہ معظمہ کی نسبت مدینہ منورہ کو دو چند برکات عطا فرما''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب موسم کا نیا پھل آتا تو اسے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے' آپؐ وہ پھل لے کر دعا فرماتے:

''یا اللہ! تو ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما' ہمارے شہر کو بابرکت بنا اور ہمارے صاع اور مد میں بھی برکت عطا فرما۔

یا اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے' خلیل اور نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ

---

❶ مسلم شریف کتاب الحج باب فضل مدینہ ج ۱ ❷ ایضاً

❸ بخاری شریف ج ۱: ۲۵۳' مسلم شریف ج ۱: ۴۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ہوں۔ جس طرح انہوں نے مکہ معظّمہ کے لیے دعا فرمائی تھی۔ ویسی ہی میں مدینہ طابہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ بلکہ اس سے دوچند کی دعا کرتا ہوں''۔

دعا کے بعد پھل کسی بچے کو عنایت فرما دیتے تھے۔ ❶

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ اس میں دعائیہ جملوں کو دو مرتبہ کہنا مذکور ہے اور آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

اللھم اجعل مع البرکۃ برکتین. یا اللہ دوگنا برکتیں عطا فرما۔ ❷

ابن عساکر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''اے اللہ مدینہ والوں کو رزق عطا فرما من ھھنا و ھھنا آپ نے مدینہ طیبہ کے چاروں طرف اشارہ فرمایا'' ❸

آپ کی مسلسل اور پیہم دعاؤں نے مدینہ باسکینہ کو قابل رشک اور مثالی شہر بنا دیا۔ اس ویرانہ میں ایسی بہار آئی کہ دنیا جہاں کی نعمتیں اور برکتیں سمٹ کر اس شہر خوباں میں جمع ہوگئیں اور انوار و تجلیاتِ ربانی نے اسے بقعہ نور بنا دیا۔

تفضیل مدینہ کریمہ:

قرنِ اُولیٰ ہی سے محدثین' مفسرین' فقہا اور مؤرخین کے مابین یہ معرکۃ الآراء بحث جاری ہے کہ حرمین شریفین میں سے افضلیت کس شہر کو حاصل ہے۔ بعض اکابرین مکہ معظّمہ کو افضل قرار دیتے ہیں' جبکہ بعض عمائدین کے نزدیک مدینہ مشرفہ افضل ہے۔ جانبین سے دلائل کی بھرمار ہے۔ مگر ہم بلانکیر انہیں قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

امام ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم المتوفی ۴۵۶ھ/۱۰۶۳ء تحریر فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ' حرم اور اس کی حدود سمیت اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے افضل ہے۔ اس

❶ مسلم شریف ج ۱: ۴۴۲ ❷ ایضاً ❸ کنز العمال ج ۱۲: ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دوسرا درجہ مدینۃ النبی کو حاصل ہے۔ بمعہ حرم شریف اور اس کی حدود کے اس کے بعد مسجد اقصیٰ کا درجہ ہے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے۔ جبکہ امام مالک کے نزدیک مدینہ مشرفہ مکہ معظمہ سے افضل ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اتدرون اَیّ یوم اعظم حرمة، فقلنا، یومنا هذا، قال، فایّ بلد اعظم حرمة، فقلنا، بلدنا هذا.

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سب سے زیادہ حرمت والا دن کون سا ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ آج کا دن۔ ارشاد ہوا۔ سب سے زیادہ حرمت والا شہر کون سا ہے۔ تو ہم نے عرض کیا ہمارا یہ شہر مکہ''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے جواب میں صحابہ کبار کا مکہ معظمہ کو تمام بلاد سے زیادہ عزت وحرمت والا قرار دینا اور اس پر مہر تصدیق ثبت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے:

هذا اجماع من جمیع الصحابة فی اجابتهم ایاه علیه السلام بانه بلدهم ذلک و هم بمكة.

''یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ترین شہر ہے کیونکہ یہ بات انہوں نے مکہ میں موجود ہوتے ہوئے کہی تھی''۔

لہٰذا اجماع صحابہؓ سے ثابت ہو گیا کہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے حرمت وعزت میں اعظم ہے بنابریں بلاشک وشبہ یہی افضل ہے۔ کیونکہ حرمت میں اعظم ہونا افضلیت ہی کی بنا پر ہوسکتا ہے۔❶

محدث شہیر امام نووی المتوفی ٦٧٦ھ/١٢٧٧ء فرماتے ہیں:

---

❶ المحلی ج ٧: ٢٨٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اور مکہ معظّمہ کی مسجد' مدینہ طیبہ کی مسجد سے افضل ہے لیکن امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کا مسلک اس کے برعکس ہے۔

اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بعض صحابہ' امام مالک اور اکثر علماء مدینہ' مکہ مکرمہ پر مدینہ منورہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ جبکہ اہل مکہ' اہل کوفہ' امام شافعی اور مالکیہ میں سے ابن وھب' ابن حبیب وغیرہ مکہ معظّمہ کی افضلیت کے معترف ہیں۔

ہمارے علماء نے مکہ معظّمہ کی افضلیت کو ان احادیث سے ثابت کیا ہے۔

مثلاً سیدنا عبداللہ بن عدی بن الحمراء سے روایت ہے:

انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم وهو واقف على راحلته بمكة يقول والله انك لخير ارض الله و احب ارض الله الى الله ولو لا انى أُخرجت منك ماخرجتُ.

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ جبکہ آپ مکہ میں اونٹنی پر سوار تھے' فرمایا: اللہ کی قسم بے شک تو (مکہ معظّمہ) اللہ کی زمین میں سے بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں تجھے نہ چھوڑتا"۔

یہ روایت ترمذی اور نسائی نے بھی بیان کی ہے اور اسے ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری اس مسجد میں ایک نماز باقی مساجد کے مقابلہ میں ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ مگر مسجد حرام میں ایک نماز میری مسجد سے بھی ایک سو گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے"۔

اس روایت کو امام احمد بن حنبلؒ نے مسند میں اور بیہقی وغیرہ نے حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔[1]

---

[1] شرح مسلم شریف ج۱: ۴۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث کبیر علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء مساجد ثلاثہ میں نماز کے ثواب کی زیادتی والی حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس حدیث سے مدینہ منورہ پر مکہ معظمہ کی تفضیل پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں دوسرے مقامات کی نسبت عبادت کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے اور یہی جمہور کا قول ہے جو کہ امام مالک اور ان کے اصحاب ابن وھب' مطرف اور ابن حبیب سے بھی منقول ہے لیکن امام مالک کا مشہور قول اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تفضیل مدینہ منورہ کے قائل ہیں۔ ان اکابرین نے اس حدیث طیبہ سے استدلال کیا ہے:

ما بين قبری و منبری روضة من رياض الجنة.

"میری قبر شریف اور میرے منبر شریف کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے"۔

لیکن امام ابن عبدالبر کہتے ہیں۔ اس حدیث سے مدینہ منورہ کی افضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جس میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں حزورہ کے مقام پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا:

"خدا کی قسم بے شک تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں تجھے ہرگز نہ چھوڑتا"۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اصحاب السنن نے اسے بیان کیا ہے۔ ترمذی' ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

اسی طرح اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی تفضیل پر استدلال کیا گیا ہے:

اللهم اجعل بالمدينة ضعفي ماجعلت بمكة من البركة.

"اے اللہ! مکہ معظمہ کی نسبت مدینہ منورہ کو دو چند برکات عطا فرما"۔

---

[1] فتح الباری ج ۳: ۶۷، ۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہراً اس حدیث سے مدینہ باسکینہ کی فضیلت مکہ مشرفہ پر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس میں بھی کسی مفضول چیز کی فضیلت لازم نہیں آتی۔ جبکہ مکہ مشرفہ کی افضلیت علی الاطلاق ثابت ہے۔[1]

امام المحدثین حافظ ابن کثیر التوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء فرماتے ہیں:

جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ جبکہ قبر اطہر اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس موضوع پر جمہور علماء نے طویل دلائل پیش کیے ہیں۔ امام مالکؒ مدینہ منورہ کی افضلیت کے قائل ہونے میں منفرد ہیں دیگر ائمہ ثلاثہ مکہ معظمہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔[2]

محدث جلیل علامہ علی بن سلطان محمد القاری التوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء رقمطراز ہیں: مالکیہ کے نزدیک مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے افضل ہے اور یہ حضرات ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المدینة خیر من مکة. لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور بعض نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اللھم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی احب البقاع الیک.

''اے اللہ! تو نے میرے پسندیدہ شہر سے مجھے نکالا ہے۔ پس تو اپنے پسندیدہ شہر میں قیام نصیب فرما''۔

یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے:

اگرچہ نبی کریم ﷺ کی یہ دعا صحیح روایت سے ثابت ہے:

اللھم اجعل بالمدینة ضعفی مابمکة من البرکة.

اس سے مدینہ منورہ کی فضیلت پر دلالت تو ضروری ہوتی ہے۔

---

[1] فتح الباری ج ۴: ۹۸ [2] البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس سے بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس مکہ مکرمہ کی افضلیت پر متعدد صحیح احادیث پائی جاتی ہیں' جیسا کہ:

و اللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ما اطیبک' واحبک الی ولولا ان قومی اخرجونی منک ماسکنت غیرک.

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا:

ایّ بلد تعلمون اعظم حرمۃ.

''تمہارے علم میں سب سے زیادہ حرمت والا شہر کون سا ہے''۔

اس کے جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''مکۃ المکرمۃ''.

بناء بریں اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہو گیا کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اور حضور اقدس ﷺ نے اس بات کا صحابہؓ سے اقرار بھی کرایا۔[1]

البتہ حضور اکرم ﷺ کی قبر اطہر مکہ معظمہ' کعبہ مشرفہ بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔[2]

علاوہ ازیں بعض اکابرین امت مذکورہ دو نظریات کے سوا ایک اور نظریے کے قائل بھی ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام محمد بن علی الشوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ فریقین کے دلائل تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فالفضل ثابت للفرقین ولا یلزم من ذلک تفضیل احدی البقعتین.[3]

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء فرماتے ہیں:

اصح المحتملات عندی ان یتوقف فیہ.[4]

مزید تفصیلات کے لیے امام ابن حزم کی تصنیف اَلْمُحَلّٰی جلد ۷ اور علامہ محمد یوسف بنوری کی معارف السنن جلد ۳ باب ماجاء فی ای المساجد افضل کی طرف رجوع فرمائیں۔

---

[1] مرقاۃ المصابیح ج ۲: ۱۹۰ [2] ایضاً ج ۲: ۳۰ [3] نیل الاوطار ج ۴: ۲۴۹

[4] المسوی ج ۲: ۳۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاعت کی بشارت:

اس مقدس ومتبرک شہر کے بے شمار اوصاف حمیدہ اور خصائل شریفہ میں سے یہ بھی ایک انتہائی قابل رشک وصف ہے کہ رحمتِ کائنات' منبع فیوض و برکات، فخر کون ومکاں' سلطانِ زمین وزماں ﷺ نے اس بلدہ طیبہ میں میں سکونت کی ترغیب وتحریص دلائی تاکہ اس پاک سرزمین کے انوار وتجلیات سے فیض بار ہو کر محشر کے ہولناک دن میں شفیع المذنبین ﷺ کی شفاعت سے سرفراز ہو سکیں۔ جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''روئے زمین پر مدینہ منورہ کے سوا کوئی ایسا خطہ نہیں جس میں مجھے دفن ہونا پسند ہو''۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رحمتِ کائنات' فخر موجودات ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''جو آدمی مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ اسی جگہ مرے وہ خوش نصیب قیامت کے دن میری شفاعت اور شہادت باسعادت سے مشرف ہوگا''۔ ❷

آپ کا ارشاد ذی شان ہے:

''مدینہ منورہ میری ہجرت گاہ اور آرام گاہ ہے اور اسی خاکِ پاک سے میں قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔ لہٰذا میری اُمت کا حق ہے کہ وہ میری ہمسائیگی اختیار کرے۔ اگر میرے پڑوس میں رہ کر گناہوں سے اجتناب کیا تو میں قیامت کے دن ان کے لیے شفیع اور گواہ بنوں گا''۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مدینہ منورہ کی تکالیف اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت

---

❶ مؤطا امام مالک ج ۲: ۵۵۰۔ المحلی ج ۷: ۲۸۶ ❷ مسلم شریف ج ۱: ۴۴۴ ترمذی شریف ج ۲: ۲۲۹

❸ کنز العمال ج ۱۲: ۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور صبر وقناعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے' تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا"۔ ●

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں شفاعت کا اعزاز حاصل کرنے کے لیے مسلمان ہونے کی شرط بیان ہوئی ہے۔ ●

شفیع یا شہید کی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ خطا کار کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور نیکوکار اور ابرار کے حق میں شہادت دیں گے۔ یا جو مسلمان آپ کی حیات طیبہ میں انتقال فرما گئے تھے ان کے حق میں شہید ہوں گے اور جو آپ کی رحلت کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے ان کے لیے شفیع ہوں گے اور ممکن ہے کہ شفیعًا سے قیامت کے دن مدینہ والوں کے لیے درجات کی بلندی' حساب میں تخفیف اور محشر میں ان کی تکریم و تعظیم مثلاً عرش عظیم کے سایہ میں راحت وغیرہ کی سفارش کرنا مراد ہو۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو آدمی مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں فوت ہوا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے امن والے لوگوں میں اٹھائیں گے"۔ ●

دوسری روایت میں ہے کہ اس کی شفاعت کرنا مجھ پر لازم ہو جاتا ہے۔ ●

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت کے دن میری امت میں سے جنہیں سب سے پہلے میری شفاعت کا شرف حاصل ہوگا۔ وہ مدینہ کریمہ کے خوش بخت لوگ ہوں گے۔ ان کے بعد اہل مکہ اور پھر طائف والوں کی شفاعت کی جائے گی"۔ ●

تاج دار مدینہ' شاہ حرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنا اور آرزو قابل تقلید ہے کہ آپ مدینہ باسکینہ میں سفر آخرت کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی خاک پاک کو اپنی قبر مبارک کے لیے

● مسلم شریف ج۱:۴۴۴۔ ترمذی شریف باب فضل مدینہ ج۲:۲۴۰ ● مسلم شریف ج۱:۴۴۴
● سنن الکبری ج۵:۲۴۵۔ کنز العمال ج۱۲:۲۷۱ ● کنز العمال ج۱۲:۲۷۱ ● جامع الصغیر ج۱:۱۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند فرماتے ہیں۔ سیدنا یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک مرتبہ جنت البقیع میں قبر کھودی جا رہی تھی۔ جہاں مقصودِ کائنات ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں ایک صاحب وارد ہوئے اور قبر دیکھ کر کہنے لگے۔ مومن کے لیے یہ کیسی بری جگہ ہے۔ آپ کو اس کی بات ناگوار گزری۔ آپ ؐ نے فرمایا: تم نے کیسی بری بات کہی ہے (غالباً آپ کی مراد یہ تھی کہ مومن کی قبر تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتا ہے اور تم اسے بری جگہ کہہ رہے ہو) وہ صاحب عرض کرنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی موت اپنے گھر میں واقع ہوئی ہے۔ انہیں اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کرنا چاہیے تھا۔
حضور انور ﷺ نے فرمایا: شہادت کے برابر تو کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن ساری روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مجھے اپنی قبر بنانا پسند ہو سوا مدینہ کریمہ کے''۔ آپ ؐ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ ❶

اللہ اللہ! وہ دھرتی کس قدر قابل رشک اور پر شکوہ ہے جس کے ریگ زاروں کو مقصودِ کائنات ﷺ اپنا اوڑھنا بچھونا اور مسکن بنانے کے لیے مضطرب اور بے تاب رہے۔

ان جذبات کا اظہار کوئی اتفاقیہ بات نہ تھی بلکہ مدینہ کریمہ کی خاکِ پاک کے ساتھ اُنس ومحبت تو ایک فطری تقاضا تھا۔ کیونکہ رحمت دو عالم ﷺ کے وجود مسعود کا خمیر اسی خاک سے بنا تھا اور آپ کا فرمان والا شان ہے:

''جس مٹی سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے اسی میں اس کی تدفین ہوتی ہے''۔ ❷

اور آپ ؐ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

''جس مٹی سے مجھے پیدا کیا گیا ہے' اسی مٹی سے ابوبکر صدیق اور عمرؓ فاروق کو بھی پیدا کیا گیا اور پھر اسی میں ہم دفن کیے جائیں گے''۔ ❸

---

❶ مؤطا امام مالک ج۲: ۵۵۰ ❷ فتح الباری ج۳: ۶۸' نیل الاوطار ج۴: ۲۲۹ ❸ وفاء الوفا ج۱: ۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصودِ کائنات ﷺ کے جسد عنبریں کی تخلیق جس خاک پاک سے ہوئی اور پھر جس کے افق پر رسالت کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا اور بالآخر اسی کی گود میں راحت گزیں ہوا۔ اس خاک کی رفعت شان اور بلندی مقام کا کیا کہنا۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ ولولہ اور جذبہ ہر وقت شعلہ زن رہتا تھا کہ مدینہ باسکینہ کی خاک نصیب ہو مگر شہادت فی سبیل اللہ کا اعزاز بھی حاصل ہو بنا بریں آپ اکثر یہ دعا فرماتے:

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک۔[1]

"اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرمانا اور اپنے حبیبؐ کے شہر میں موت عنایت فرمانا"۔

کس قدر مبارک اور قابل رشک دعا تھی۔ اگرچہ اجتماع ضدین محال نظر آتا تھا کہ شہادت فی سبیل اللہ کا رتبہ بھی حاصل ہو اور عالم بقا کی جانب رحلت بھی مدینہ کریمہ میں نصیب ہو۔ کیونکہ جام شہادت نوش کرنے کے لیے محاذ جنگ یا میدان کارزار ہوتا ہے۔ جبکہ مدینہ باسکینہ سکون وطمانیت کا مرکز ہے' محاذ جنگ نہیں۔ مگر اللہ جل جلالہ کی شانِ کریمی پر قربان جائیں جس نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی دونوں دعاؤں کو مکمل طور پر شرفِ قبولیت سے نوازا۔ بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ سید الکونین ﷺ کے پہلو میں آسودہ خواب ہونا بھی نصیب فرما دیا:

این سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک شقی ازلی کے ہاتھوں عین اس وقت جام شہادت نوش کیا جس وقت نماز صبح کے لیے آپ مسجد نبوی شریف میں داخل ہو چکے تھے۔

علامہ بدر الدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء فرماتے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شرفِ شہادت سے بھی مشرف کیا گیا اور اپنے دو محبوب

---

[1] بخاری شریف ج ۱: ۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفقاء کے ساتھ ایسی جگہ دفن کیا گیا جو بے حد اشرف و اکرم ہے۔●

﴿ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴾●

یہ تڑپ، شوق، عشق، جذبہ اور ولولہ ہر مسلمان کے دل میں جاگزیں ہے اور ہر کسی کی یہ تمنا اور آرزو ہے کہ مدینہ باسکینہ میں جینا اور مرنا نصیب ہو۔ مگر قسام ازل کی تقسیم تبدیل نہیں ہوسکتی۔ ایسے عشاق کی کمی نہیں جو اس جذبہ سے سرشار اور اس عظمت کے حصول کے لیے بے قرار ہیں۔ افسوس کہ یہ مختصری تالیف اس عظیم الشان اور طویل تذکرہ کی متحمل نہیں ورنہ دیار محبوب پہ تن، من، دھن قربان کرنے والوں کے عبرت انگیز واقعات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے۔ محض نمونہ کے طور پر کچھ سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

امام دارالہجرۃ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو خاکِ طیبہ کے ساتھ اس قدر عشق اور فریفتگی تھی کہ آپ نے تمام عمر عزیز مدینہ کریمہ میں بسر فرمائی اور شہر سے باہر کہیں بھی نہیں جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مدینہ طیبہ سے نکل جاؤں اور میری موت آ جائے اور میں مدینہ باسکینہ کی خاکِ پاک میں دفن ہونے سے محروم رہ جاؤں۔ صرف ایک مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ بالآخر شادکام ہوئے اور آج جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔●

آپ کا قلبِ مبارک عشق رسول ﷺ سے اس قدر معمور تھا کہ ضعف، پیری اور کبرسنی کے باوجود مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں چلتے تھے۔ آپ کا کہنا تھا کہ جس ارض مقدس میں جسم عنبریں ﷺ آرام فرما ہو اس زمین پر سوار ہو کر چلنا گستاخی ہے۔

آپ ساری عمر قضاء حاجت کے لیے مدینہ طابہ کے حرم محترم سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ البتہ بیماری یا کسی مجبوری کی وجہ سے بیت الخلاء استعمال کر لیتے تھے۔ آپ تین دن میں صرف ایک مرتبہ بیت الخلاء جاتے اور فرماتے کہ بار بار

● عمدۃ القاری ج ۵: ۱۶۱، فضل مدینہ ● سورۃ الحدید: ۲۱ ● جذب القلوب: ۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے سے مجھے شرم آتی ہے۔●

اللہ کریم اپنی رحمت سے ہمیں بھی مدینہ کریمہ میں موت نصیب فرمائے اور شفیع المذنبین ﷺ کی قیامت کے دن شفاعت سے نوازے۔

رحمت کائنات ﷺ نے مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویرا کی گوناگوں خوبیوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ پیشین گوئی بھی فرمائی کہ بعض لوگ دنیوی فوائد اور ذاتی اغراض کی بنا پر اس شہر کی سکونت ترک کر دیں گے۔ جیسا کہ سیدنا سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مخبر صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یمن فتح ہوگا اور بعض لوگ وہاں کے حالات دریافت کریں گے' پھر اپنے اہل وعیال کو اور جو لوگ ان کے کہنے میں آئیں گے' انہیں ساتھ لے کر وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ ان کے لیے مدینہ ہی بہتر تھا' اگر وہ سمجھ سے کام لیتے۔ پھر جب شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں کے خوش کن حالات سن کر اپنے اہل وعیال اور جو کوئی ان کا کہا مانے گا' ساتھ لے کر وہاں منتقل ہو جائیں گے۔ حالانکہ ان کے لیے مدینہ ہی بہتر تھا' اگر وہ سمجھ سے کام لیتے۔ اسی طرح جب عراق فتح ہوگا تو لوگ وہاں کے حالات سن کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہاں جا کر آباد ہو جائیں گے' حالانکہ ان کے لیے مدینہ ہی بہتر تھا۔ کاش وہ اس بات کو سمجھتے''۔●

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اہالیانِ مدینہ پر ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ یہاں سے لوگ خوشحال زندگی کی تلاش میں سرسبز وشاداب مقامات پر چلے جائیں گے اور وہ اپنی مطلوبہ خوشحالی پالیں گے اور پھر اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔ حالانکہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے اگر وہ سمجھ سے کام لیتے''۔●

● تذکرہ محدثین سید احمد رضا بجنوری ج ۱:۱۲۹ ● بخاری شریف ج ۱:۲۵۲ مسلم شریف ج ۱:۴۴۵

● الترغیب والترہیب ج ۲:۱۴۰۔ فتح الباری ج ۴:۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حجر عسقلانی التوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد اسی طرح پورا ہوا اور مذکورہ شہر اسی ترتیب سے فتح ہوئے' نیز اس حدیث سے مدینہ منورہ کی دوسرے شہروں پر فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ رسول الثقلین ﷺ کا حرم' آپ کا پڑوس' مہبط وحی اور نزول برکات کا مرکز ہے۔ یہاں دین کے دائمی اور ابدی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ ناپائیدار اور ناقابل اعتبار دنیوی فوائد کی خاطر دوسرے شہر میں چلے جائیں گے۔❶

امام منذری التوفی ۶۵۶ھ/۱۲۵۹ء رقمطراز ہیں۔

''جب اسلام کی نورانی شعاعیں حجاز سے دوسرے ممالک تک پھیل گئیں اور اسلامی فتوحات کے ذریعے بہت سے سرسبز و شاداب علاقے مسلمانوں کے زیرنگیں آئے تو طبعی طور پر بہت سے لوگوں نے حجاز کی خشک اور بنجر زمین کے مقابلہ میں شام و عراق وغیرہ کے ہرے بھرے اور نعمائے دنیا سے مالا مال خوشحال و شاداب علاقوں میں رہنا پسند کیا اور وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر ان علاقوں میں منتقل ہونا شروع ہو گئے۔ اس طرح وہ شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا جو دس سال کی پیہم جانی و مالی قربانیوں سے معرض وجود میں آیا تھا۔❷

رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مدینہ منورہ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ یہ برے آدمی کو اس طرح نکال کر باہر پھینک دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔❸

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی جو مدینہ طیبہ میں رہتا تھا اسے ایک مرتبہ سخت بخار آیا جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں رہنے سے دل برداشتہ ہو گیا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا' میری بیعت توڑ دیں۔ میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ آپؐ نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا۔ اس نے دوبارہ بلکہ

---

❶ فتح الباری ج۴:۹۲، ۹۳ ❷ الترغیب والترہیب ج۳:۱۳۱ ❸ بخاری شریف ج۱:۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہ بارہ آ کر اصرار کیا۔ مگر آپ مسلسل انکار فرماتے رہے۔ بالآخر وہ مدینہ منورہ سے بھاگ گیا۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے۔ یہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے اور اچھے آدمی کو خالص کر دیتا ہے''۔ (1) یعنی نکھار دیتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''آگاہ رہو کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ منورہ شریر اور بدکار آدمیوں کو نہ نکال دے' جس طرح بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے''۔ (2)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں:

''مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سوا دجال ہر شہر میں داخل ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا' جس کے خوف سے ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل کر بھاگ جائے گا''۔ (3)

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

ہر وہ آدمی جس کا ایمان خالص نہیں ہوگا وہ مدینہ سے نکل جائے گا اور صرف مخلص مومن ہی باقی رہ جائیں گے جن پر دجال مسلط نہیں ہو سکے گا۔ (4)

رحمت کائنات ﷺ کا روضۂ اطہر جو اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں اور برکتوں کا منبع ہے۔ اہالیانِ مدینہ ان برکات سے ہمہ وقت مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ تزکیہ وتطہیر اس مقدس شہر کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ کریم ہم سب مسلمانوں کو اس کے فیوضات و برکات سے بہرہ یاب فرمائے اور گنبد خضرا کے ظل عاطفت میں

---

(1) بخاری شریف ج۱:۲۵۳۔ مسلم شریف ج۱:۴۴۴، ۴۴۵ (2) ایضاً (3) بخاری شریف ج۱:۲۵۳

(4) فتح الباری ج۴:۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکونت نصیب فرمائے اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

اہالیانِ مدینہ کے بدخواہ کا عبرت ناک انجام:

رحمۃ اللعالمین ﷺ کے محبوب پڑوسی اور اہل وطن' باشندگانِ مدینہ کریمہ کے ساتھ اگر کوئی بدنصیب دھوکہ' فریب یا برائی کی جسارت کرے تو پھر وہ ربِ ذوالجلال کی گرفت اور اپنے عبرتناک انجام سے بچ نہیں سکتا۔ محبوب انس و جان ﷺ کی نگری کے مکینوں کو اذیت پہنچانے والا خود بھی چین و سکون کی نعمت سے محروم ہی رہے گا۔ چنانچہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ' حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

''جو آدمی اہالیانِ مدینہ کے ساتھ مکروفریب کرے گا تو وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے''۔●

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مدینہ منورہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی برائی کا ارادہ کرے گا تو حق تعالیٰ شانہٗ اسے آگ میں اس طرح پگھلا دیں گے جس طرح آگ میں سیسہ پگھل جاتا ہے یا پانی میں نمک گھل جاتا ہے''۔●

حضور اقدس سراپا رحمت ﷺ نے فرمایا:

''جو ظالم اہالیانِ مدینہ کو خوف زدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن خوفزدہ کریں گے' ایسے بدبخت پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور نہ ہی اس سے مال اور بدلہ قبول کیا جائے گا''۔●

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فتنہ پرداز سرداروں میں سے ایک سرکش سردار مدینہ طیبہ آیا۔ اس وقت حضرت جابر بڑھاپے کی وجہ سے بینائی سے محروم ہو چکے تھے' ان سے کہا گیا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس ظالم کے مقابلہ سے

● بخاری شریف ج۱:۲۵۲ ● مسلم شریف ج۱:۴۴۱ ● کنز العمال ج۱۲:۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند دنوں کے لیے کنارہ کشی اختیار کر لیجیے تاکہ ابتلاء سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ آپ دونوں بیٹوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر شہر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ ضعف پیری اور بینائی نہ ہونے کے باعث گر گئے اور زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ''ہلاک ہو وہ شخص جس نے حضور انور ﷺ کو ڈرایا'' بیٹا عرض کرنے لگا کہ حضور انور ﷺ کو کیسے ڈرایا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ تو اس دار فانی سے دار بقا کو تشریف لے جا چکے۔

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رحمت عالم ﷺ سے یہ فرمان خود سنا ہے کہ جس شخص نے مدینہ والوں کو ڈرایا' اس نے درحقیقت مجھے ڈرایا ہے''۔ ●

آقا کے ان ارشادات کی روشنی میں زائرین کو بالخصوص اور ہر مسلمان کو بالعموم اس بات کا اہتمام اور خیال رکھنا لازم ہے کہ اس کے قول و فعل سے ان لوگوں کی دل آزاری نہ ہو۔ انہیں کوئی اذیت نہ پہنچنے پائے' خرید و فروخت اور لین دین میں ان سے قطعاً چالبازی یا مکر و فریب نہ کیا جائے۔ نیز اپنے وطن میں رہتے ہوئے بھی اہالیانِ مدینہ باسکینہ کی غیبت' عیب جوئی، بدگمانی اور انہیں بدنام کرنے کی مکروہ جسارت ہرگز نہ کی جائے' ان کے ساتھ صفائی اور سچائی کا معاملہ ہونا چاہیے۔ ورنہ مذکورہ بالا وعید کے بموجب قہر الٰہی سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔

مدینہ منورہ کے باشندوں کی صحبت کو حرز جاں بنائیں۔ بالخصوص علماء، صلحاء، سادات اور مسجد نبوی شریف کے خدام سے حسب مراتب محبت اور عقیدت رکھی جائے۔ حتیٰ کہ وہاں کے عوام اور غلام جنہیں چنداں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے' بھی واجب الاحترام ہیں۔ کیونکہ انہیں جو شرف ہمسائیگی رحمت کائنات ﷺ حاصل ہے' اس سے دنیا جہاں کے مسلمان محروم ہیں' اگر ان کے اعمال میں کچھ نقص اور کمی ہو' تب

● مسند امام احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وہ شرفِ سکونت اور ہمسائیگی خیر الخلق ﷺ کے باعث ہمارے لیے واجب التعظیم وتکریم ہیں۔

ترابِ مدینہ باسکینہ:

وہ ارض مقدس جہاں پہنچ کر مریضانِ عشق اور مہلک روحانی امراض کے بیمار شفایاب ہوتے ہیں۔ وہاں حکیم مطلق اور کارسازِ عالم نے جسم و جاں اور ظاہری امراض کے لیے مدینہ کریمہ کی خاکِ پاک کو اکسیر بنا دیا ہے۔ رحمتِ کائنات ﷺ جب کسی بیمار کو جھاڑ پھونک کرتے تو اپنے مقدس کلام کے ساتھ مدینہ کی خاکِ پاک بھی شامل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سید کائنات ﷺ بیمار کو ان الفاظ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔[1]

"اللہ کے نام کے ساتھ! ہمارے ملک کی مٹی سے ہم میں سے بعض کے تھوک کے ساتھ، ہمارا مریض اللہ کے حکم سے شفایاب ہو جائے گا"۔

سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہو جاتا یا کسی کو زخم لگتا تو رحمتِ کائنات ﷺ اپنی کلمہ کی انگلی (انگشت شہادت) زمین پر رکھ کر یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی بِہٖ سَقِیْمُنَا۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں دم کیا۔ پھر بطحان کی مٹی ایک پیالہ میں ڈالی اور پانی ڈال کر بیمار پر چھینٹے مارے۔[3]

امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء فرماتے ہیں۔

---

[1] بخاری شریف ج ۲: ۸۵۵۔ مسلم شریف ج ۲: ۲۲۳ [2] مسلم شریف ج ۲: ۲۲۳

[3] ابوداؤد شریف کتاب الطیب باب ماجاء فی الرقی ج ۲: ۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ارض سے مدینہ طیبہ مراد ہے جو مخصوص برکات کی حامل ہے۔ رحمتِ کائنات ﷺ اپنی انگشت شہادت کو لعابِ دہن لگا کر زمین پر رکھتے تاکہ مٹی لگ جائے پھر مذکورہ دعا پڑھ کر زخم والی جگہ یا بیمار پر پھیر دیتے تھے۔ ❶

مقصود کائنات ﷺ ایک مرتبہ قبیلہ بنو الحارث کے بعض بیماروں کی مزاج پرسی کو تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے بتایا ہم بخار میں مبتلا ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس صہیب موجود ہیں (مدینہ منورہ میں واقع وادی بطحان کی ایک خاص جگہ کا نام ہے) وہ لوگ عرض کرنے لگے، حضورؐ ہم صہیب کو کیا کریں؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈالو اور یہ دعا پڑھ کر دم کرو اور لعاب ڈال کر بیمار پر چھینٹے مارو۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرَابُ اَرْضِنَا بِرِيْقِ بَعْضِنَا شِفَاءُ مَرِيْضِنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

''چنانچہ ان لوگوں نے جب اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخار جاتا رہا''۔ ❷

سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کا غبار مرض جذام کے لیے شفاء ہے۔ ❸

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کی خاک میں ہر ایک بیماری کی شفا ہے''۔ ❹

جن علماء کرام کے نزدیک حرم شریف سے مٹی لینا جائز نہیں۔ انہیں بھی اس خاص جگہ کی مٹی کی خصوصیت کا انکار نہیں ہے۔ جیسا کہ امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں۔

اس جگہ سے لوگ آج تک برابر مٹی لے جاتے رہتے ہیں اور تجربہ کر کے

---

❶ شرح مسلم شریف ج ۲: ۲۲۳ ❷ اخبار مدینہ: ۲۸ ❸ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۶، الوفا: ابن جوزی ج ۱: ۲۵۳ ❹ جمع الفوائد ج ۱: ۲۰۱، الترغیب والترہیب ج ۳: ۱۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کے ارشادات صحیح پاتے ہیں۔ اب وہاں گڑھا بن گیا ہے۔ میں نے بھی وہ گڑھا دیکھا اور مٹی حاصل کی۔ ❶

شیخ مجدالدین فیروز آبادی اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ میرا غلام ایک سال تک مسلسل بخار میں مبتلا رہا۔ بالآخر میں نے اس جگہ سے مٹی حاصل کی اور پانی میں ڈال کر اس پر چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہی دن میں شفا عطا فرما دی۔ ❷

شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں کہ اس علاج اور تجربہ اور مشاہدہ سے میں بھی شرف بار ہوا جس زمانہ میں مدینہ باسکینہ کے قیام سے سرفراز ہوا' میرے پاؤں میں ایسا مہلک ورم آ گیا کہ اطباء نے اتفاق رائے سے اسے ہلاکت کی علامت قرار دیا۔ مگر میں نے اس پاک مٹی سے اپنا علاج شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں آسانی اور سہولت کے ساتھ اس مہلک مرض سے چھٹکارا مل گیا۔ ❸

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی المتوفی ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء بیان کرتے ہیں:

شیخ المشائخ علامہ خلیل احمد انبہٹوی کو عرب کے آدمیوں ہی سے نہیں بلکہ وہاں کی ہر چیز سے بے حد محبت تھی' بالخصوص مدینہ طیبہ کی مٹی آپ کو بہت محبوب تھی' زائرین کو ابیار سبعہ (سات کنویں) کا پانی اور تراب مدینہ لے جانے کی ترغیب دیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان میں شفا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے کہ مٹی کھانا نہیں۔ کیونکہ ناجائز ہے۔ ہاں لیپ وغیرہ میں استعمال کریں۔

موصوف فرماتے ہیں کہ ایک سفر حج میں میرے چچا بھی رفیق سفر تھے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر وہ مرض ماشرہ (منہ کا مہلک ورم) میں مبتلا ہو گئے۔ طبیب نے حرکت کرنا اور ہوا لگنا سخت مضر بتایا۔ لیکن اتفاق سے قافلہ کی روانگی کا وقت آ گیا اور عم بزرگوار مُصر تھے کہ قافلہ کے ساتھ ہی روانہ ہونا ہے۔ بعد میں مشکلات پیش آئیں گی۔ ڈاکٹر رفاقت علی مرحوم جو فوجی ڈاکٹر تھے۔ ان سے مناسب ادویات لے

---

❶ اخبار مدینہ: ۲۸ ❷ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۸ ❸ جذب القلوب: ۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے سخت تاکید کی کہ منہ پر ہر وقت روئی لپٹی رہے اور ہوا نہ لگنے پائے ورنہ جان جانے کا خطرہ ہے۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں۔ میں نے یہ تمام پریشان کن حالات اور اضطراب کی کیفیت شیخ المشائخ مولانا انبہٹوی کی خدمت میں عرض کیں کہ اتنا دور دراز کا سفر اونٹوں پر اور پھر بیماری کی شدت کا یہ عالم اور چچا جان مصر ہیں۔ فرمایا بھئی! اللہ کی مشیت میں کسی کو دخل نہیں اور غیب کی خبر کسی کو نہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ ہاں اس کا مجھے بھی فکر ہے کہ سفر میں ہوا سے بچنا بہت مشکل ہے اور تیمارداری اس سے زیادہ مشکل مگر گھبراؤ نہیں اللہ سب آسان فرمائے گا۔ فرمایا کہ آستانہ شریفہ کی مٹی لے لو اور وہ منہ پر ملو۔

مولانا موصوف کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت وہاں مٹی کہاں سے آئی فرمایا: روضہ شریف کے قریب قالین کے نیچے جو بھی گرد وغبار ہو ہاتھ کو مل لیجیو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کہ نماز ظہر سے فارغ ہو کر مٹی حاصل کی اور چچا کے چہرہ پر مل کر روئی لپیٹ دی۔ رات کو عشا کی نماز سے فارغ ہو کر جب گھر آیا تو چچا کو بہت مسرور پایا۔ کہنے لگے ذرا میرا منہ کھول کر دیکھو تو سہی مجھے تو یوں لگتا ہے کہ آدھا مرض ختم ہو گیا ہے نہ وہ سوزش ہے اور نہ کرب۔ اس ترابِ مدینہ نے تو اکسیر سے زیادہ کام کیا ہے۔ دوسری دفعہ اس مقدس مٹی کے استعمال سے شافی مطلق نے کلیتہً شفا عطا فرمادی۔[1]

امام ابن حوقل ایک حدیث بیان کرتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ باسکینہ کا غبار جذام جیسے لاعلاج مرض کے لیے باعث امن وسکون ہے۔"[2]

خصائص مدینہ باسکینہ:

مدینہ باسکینہ کو اللہ کریم نے بے انتہا خصائص وفضائل سے نوازا ہے' عظمت و

---

[1] تذکرۃ الخلیل: ۳۹۶، ۳۹۷ [2] کتاب صورۃ الارض: ۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان میں منفرد حیثیت کا حامل ہے' اس کی بعض خصوصیات کا ایمان افروز تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ تمام اسلامی ممالک بزورِ شمشیر فتح ہوئے۔ لیکن مدینہ کریمہ صرف قرآن کے ذریعہ فتح ہوا۔

۲۔ تمام اسلامی ممالک حتیٰ کہ مکۃ المکرّمہ بھی مدینہ ہی کے ذریعہ اسلام کے زیرِنگیں ہوئے اور اللہ کریم نے اسے دین اسلام کا مظہر بنایا ہے۔

۳۔ اللہ جل مجدہ نے رسول اللہ ﷺ کی اعانت و امداد کے لیے اہالیان مدینہ کو منتخب کیا۔

۴۔ سید الکونین رحمت دارین ﷺ کے لیے اس مقدس شہر کو قرار و سکون اور دار الھجرہ بنا دیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی سرزمین کو اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً﴾ [1] کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی۔

۶۔ اللہ کریم نے اس شہر کو محبوبِ کریم ﷺ کا گھر قرار دے کر اسے ان کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔

﴿كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ﴾ [2]

''اللہ کریم نے آپ کو آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا''۔

۷۔ اللہ رب العزت نے اس مبارک شہر کی قسم کھائی ہے:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (سورة البلد:۱) قسم ہے اس شہر کی۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: ھٰذا البلد سے مراد مدینہ شریف ہے جسے آپ کے اقامت گزین ہونے سے مشرف کیا اور آپ کی قبر اطہر کے ذریعہ سے برکتوں سے نوازا۔[3]

---

[1] النسا:۹۷ [2] انفال:۵ [3] قرطبی ج۲۰:۶۰۔ سورہ البلد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ نیز فرمایا:

﴿ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ ﴾ [1]

''اے پروردگار! مجھے داخل ہونے کی سچی جگہ میں داخل کر اور نکلنے کی سچی جگہ سے نکال''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو مُدْخَلَ صِدْق فرما کر مقدم کیا اور مُخْرَجَ صِدْق سے مکہ مراد ہے جسے موخر کیا۔ اگرچہ اصولی طور پر مُخْرَجَ صِدْق کو یعنی مکہ کا ذکر مقدم ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ ترتیب کے اعتبار سے بھی نکلنا داخل ہونے سے پہلے واقع ہوا تھا۔ لیکن مدینہ منورہ کی خصوصیت کو ظاہر کرنے کے لیے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔

۹۔ مدینہ منورہ کی سرزمین پاک ہی میں ایک ایسا مقدس خطہ پایا جاتا ہے۔ جس کے دنیا کی تمام جگہوں سے افضل ہونے پر علماء امت کا اجماع ہے یعنی قبر اطہر سید کائنات ﷺ۔

۱۰۔ بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسے مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۱۱۔ راہ خدا میں جانِ عزیز کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء محفوظ خزانہ کی طرح اس سرزمین پاک میں مدفون ہیں۔ سیدنا امام مالک مدینہ باسکینہ کی عظمت اور فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ یہ دارالھجرۃ ہے۔ یہ دارالسنۃ ہے اور شہداء سے لبریز ہے۔

۱۲۔ فخر کائنات ﷺ نے اس شہر کو حرم قرار دیا۔

۱۳۔ امام الانبیاء ﷺ نے اپنے دستِ اطہر سے اس میں مسجد تعمیر فرمائی۔

۱۴۔ مدینہ کریمہ کو یہ شرف بھی نصیب ہے کہ اس سرزمین میں حجرۂ نبویؐ اور منبر نبوی کے درمیان جنت کا ایک باغ واقع ہے۔

---

[1] سورہ بنی اسرائیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ مدینہ منورہ ہی کی مسجد میں وہ ذی شان منبر پایا جاتا ہے جس کے پائے جنت میں ہیں۔

۱۶۔ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب دنیا بھر کی تمام مساجد سے پچاس ہزار گنا زیادہ ملتا ہے۔صرف مسجد حرام کا ثواب اس سے فزوں تر ہے۔

۱۷۔ اسی مسجد کے متعلق تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ جس آدمی نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں اللہ اسے جہنم کی آگ' عذاب جہنم اور نفاق سے بری کر دیتا ہے۔[1]

۱۸۔ مسجد نبوی شریف میں تعلیم و تعلم کا خصوصی حکم صادر ہوا ہے۔

۱۹۔ انبیاء علیہم السلام کی تعمیر کردہ مساجد میں سب سے آخری مسجد مدینہ کریمہ ہی میں تعمیر ہوئی اور اس کی زیارت کے لیے سفر کا اہتمام کرنے کی اجازت بھی ہے۔

۲۰۔ مدینہ طابہ میں مشاہد و مزارات بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ آپ مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہونا پسند کرتے ہیں یا مکہ معظمہ میں؟ تو انہوں نے کہا: ''مدینہ منورہ'' میں کیوں کہ اس شہر کا کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جس پر حضور اقدس ﷺ نہ چلے ہوں اور آپؐ کے پائے مبارک کے نقوش نہ ثبت ہوئے ہوں۔

۲۱۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق یہ شہر ہمیشہ دارالسلام رہے گا۔

۲۲۔ دنیا کے تمام اسلامی ممالک اور شہروں میں یہ شہر قیامت کے قریب سب سے آخر میں ویران ہو گا۔

۲۳۔ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ مدینہ منورہ کے علماء سے زیادہ علوم دینیہ کا ماہر دنیا میں نہیں ملے گا۔

۲۴۔ قیامت کے دن امت محمدیہؐ کے اشراف لوگوں کا حشر اسی شہر سے ہو گا۔

مزید تفصیل کے لیے وفاء الوفا ج ا' الفصل السابع ملاحظہ ہو۔

---

[1] وفاء الوفا ج۱:۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادکاری شہر خوباںؐ

اور

اس کے باشندے

وہ شہر خوباں جو مقصود و مطلوبِ مومن اور روحانی و ایمانی مرکزیت کا حامل ہے۔ کس طرح اور کب معرضِ وجود میں آیا۔ اسے کس نے آباد کیا اور کتنی اقوام و ملل کی آماجگاہ رہا۔ یہ تاریخی حقائق اور تدریجی کوائف ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ تاریخی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ۲۲۰۰ قبل المسیح میں معرضِ وجود میں آیا تھا۔ کیوں کہ ۲۱۸۹ ق م میں جب حضرت اسماعیلؑ شیر خوارگی کے عالم میں والدہ ماجدہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ جاتے ہیں' تو قبیلہ بنو جرہم کو پہلے سے وہاں موجود پاتے ہیں۔ اور اسی زمانہ کے قریب عمالقہ میں سے یثرب بن قانیہ نے یہ شہر آباد کیا تھا۔

عمدۃ المورخین امام سید شہاب الدین بن عباس احمد السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء لکھتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ کشتی نوح سے اترنے والے افراد کی تعداد اسّی تھی۔ بابل کے اطراف میں جس جگہ یہ لوگ آباد ہوئے' اس بستی کا نام ''سوق الثمانین'' (اسّی لوگوں کا بازار) مشہور ہوا۔ ان میں مختلف بہتر زبانیں بولی جاتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی کا فہم و ادراک عطا فرمایا اور وہ عربی بھی بولنے لگے۔ جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ تو انہوں نے نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا۔ ان ہی میں سے عاد اور عبیل بھی تھے جو عوص بن ارم بن سام کے بیٹے تھے۔ جب کہ عبیل کے بیٹے یثرب نے یہ شہر آباد کیا تھا۔ [1]

---

[1] وفاالوفاج : ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوجعفر محمد بن حبیب ابن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی المتوفی ۲۴۵ھ / ۸۵۹ء بیان کرتے ہیں۔ کشتی نوح علیہ السلام سے اترنے کے بعد ان لوگوں نے اَسّی مکانات رہائش کے لیے بنا لیے پھر جب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو انہوں نے ''بابل'' شہر آباد کر لیا جو ۹۶ مربع کلومیٹر میں تھا' ان کی افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ ایک لاکھ کی آبادی ہو گئی' پھر انہوں نے نمرود بن کنعان بن سحاریب بن نمروذ بن کوش بن حام بن نوح کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا۔ ابتداء میں ان کی زبان سریانی تھی۔ پھر ۷۲ مختلف زبانیں بولی جانے لگیں۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان کا فہم بھی نصیب فرما دیا اور سب سے پہلے عاد اور عبیل نے عربی زبان میں کلام کیا۔ یہ دونوں عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اسی طرح ان قبائل میں ثمود اور جدیس' جاثر بن ارم بن سام کے بیٹے' عملیق' طسم اور امیم' لوذ بن ارم بن سام کے بیٹے تھے۔

جب یہ لوگ بابل سے نکل کر متفرق مقامات پر آباد ہوئے تو بنو عاد ''شحر'' کے مقام پر قیام پذیر ہوئے جو بعد میں اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں ہلاک ہو گئے' بنو عبیل ''مدینہ منورہ'' کے مقام پر آباد ہوئے۔ بنو ثمود ''الحجر'' اور اس کے گرد و نواع میں جا بسے۔ طسم اور جدیس ''الیمامہ'' میں اور عمالیق ''صنعا'' کے مقام پر' بنو امیم ''مکہ مکرمہ'' کے قرب و جوار میں آباد ہوئے۔ بعد ازاں عمالیق بنو عبیل کو مدینہ منورہ سے بیدخل کر کے خود وہاں قابض ہو گئے' بنو عبیل وہاں سے نکلنے کے بعد ''اَلْجُحْفَةُ'' کے مقام پر آباد ہوئے مگر کچھ عرصہ بعد سیلاب میں غرق ہو گئے اسی بنا پر اس مقام کا نام اَلْجُحْفَةُ مشہور ہوا۔[1]

ابوالقاسم الزجاجی فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں پہلے پہل آباد ہونے والا شخص یثرب بن قانیہ بن مہلائیل بن ارم بن عبیل بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام تھا اور اسی کے نام کی مناسبت سے بستی کا نام یثرب مشہور ہوا۔[2]

---

[1] کتاب الحجر' ۳۸۴: ۳۸۵ [2] وفاء الوفا ج ۱: ۱۰۹، ۱۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مسعودی المتوفی ۳۴۶ھ نے بھی ''یثرب'' کا سلسلہ نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔❶ اور امام سہیل المتوفی ۵۸۱ھ فرماتے ہیں کہ نسب نامہ کے بعض اسماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بنا بریں سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

یثرب بن قاین بن عبیل بن مہلایل بن عوض بن عملاق بن لاوذ بن ارم۔❷

مدینہ منورہ میں آباد ہونے والی سب سے پہلی قوم ''عمالقہ'' تھی۔ جس کا اصل وطن یمن تھا۔ وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ٬ مدینہ منورہ اور دوسرے علاقوں میں آباد ہوگئی تھی۔ وہ لوگ قوی ہیکل اور دیو پیکر تھے۔ شام اور شمالی حجاز کی زبردست طاقت ور اور مضبوط قوم تھی۔ جنہوں نے اپنی قوت بازو سے ان علاقوں کی ساری حکومتوں کو زیر نگیں کرلیا تھا۔

قوم عمالقہ کا سلسلہ نسب:

عرب العاربہ نو قبائل پر مشتمل ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ عاد٬ ثمود٬ اُمیم٬ عبیل٬ طسم٬ جدیس٬ عملیق٬ جرہم اور دیار۔

ان اقوام وقبائل میں سے طسم اور عملیق دونوں حقیقی بھائی لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے۔❸ عملیق اور عمالقہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں۔ جن کا تعلق قوم عاد سے تھا۔ اور متفرق علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ **عملیق** مثل **قندیل** یا **عملاق** مثل **قرطاس** کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: **عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح** علیہ السلام۔❹

مساکن قوم عمالقہ:

قوم عمالقہ کا اصل وطن یمن اور اطراف یمن تھا۔ قرآن مجید میں اس علاقہ کو

---

❶ مروج الذھب ج ۲: ۱۲۷ ❷ روض الانف ج ۲: ۱۶ ❸ نہایت الادب ج ۲: ۲۹۲٬ جمہرۃ انساب العرب: ۴۶۲ ❹ تاج العروس ج ۷: ۲۵ ''عملق''، تاریخ ابوالفداء ج ۱: ۹۸٬ کتاب العمر ج ۲: ۸۷٬ ۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''احقاف'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ یمن کے مشرقی پہلو میں واقع صحرائی ریگستان کو احقاف کہا جاتا تھا۔ جس کے جنوب میں حضر موت واقع تھا۔ تقریباً دو ہزار سال قبل المسیح یہ قوم وہاں آباد تھی۔ قوم عمالقہ عظمت و جلالت' جسمانی اور سیاسی برتری میں مشہور تھی۔ عالیشان اور خوبصورت عمارتیں بنانے میں بیحد ماہر' باغبانی اور زراعت میں بھی خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی آبادیوں کا مشرقی پہلو صحرائی اور ریگستانی تھا۔ جب کہ مغربی و جنوبی علاقہ یمن و حضر موت کے شاداب پہاڑوں اور سبزہ زار سے معمور تھا۔ گویا کہ ایک طرف کے حالات جفاکشی اور محنت کا مزاج پروان چڑھاتے اور دوسری طرف کے حالات ان کے لیے عیش و عشرت اور لطف و نشاط کے ذرائع فراہم کرتے تھے۔

چونکہ یہ واقعات قدیم ترین تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا قطعی ثبوت فراہم کرنا مؤرخین کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے' علامہ ابن حزم اندلسی جیسے محقق اور شہرہ آفاق مؤرخ کو بھی اس تلخ حقیقت کا اقرار کرنا پڑا:

و هذا كله دعوى لا يدريها الا الله.[1]

تاہم روایات میں شدید اختلاف و اضطراب کے باوجود چند مؤرخین کے اقوال سپرد قرطاس کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ لکھتے ہیں۔

سام بن نوح علیہ السلام حجاز کے وسط اور اس کے گرد و نواح میں نیز یمن' حضر موت اور عمان وغیرہ میں آباد تھے' قوم عاد کا مسکن احقاف تھا' طسم اور جدیس دونوں لاوذ بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے اور یمامہ میں مقیم تھے' ان کے بھائی عملیق بن لاوذ کا قبیلہ حجاز اور شام میں آباد تھا۔

فمنهم العماليق امم تفرقوا فی البلاد و منهم فراعنة مصر و الجبابرة.[2]

---

[1] جمہرۃ انساب ۴۶۲ [2] معارف ابن قتیبہ: ۱۳ از یر عنوان ''سام بن نوح''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان ہی میں سے عمالیق تھے' وہ متعدد قومیں تھیں جو مختلف ممالک میں منتشر ہو گئی تھیں اور ان ہی میں سے مصر اور بابل کے بادشاہ تھے''۔

علامہ ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء لکھتے ہیں:

يقال لهم انتقلوا الى جزيرة العرب من بابل لمازحمهم فيها بنو حام.[1]

''کہا جاتا ہے کہ بنو حام کی مزاحمت کی وجہ سے عمالقہ بابل سے بھاگ کر جزیرۃ العرب میں آباد ہو گئے تھے''۔

ان قوم عاد و العمالقة ملكوا العراق.[2]

''قوم عاد اور عمالقہ نے عراق پر بھی بادشاہی کی تھی''۔

علامہ موصوف مزید لکھتے ہیں:

نزلوها (الحجاز) ايام خروجهم من العراق أمام النماردة من بني حام.[3]

''بنو حام کے بادشاہ کے خوف کی وجہ سے عمالقہ عراق سے بھاگ کر حجاز میں مقیم ہو گئے تھے''۔

قوم عمالقہ عراق سے نکلنے کے بعد حجاز میں تہامہ میں قیام پذیر ہوئی۔[4]

امام احمد بن ابی یعقوب المتوفی ۲۹۲ھ/۹۰۵ء بیان کرتے ہیں:

جب مصریوں نے عنانِ حکمرانی عورتوں کے ہاتھ میں دے دی تو شام کے عمالقہ بادشاہ ولید بن دومغ نے مصر پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ باقی ماندہ اہل مصر نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس طرح ولید زمانہ دراز تک سلطنت کرتا رہا۔ پھر اس کے بعد عمالقہ کا دوسرا بادشاہ ریان بن ولید تخت نشین ہوا جو سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا فرعون تھا۔[5]

---

[1] کتاب العبر ج ۲: ۱۹ [2] ایضاً ج ۲: ۲۹۵ [3] ایضاً: ۲۷

[4] کتاب العبر ج ۲: ۲۷ [5] تاریخ یعقوبی ج ۱: ۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قوم زبردست طاقت ور' جابر اور دیو پیکر تھی۔ امام لیث کا قول ہے' یہی جبابرہ قوم ملک شام میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں آباد تھی اور امام ابن اثیر کا کہنا ہے کہ یہ جبابرہ قوم عاد کی بقیہ نسل تھی جو ملک شام میں اقامت گزین تھے۔ امام ابن الجوانی کہتے ہیں۔ عملیق ابوالعمالقہ' فراعنہ اور بابل' مصر اور شام میں مقیم تھے' امام سہیلی کے بقول ولید بن مصعب بن اشمیر بن لھو بن عملیق مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہ تھا اور الریان بن الولید بھی مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا۔❶

عملاق مثل قرطاس کا معنی ہے' لوگوں کو دھوکہ دینے والا مکار' مکروفریب کی کہاوت سنانے والا اور عملیق جوروظلم اور زبردستی کرنے والا۔❷

شاہان عمالقہ میں سے شام میں ولید بن دومغ اور بقول بعض مورخین کے ثوران بن ارشہ بن فادان بن عمرو بن عملاق مصر کے بادشاہ نے قبطی قوم کو غلام بنالیا اس کے بعد مصر کے عمالقہ بادشاہوں میں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں سنان بن الاشل بن عبید بن عولج بن عملیق' سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں الریان بن فوران اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ولید بن مصعب بن ابی الھون بن الھلوان تھے۔❸

مدینہ منورہ میں عمالقہ کی آمد:

مورخین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ ۱۶۰۰ قبل المسیح اور ۲۲۰۰ قبل المسیح کے درمیانی زمانہ میں قوم عمالقہ نے آباد کیا تھا۔❹ اگرچہ غالب خیال یہ ہے کہ ۲۲۰۰ ق م میں یہ شہر منصۂ شہود پر آیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ قوم عمالقہ کا اصل وطن یمن کا شہر صنعا تھا۔ جب ان میں متعدد زبانیں بولی جانے لگیں تو وہ مختلف علاقوں میں منتشر ہوگئے۔ کچھ قبائل ''مکۃ المکرمہ'' میں آباد ہوئے اور بہت سی

---

❶ الصحاح للجوھری ''عملق'' ج ۴: ۵۳۳' تاج العروس ''عملق'' ج ۷: ۲۵ ❷ تاج العروس ''عملق'' ج ۷: ۲۵' لسان العرب ''عملق'' ج ۱۰: ۲۷ ❸ کتاب العبر ج ۲: ۸۲ ❹ دائرۃ المعارف فرید وجدی ج ۸: ۵۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوموں کو تباہ و برباد کر کے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ ان ہی میں سے یثرب' خیبر اور گردو نواح کا بادشاہ تھا۔ ❶

بعض روایات کے مطابق قوم عمالقہ اور جرہم یمن میں آباد تھے جہاں شدید قحط میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے پانی' چارہ اور سرسبز و شاداب علاقوں کی تلاش میں تہامہ کی طرف چلے گئے۔ ان ہی کے چند خاندان ''یثرب'' میں آباد ہوئے تھے۔ ❷

علاوہ ازیں ایک مرتبہ پھر قوم عمالقہ عراق میں بنو حام کے ظلم و تشدد کا شکار ہونے کی وجہ سے ترکِ وطن پر مجبور ہو گئی اور حجاز میں جا کر پناہ لی اور تیسری مرتبہ قبائل عمالقہ مدینہ منورہ میں اس وقت وارد ہوئے جب مکہ مکرمہ میں سمیدع بن لاوذ بن عملیق اور قحطانی قبائل کے درمیان زبردست جنگ ہوئی' سمیدع ظفریاب ہوا اور قحطانی قبائل کو مکہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں آباد ہونا پڑا۔ ان میں سے بنو عبیل بن مہلائل بن عوض بن عملیق مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے۔ ❸

امام ابوالفرج الاصبہانی لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ میں بنی اسرائیل سے پہلے قوم عمالقہ آباد تھی جو بڑی طاقت ور اور سرکش قوم تھی۔ دور دور تک ان کی بستیاں آباد تھیں۔ چند قبائل بنو ھف' بنو سعد بنو الازرق اور بنو مطروق' مدینہ منورہ (یثرب) میں بھی آباد تھے۔ ان ہی میں سے ''الارقم'' حجاز کا بادشاہ تھا۔ عمالقہ تیماء سے فدک تک تمام سرسبز و شاداب علاقوں پر قابض تھے مدینہ میں باغبانی اور زراعت ان کا پیشہ تھا۔ ❹

مدینہ منورہ میں بنی اسرائیل کی آمد:

امام ابوالفرج الاصبہانی بیان کرتے ہیں:

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے مختلف ممالک میں آباد سرکش اور جابر و ظالم قوم

---

❶ تاریخ ابوالفدا ج ۱: ۹۸ ❷ مروج الذھب ذکر مکہ واخبارھا ج ۲: ۴۶ ❸ کتاب العبر ج ۲: ۲۷' قلب جزیرۃ العرب: ۲۱۶ ❹ کتاب الاغانی ج ۱۹: ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمالقہ سے جہاد کرنے کے لیے فوج کشی کی تو ایک لشکر حجاز میں آباد عمالقہ کو قتل کرنے پر بھی مامور کیا اور اسے حکم دیا کہ بادشاہ سمیت تمام مرد و زن قتل کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اسرائیلی فوج نے بھرپور حملہ کر کے سب کو موت کی نیند سلا دیا مگر ایک حسین و جمیل شہزادے کو قتل نہ کیا اور طے پایا کہ اس کے متعلق سیدنا موسیٰ علیہ السلام جو فیصلہ کریں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اس فوج کی واپسی سے پہلے ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا اور قوم نے فوج کی اس غلطی کو ناقابل معافی جرم قرار دے کر ملک میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ بالآخر وہ لشکر حالات سے مجبور ہو کر اپنے مفتوحہ علاقوں میں لوٹ گیا اور ان میں سے ایک قبیلہ مدینہ منورہ میں بھی آباد ہوا۔

و کان ذلک الجیش اول سکنی الیھود المدینۃ.

''اور یہ یہود کا پہلا لشکر تھا جو پہلی مرتبہ مدینہ میں آباد ہوا''۔

امام موصوف مزید لکھتے ہیں:

وہ لوگ زمانہ دراز تک مدینہ منورہ میں عیش و عشرت اور امن و سکون کی زندگی گزارتے رہے' انہوں نے کئی قلعے بنا لیے' جاگیریں بنائیں اور زراعت کو فروغ دیا' پھر جب شاہ روم نے بنی اسرائیل کی شان و شوکت کو تاخت و تاراج کر دیا۔ یہودیوں کے ملک شام پر قبضہ کر لیا' بنی اسرائیل کو بیدردی سے قتل کیا اور ان کی عورتیں لونڈیاں بنا لیں تو لٹے پٹے بنی اسرائیل کے قبائل بنو نضیر' بنو قریظہ اور بنو بہدل ذلیل و خوار ہو کر کسمپرسی کے عالم میں۔

ھاربین منھم الی من بالحجاز من بنی اسرائیل.

''رومیوں سے بھاگ کر حجاز میں مقیم بنی اسرائیل کے پاس جا کر پناہ لی''۔

وہاں کی سبزہ زار زمین اور لہلہاتے باغات دیکھ کر منہ میں پانی آ گیا' اس طرح بنو نضیر اور ان کے ہمنوا لوگ بطحان میں اور بنو قریظہ' بنو بہدل اور ان کے ساتھی مہروز میں آباد ہو گئے۔ [1]

[1] کتاب الاغانی ج ۱۹: ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام موصوف کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ یہودی قبائل دو مختلف زمانوں میں مدینہ منورہ میں آباد ہوئے ہیں' پہلی مرتبہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے فوراً بعد ۱۴۰۰ ق م میں چند قبائل اور دوسری مرتبہ بخت نصر کی غارت گری کے بعد ۵۸۶ ق م میں کچھ قبائل وارد ہوئے تھے۔

امام اسماعیل ابوالفداء التوفی ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء لکھتے ہیں:

عمالقہ کی ایک قوم ملک شام میں آباد تھی۔ جس سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد سیدنا یوشع علیہ السلام نے جہاد کیا۔ اسی قوم سے مصر کے فراعنہ اور یثرب' خیبر اور نواحی علاقوں کا بادشاہ بھی تھا' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ ملک حجاز کے بادشاہ اور اس کی قوم کو قتل کر کے نیست و نابود کر دو۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے عمالقہ کے ساتھ جنگ کر کے سب کو فنا کر دیا لیکن ایک شہزادے کا قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ تک مؤخر رکھا۔ جب فاتحانہ شان سے شام واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور بنی اسرائیل نے شہزادے کو قتل نہ کرنے کے جرم میں اس لشکر کو ملک بدر کر دیا۔

چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ سے اپنے مفتوحہ علاقوں میں واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح بنی اسرائیل یثرب' خیبر اور حجاز کے دوسرے علاقوں میں آباد ہو گئے۔

یہودی ان شہروں میں زمانہ دراز تک آباد رہے یہاں تک کہ سیل عرم کے باعث اوس و خزرج یمن سے نکل کر یثرب میں قیام پذیر ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل بخت نصر کے ظلم و تشدد کے باعث یثرب میں آباد ہوئے تھے۔[1]

علامہ ابن خلدون نے قدرے اختصار کے ساتھ ان واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے۔[2]

علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری التوفی ۲۷۹ھ/۸۹۸ء لکھتے ہیں:

---

(1) تاریخ ابوالفداء ج۱: ۱۹۸ (2) کتاب العبر ج۲: ۸۷، ۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب بخت نصر نے بیت المقدس کو تاخت و تاراج کر دیا اور بنی اسرائیل میں سے بعض کو جلاوطن اور بعض پابند سلاسل کر دیئے' تو جلاوطن بنی اسرائیل کی ایک جماعت حجاز میں وادی القریٰ' تیماء اور یثرب میں آباد ہوگئی۔ یثرب میں جرہم اور عمالیق پہلے آباد تھے' جن کا پیشہ کھیتی باڑی اور باغبانی تھا۔ بنی اسرائیل بھی ان کے ساتھ رہنے سہنے لگے اور ان سے شیر و شکر ہوگئے۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور جرہم و عمالیق کی طاقت کمزور ہوتی گئی۔ بالآخر انہیں بزور بازو شہر سے نکال کر بنی اسرائیل قابض ہوگئے۔ ❶

اس روایت کے اعتبار سے یہود کا مدینہ منورہ میں آباد ہونے کا واقعہ ۵۸۶ قبل المسیح کا ہے۔ کیونکہ بخت نصر نے یروشلم پر حملہ کر کے یہود کو ۵۸۶ ق م میں تباہ و برباد کیا تھا۔ ❷

عمالقہ جیسی قوی ہیکل اور ناقابل تسخیر قوم پر بنی اسرائیل نے کیسے غلبہ حاصل کیا' اس کی تفصیل امام ابن زبالہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کرتے ہیں:

قوم عمالقہ مختلف شہروں میں پھیل گئی اور مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور حجاز کے دیگر شہروں میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر یہ لوگ سرکشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے' اسی اثنا میں جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون پر فتح عطا فرمائی' تو انہوں نے شام پہ لشکر کشی کی۔ وہاں بھی فتح و کامرانی نے آپ کی قدم بوسی کی۔ اس کے بعد حجاز میں مقیم قوم عمالقہ کی سرکوبی کے لیے بھی ایک لشکر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ بادشاہ اور رعایا سب کو تہ تیغ کر دیں۔

چنانچہ وہاں پہنچ کر اسرائیلی فوج نے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ یہاں تک کہ عمالقہ کے بادشاہ الارقم بن الارقم کو بھی موت کی نیند سلا دیا۔ البتہ شاہی خاندان

---

❶ فتوح البلدان ❷ دائرہ معارف اسلامیہ اردو ج ۴: عنوان بخت نصر: ۱۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک نوجوان کی قابل رشک جوانی اور حسن و جمال کو دیکھ کر اسے قتل کرنے میں توقف کیا اور طے پایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اس کے متعلق مشورہ کیا جائے اگر وہ اس پری پیکر نوجوان کو قتل کرنے کا ہی حکم دیں تو قتل کر دیا جائے گا۔

جب یہ لشکر فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ ملک شام واپس لوٹا تو اس وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام رحلت فرما چکے تھے۔ تاہم ان کی کامرانی اور ظفریابی کے باعث لوگ بڑی خوشی اور گرمجوشی سے ان کے استقبال کو نکلے۔ لیکن جب فوج نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ایک جواں سال شہزادے کے قتل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ پر موقوف رکھا گیا ہے۔ تو یہ سنتے ہی قوم سیخ پا ہوگئی اور سخت برہم ہو کر کہنے لگی کہ تم نے نبی کے حکم کی صریح نافرمانی کی ہے۔ لہٰذا تمہیں اس ملک میں داخل ہونے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ قوم کی ہٹ دھرمی سے مجبور ہو کر وہ لوگ حجاز کی طرف لوٹ گئے اور اپنے مفتوحہ علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے۔

چونکہ بنی اسرائیل علم تورات سے بہرہ یاب تھے۔ جس میں انہوں نے خاتم النبیین رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الہجرت کے اوصاف میں یہ بھی پڑھا تھا کہ وہ سرسبز وشاداب شہر ہوگا۔ اس لیے ان کی ایک جماعت نے پہلے تیما میں قیام کیا۔ لیکن جب اسے مذکورہ اوصاف کے مطابق نہ پایا تو کچھ لوگ وہاں مقیم رہے اور باقی خیبر میں آباد ہو گئے۔ لیکن وہاں بھی ان اوصاف کا فقدان پا کر ایک جماعت یثرب چلی گئی۔ جس کا محل وقوع تورات کی تصریحات کے مطابق سبزہ نخلستان اور حروں کے درمیان دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہی مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دار الہجرت ہوگا۔ یہ نو وارد لوگ خاندان قریظہ اور نضیر سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے یثرب میں سکونت اختیار کر کے زراعت اور باغبانی کے کام کو فروغ دیا۔ بنو نضیر وادی مذنیب میں اور بنو قریظہ وادی مہروز میں آباد ہوئے۔ [1]

---

[1] اخبار مدینہ ۱۲ تا ۱۴۔ روض الانف ج ۲: ۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوس وخزرج کی مدینہ میں آمد:

اوس وخزرج کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن عبداللہ بن الازد بن الغوث بن نبت بن مالک ابن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان [1] امام سہیلی المتوفی ۵۰۸ھ نے بھی یہی نسب نامہ بیان کیا ہے [2] اور امام ابن خلدون نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ [3]

امام عبدالکریم بن ابوبکر السمعانی المتوفی ۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء لکھتے ہیں۔

اوس وخزرج اور اہل یمن کا سلسلہ نسب قحطان سے جا ملتا ہے اور وہ سب یعرب بن یشجب بن قحطان کی نسل میں سے تھے۔ [4]

اوس وخزرج کے قبائل بھی متعدد بڑے بڑے خاندانوں پر مشتمل تھے اور ہر ایک قبیلہ کثیر التعداد افراد پر مبنی پانچ پانچ خاندانوں پر مشتمل تھا۔ اوس کے پانچ قبائل حسب ذیل تھے۔

عوف بن مالک، عمرو بن مالک اور اسی کو النبیت کہا جاتا تھا۔ مرۃ بن مالک، جشم بن مالک اور امراؤالقیس بن مالک، ان سب کی والدہ ہند تھی جو اوس کے بھائی خزرج کی بیٹی تھی۔ [5]

خزرج بھی پانچ بڑے قبائل پر مشتمل تھے۔

عمرو بن الخزرج، عوف بن الخزرج، جشم بن الخزرج، کعب بن الخزرج اور الحارث بن الخزرج اور ان کی نسلیں بھی عظیم خاندانوں میں منقسم ہو چکی تھیں۔ [6] جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ملک یمن میں "سد مآرب ایک عظیم الشان ڈیم تعمیر کیا

---

[1] کتاب الاغانی ج ۱۳: ۱۰۵، جمہرۃ انساب العرب ۳۳۲، ۳۸۴ [2] روض الانف ج ۱: ۱۴

[3] کتاب العبر ج ۲: ۲۸۴ [4] انساب للسمعانی ردیف "ق" ۳۴۴

[5] جمہرۃ انساب العرب ۳۳۲ [6] ایضاً ۳۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا جس سے قوم سبا کے باغات اور کھیت سیراب ہوتے اور بے پناہ پھل وغلہ کی پیداوار تھی' ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو مزیقیا بن عامر بن حارثہ بن ثعلبہ بن امرالقیس بن مازن بن الازد بن غوث بن مالک بن زید کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان نے بند کی دیوار میں چوہے کو سوراخ کرتے دیکھا جس پر اسے بند کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہوا۔ اس لیے جان و مال کی حفاظت کے پیش نظر اس نے خفیہ طور پر ہجرت کرنے کی تیاری شروع کر دی طے شدہ پروگرام کے مطابق وہ اپنی آل اولاد کے ساتھ یمن سے چل نکلا اور قبیلہ آرزو بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ یہ لوگ عک' نجران اور پھر مکہ مکرمہ میں جا کر آباد ہوئے اس وقت مکہ مکرمہ میں قوم جرہم آباد تھی۔

پھر معاش کی تنگی کے باعث ثعلبہ بن عمرو مزیقیا بن عامر اپنی اولاد حارثہ اور اس کے بیٹوں اوس وخزرج اور دیگر لوگوں کے ہمراہ یثرب میں آ گیا۔ جہاں یہود آباد تھے' یہ لوگ شہر کے باہر اقامت گزین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد میں افزائش بخشی اور انہیں عزت سے سرفراز کیا۔ ان کی شکوت وسطوت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ انہوں نے اپنی قوت بازو سے یہود کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے۔ ❶

ابتدا میں اوس وخزرج مدینہ کے باہر قیام پذیر تھے لیکن وہاں بھی معاشی مشکلات سے دوچار ہوئے' نہ تو ان کے قبضہ میں باغات تھے نہ زراعت نہ ہی ان کے پاس اونٹ تھے اور نہ ہی کوئی اور چیز تھی۔ وہ یہودیوں کے دست نگر ہو کر مظلومیت کے ساتھ وقت گزارتے تھے۔ بالآخر مالک بن عجلان کی حکمتِ عملی اور خرد و دانش کے باعث شاہ غسان ابوجبیلہ کے ہاتھوں یہود کی بربریت اور معاشی تنگی سے نجات حاصل ہو سکی۔ ❷

علامہ احمد بن ابی یعقوب المتوفی ۲۹۲ھ اور علامہ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ

---

❶ فتوح البلدان تاریخ یعقوبی ج ۱: ۱۶۵' اخبار مدینہ: ۱۶ کتاب الاغانی ج ۳ : ۱۳ مروج الذھب [illegible]

❷ کتاب الاغانی ج ۱۹: ۹۵-۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ عمرو بن عامر یا اس کی بیوی کاہن تھی اور اس نے بند کے ٹوٹنے کی پیشین گوئی کی تھی جس کے باعث انہوں نے قلب مکانی کا فیصلہ کیا تھا۔[1] امام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی التوفی ۲۲۳ھ/۸۳۸ء نے بھی اسی طرح یہ روایت بیان کی ہے۔[2]

امام ابی محمد عبدالملک بن ہشام التوفی ۲۱۳ھ/۸۲۸ء مذکورہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عمرو بن عامر اور قبیلہ ازد یمن سے نکلنے کے بعد پہلے بلاد عک میں آباد ہوئے وہاں کے باشندوں سے جنگ ہوئی نتیجتاً یہ لوگ مغلوب ہو کر مختلف شہروں کی طرف چل دیئے۔ چنانچہ آل جفنہ بن عمرو بن عامر ملک شام' اوس اور خزرج یثرب میں' غزاء مرا میں' ازد السراۃ، سراہ میں اور آزد عمان' بلاد عمان میں آباد ہو گئے تھے۔[3]

جدید تحقیقات کے مطابق مذکورہ ڈیم ٹوٹنے کا واقع ۱۱۵ قبل المسیح کے قریب پیش آیا تھا۔ کیونکہ ملوک سبا کی ابتدا نویں صدی قبل المسیح اور انتہا ۱۱۵ قبل المسیح ہے۔[4] بنا بریں اوس وخزرج کا مدینہ میں ورود ۱۱۵ ق م کے قریب ثابت ہوتا ہے۔ جس زمانہ میں قبائل اوس وخزرج یثرب میں وارد ہوئے تو وہاں یہود کے حسب ذیل قبائل آباد تھے۔ بنو قریظہ' بنو نضیر' بنو محمم' بنو زعورا' بنو قینقاع' بنو ثعلبہ' بنو عکوہ' بنو ماعصہ' اھل زہرہ' اھل زبالہ اور اہل یثرب[5] بنو ماسلہ' بنو لقمعہ' بنو مزایہ' بنو زید اللات اور اہل یثرب جنہیں اہل العیص کہا جاتا ہے۔[6]

امام ابی الفرج الاصبہانی نے جن قبائل کا ذکر کیا ہے ان کے نام یہ ہیں: بنو عکوہ' بنو ثعلبہ' بنو محمم' بنو زعورا' بنو قینقاع' بنو زید' بنو نضیر' بنو قریظہ' بنو بہدل بنو عوف اور

---

[1] تاریخ یعقوبی ج ۱: ۲۰۴' البدایہ والنہایہ ج ۲: ۱۶۰، ۱۶۱ [2] اخبار مکہ ج ۱: ۹۲

[3] سیرت ابن ہشام نیز اخبار مکہ ج ۱: ۹۴ میں بھی یہ روایت پائی جاتی ہے۔ [4] ارض القرآن ج ۱: ۱۸۹

[5] اخبار مدینہ ۱۷ [6] عمدۃ الاخبار: ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو الفصیص[1] یثرب سے شام تک تمام سرسبز و شاداب بستیوں میں یہود آباد تھے۔ خیبر' فدک' تبوک' تیما' مدین' وادی القریٰ اور حجر وغیرہ' تجارت' زرگری' مہاجنی' لین دین اور سودی کاروباران کے اہم پیشے تھے۔[2]

یہود نے یثرب میں علمی درسگاہیں بھی قائم کر رکھیں تھیں۔ جو "بیت المدارس" کے نام سے مشہور تھیں اور ان میں توراۃ کی تعلیم دی جاتی تھی۔[3]

پرشکوہ اور مستحکم قلعوں میں محفوظ' جاہ و جلال کے مالک یہود پر مظلوم و مقہور اوس اور خزرج کو کیسے غلبہ حاصل ہوا؟ یہ انقلاب آفرین اور حیرت انگیز داستان قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

یہود صاحب ثروت و صاحب اقتدار تھے۔ مال و دولت کی فراوانی نے انہیں درندہ صفت بنا دیا تھا۔ شرافت و اخلاق سے بے نیاز ہوکر اوس وخزرج کی مظلوم عورتوں کی عزت و ناموس سے کھیلنا ان کا محبوب مشغلہ تھا اور اپنے اس فعل بد پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ان کا ایک رئیس فطیون سخت بدکار اور بدمعاش تھا۔ اوس وخزرج کی کوئی دوشیزہ شب زفاف اس کے پاس بسر کیے بغیر اپنے شوہر کے گھر نہیں جا سکتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اوس وخزرج کے سردار مالک بن عجلان کی بہن عین شادی کے دن گھر سے بالکل ننگی ہوکر بھائی کے سامنے سے گزری۔ یہ منظر دیکھ کر مالک شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا اور غیض وغضب سے آگ بگولا ہوکر بہن کے پاس آیا۔ اسے ملامت کرنے لگا لیکن بہن نے جواب میں کہا کہ کل جو کچھ میرے ساتھ پیش آنے والا ہے کیا اس سے بھی میری یہ حرکت زیادہ بری ہے۔

مالک بن عجلان نے بہن کا جواب سن کر دل ہی دل میں فطیون کے قتل کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ دوسرے روز حسب دستور جب اس کی بہن دلہن بن کر فطیون کی

---

[1] کتاب الاغانی ج ۱۹: ۹۵۔ ابن اثیر ج ۱: ۲۷۵ [2] ارض القرآن ۳۱۴۔۳۱۵

[3] ~~بخاری شریف ج ۲: ۱۰۳۶~~

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوت گاہ میں گئی تو وہ بھی زنانہ لباس پہن کر سہیلیوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور موقع پا کر فطیون کو قتل کر دیا۔❶

علاوہ ازیں اوس اور خزرج کے قبضہ میں نہ کاشت کاری تھی اور نہ ہی چراگاہیں' جس کی وجہ سے ان کی گذران سخت تنگ تھی۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد مالک بن عجلان نے ایک وفد اپنے ہم نسب شاہ غسان ابوجبیلہ بن جفنہ بن عمرو بن عامر کے پاس اردن بھیجا۔ جس نے شاہ کو اپنی قوم کی معاشی زبوں حالی اور یہود کے جور وستم کی دلگداز داستان سنائی اور اس سے مدد طلب کی۔ بعض روایات میں ہے کہ مالک بن عجلان' فطیون یہودی کو قتل کر کے وفد کے ساتھ خود شاہ غسان کے پاس گیا اور اسے واقعات سے آگاہ کیا تھا۔

مالک بن عجلان کی درد بھری داستان سن کر شاہ غسان نے اسے بھر پور تعاون کا یقین دلایا اور یہود کو نیست و نابود کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا' چند دن بعد ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر شہر سے باہر جبل اُحد کے شمال مغرب میں ''ذی حرض'' کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔

ادھر یہود لشکر کی آمد کی اطلاع ملتے ہی قلعہ بند ہو گئے۔ مگر جبیلہ نے کمال دانشمندی اور عقلمندی سے کام لیا اور یہود کو دام فریب میں پھنسانے کے لیے ایک عالیشان مکان بنوایا۔ جس میں بے حد پر تکلف دعوت کا انتظام کیا اور اوس وخزرج کو بیشبہا قیمتی تحفے عطا کیے۔ پھر یہود کے رؤسا کو بھی دعوت دی وہ لالچ و طمع کا شکار ہو کر شاہ غسان کے دام میں خود آ گئے۔ اس نے ایک ایک سردار کو چن چن کر قتل کیا۔ اس طرح تین سو پچاسی نامور سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' جس سے یہود کی شان وشوکت خاک میں مل گئی۔❷

بچے کھچے سرداروں کو مالک بن عجلان نے تہ تیغ کر دیا۔ اور عام لوگ جو زندہ

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۱۲۶: ۱۲۷ کامل ابن اثیر ج ۱: ۲۷۶ ❷ معجم البلدان ج ۷: ۳۲۸' وفاء الوفاء ج ۱: ۱۲۶' ۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے انہوں نے مدینہ سے بھاگ جانے میں عافیت سمجھی اور بعض نے اوس وخزرج سے امان طلب کی اور ان کے دستِ نگر ہو کر مدینہ میں رہنا گوارہ کرلیا۔

اس طرح مدینہ میں اوس وخزرج کی حکومت کا سورج طلوع ہوا اور انہیں ہر لحاظ سے سکون وطمانیت نصیب ہوئی' یہود کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کی تعداد انتہائی کم ہو گئی۔ اب جو گردشِ ایام نے پلٹا کھایا تو ذلت ورسوائی' تباہی اور بربادی یہود کا مقدر بن گئی اور عزت وثروت اور شکوت وتوانائی اوس وخزرج کے قدم چومنے لگی۔

ان ہردو خاندانوں نے متعدد قلعے تعمیر کر لیے اور عرصہ تک اتفاق واتحاد اور یگانگت کے ساتھ خوشحالی اور فارغ البالی سے پرلطف زندگی گزارتے رہے۔ لیکن بعد میں وہ بھی انتشار افتراق اور خانہ جنگی کا شکار ہو گئے۔ اپنی تمام تر توانائی اور نامور سردار باہمی جنگ وجدال میں تباہ کر دیئے۔ ان کی سب سے آخری اور انتہائی تباہ کن جنگ ''بعاث'' کے نام سے مشہور ہے' جس میں دونوں خاندان تباہ و برباد ہوئے' بالآخر جنگ سے چورچور بچے کھچے لوگ آپس میں صلح کرنے پر مجبور ہو گئے اور طے پایا کہ کسی ایک سردار کو دونوں خاندان متفقہ طور پر بادشاہ تسلیم کر کے امن وآشتی اور راحت ورافت کی زندگی بسر کریں چنانچہ قبیلہ عوف بن خزرج کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول پر دونوں قبائل متفق ہو گئے۔ اور اس کی تاج پوشی کے لیے جشن منانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ❶

اوس وخزرج میں بھی تاج پوشی کا رواج تھا اور رئیس تاج کے ساتھ کچھ پٹیاں بھی استعمال کرتا تھا۔ جیسا کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔

اس شہر کے باشندوں نے فیصلہ کرلیا کہ اس (ابن ابی) کو تاج پہنا دیں اور اسے سلطنت کی پٹی باندھیں۔ ❷

---

❶ سیرت ابن ہشام عنوان یثرب میں اسلام کا آغاز

❷ صحیح بخاری ج ۲: ۶۵۶ باب قولہ وتسمعن اوتوا الکتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

''یعنی رئیس کو مصعب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے سر پر ایک پٹی علامت کے طور پر ہوتی تھی جو دوسرے نہیں باندھ سکتے تھے''۔[1]

علامہ عینی اس روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''پٹی باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بادشاہ ہونے کا عمامہ باندھا جائے''۔[2]

اوس اور خزرج اگرچہ مشرک اور بت پرست تھے مگر یہود کے ساتھ میل جول کی وجہ سے کتب آسمانی اور نبی آخر الزمان ﷺ کی ذات گرامی کے تذکرہ سے آشنا تھے' یہود سے رقابت وعداوت کے باوجود ان کے علمی فضل وکمال کے قائل تھے۔ یہود کا جب کبھی اوس وخزرج سے جھگڑا ہوتا تو وہ دھمکی دیتے کہ عنقریب نبی آخر الزمان مبعوث ہونے والے ہیں پھر ہم ان کے ساتھ مل کر تمہیں قوم عاد وارم کی طرح تباہ وبرباد کردیں گے۔[3]

امام زین الدین مراغی لکھتے ہیں کہ اوس اور خزرج کے درمیان ایک سو بیس سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔[4]

قبائل اوس وخزرج:

مدینہ منورہ میں اوس وخزرج کے قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

اوس کے قبائل:

بنو عبدالاشہل بن جشم بن الحارث اور بنو حارثہ بن الخزرج الاصغر بن عمرو بن مالک بن اوس حرہ۔ شرقیہ کی سمت مقیم تھے' جہاں ان کے مکانات اور قلعے پائے جاتے تھے۔

---

[1] فتح الباری ج ۸:۱۷۴ [2] عمدۃ القاری ج ۸:۵۳۴ [3] سیرت ابن ہشام عنوان یثرب میں اسلام کی ابتدا [4] معالم دار الھجرۃ:۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوظفر جو کعب بن الخزرج الاصغر میں سے تھے بقیع کے مشرق میں آباد تھے۔ یہاں ان کی مسجد البغلہ مشہور ہے۔ان کے قریب ہی بنوخیم زعور بن جشم آباد تھے۔

بنوعمرو بن عوف بن مالک بن الاوس قبا میں آباد تھے اور ان کی بہت سی شاخیں تھیں' بنومعاویہ بن مالک بقیع الغرقد کے پیچھے مسجد اجابہ کے قریب آباد تھے' امراء القیس بن مالک بن اوس کے بیٹے واقف اور بنواسلم مسجد فضیح کے قبلہ سمت آباد تھے اور بنوسعد بن مرہ بن مالک بن اوس رائج میں آباد تھے۔ ❶

خزرج کے قبائل:

بنوحارث بن خراج الاکبر' وادی بطحان کے مشرق میں جبکہ حارث کے بیٹے جشم اور زید سُنح میں آباد تھے' بنوحطمہ وادی بطحان کے مغرب میں' بنوحدارہ بن عوف بن حارث' جرار سعد شامی میں' بنوحدرہ بن عوف بن حارث' بصہ کے قریب (بصہ کا موجودہ نام بوصہ ہے اور باب العوالی کے قریب واقع ہے) بنوسالم اور بنوغنم بن عوف بن عمر بن عوف بن الخزرج الاکبر حرہ غربیہ کی جانب مسجد جمعہ کے قریب آباد تھے' اس جگہ ان کا ایک قلعہ القوافل کے نام سے مشہور تھا جو مسجد بنی عطیہ کے پاس قبا میں واقع تھا۔

بنوسلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن شاردہ بن تزید' مسجد قبلتین اور اطم بن بنی حرام کے درمیان آباد تھے۔ بنوسوار بن غنم بن سلمہ' مسجد قبلتین کے پاس آباد تھے' اور عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' مسجد خربہ کے قریب پہاڑ کی جانب اور بنوحرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ' قاع کے مقام پر آباد تھے' بنووقش اور بنوعنان جو ثعلبہ بن ظریف بن الخزرج کی شاخیں تھیں' مسجد رأیہ کے قریب آباد تھے۔ بنو مالک بن نجار اور بنوغنم بن مالک مسجد نبوی کے مشرق میں آباد تھے۔ ❷

تفصیل کے لیے عمدۃ الاخبار اور وفاء الوفا جلد اوّل فصل پنجم کی طرف رجوع فرمائیں۔

---

❶ عمدۃ الاخبار: ۲۶ تا ۲۸ ❷ عمدۃ الاخبار: ۲۹ تا ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کے قبائل:

بنوغفار بن ملیل بن ضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ' بنوغفار بن لیث بن بکر' بنوعمر بن معمر بن لیث' بنورحیل بن نعیم' بنوعتوارہ بن لیث' بنوضمرۃ بن بکر' بنوالدیل بن بکر' بنواسلم و بنو مالک جو اقصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے تھے۔ بنوامیہ' بنوسہم' بنوھذیہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو' بنومزینہ بنوذکوان' بنواوس بن عثمان بن مزینہ' بنوعامر بن ثور بن ثعلبہ' بنوجہینہ بن زید بن السود بن الحرث' بنوجشم بن معاویہ' بنومالک بن حماذ' بنوکعب بن عمرو اور بنوالمطلق وغیرہ۔ ❶

مزید تفصیل کے لیے وفاء الوفاء جلد اوّل فصل ۳۷۔ اور المدینہ میں الماضی والحاضر عنوان ساحل المھاجرین ملاحظہ فرمائیں۔

دور حاضر کے قبائل:

مدینہ کریمہ میں اس وقت حسب ذیل قبائل آباد ہیں:

قبیلہ مطیر' قبیلہ عتیبہ' قبیلہ جہینہ' قبیلہ بنی تمیم' قبیلہ بنی عطیہ' قبیلہ بنی شہر' قبیلہ زہران اور قبیلہ غامد۔ ان کے علاوہ قبیلہ حرب کی بہت سی شاخیں بھی آباد ہیں۔ ❷

---

❶ وفاء الوفاج ۱ص ۵۴۷ ❷ المدینہ ..... الیوم: ۳۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

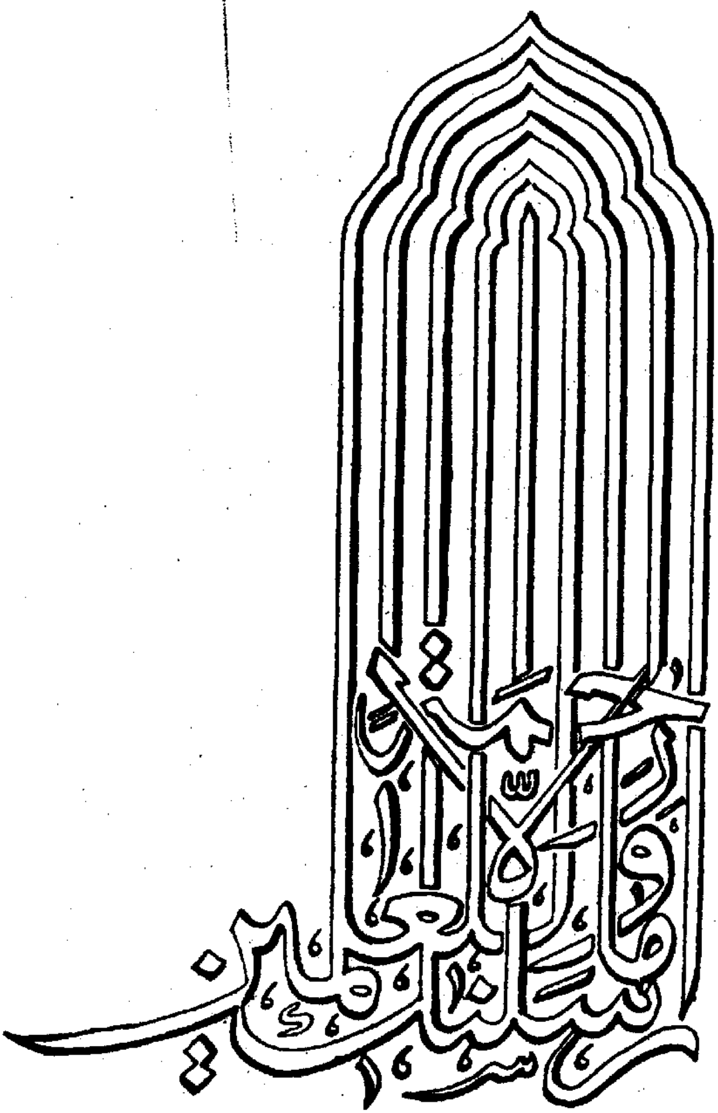

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً میں اسلام کی ابتداء

رحمتِ کائنات فخر موجودات ﷺ کی بعثت کے وقت کفر و شرک اور پرستش غیر اللہ کی تاریکی نے فہم و فراست کے چراغ گل کر رکھے تھے' انسانی ذہن عجائبات عالم کی رنگینیوں میں گم تھے۔ نگارستانِ عالم کی چمک دمک نے چشم بصیرت کو خیرہ کر رکھا تھا۔ غور و فکر کی جولانیاں محسوسات کی چار دیواری میں بند تھیں اور عقل کی بلند پروازیاں' ادراک ماوراء سے ناآشنا اور حریم معرفت سے کوسوں دور تھیں۔ قریش ہی نہیں پوری دنیا پر جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں کہ دفعتہً افق مکہ پر برقِ تجلی کی تابانی نے نور حق کا اُجالا کر دیا۔ لیکن ابھی آفتاب عالمتابِ رسالت کی کرنیں پھوٹی ہی تھیں کہ خیرہ چشموں کی آنکھیں تابِ نظارہ نہ لاسکیں اور ہر جانب سے ظلم و ستم کے بادل اُمڈ آئے تاکہ نورِ حق کی روح پرور روشنی کو کفر و شرک کے سیاہ اندھیروں میں چھپا دیں۔ یعنی رحمتِ عالم ﷺ کی دعوتِ توحید کی ابتداء ہی سے مخالفت کے طوفان بپا ہو گئے مگر سیل صداقت برابر بڑھتا گیا جس نے سرزمین عرب کے گوشے گوشے کو بقعۂ نور بنا دیا۔

لطافتِ طبع' رقتِ قلب اور اثر پذیری نیک سرشت انسان کے اصلی جوہر ہیں اور انہی کے ذریعہ وہ پند و نصائح' تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت قبول کر سکتا ہے۔ جس طرح پھول کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے بھی ہل جاتی ہیں مگر تناور درخت کو بادِ صرصر بھی ہلا نہیں سکتی۔ شعاعِ نگاہ آئینہ کے اندر سے گزر جاتی ہے لیکن پہاڑ میں فولادی تیر بھی نفوذ نہیں کرتا۔ بعینہٖ یہی حال انسان کا بھی ہے مکہ کے سنگدل' غلیظ القلب اور جاہل لوگوں پر بڑے بڑے معجزات بھی اثر انداز نہ ہو سکے لیکن اوس اور خزرج جنہیں قدرت نے لطافتِ طبع' رقتِ قلبی اور جبلی اثر پذیری کے جوہر تابدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نوازا تھا رحمتِ عالم ﷺ کی نظر کیمیا اثر نے انہیں نکھارا اور آنِ واحد میں انہیں کائنات کی آنکھ کا تارا بنا دیا۔

رحمت للعالمین، فخر کون و مکاں، سرور زمین و زماں ﷺ نے توحید کی ایمان پرور صدا چہار دانگِ عالم میں پہنچانے کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار فرمائی۔ حج کے عالمی اجتماع سے بھی آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور دور دراز شہروں اور ملکوں سے آئے ہوئے مختلف قبائل کی قیام گاہوں میں جا کر انہیں توحید و تفرید اور صدق و اخلاص کی دعوت دینے کا معمول بنا رکھا تھا۔

اسی دوران مدبر عالم اور کارساز تکوینیات نے اوس و خزرج کو معاشی اور اقتصادی پس ماندگی سے دوچار کر دیا جس کے باعث وہ قریش سے معاہدہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ نبوت کے گیارہویں سال کا تذکرہ ہے کہ قبیلہ بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ آئے اور قریش سے مذاکرات شروع کیے۔ اسی اثنا میں ایک رات رحمتِ کائنات ﷺ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں شمع رسالت فروزاں کرنے کی غرض سے عقبہ کے مقام سے گزرے جہاں کچھ دل کش و دل آویز آوازیں سنائی دیں، وہ لوگ یثرب سے آئے ہوئے خزرج کے چشم و چراغ تھے۔ حضور اقدس ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ چند تعارفی جملوں کے بعد ہادی کل، ختم رسل، دانائے سبل ﷺ نے آیاتِ قرآنیہ کی پرکیف و وجد آفریں تلاوت سے ان کے قلوب کو گرمایا اور دعوت اسلام پیش فرمائی۔

یہ لوگ اپنے ہم وطن یہود سے رحمتِ کائنات ﷺ کے حالات اور فضل و کمالات کا ذکر سنتے رہتے تھے۔ ان کے دل ضد و عناد، تمرد و مخالفت سے خالی اور ان کی زمین قلب توحید و رسالت کی تخم ریزی کے لیے ہموار اور تیار تھی۔

رحمت کائنات ﷺ کے فرامین سن کر تھوڑی سی دیر کے لیے استعجاب میں پڑ گئے۔ کیا یہی وہ سردار دو عالم ﷺ ہیں جن سے یہود ہمیں ڈرایا کرتے ہیں کہ عنقریب آفتاب رسالت طلوع ہونے کو ہے جس کے سایہ عاطفت میں ہم اوس و

16060

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزرج کو تہس نہس کر دیں گے' پھر باہم مخاطب ہو کر کہنے لگے اس دولت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لیے سوچ و بچار اور تاخیر سے قطع نظر نور اسلام اور متاع ایمان حاصل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ یہود ہم سب سے پہلے ایمان کی دولت سے مالا مال نہ ہونے پائیں۔ یہ کہتے ہوئے سب یک زبان ہو کر توحید خداوندی کی نغمہ سرائی کرنے لگے۔

یہ لوگ قریش کے ساتھ مادی اور معاشی معاہدہ کر کے دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال سے بہرہ یاب تو نہ ہو سکے لیکن تاجدار مدینہ' جنت کے والی ﷺ کے دست حق پرست پر ایمان کی بیعت کر کے دو جہاں کی شاہی کی لازوال نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ ●

اس تاریخ ساز و انقلاب انگیز موقع پر سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی اپنے آقا کے ہم رکاب تھے۔ فلک رسالت پہ طلوع ہونے والے درخشندہ و تابندہ ستارے ان ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں:

① ابو امامہ بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار
② عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار
③ رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن زریق
④ قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ
⑤ عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ السلمی
⑥ جابر بن عبداللہ بن رکاب بن النعمان بن سنان ●

یہ قدسی نفوس قافلہ جب وطن مالوف پہنچا تو ہر کس و ناکس کو یہ ایمان افروز مژدہ سنایا کہ وہ رحمت کائنات ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں جن کے انتظار میں سارا عالم چشم براہ تھا ہم نے ان کے چہرۂ انور کے نور تاباں سے اپنی آنکھیں منور کیں۔

● سیرت ابن ہشام طبقات ابن سعد ج ۱: ۲۱۷' ۲۱۹ ● البدایہ والنہایہ ج ۳: ۱۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دلوں کو ان کے رخ زیبا کے دیدار سے سرور نصیب ہوا اور ہمارے کان ان کے معجزہ نما کلام سے لطف اندوز ہوئے۔ جب ان حضرات نے اہل وطن کو اس روح پرور اور فرحت انگیز بشارت سے روشناس کیا تو پھر گھر گھر میں آپ کا ذکر خیر ہونے لگا۔ ان کی شبانہ روز تبلیغ سے آمدہ سال دوگنی تعداد میں شمع رسالت کے پروانے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

بیعت عقبہ ۱۲ نبوی:

جب دوسرا سال آیا تو اوس وخزرج کے بارہ نقباء سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان حضرات نے ایمان کی سعادت سے بہرہ یاب ہو کر دین حق کی حمایت اور اعانت کا عہد کیا۔[1]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان نقیبوں میں شامل تھا جو محبوب کائنات ﷺ کی دستِ حق پرست پر عقبہ کی شب بیعت سے مشرف ہوئے۔ کہ ہم آپ سے جنت کے وعدہ پر بیعت کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ چوری اور زنا نہیں کریں گے' قتل و غارت گری کے قریب نہیں جائیں گے اور آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے اگر ہم اس پر کاربند رہے تو جنت کی ابدی نعمتیں ملیں گی اور خلاف ورزی کی صورت میں فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔[2]

مدینہ منورہ کے نومسلم حضرات کی تعلیم وتربیت اور مسائل کی رہنمائی کے لیے آپؐ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو وفد کے ساتھ روانہ فرمایا۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے مسلمانوں میں سے سب سے پہلے سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما مدینہ باسکینہ میں تشریف فرما ہوئے جو لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔[3]

مؤرخین نے اس واقعہ کی تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں:

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۳:۱۴۹ [2] بخاری شریف ج ۱: ۵۵۰ [3] ایضاً: ۵۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان بارہ نجباء میں پانچ حضرات وہی تھے جو گزشتہ سال ایمان لانے والی چھ انصاری صحابہ کی جماعت میں شامل تھے اور سات نئے افراد تھے جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:

(۱) اسعد بن زرارہ (۲) عوف بن الحارث (۳) رافع بن مالک (۴) قطبہ بن عامر (۵) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم اس سال جابر بن عبداللہ بن رباب رضی اللہ عنہ تشریف نہیں لائے تھے۔ (۶) ذکوان بن عبدالقیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق (۷) عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر (۸) یزید بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو (۹) عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان (۱۰) ابوالہیثم بن التیہان (۱۱) عویم بن ساعدہ (۱۲) معاذ بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک۔

جب یہ لوگ بیعت سے مشرف ہو کر وطن واپس ہونے لگے تو معلم اعظم ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیمات اور اسلامی احکامات سکھانے کے لیے ان کی طلب پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ کیا۔ موصوف ہاشم کے پوتے اور سابقین اوّلین مہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر میں اسلامی لشکر کے یہی علمبردار تھے۔

حضرت مصعب بن عمیر مدینہ منورہ پہنچ کر سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر فروکش ہوئے۔ سیدنا مصعب بن عمیر نے تبلیغ اسلام شروع کر دی اور مسلمانوں کی نماز باجماعت کا انتظام بھی کیا۔ اس طرح مدینہ منورہ کی تاریخ میں مسلمانوں کی ''امامت'' کا اعزاز سب سے پہلے انہی کو نصیب ہوا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ کا حلقہ روز بروز بڑھتا گیا۔ اسلام کے محاسن بیان کرتے اور قرآن مجید کی دل آویز تلاوت سے لوگوں کے دلوں کو مسحور کرتے قباء تک گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا اور روزانہ ایک دو نئے آدمی اسلام قبول کرتے۔ آپ کی تقریر دل پذیر سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی اسلام کے شیدائی بن گئے جن کے اثر و رسوخ سے ان کا پورا قبیلہ عبدالاشہل حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ [1]

[1] سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں جمعہ کا قیام:

مدینہ باسکینہ میں جب نماز باجماعت کا انتظام ہوگیا تو نبی الرحمت ﷺ نے مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کی ترغیب دی۔ جیسا کہ امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء دار قطنی کے حوالہ سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک تحریر کے ذریعہ ارشاد فرمایا کہ مدینہ کے مسلمانوں کو یکجا جمع کر کے نماز جمعہ پڑھانا شروع کر دیں۔ ❶

لیکن امام سہیلی المتوفی ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء فرماتے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ قائم کیا اور یہی قول صحیح ہے۔ ❷

اور دوسری روایات سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔

ابتداء میں جب سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ شروع کیا تو عموماً چالیس صحابہؓ اس میں شرکت کرتے تھے۔ بعد میں یہ تعداد بتدریج بڑھتی گئی۔ سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے اس ناقابل فراموش کارنامہ پر سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تازیست انہیں نیک دعاؤں سے نوازتے رہے۔ نماز جمعہ کا اوّلین قیام نقیع کے علاقہ میں حرہ بنی بیاضہ میں ہوا۔ جسے ''الخضمات'' کہا جاتا ہے۔ ❸

بعد ازاں جب رحمت کائنات ﷺ مدینہ کریمہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے پہلی مرتبہ نماز جمعہ قبیلہ بنو سالم میں ادا فرمائی۔ جبکہ عرب کی تاریخ میں آپ کے اجداد میں سے کعب بن لوی نے ابتداءً مکہ مکرمہ میں جمعہ قائم کیا اور خطبہ دیا جس میں خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کی بشارت سنائی تھی۔ ❹

---

❶ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۱۵۱ ❷ روض الانف ج ۱: ۲۶۹

❸ السنن الکبریٰ ج ۳: ۱۷۷، دار قطنی ج ۲: ۶ ❹ روض الانف ج ۱: ۲۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت عقبہ ثانیہ:

سن ۱۳ نبوی میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنی سال بھر کی کارگزاری بارگاہ رسالت مآبؐ میں پیش کرنے اور حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ۷۳ قدسی نفوس کے جلو میں مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ وہاں پہنچ کر اپنی آمد کی اطلاع کے ساتھ دیدار رخ زیبا کی درخواست بھی پیش کی۔ سید کائنات ﷺ نے ایام تشریق میں منیٰ کی اس مبارک گھاٹی پر شب کو ملنے کا وعدہ فرمایا۔ جہاں گزشتہ سال بارہ نقباء بیعت سے شرف بار ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ حسب وعدہ ۱۲ رذوالحجہ کو دو تہائی شب گزر جانے پر مقام موعود پر پہنچ گئے۔ ❶

اور طلوع جمال جہاں آرا سید الانبیاء علیہ التحیات و الثناء کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں محبوب انس و جان ﷺ اپنے عم مکرم عباس کی معیت میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اگرچہ اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی نصرت وحمایت کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔ بیٹھتے ہی انصار سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) اپنی قوم میں نہایت عزت اور وقعت والے ہیں اور ہم ان کے حامی اور مددگار ہیں' اب وہ تمہارے یہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں' اگر تم لوگ ان کی پوری طرح حمایت اور حفاظت کا حق ادا کر سکو اور مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کا وعدہ کرو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف جواب دے دو۔

انصار باوقار نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بسر وچشم حاضر ہیں۔ آپ اپنے لیے اور خداوند تعالیٰ کے لیے جو چاہیں ہم سے عہد لیں۔

آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ پھر اسلام پیش کیا اور قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ چاہتا ہوں کہ اس کی عبادت اور بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ❷

---

❶ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۰۷ ❷ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۱۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اور اپنے جانثار صحابہؓ کے لیے یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں ٹھکانہ دو اور جس طرح تم اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح ہماری بھی حفاظت کرو اور خوشی ہو یا رنج' راحت ہو یا کلفت' افلاس ہو یا تونگری ہر حال میں میری اطاعت کرو اور جو کچھ میں کہوں اسے سنو' انصار ابرار نے عرض کیا: اگر ہم یہ سب کچھ کر گزریں تو ہمیں اس کا صلہ کیا ملے گا؟ اس کے جواب میں سرور کون و مکان' سلطان زمین و زمان ﷺ نے فرمایا: اس کے بدلے تمہیں جنت کی لازوال نعمتیں ملیں گی' انصار باوقار نے یہ سب کچھ بسر وچشم قبول کیا اور بیعت سے شرف یار ہوئے۔[1]

اس موقع پر ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یہود کے ساتھ ہمارے تعلقات پہلے سے چلے آ رہے ہیں۔ مگر اس بیعت کے بعد وہ منقطع ہو جائیں گے۔ اس لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ فتح و نصرت سے ظفریاب فرمائے تو آپ ہمیں تڑپتا چھوڑ کر مکہ مکرمہ واپس ہو جائیں۔ یہ سن کر محسن انسانیت ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ تمہاری جان میری جان ہے۔ جس سے تمہاری جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے۔ جس سے تمہاری صلح ہو گی اس سے میری صلح۔ اب تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔[2]

اس پر سب نے نہایت رضاء اور رغبت کے ساتھ بیعت کر لی۔ اوس اور خزرج کے اس فقید المثال تعاون اور نصرت کے باعث رحمتِ کائنات ﷺ نے انہیں ''انصار'' کے لقب سے نوازا۔

نقباء کا انتخاب:

بیعت سے فارغ ہو کر فرمایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب منتخب کیے تھے۔ میں بھی جبرئیل امین کے کہنے پر تم میں سے بارہ نقیب چنتا

---

1. ایضاً: مسند احمد ج ۱۹: ۲۷۲: ۲۷۳

2. طبقات ابن سعد' البدایہ والنہایہ ج ۳: ۱۶۰ مسند احمد ج ۱۹ ص ۲۷۳ تا ۲۷۴' الدراء النہاء ج ۲: ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ انتخاب کے بعد نقباء سے فرمایا: تم اپنی قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہو جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کفیل تھے۔ نقباء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

اسعد بن زرارہ' عبداللہ بن رواحہ' سعد بن الربیع' رافع بن مالک' ابو جابر عبداللہ عمرو' براء بن معرور' سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو' عباد بن صامت' السید بن خضیر' سعد بن خیثمہ اور رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہم۔ [1]

یہ عظیم المرتبت اور جلیل القدر قافلہ بیعت وارشاد اور عہد و پیماں سے فارغ ہو کر وطن واپس ہونے لگا تو بے حد ادب و احترام کے ساتھ یہ درخواست مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ معارف پناہ میں پیش کی کہ اگر آپ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوں تو ''چشم ماروشن دل ماشاد'' ہم دل و جان سے آپ پر فدا ہیں۔

آپ یوں شگفتہ دہن ہوئے:

''ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکہ معظمہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ملی اور نہ ہی ہجرت کی جگہ صراحتاً بتائی گئی ہے۔ جس وقت اور جس جگہ کا حکم ہو گا میں ہجرت کروں گا''۔

انہی الفاظ کے ساتھ انصار باوقار کو الوداع کیا: [2]

دُرفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

(اکبر الہ آبادی)

---

[1] طبقات ابن سعد [2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرتؐ مدینہ باسکینہ

تیرہ سال کا جاں گداز عرصہ کفار ناہنجار کے ظلم وتشدد سہتے گزر گئے۔ دعوت حق کے جواب میں ہر سو تلواروں کی جھنکار سنائی دے رہی تھی۔ بالآخر مسلمانوں کو ''دارالامان مدینہ منورہ زادھا اللّٰہ تنویرًا'' میں ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی۔ اگرچہ مکہ معظمہ کے اطراف میں بعض صاحب ثروت مسلمان حضرات آپ کی حفاظت اور تصرف کے لیے اپنی جاں نثارانہ خدمات کی پیش کش کرتے رہے لیکن آپ ان کے شکریہ کے ساتھ اسے مسترد فرما دیتے کیونکہ کارساز قضا وقدر نے اس شرف سے انصار کو مشرف کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس طرح نبوت کی ابتدا رویائے صالحہ سے ہوئی۔ اسی طرح ہجرت سے پہلے بھی رویائے صالحہ کا ظہور ہوا۔ ابتداً آپ کو خواب میں ہجرت کی جگہ دکھائی گئی جو انتہائی سرسبز وشاداب مقام تھا۔ مگر جگہ کا نام نہیں بتایا گیا۔ آپ کا خیال تھا کہ شاید وہ مقام یمامہ یا ہجر ہو۔ ابھی آپ اسی تردد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مدینہ منورہ زادھا اللّٰہ تنویرًا کو ہجرت کے لیے مختص کر دیا۔[1]

ادھر نبوت کے تیرھویں سال کا آغاز ہو چکا تھا' خوش آئند سال اپنی ابر نو بہاری کا جوبن دکھا رہا تھا۔ آسمان مدینہ منورہ زادھا اللّٰہ تنویرًا پہ شبنم افشانی میں مصروف اور آفتابِ عالم تاب رسالت جو کہ مکہ کے افق پر طلوع ہو چکا تھا۔ اب مدینہ باسکینہ کو مستنیر کرنے اور نبوت کی نورانی شعاؤں سے دنیا جہاں کو بقعہ نور بنانے کا عزم عظیم لے کر ایک عالمگیر انقلاب کا آغاز کرتا ہے۔

۲۷ صفر المظفر ۱۳ نبوت بروز پنج شنبہ' ۱۲ ستمبر ۶۲۱ء کا ذکر ہے کہ رحمت

---

[1] بخاری شریف ج۱۰:۵۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت میں کفار نابکار کے محاصرہ کے دوران در دولت سے تشریف لائے اور رات کی تاریکی میں سفر باسعادت سوئے مدینہ باسکینہ کا آغاز فرمایا۔ کعبۃ اللہ کو حسرت بھری نگاہوں سے الوداع کہتے ہوئے فرمایا:

''مکہ تو مجھے ساری دنیا سے عزیز تھا لیکن تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے''۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں جبل ثور کی چوٹی پر تین دن غارِ ثور کو رونق بخشی اور منزل بمنزل سوئے مدینہ گامزن ہو گئے۔

دیوانگانِ نبوی کا انتظار و اضطرار:

مدینہ باسکینہ کے گلی کوچوں میں یہ فرحت انگیز خبر گونج رہی تھی کہ فخر کون و مکاں، سرور زمین و زماں، رحمتِ کائنات ﷺ کا سایۂ عاطفت و شفقت اس شہر پہ جلوہ فگن ہونے کو ہے۔ شاہِ دوسرا کی سواری مکہ معظمہ سے سوئے بطحا رواں دواں ہے۔ مدینہ باسکینہ کے پیر و جواں، صغیر و کبیر، عورتیں اور بچے حتیٰ کہ اشجار و احجار بھی ہمہ تن چشم انتظار بنے ہوئے تھے۔ معصوم بچے سرور و انبساط اور فرحت و نشاط میں نغمہ سرا تھے ''رحمت کائنات کی آمد آمد ہے''۔

انتظار کی بے تابی اور لقائے روح زیبا کا شوق اہالیان مدینہ باسکینہ کو ہر روز علی الصبح شہر سے دور راستہ میں لا کھڑا کر دیتا۔ مضطرب دل اور بے تاب نگاہیں کوسوں دور تک اپنا گوہر مقصود تلاش کرتیں۔ جب سورج میں تمازت اور گرمی میں شدت کا غلبہ ہو جاتا تو حسرت و یاس کے ساتھ واپس لوٹ جاتے۔ یہ ان کا معمول بن گیا تھا۔ ادھر وہ قدسی صفات قافلہ سنگلاخ راستوں کی جان لیوا صعوبتوں سے دوچار ہوتا، پہاڑیوں اور وادیوں کے خاردار دامنوں سے گزرتا مدینہ باسکینہ کی سرزمین پر جلوہ ریز ہوتا ہے۔ اہل مدینہ نے ایسا پرخلوص اور پرتپاک استقبال کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ بتوں کی پرستش سے منہ موڑ کر باطل کی تیرہ و تار فضاؤں سے نکل کر اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ لینے والے اپنے ہادی اور محبوب آقا ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اُمڈ آئے۔

ان عاشقانِ رسول نے ہجر کی گھڑیاں تڑپ تڑپ کر کاٹیں، ہجر کے دل گداز،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاں سوز اور پرشوق لمحات بالآخر گزر گئے۔ مطلع نور نظر نواز ہوا۔ وہ خورشید جہاں تاب' مہر رسالت' نور عین' شمع صدق و یقین' جان حرم جلوہ نما ہوا۔ فخر موجودات' مقصود کائنات ﷺ کی تشریف آوری پر اہل مدینہ ہی نہیں شجر' حجر' چاند' پرند بلکہ موجودات کی ہر چیز نے خوشیاں منائیں۔

اہالیان مدینہ کی مسرتوں کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ خوشی سے تمتماتے چہروں' شادمانی سے لبریز سینوں اور خوشی سے چھلکتے ہوئے آنسوؤں کی منظر کشی الفاظ میں نہیں ہوسکتی۔ ہر دل مہمان ذی شان کے لیے بے تاب و بے قرار اور ہر آنکھ اس تجلی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے مضطرب تھی۔

ایک دن حسب معمول جب انتظار بسیار کے بعد گھروں کو جا چکے تھے تو ایک یہودی کی نگاہ اچانک اس قدسی صفات قافلہ پر پڑی جس کے لیے سب بے تاب اور بے چین تھے۔ وہ ضبط سخن نہ کرسکا اور بے ساختہ پکارا اٹھا "اہل عرب تمہیں جس مقصود کائنات کا انتظار تھا وہ آ گئے" حبیب بسیب' مدنی تاجدار یار غار صدیق باعتبار کی معیت میں سفید براق پوشاک زیب تن کیے مدینہ کے افق پر بدر منیر بن کر چمکے۔ ہر سمت اللہ اکبر کی ایمان افروز اور وجد آفرین صدا گونجنے لگی۔ انصار فرط سرور میں ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے اور سید کائنات ﷺ کا استقبال کرنے لگے۔[1]

جس دن مدینہ کریمہ کے افق پر سراجاً منیراً اپنی عالمگیر درخشانی و تابانی کے ساتھ چمکا' مدینہ کی رنگینیوں اور نیرنگیوں میں عظیم انقلاب بپا ہوگیا۔ فضا معطر ہوگئی اور ہاتف نے رشد و ہدایت اور توحید و رسالت کے نشو و نما اور ارتقا کی تاریخ سنہری حروف میں رقم کی۔

قباء میں آمد:

مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر انصار کے متعدد قبائل آباد تھے۔ اس بستی کا نام عالیہ اور قباء مشہور تھا۔ قبا ایک کنویں کا نام تھا جس کی نسبت سے بستی کا نام بھی قباء مشہور ہوگیا۔[2]

---

[1] بخاری شریف ج ۱: ۵۵۴ [2] معجم البلدان ج ۷: ۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان قبائل میں عمرو بن عوف کا خاندان بے حد ممتاز اور معزز تھا جس کے سردار کلثوم بن الہدم تھے' فخر کون و مکاں' سرورِ زمین و زماں' رحمتِ عالم ﷺ کا اس بستی میں ورودِ مسعود محمود ہوا تو آپ نے کلثوم بن الہدم کے گھر کو قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشی' سارا خاندان جوشِ مسرت سے با آوازِ بلند اللہ اکبر پکار اٹھا۔ قسام ازل نے مہمان نوازی کا شرف اسی خاندان کے مقدر میں لکھا تھا کہ شاہِ دوسرا' میزبان دو عالم ﷺ انہی کی میزبانی کو شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ انصار ہر طرف سے جوق در جوق آئے اور جوشِ عقیدت سے سلام محبت پیش کیا۔[1]

بعض روایات میں ہے کہ سید المرسلین ﷺ قباء میں سیدنا سعد بن خیثمہ کے مکان میں راحت گزیں ہوئے تھے۔ لیکن امام ابن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ/۸۲۸ء اور امام ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ/۸۴۴ء نے دونوں روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ کا قیام سیدنا کلثوم بن ہدمؓ کے گھر تھا۔ لیکن لوگوں کی ملاقات اور زیارت کے لیے آپ کی مجلس سیدنا سعد بن خیثمہ کے گھر ہوا کرتی تھی۔ موصوف کے بیوی بچے نہ ہونے کی وجہ سے اپنا مکان حضور انور ﷺ کی نشست گاہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ان کے مجرد ہونے ہی کی وجہ سے ان کے مکان کا نام ''بیت العزب'' مشہور تھا۔[2] امام سہیلی المتوفی ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔[3]

تاریخ ورودِ قباء:

وہ صبح سعادت نشاں' جس میں کائنات کے سردار ﷺ قباء میں قدم رنجہ فرما ہوئے' اسلام کے درخشندہ دور کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے مؤرخین اسلام نے اس تاریخ کو بڑے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا۔ اکثر مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ دن ۸ ربیع الاوّل ۱۳ نبوت بروز شنبہ مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ عیسوی تھا۔ محمد بن موسیٰ خوارزمی لکھتے ہیں کہ فارسی ماہ تیر کی ۴ اور رومی ماہ ایلول ۹۲۳ سکندری کی

---

[1] روض الانف ج ۲: ۱۰ [2] سیرت ابن ہشام' طبقات ابن سعد ج ۱ عنوان قبا میں آمد [3] روض الانف ج ۲: ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں تاریخ تھی۔ مؤرخ یعقوبی نے ہیت دانوں سے یہ زائچہ بھی نقل کیا ہے:

آفتاب	برج سرطان میں	۲۳ درجہ ۶ دقیقہ پر
زحل	// اسد //	۲۲ //
مشتری	// حوت //	۶ //
زہرہ	// اسد //	۱۳ //
عطارد	// اسد //	۱۵ // [1]

عصر حاضر کے ماہر تقویم مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے اپنی کتاب ''تقویم تاریخی'' (قاموس تاریخی) کے مقدمہ ''داستانِ ماہ و سال'' میں رسول اللہ ﷺ کی قباء آمد کی تاریخ کی تفصیل اس طرح لکھتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کے مقام قباء پر جس دن پہنچے تھے۔ اس دن دوشنبہ ۸ ربیع الاوّل ۱ ہجری تھا جو موجودہ گریگوری کلینڈر کے حساب سے ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء پڑتا ہے۔ جو مطابق ہے' یہودی پہلے مہینہ تشرین اوّل کی ۱۰ تاریخ ۴۳۸۳ خلیفہ کے' اس دن یہود صوم کپوا کا تہوار مناتے تھے۔ اور روزہ رکھے ہوئے تھے۔ اسی دن کو یہودیوں نے عاشوراء قرار دے رکھا تھا۔ اور ہر سال تشرین اوّل کی دس تاریخ کو صوم کپوار کھتے تھے۔ (تقویم تاریخی مقدمہ)

مزید تفصیلات درکار ہوں تو امام سہیلی' حافظ ابن حزم اور حافظ مغلطائی کی تصانیف کی طرف رجوع فرمائیں۔ سرزمین قبا جس روز جمالِ مصطفویؐ سے منور ہوئی تو یار غار صدیق غمگسار رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے اور پرسش احوال میں مصروف ہو گئے' جبکہ محبوب انس و جان ﷺ سکوت کے عالم میں رونق افروز رہے جس وقت آفتاب جمال' جہان آرائے روئے محمد ﷺ کے مقابل آیا تو جانثار رفیق غارؓ نے اپنی چادر سر اقدس پہ پھیلا دی تاکہ سایہ رہے' اس جان نثارانہ ادا سے یہ فائدہ بھی ہوا کہ انصار مدینہ کی اکثریت رخ زیبا ﷺ سے شناسا نہیں تھی جس کی وجہ سے محب اور محبوب میں امتیاز کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ صدیق کی اس ادا نے چہرۂ پر ضیا کو نکھار دیا۔ اس طرح

[1] تاریخ یعقوبی، ج ۲:۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے والے متوالے پروانہ وار شمعِ رسالت پر گرنے لگے۔ ❶

جب صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو ہجرتِ مدینہ کی اجازت مل گئی تو وہ مختلف جماعتوں اور گروہوں کی صورت میں مدینہ منورہ جانے لگے۔ سب سے پہلے یہ شرف سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ جنہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبلغ اور معلم بنا کر بھیجا تھا۔ ان کے بعد سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم پھر سیدنا بلال' سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم پھر ان کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیس افراد کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائے یہ جماعت ان کے خاندان کے افراد پر مشتمل تھی۔ ❷

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بعد عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ کے ساتھ ہجرت کی اور اس طرح عورتوں میں وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عامر بن ربیعہ بھی دس افراد کی جماعت کے ساتھ مدینہ تشریف لائے تھے۔ جن میں یہ حضرات بھی شامل تھے۔

عامر کی بیوی ام عبداللہ بنت ابی حشمہ' ابو سلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ مکرمہ سیدہ ام سلمہ' ابو حذیفہ بن عتبہ' شماس بن عثمان بن الشرید اور عبداللہ بن جحش۔ ❸

چونکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اکثر صحابہؓ مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے بعض حضرات سیدنا کلثوم بن الہدمؓ کے ہاں رونق افروز تھے۔ جن میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت مقداد' حضرت خباب' حضرت سہیل' حضرت صفوان' حضرت عیاض' حضرت عبداللہ بن مخرمہ' حضرت عمیر بن عوف رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ❹

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تین دن بعد مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ قباء پہنچ کر وہ بھی سیدنا کلثوم بن الہدم ہی کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ دن قبا میں قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔ ❺

---

❶ بخاری شریف ج ۱: ۵۵۴ ❷ بخاری شریف ج ۱: ۵۵۸ ❸ فتح الباری ج ۷: ۲۶۰

❹ طبقات ابن سعد ❺ بخاری شریف ج ۱: ۵۶۰ مسلم شریف ج ۱: ۲۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

تہذیب وتمدن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆...... مذہبؑ

☆...... اخلاق و عاداتؑ

☆...... طرز معاشرتؑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب

اہالیان مدینہ کا مذہب قدیم زمانہ میں کیا تھا؟ اس کے جواب میں تاریخ خاموش ہے خیال ہے کہ وہ لوگ ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے مگر بعد میں بت پرستی کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ اوس وخزرج نے صاحب مذہب ہونے کی بنا پر اپنی مذہبی عبادت گاہیں بالکل جداگانہ بنا رکھی تھیں جن میں بہت سے بت موجود رہتے تھے اور سب سے قوی ہیکل مناۃ کا بت تھا۔ ان عبادت گاہوں کی نگرانی اور اہتمام ہر قبیلہ کا کوئی ممتاز اور مذہبی شخص کرتا تھا۔ جیسا کہ بنو غنم بن مالک بن نجار کے مندر کا متولی عمرو بن قیس نجاری تھا۔[1]

کاہن کا عہدہ بھی تھا۔ اور ہر قبیلے میں ایک کاہن ہوتا تھا جسے حبشی زبان میں طاغوت کہا جاتا تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ میں کاہن ہوتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار میں بھی یہ عہدہ پایا جاتا تھا۔[2]

بعض لوگ صرف توحید کے قائل تھے جیسا کہ اسعد بن زوارہ اور ابوالہیثم[3] وغیرہ بعض نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ابوالحصین کے بیٹے انہی میں شامل تھے۔[4]

بایں ہمہ اوس وخزرج کا ہر فرد مذہب ابراہیمی کے احکام کا کچھ نہ کچھ پابند تھا' جیسا کہ حج بیت اللہ' قربانی' مہمان نوازی' اشہر حرم کی عزت' فواحش کو برا سمجھنا اور جرائم پر سزا دینا یہ تمام باتیں دین ابراہیمی کا جزو تھیں اور انصار ان پر کاربند تھے۔

نماز کی ایک بگڑی ہوئی صورت بھی ان میں باقی تھی۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر ابوقیس بن اسلت حبشیوں کی مکہ میں شکست پر فرط مسرت سے کہتا ہے۔

---

❶ سیرۃ ابن ہشام ج ۲: ۹۵ ❷ صحیح بخاری ج ۲: ۶۵۹ باب قولہ وان کنتم مرضی او علی سفر
❸ طبقات ابن سعد ج ۱: عنوان اوس وخزرج میں دعوت اسلام ❹ اسد الغابہ ج ۵: ۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقوموا فصلوا ربکم و تمخسوا   بارکان ھذا البیت بیت الاخاشب [1]

عرب کی سرزمین میں جب عمرو بن لحی ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر الازدی نے بت پرستی کا بیج بویا' تو اوس وخزرج بھی اس میں مبتلا ہو گئے۔ کیونکہ اوس' عمرو بن لحی کا بھتیجا تھا۔ [2]

عمرو بن لحی ملک شام میں گیا اور وہاں قوم عمالقہ کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ جب واپس ہونے لگا تو انہوں نے ''ہبل'' نامی بت تحفہ میں دیا۔ جسے اس نے کعبۃ اللہ کے قریب نصب کیا اور اس کی عبادت کرنے لگا۔ [3] اسی طرح اس نے ایک بہت بڑا بت ''مناۃ'' مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلہ پر ''قدیدا'' میں سمندر کے ساحل سے متصل۔ [4] ''مشلل'' نامی ایک پہاڑی پر نصب کیا۔ [5] اوس وخزرج اور غسان کے علاوہ ہذیل' خزاعہ ازدشنوۃ [6] (اہل عمان) اور بنی کعب بھی اس کی پوجا کرتے تھے۔ [7]

علامہ یاقوت حموی التوفی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء لکھتے ہیں:

وَلَم تکن قریش بمکۃ و من اقام بھا من العرب یعظمون شیئًا من الاصنام اعظامھم العُزّیٰ ثم اللات ثم مناۃ۔ [8]

علامہ موصوف مزید لکھتے ہیں:

وَلم یکن احد اشد عظامًا لَہ مِن الاوس وَالخزرج۔ [9]

''اوس وخزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ مناۃ کی عزت نہیں کرتا تھا''۔

تعظیم کی وجہ ظاہر ہے اور یہ خود لفظ ''مناۃ'' کے مادہ میں موجود ہے۔ مناۃ' مَـنـا سے نکلا ہے جس کے معنی قدر یعنی اندازہ کرنے کے ہیں۔ چونکہ انصار اسے قضا و قدر کا حاکم سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ اور اس کی

---

1 سیرت ابن ہشام ج۱:۳۸ ترجمہ نسب ابی قیس ابن سلت 2 تاریخ یعقوبی ج۱:۲۰۲ 3 ایضا:۲۵۴
4 معجم البلدان ج۸:۱۶۷ 5 ایضاً ج۸:۱۶۷ 6 ایضا ج۸:۱۶۸ 7 زرقانی ج۳:۲۰۲
8 معجم البلدان ج۶:۱۶۸ 9 ایضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضاجوئی کے لیے طرح طرح کی رسمیں ایجاد کر لی تھیں۔[1]

اسی مقام سے احرام باندھتے' اس کی نیازیں چڑھاتے' حج سے واپس آ کر وہیں سر منڈواتے اور قربانی کرتے تھے۔[2] تاہم کعبہ شریف کو اس سے برگزیدہ اور معزز سمجھتے تھے۔[3]

حدیث شریف میں ہے:

قبیلہ ازد اور غسان کے علاوہ یثرب کے اوس و خزرج بھی آباؤ اجداد سے "مناۃ" کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر احرام نہیں کھولتے تھے بلکہ منیٰ سے سیدھے قدید میں آ کر "منات" کا طواف کرتے تھے۔ تلبیہ پڑھتے اس کے بعد احرام کھولتے تھے۔ نیز ان کا دستور تھا کہ جب "منات" کا تلبیہ پڑھنا ہوتا۔ تو حج بیت اللہ کے دوران صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے۔[4] علاوہ ازیں منات کے حج کے احرام کی حالت میں وہ لوگ مکان' خیمہ یا کسی دوسری چیز کے چھت کے نیچے بیٹھنے اور رہنے سے بھی گریز کرتے تھے۔[5]

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے انصار کو اسلام کی دولت سے بہرہ ور فرمایا تو انہیں اپنی اس مشرکانہ رسم کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام لانے سے پہلے ہم منات بت کے نام کا احرام باندھتے اس کا حج کرتے اور اس کی پوجا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے صفا اور مروہ کے طواف کو برا جانتے تھے۔ اب ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ ان کے اس استفسار پر قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شعائر اللّٰه. الایه (سورة البقرة)

---

[1] معجم البلدان ج۶: ۱۶۸ [2] معجم البلدان ج۸: ۱۶۸ [3] سیرت ابن ہشام عرب کے بت جلد ا

[4] صحیح مسلم کتاب الحج' باب بیان السعی بین الصفا و المروۃ ج۱: ۴۱۴' فتح الباری کتاب الحج باب وجوب الصفا و المروۃ ج۳: ۵۰۰ [5] تاریخ یعقوبی ج۱: ۲۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد انصار اسلامی اصولوں کے مطابق فریضہ حج ادا کرنے لگے اور ایک اللہ کی پرستش کرنے لگے اور منات کی پرستش سے تائب ہو گئے۔[1] علاوہ ازیں عمرو بن جموع بن زید جو قبیلہ بنو سلمہ کا سردار اور شرفاء میں سے تھا نے منات کا بہت بڑا بت لکڑی کا بنا کر گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جس کی عبادت کرتا اور عزت و تکریم کے ساتھ اسے خوشبو لگاتا تھا۔[2]

اسی طرح دوسرے لوگوں کے گھروں میں بھی مورتیاں ہوتی تھیں جن کی وہ پرستش کرتے تھے اور یہ سب کچھ ایک مستقل نظام کے ماتحت تھا۔ ایک شخص دیوتاؤں کے اہتمام و انتظام پر مقرر ہوتا تھا۔ چنانچہ جب اسلام کا آفتاب عالمتاب مدینہ کے افق پر طلوع ہوا تو اس وقت اس عہدہ پر عمرو بن قیس فائز تھا۔[3]

تاہم بعض لوگ خدا پرستی کی طرف بھی مائل تھے۔ جس کی مختلف صورتیں اختیار کر رکھی تھیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے بت پرستی چھوڑ کر یہودی مذہب اختیار کر لیا اور یہ خیبر کے یہود اور قریظہ اور نضیر کے میل جول کا اثر تھا۔ رفتہ رفتہ اوس و خزرج میں یہودی مذہب بے حد مقبول ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب کسی عورت کے لڑکا زندہ نہ رہتا۔ تو وہ منت مانتی کہ اگر اولاد پیدا ہوئی اور زندہ رہی تو اسے یہودی بناؤں گی۔ اس طرح انصار میں یہودی مذہب اختیار کرنے والوں کی ایک خاصی تعداد ہو گئی تھی۔[4]

جن میں قبائل عوف' نجار' حارث' ساعدہ' جشم' اوس اور ثعلبہ شامل تھے۔[5] نیز سلسلہ بن برہام بنو نجار میں سے بنو زریق سے لبید بن عاصم' بنو حارثہ سے کنانہ بن صوریا اور بنو عمرو بن عوف سے قروم بن عمرو' ان سب قبائل کے سردار اور مشہور آدمی

---

[1] بخاری شریف باب وجوب الصفا و المروۃ ج۱:۲۲۲: ج۲:۷۲۱۔ مسلم شریف باب بیان السعی بین الصفا و المروۃ ج۱:۴۱۴ [2] سیرت ابن ہشام عنوان بیعت عقبہ قصہ صنم عمرو بن جموع: ج۲:۹۵' البدایہ والنہایہ ج۳:۱۶۵ [3] سیرت ابن ہشام ج۲:۱۷۵ [4] سنن ابوداؤد باب الاسیر یکسرہ علی الاسلام ج۲:۹ [5] سیرت ابن ہشام ج۲:۱۳۹' عنوان مواعید یہود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی تھے۔[1]

اوس وخزرج کے تمام سربرآوردہ لوگوں کے گھروں میں بت موجود تھے۔[2]

ان کے علاوہ مندروں میں بھی بت رکھے ہوئے تھے۔ جیسا کہ غنم بن مالک بن نجار کے بت خانہ میں بہت سے بت موجود تھے اور عمرو بن قیس ان کا متولی تھا۔[3]

علامہ ابن اثیر اور مؤرخ طبری نے ہجرت علی رضی اللہ عنہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قبا میں مقیم ایک مسلمان بیوہ عورت کے ہاں دو راتیں مقیم رہے۔ اثناء قیام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ہر رات دروازہ کھلتا ہے اور وہ عورت باہر سے کچھ لا کر اندر رکھ لیتی ہے۔ موصوف کو اس واقعہ پر حیرت ہوئی کیونکہ اس عورت کا شوہر نہ تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ رات کو دروازہ کیوں کھلتا ہے؟

عورت نے بتایا کہ میں بالکل لاوارث ہوں۔ اس بناء پر سہل بن حنیف رات کی تاریکی میں اپنی قوم کے بت توڑتے ہیں اور خفیہ طور پر مجھے لا کر دے جاتے ہیں تا کہ میں ان کا ایندھن بنا سکوں۔[4]

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہالیان مدینہ میں بت پرستی کا عام دور دورہ تھا اور لوگوں کے گھروں میں بھی بت موجود تھے۔

امام ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ/۸۴۴ء بیان کرتے ہیں:

کہ ۲۴ رمضان المبارک ۸ھ کو فتح مکہ کے موقع پر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں دوسرے بتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ وہاں اوس اور خزرج کے بت منات کو منہدم کرنے کے لیے حضرت سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جنہوں

---

[1] سیرت ابن ہشام ج ۲: ۱۴۹، عنوان مواعید یہود

[2] ایضاً ج ۲: ۹۵ قصہ صنم عمرو بن جموع

[3] ایضاً ج ۲: ۱۷۵، عنوان من اسلم من اخبار الیہود نفاقاً

[4] ~~کامل ابن اثیر باب الہجرت ج~~ ۲: ۴۴، طبری ج ۱: عنوان ھجرت علی الی المدینہ اردو ۱۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے منات کو ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔[1]

انصار کے نوجوان مے توحید سے سرشار بت شکنی میں مصروف تھے۔ چنانچہ قبیلہ بنو اسلم کے معاذ بن جبل' ثعلبہ بن عتمہ اور عبداللہ بن انیس اس مہم کے سرخیل تھے۔ اس طرح انہوں نے مدینہ کریمہ سے بتوں کو نیست و نابود کر کے سب کو خداوند قدوس کا پرستار بنا دیا۔

قبیلہ سعد ''قراض'' بت کی پرستش کرتا تھا اور ذباب بن الحارث بن عمرو بن معاویہ اس کا مجاور تھا لیکن جب انہیں سید کائنات ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو فوراً اسلام کے دامن رحمت میں داخل ہو گئے اور اپنے قومی معبود قراض کو چکنا چور کر کے رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ اشعار پیش کرتے ہیں:

تبعت رسول الله اذجاء بالهدیٰ   وخلفت قراضا بدار هوان

''جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے تو میں نے آپ کا اتباع کیا۔ اور قراض کو ذلیل ترین مقام میں چھوڑ دیا''۔

شددت علیه شدة فكسوته   كان لم يكن والدهر ذو جدثان[2]

''میں نے اس پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اسے گویا اس کا وجود زمانہ میں تھا ہی نہیں چکنا چور کر دیا''۔

جب اسلام کا نیر تاباں مدینہ باسکینہ پر شعاع فگن ہوا' تو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ بادل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹ گئے۔ طاغوتی نظریات کا جنازہ نکل گیا اور کفر کا منحوس عفریت تا ابد اس شہر سے ہزاروں میل دور بھاگ گیا۔ اب اسلام کا سدا بہار گلشن قیامت تک چمن زار رہے گا۔ کفر کی نحوست اس کے قریب بھی نہیں آ سکتی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

ان الشياطين قد يئست ان تعبد ببلدی هذا.[3]

---

[1] طبقات ابن سعد باب فتح مکہ ج۱: ۴۸۵ [2] وفاء الوفاء: ج۱: ۲۶ [3] کنز العمال ج ۱۲: ۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس شہر میں شیطان اپنی عبادت کرانے سے ناامید ہو چکا ہے''۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ایمان مدینہ منورہ سے دنیا کے گوشے کونے تک پہنچا۔ لیکن جب ساری دنیا سے رخصت ہو جائے گا اس وقت بھی مدینہ میں ایمان اور اسلام کی بہاریں جوبن پر ہوں گی۔ ❶

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو شرک سے پاک کر دیا ہے۔ ❷ اب اہالیان مدینہ کا مذہب قیامت تک اسلام ہی رہے گا۔ وہ کفر و شرک اور بدعات کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔

اخلاق و عادات:

مسلمان کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسن عالمگیر ہے مردان غازی کا

باشندگان مدینہ باسکینہ کے اخلاق و عادات اس قدر قابل تعریف اور لائق صدر تحسین تھے کہ قرآن مجید اور احادیث طیبہ کے مقدس اوراق ان کے محاسن اخلاق کے تذکرے سے مزین ہیں۔ مہمان نوازی اور ایثار و فیاضی انصار مدینہ کے حسن اخلاق کا جزو لاینفک تھا۔ اسلام نے ان کے اخلاق کریمانہ کو اور بھی تابندگی سے ہمکنار کر دیا' وہ لوگ نرم خو منکسر المزاج' ہنس مکھ' حلیم الطبع اور خوش خلق تھے۔ ان کے اوصاف جمیلہ اور محاسن عدیلہ سے متاثر ہو کر محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا:

''اگر ہجرت کی فضیلت اور شرف و مجد غالب نہ ہوتا تو میں انصار میں شامل ہوتا''۔ ❸

فخر کون و مکان' سرور زمین و زمان حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے

---

❶ وفاء الوفا ج ۱: ۲۷ ❷ ایضاً ❸ صحیح بخاری ج ۱: ۵۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں''۔ ❶

محسن کائنات ﷺ جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو مکہ مکرمہ کے غریب الوطن مسلمان حب نبوی سے سرشار اور بادۂ عشق سے مخمور پروانہ وار شمع رسالت کے گرد جمع ہونے لگے۔ جنہیں اسلامی اصطلاح میں ''مہاجرین'' کہا جاتا تھا وہ لوگ اپنا گھر بار' مال ومتال اور عزیز واقارب سب کچھ چھوڑ کر تہی دست اور بے سروسامانی کی حالت میں صرف حب رسول کی متاع عزیز لے کر مدینہ منورہ آئے تھے۔ جہاں شفیق وکریم آقا ﷺ نے انہیں اپنے دامن رحمت ورافت میں پناہ دی اور ان کی بودوباش خوردونوش اور دیگر لوازمات ضروریہ کا مسئلہ حل کرنے کا فوری اقدام کیا' تاکہ ترک وطن کے باعث ان کے دلوں میں احساس کمتری پیدا نہ ہونے پائے نیز تلاش معاش کی فکر' کسب فیض میں خلل انداز نہ ہونے پائے۔ اگرچہ انصار بہت بڑے جاگیردار صاحب ثروت نہیں تھے۔ مگر دل کے غنی اور اسلام کے ایسے فدائی تھے کہ جب کفار نابکار کی ننگی تلواروں اور کچھی کمانوں سے جان بچا کر بھوکے پیاسے مہاجرین ان کے ہاں آئے تو انہیں آنکھوں پر بٹھایا اور دل میں بسایا۔ بڑے پرتپاک طریقہ سے ان کا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ فقید المثال ایثار کا مظاہرہ کیا۔

محبوب انس وجان ﷺ نے مہاجرین کی اجنبیت کو دور کرنے کی غرض سے انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ اخوت ومودت قائم کر دیا۔ جس سے وطن اور اہل وعیال کی مفارقت سے پیدا ہونے والی طبعی پریشانی' انصار کی الفت وموانست میں تبدیل ہوگئی۔ انصار نے فیاضی' حسن مروت' ضیافت ومہمان نوازی اور ایثار وفدائیت کا ایسا تابناک مظاہرہ کیا جس کی نظیر تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

انہوں نے مہاجر بھائیوں کو نہ صرف مہمان کی حیثیت سے خوش آمدید کہا' بلکہ مال ومنال زمین و جائیداد کھیتی باڑی اور اپنی ساری کائنات میں انہیں برابر کا

---

❶ صحیح بخاری ج۱:۵۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک و سہیم بنا لیا یہ رشتہ حقیقی رشتہ سے بھی زیادہ اہم سمجھا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اگر کسی انصاری مسلمان کا انتقال ہو جاتا تو اس کی جائیداد اور مال اس کے حقیقی بھائی کے بجائے مہاجر بھائی کو ملتا تھا۔[1] محسن کائنات ﷺ کی نور بصیرت کا یہ اعلیٰ ترین شاہکار تھا کہ مہاجرین و انصار کی وطنی اور قومی عصبیتوں کا نام و نشان مٹا کر ایک نئی قومیت اسلام کے نام سے قائم فرما دی اور مہاجرین و انصار کے مختلف قبائل کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ انصار کی اس شیفتگی و وارفتگی' قابل رشک جذبہ ایثار و مروت اور قابل ستائش کارہائے نمایاں دیکھ کر چشم فلک بھی حیرت زدہ تھی۔

تاریخ کا یہ ایک ایسا سنہری باب ہے جسے لوحِ محفوظ میں خالق کائنات نے رقم کیا اور انصار کو ہدیہ تبریک اور دادِ تحسین پیش کرنے کے لیے حضرت جبریلؑ امین تشریف لائے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَو وَّ نَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ﴾[2]

''جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں مال و جان سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان لوگوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ لوگ باہم بھائی بھائی ہیں''۔

محبوب انس و جان ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان پر مہاجرین و انصار کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا۔ جس میں ۴۵ مہاجرین اور ۴۵ انصار نے شرکت کی اور ان کے درمیان بھائی چارہ اور رشتہ اخوت قائم فرمایا۔[3]

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ.

حضور انور ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا: دو دو شخص آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔ نبی کریم ﷺ جو سید المرسلین' امام المتقین اور رسول رب

---

[1] بخاری شریف ج ۱: ۳۱۲ [2] سورۃ انفال ع: ۱۰ [3] طبقات ابن سعد ج ۲: عنوان عقد مواخات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العالمین' بے مثل اور بے نظیر تھے' نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ اپنے چچا حضرت حمزہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما میں اخوت قائم کی۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جن کا لقب ذوالجناحین اور طیار تھا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ حالانکہ جعفر رضی اللہ عنہ اس وقت تک حبشہ سے تشریف نہیں لائے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خارجہ بن زہیر کو بھائی بنایا۔ عمر بن الخطاب کا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہما کو بھائی بنایا۔ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن الجراح' جن کا نام عامر تھا' کا سعد بن معاذ بن نعمان رضی اللہ عنہما کے درمیان' عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہما' زبیر بن عوام اور سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہما۔ اور بعض کے نزدیک زبیر بن عوام اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت قائم فرمائی۔ عثمان بن عفان اور ثابت بن المنذر' طلحہ بن عبیداللہ اور کعب بن مالک حضرت سعد بن زید بن عمرو بن نفیل اور ابی بن کعب۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم اور ابوایوب خالد بن زید' ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیع اور عباد بن بشر بن وقش' عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم' لیکن بعض کے نزدیک عمار بن یاسر کو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہما کا بھائی بنایا۔ ابوذر غفاری جن کا نام بُریر بن جنادۃ تھا' کو منذر بن عمرو ساعدی' حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدہ' سلمان فارسی اور ابودرداء' بلال موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابورویحہ' ابورویحہ کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن الخثعمی تھا' رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔[1]

جرجی زیدان غیر مسلم مورخ اس تاریخ ساز معاہدہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش میں سے مہاجرین اور یثرب والوں میں سے انصار کو چند اور خاص معاہدوں کے ذریعہ باہم پیوند کر دیا۔ ان معاہدوں کا نام (مواخاۃ) بھائی بندی رکھا گیا اور پیغمبر علیہ السلام نے بہت ہی استحکام کے ساتھ اس بھائی چارہ کا ان سے اقرار لیا اسلامی سلطنت کا پہلا بنیادی پتھر یہی ''عہد مواخاۃ'' تھا۔[2]

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ج ۲: ۱۵۰ [2] تمدن اسلام ۷۰/۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار مدینہ نے بڑی فراخدلی اور فیاضی کے ساتھ اس بھائی چارہ کو نبھایا۔ ان کا سب سے بڑا سرمایہ کھجوروں کے باغات تھے۔ اس زمانہ میں روپیہ پیسہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لیے انصار نے نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا کہ ہمارے باغات مہاجر بھائیوں میں برابر تقسیم فرمادیں تاکہ راحت و آسائش سے ان کی گزران ہو سکے۔ چونکہ مہاجرین فن زراعت سے بالکل ناآشنا تھے۔ ان کا پیشہ تجارت تھا۔ اس بناء پر نبی کریم ﷺ نے انصار کی پیش کش قبول فرمانے سے پہلو تہی کی۔ انصار نے اس کا حل یوں پیش کیا کہ کھیتی باڑی اور محنت مشقت ہم کریں گے اور پیداوار نصف نصف کرلیں گے۔ مہاجرین نے اس تجویز کو قبول کرلیا۔[1]

۴ ہجری میں بنونضیر کو جلاوطن کر دینے پر ان کی زمینیں اور باغات مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ نبی رحمت ﷺ نے انصار سے دریافت فرمایا کہ مہاجرین نادار اور ناتواں ہیں۔ اگر تم اس بات پر رضامند ہو تو تمہارے باغات تمہیں واپس کر دیے جائیں اور نئے مقبوضات مہاجرین میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ انصار نے بڑی دریادلی سے عرض کیا' ہمارے باغات انہی کے تصرف میں رہیں اور نئے باغات بھی انہیں عنایت فرمادیں۔[2]

اگرچہ انصار کا جذبہ اخوت اور ایثار و مروت باعث صد افتخار تھا۔ لیکن مہاجرین بھی بڑے خوددار تھے۔ وہ نذر و نیاز اور صدقہ و خیرات پر قناعت کرنے کی بجائے' محنت و جفاکشی سے رزق حلال حاصل کرنے کو ترجیح دیتے تھے:

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمن

---

[1] صحیح بخاری ج ۱: ۳۱۲، ۳۱۳ [2] فتوح البلدان اردو: ۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عوف رضی اللہ عنہ کو رضا کارانہ طور پر پیش کش کی کہ میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں اور عدت پوری ہونے پر آپ اس سے نکاح کر لیں لیکن سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بڑی احسان مندی کے ساتھ انکار کرتے ہوئے فرمایا:

بارک اللّٰہ فی اھلک و مالک.

''خدا آپ کو یہ سب کچھ مبارک کرے آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں''۔ ❶

چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب حرص و ہوس کو پامال کر کے صبر و قناعت کو ترجیح دی اور بنو قینقاع کے بازار میں جا کر گھی اور پنیر کی سوداگری شروع کر دی۔ اللہ کریم نے انہیں کاروبار میں اس قدر ترقی اور برکت سے نوازا کہ ان کے پاس اتنی دولت جمع ہوگئی جو شادی کے اخراجات کو کفایت کرتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے شادی کر لی۔ ❷

نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکوں کی جھنکاریں
ترے دست توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں
سکھائے فقر کے آداب تو نے بادشاہی کو
جلالِ قیصری بخشا جمال خانقاہی کو

اللہ کریم نے انہیں مال و دولت میں ایسی قابل رشک فراوانی عنایت فرمائی۔ جس کا اظہار وہ ان الفاظ میں کرتے تھے: ''میں خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو وہ سونا بن جاتی ہے'' ان کے تجارتی اونٹوں کا قافلہ سات سات سو پر مشتمل ہوتا تھا۔ اور جب سات سو اونٹ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو سارے شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ ❸

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

---

❶ صحیح بخاری ج ۱:۵۶۱،۵۳۳ ❷ صحیح بخاری ج ۱:۵۳۳ ❸ اسد الغابہ ج ۳:۳۱۴،۳۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبال آ گیا کیونکر
میسر میر و سلطان کو نہیں شاہین کا فوری

اسی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کسب معاش میں مصروف رہ کر بھی شمع رسالت سے اکتساب نور کرتے رہے۔ بالآخر جب مال غنیمت کی بہتات ہوگئی اور مہاجرین کی تنگی فراخی میں' افلاس تونگری میں بدل گیا تو انہوں نے انصار کے عطیات واپس لوٹا دیئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فتح خیبر کے بعد جب فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کے عطیات یعنی باغ واپس کر دیئے۔ (1)

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے
کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے جذبہ ایثار و فیاضی کو اس طرح پروان چڑھایا کہ یہ ان کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ ان میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فیاضی میں بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے۔ ان کے ہاں معمول تھا کہ ایک آدمی ہر روز قلعہ پر چڑھ کر یہ اعلان کرتا' جس آدمی کو گوشت اور چربی کی خواہش ہو وہ یہاں آ کر حاصل کر لے۔

اصحابِ صفہ کی معاش کا زیادہ تر دار و مدار انہی کی فیاضی پر تھا اور ہر شام کے وقت اسی اسی آدمی گھر لے جا کر انہیں کھانا کھلاتے تھے۔ (2)

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بے حد فیاض اور بہادر صحابی تھے۔ غزوات میں انصار کے وہی علمبردار ہوتے تھے۔ اور وہ اس اعزاز کو اپنی فیاضی سے برقرار رکھتے تھے۔ ایک غزوہ میں قرض لے کر فوج کے کھانے کا انتظام کرتے رہے۔ اس لشکر میں

---

(1) صحیح مسلم ج ۲' کتاب الجہاد (2) اصابہ تذکرہ حضرت سعد بن عبادہؓ ج ۲: ۲۷، ۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ دونوں بزرگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر انہیں اس طرح خرچ کرنے سے باز نہ رکھا گیا تو اپنے باپ کا تمام سرمایہ برباد کر دیں گے۔ اس لیے انہیں روکنا چاہا۔

جب اس بات کا علم حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے والد گرامی قدر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہوا۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر کہنے لگے: ''مجھے ابن قحافہ اور ابن خطابؓ سے کون بچائے گا؟ یہ دونوں میرے بیٹے کو بخیل بنانے کی فکر میں ہیں''۔❶

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد عبدالقیس حاضر ہوا جس پر انصار نے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے انصار کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

''اپنے بھائیوں کی خاطر و مدارت اور ضیافت و مہمان نوازی کرو' کیونکہ یہ لوگ شکل و صورت وضع قطع اور اسلام قبول کرنے میں تمہارے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی کسی جبر و اکراہ کے بغیر اسلام قبول کیا ہے''۔

انصار خوشی خوشی انہیں اپنے گھروں میں لے گئے اور ان کی رہائش اور خورد و نوش کا اس قدر عمدہ انتظام کیا کہ وہ لوگ انصار کی فیاضی اور مہمان نوازی سے بے حد متاثر ہوئے۔

صبح کے وقت جب وہ لوگ خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے بھائیوں نے تمہاری خدمت اور مہمان نوازی کیسی کی''۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو بے حد خدمت گار اور اچھے لوگ ہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے نرم اور عمدہ بستروں کا انتظام کیا' پر تکلف کھانا کھلایا اور رات بھر ہمیں کتاب و سنت کی تعلیم سے بہرہ یاب کیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حد مسرت کا اظہار فرمایا۔❷

امام القزوینی مولود ۶۷۴ھ/ ۱۲۷۵ء کے رشحات قلم ملاحظہ ہوں:

مدینہ منورہ کی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت یگانہ و فرزانہ ہے کہ وہاں عجیب و غریب

---

❶ اسد الغابہ ج ۴: ۲۱۵ تذکرہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ❷ مسند امام احمد ج ۳: ۴۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان پرور لطیف مہک پائی جاتی ہے اور اس کی مشک بار اور عنبر بیز فضا کو معطر بنا دیتی ہے اور یہ کیفیت دنیا کے کسی شہر میں نہیں پائی جاتی ہے۔

اور وہاں کے باشندے پوری نوع انسانی میں سب سے زیادہ حسن اخلاق اور پاکیزہ اعمال کے مالک ہیں: دلوں کو موہ لینے والی ان کی شیریں کلامی اور لب ولہجہ میں ملاطفت ان کا سرمایہ افتخار ہے۔ (1)

علامہ فرید وجدی اہل مدینہ کے محاسن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مدینۃ الرسولؐ کے لوگ ضیافت میں بہت اہتمام کرتے ہیں۔ زائرین کی خدمت میں فخر محسوس کرتے ہیں اور لطف یہ کہ بغیر واقفیت کے ہر آدمی کو دعوت دینے کی ہر کوئی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ وہ زائرین کو حضور اقدس ﷺ کا مہمان سمجھتے ہیں انہیں اپنے گھر لے جا کر دستر خوان بچھاتے اور کتنی ہی قسم کے کھانوں سے ضیافت کرتے ہیں اس خدمت میں اخلاص اور للّٰہیت کارفرما ہوتی ہے اور یہ سلسلہ زائرین کی مدینہ میں مدت اقامت تک جاری رہتا ہے۔ (2)

الشیخ محمد لبیب البتونی لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ کی آب و ہوا بے حد صحت افزا اور اہل مدینہ کی نرم مزاجی اور لطافت طبع میں بہت ممد و معاون ہے اگر اس کے ساتھ اہل مدینہ کی عام نیکی، پرہیزگاری، حسن اخلاق اور حسن معاشرت کا اضافہ کر لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا، کہ وہ لوگ تمام عرب ممالک پر حسن اخلاق میں فوقیت کے حامل ہیں اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے کیونکہ محسن انسانیت ﷺ کی ہمسائیگی نے انہی اخلاق کریمانہ سے نوازا ہے علاوہ ازیں اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ محبوب کائنات ﷺ کی ہجرت کے لیے مدینہ اور اہل مدینہ کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ ظاہر ہے کہ وہ اگر مکارم اخلاق کے مالک تھے پھر اسلام نے ان کے جمال کو اجمل اور کمال کو اکمل بنا دیا۔ (3)

---

(1) آثار البلاد واخبار العباد: ۱۰۷ (2) دائرۃ المعارف ج ۸: ۵۳۷ (3) رحلۃ الحجاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرز معاشرت

مکانات:

﴿ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّءُ وا الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [1]

''اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں۔ اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے اس کے پاس اور اپنے دل میں تنگی نہیں پاتے' اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے اور انہیں اپنی جان سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ خود فاقہ سے ہوں''۔

جیسا کہ قارئین پڑھ چکے ہیں کہ انصار باوقار نے مہاجرین کا جس خندہ پیشانی اور وسعت قلبی سے خیر مقدم کیا وہ بے حد قابل رشک اور لائق صد ستائش کارنامہ تھا۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ اور مسلمانوں کو نہ صرف اپنے شہر میں جگہ دی بلکہ اپنے مکانوں میں آباد کیا اپنے اموال میں حصہ دار بنایا اور انتہائی عزت و احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ ان کے اس ناقابل فراموش ایثار کی تعریف میں اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا آیات نازل فرمائیں اور حضور اقدس ﷺ نے انصار کے مکانات کی ستائش و تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

انصار کے مکانات میں سب سے بہتر بنی نجار کے مکان ہیں۔ دوسرا درجہ بنی عبدالاشہل کے مکانات کو حاصل ہے۔ تیسرا درجہ بنی حارثہ اور چوتھا درجہ بنی ساعدہ کے مکانات کا ہے لیکن انصار کے تمام مکانات خیر و برکت سے معمور ہیں''۔ [2]

[1] سورہ حشر آیت: ۹ پ ۲۸ [2] بخاری شریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید کائنات ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے سب سے بہتر فرقہ میں پیدا کیا۔ پھر قبائل کے انتخاب میں مجھے سب سے اچھے قبیلہ میں شمار فرمایا۔ پھر مکانات کے چناؤ میں مجھے سب سے زیادہ خیر و برکت سے معمور مکانات میں قیام نصیب فرمایا۔ چنانچہ میری ذات سب سے اعلیٰ اور میرا مکان بھی سب سے عمدہ ہے۔" ❶

اگرچہ انصار کا ہر ایک مکان اپنے دامن میں بے شمار تاریخی حقائق سمیٹے ہوئے ہے اور اس کے تذکرہ سے چشم پوشی تاریخی حقائق سے روگردانی کے مترادف ہے۔ لیکن کتاب کا دامن کوتاہ اور داستان طولانی ہے اس لیے ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے انصار کے مکانات اور بعد کے ادوار میں تعمیر ہونے والے مکانات کی کیفیات سپرد قلم کرتے ہیں اور اس دل آویز تذکرہ کا آغاز اس مکان ذی شان سے شروع کیا جاتا ہے جو فخر کون و مکاں' سرور زمین و زماں ﷺ کی خاطر صدیوں پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔

شاہ تبع کا محل:

آفتاب رسالت طلوع ہونے سے سات سو برس پہلے کا ذکر ہے۔ ❷ کہ شاہ تبع اسعد بن کرب مشرقی ممالک کو زیر نگیں کرنے کی غرض سے نکلا' اسی دوران اس کا گزر مدینہ منورہ سے بھی ہوا۔ جہاں مقام سنح پر اس نے قیام کیا۔ اس وقت اہالیان مدینہ کا رئیس عمرو بن طلحہ تھا' شاہ تبع یہود کو قتل اور شہر کو برباد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن اہالیان مدینہ نے جنگ پر صلح کو ترجیح دے کر قتل و غارت سے نجات حاصل کر لی۔ ❸

جب اہل مدینہ سے صلح کا معاہدہ طے پا گیا۔ تو بادشاہ اپنے لڑکے کو وہاں حاکم مقرر کر کے مکہ معظمہ پر حملہ آور ہونے کی خاطر چل دیا۔ اس کے جانے کے بعد شہزادے کو قتل کر دیا گیا جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ سخت غضب ناک ہو کر لوٹا اور

---

❶ جامع صغیر ج۲:۹۱ ❷ روض الانف ج۱:۲۴، ۲۷ ❸ البدایہ والنہایہ ج۲:۱۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل مدینہ کا قتل عام کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

بادشاہ کے اس انتہائی خطرناک ارادہ کا علم بنی قریظہ کے دو علماء سحیت اور منبہ کو ہوا تو انہوں نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ناصحانہ اور ہمدردانہ مشورہ دیا کہ وہ اہل مدینہ کی ہلاکت کا مذموم ارادہ ترک کر دے اور ان کی خیر خواہی کو قبول کر لے ورنہ اندیشہ ہے کہ کسی ناگہانی آفت کا شکار ہو جائے گا۔ شاہ تبع نے دریافت کیا کہ عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ علما نے بتایا کہ مدینہ باسکینہ نبی آخر الزمان ﷺ کا دار الہجرت اور دار القرار ہو گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

بادشاہ نے اس مخلصانہ مشورہ کی قدر کرتے ہوئے اپنا ارادہ بدل دیا اور علماء کرام کی علمیت وفضیلت سے متاثر ہو کر ان کا دین قبول کرلیا۔ اس طرح خاموشی کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہو گیا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ جب تبع شاہ یمن مدینہ منورہ سے گزرا تو چار سو علماء تورات اس کے ہمراہ تھے علماء نے بادشاہ سے درخواست کی کہ انہیں اس سرزمین پاک میں رہ جانے کی اجازت دی جائے۔ بادشاہ نے اس کا سبب دریافت کیا۔ جس پر علماء نے کہا ہم نے انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کا دار الہجرت یہ شہر ہو گا۔

بادشاہ نے نہ صرف انہیں وہاں قیام کی اجازت دے دی بلکہ ان سب کے لیے مکانات تعمیر کرائے ان کے نکاح کرائے اور گزر اوقات کے لیے مال و دولت بھی عطا کیا اور مقصود کائنات ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے لیے بھی ایک عالیشان محل تعمیر کرایا' اور آپ کے نام خط لکھا جس میں اپنے اسلام اور اشتیاق دیدار کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

---

[1] روض الانف ج ۱: ۲۴۔۷' سیرت ابن ہشام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ بَارِیُ النَسَم

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں۔

فلو مد عُمُرِی الی عُمرہٖ لَکُنْتُ و زیرًا لَہٗ وَ ابن سلّم

اگر میری عمر نے وفا کی اور ان کی آمد تک خدا نے زندگی بخشی تو میں ان کا معین و مددگار بنوں گا۔

وجاھدت بالسیف اعداءہ وَ فَرَّجْتُ عن صدرہٖ کل غَمٍّ

اور ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم کو دور کر دوں گا۔

بادشاہ نے اس خط کو سر بمہر کر کے ایک عالم کو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر تم نبی آخرالزمان ﷺ کو پاؤ تو میرا یہ عریضہ پیش کر دینا۔ بصورت دیگر یہ خط اپنی اولاد کے حوالے کر کے یہی وصیت کر دینا۔

چنانچہ وہ خط نسل در نسل چلتے چلتے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا اور شاہ تبع کا تعمیر کردہ محل بھی زمانہ کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا' اور تعمیر در تعمیر کے مراحل طے کرتا ہوا سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے زیر تصرف آ گیا۔ چنانچہ جب خیرالخلائق سید الاولین والاخرین ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دونوں چیزیں آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی گئیں۔ [1]

امام سہیلی المتوفی ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء اور حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء نے بھی اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے اور شاہ تبع کے ایمان و تصدیق پر مبنی مذکورہ بالا اشعار بھی نقل کیے۔ [2]

امام زین الدین المراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں:

شاہ تبع کا تعمیر کردہ محل اور سر بمہر خط علما کی نسل میں سے حضرت ابوایوب انصاریؓ تک پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے دونوں چیزیں رحمت کائنات ﷺ کی خدمت

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۱۴۳ [2] روض الانف ج ۱: ۲۴، البدایہ والنہایہ ج ۲: ۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیش کر دیں۔[1]

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

ابوایوب خالد بن کلیب بن ثعلبہ بن عوف بن لحیم بن مالک بن النجار۔[2]

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے زیر تصرف مذکورہ مکان دو منزلہ تھا۔ انہوں نے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بالائی حصہ پیش کرنا چاہا مگر آپ نے زائرین کی سہولت اور راحت رسانی کی خاطر زیریں منزل پسند فرمائی۔ کچھ عرصہ یوں گزر گیا۔ مگر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا دل ادب و احترام اور عشق نبویؐ سے لبریز تھا۔ آپ کو ہر وقت فکر دامن گیر رہتی کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہائش پذیر ہیں اور ہم اوپر رہتے ہیں گویا کہ ہم آپ کے سر مبارک پر چلتے پھرتے ہیں۔ بنا بریں حضورؐ کی خدمت میں عاجزی و انکساری سے عرض کی کہ ہمارے ایمانی جذبات اور آپ کے ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ آپ بالائی منزل میں اقامت گزیں ہو جائیں تاکہ سوئے ادب کا احتمال نہ رہے۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا اور بالائی منزل میں راحت گزیں ہو گئے۔[3] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیریں حصہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ اتفاق سے بالائی منزل میں پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ صاحب خانہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ پانی نیچے گرنے سے محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے گی۔ اس لیے پانی جذب کرنے کے لیے فوری طور پر لحاف ڈال دیا۔ حالانکہ ان کے پاس صرف وہی ایک لحاف اوڑھنے کو تھا۔[4]

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا آتا تھا۔ جب آپ تناول فرما لیتے تو پس خوردہ ابوایوب رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ تبرکاً کھاتے تھے بلکہ غایت محبت و عقیدت کے باعث کھانے میں جہاں آپ کی انگلیوں کے نشانات

---

1. معالم دار الھجرہ ص ۳۹
2. مروج الذہب ج ۲: ۲۸۰
3. مسند امام احمد ج ۱۹: ۲۹۳
4. البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے وہیں وہ بھی انگلیاں ڈالتے تھے۔[1]

موصوف کے مکان پر سرور کونین ﷺ نے صرف سات ماہ قیام فرمایا۔ اس اثناء میں ازواج مطہراتؓ کے حجرے تعمیر ہونے پر ان میں منتقل ہو گئے۔ اور سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد وہ مکان ان کے غلام افلح کے دست تصرف میں آیا۔ جن سے سیدنا مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار کے عوض خرید لیا اور اس کی اصلاح ومرمت کر کے فقراء غرباء کے لیے وقف کر دیا۔[2]

بعد میں ملک مظفر شہاب الدین غازی بن ملک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب بن شاذی نے خرید کر وہاں چاروں فقہی مسالک کے لیے مدرسہ تعمیر کرا دیا۔[3]

الشیخ عبدالقدوس الانصاری لکھتے ہیں:

سلطان شہاب الدین غازی کے مدرسہ کا نام ''مدرسہ الشہابیہ'' تھا جو موصوف کے نام سے منسوب تھا۔ تیرھویں صدی ہجری میں اس جگہ مسجد بنا دی گئی۔ جس کی چھت گنبد دار تھی۔ مسجد کی جنوبی دیوار میں ایک منقش پتھر پر یہ عبارت کندہ تھی۔

ھذا بیت ابی ایوب الانصاری، موفد النبی علیه الصلوٰة وَالسلام، فی ۱۲۹۱ھ.[4]

قدیم قبائل کے محلات:

حضور اقدس ﷺ جب مدینہ باسکینہ میں رونق افروز ہوئے تو اس وقت مختلف قبائل کے وہاں نو محلات پائے جاتے تھے۔ جنہیں ''دار'' کہا جاتا تھا۔ ہر ایک محل پوری بستی پر محیط ہوتا جس میں کھجوروں کے باغات اور زراعت کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ آباد ہوتے تھے۔[5]

دار بنی اغنم، دار بنی بیاضہ، دار بنی دینار بن النجار، دار بنی ساعدہ، دار بنی سالم

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۰۱ [2] ایضاً [3] معالم دارالھجرۃ: ۴۲ [4] آثار المدینہ ۲۹

[5] البدایہ والنہایہ ج ۳: ۳۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عوف' داربنی عبدالاشہل' داربنی مالک بن النجار' داربنی الحارث بن الخزرج اور داربنی خدرہ وغیرہ۔

بعد ازاں جب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کشادگی اور آسائش سے نوازا تو انہوں نے بھی متعدد ''دار'' بنائے اور بعض نے دوسروں سے بھی خرید لیے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

دار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

یہ محل مسجد نبوی شریف کے جنوب میں واقع تھا اور دار آل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھا۔ بعد میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو والد گرامی قدر کی وراثت میں ملا تھا۔ جس وقت ان کا حجرہ مسجد نبوی کی توسیع میں آ گیا۔ تو انہوں نے اس دار میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ مسجد کے جنوب میں اس دار تک زیر زمین راستہ بھی تھا۔ جو ۸۸۸ھ میں بند ہو چکا تھا بعد کے کسی دور میں دار کو مدرسہ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ الشیخ عبدالقدوس الانصاری کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں اس جگہ عظیم الشان مدرسہ قائم تھا۔ ❶

دار جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

یہ دار سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دار کے جنوب میں واقع تھا۔ بعد میں ''دار نائب الحرم'' سے شہرت پذیر ہوا۔ پہلے یہ حارثہ بن النعمان الانصاری کی ملکیت تھا پھر موصوف کو منتقل ہوا نویں صدی ہجری میں عمارت منہدم ہو جانے کی وجہ سے میدان سا بن گیا۔ جسے شیخ حرم النبوی الشجاعی شاہین الجمالی نے خرید کر مکان تعمیر کر لیا۔ بالآخر ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں اوقاف مسجد کے زیر تحویل آ گیا۔ ❷

دار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

مسجد نبوی شریف کے مشرق میں سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے دو مکان تھے جو

---

❶ آثار المدینہ: ۳۰ ❷ آثار مدینہ: ۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی حیات مقدسہ میں تعمیر کیے تھے ان میں سے ایک مکان بعد میں رباط (سرائے) کے طور پر استعمال ہوتا رہا اور موجودہ توسیع مسجد نبوی تک قائم تھا۔ جو "رباط سیدنا عثمان" کے نام سے مشہور تھا۔ [1]

دار سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب دار عثمان ؓ کے شمال میں واقع تھا۔ اسی طرح دار ریطہ دار خالد بن الولید اور دار مروان بن الحکم وغیرہ کتنے ہی دار پائے جاتے تھے۔ [2]

مدینہ منورہ کے قلعے:

عرب قوم جنگجو ہونے کی وجہ سے ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا قلعہ بھی بنا رکھا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کا دور آیا تو آپ نے فرمایا تھا:

قلعے نہ گرائے جائیں کیونکہ یہ مدینہ منورہ کی زینت ہیں۔ [3]

مختلف قبائل کے تعمیر کردہ بعض قلعے حسب ذیل تھے:

بنو انیف کا قلعہ الاجش قبا میں واقع تھا۔ حیان بن عامر کے دو قلعے "نواحان" کے نام سے مشہور تھے۔ بنی عبید کا قلعہ بیر عذق کے قریب دار حمید بن دینا میں تھا۔ دبرہ بن ثعلبہ کا قلعہ بیر عزف اور لمقرعہ کے درمیان تھا۔ [4]

شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء بیان کرتے ہیں:

مدینہ منورہ کے مشرق، مغرب اور جنوب میں زمین دوز سنگ خارا کے پہاڑ پائے جاتے ہیں ان ہی کو حرہ اور لابہ کہتے ہیں۔ یہ پتھر سیاہ اور نہایت سخت ہوتے ہیں۔ انہیں سے مدینہ منورہ کی عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ اونچے پہاڑ بھی قریب میں واقع ہیں۔ بالخصوص سلع مگران کے پتھر سنگ خارا کی قسم کے نہیں ہیں اور نہ ہی اتنے مضبوط ہیں۔ پتھروں کی تجارت اور گھڑائی کرنے والے انہیں زیر زمین حروں میں سے

---

[1] آثار مدینہ: ۳۰ [2] آثار مدینہ: ۳۷ [3] مجمع الفوائد ج ۱: ۲۰۱ [4] عمدۃ الاخبار: ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارود کے ذریعہ توڑ کر پھر پتھروں سے ٹکڑے کر کے گدھوں اور خچروں پر لاد کر تعمیر کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔

چھتوں میں شہتیر کے طور پر عموماً کھجور کے تنے ڈالے جاتے ہیں اور مضبوط بھی ہوتے ہیں البتہ جو لوگ بہت زیادہ امیر ہوں۔ وہ امیرانہ عمارت بنوانا چاہیں تو چھت میں جاوی لکڑی کے تین تین' چار چار انچ موٹے شہتیر ڈالتے ہیں چونکہ جاوی لکڑی بہت گراں ہوتی ہے اس لیے عام طور پر کڑیوں میں استعمال نہیں ہوتی۔ البتہ دروازے' کھڑکیاں' طاقچے' طاق اور روشندان وغیرہ اسی لکڑی کے بنائے جاتے ہیں۔ معمولی اور غریب لوگ مکانات کی چھتوں میں جھاؤ اور ببول کی موٹی شاخیں لکڑی کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ کڑیوں پر کھجور کے ڈنٹھر (شاخیں) بچھا کر ان پر کھجوروں کے بورے بچھائے جاتے ہیں جن پر گارا ڈال کر پھر خشک مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ ❶

موجودہ دور میں پختہ اینٹ' مٹی کے پختہ بلاک' سیمنٹ' لوہے اور کنکریٹ سے مکانات تعمیر کیے جاتے ہیں۔ عمارتوں کی بلندی تک سامان پہنچانے کے لیے کرین استعمال ہوتے ہیں جبکہ چھت پر لینٹر ڈالنے اور کنکریٹ' ریت' سیمنٹ پانی وغیرہ کو مکس کرنے کے لیے بھی خودکار مشین استعمال کی جاتی ہے۔ جدید تعمیراتی مشینری سے تعمیر کے کام میں بے حد سہولت اور مضبوطی آ گئی ہے۔

شاہی محلات یعنی امہات المومنین کے مکانات:

مدینہ کریمہ کے باشندے اپنے پرانے تمدن میں فخر اور سرور محسوس کرتے تھے۔ سادگی عربوں کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ خوراک' لباس اور رہائش ہر چیز میں سادگی کارفرما تھی' پھر شاہ کونین رحمت دارین ﷺ کے شاہی محلات نے اسے اور بھی تقویت پہنچائی۔ آپ نے اپنی حرم سراؤں کے لیے جو مکانات تعمیر کیے وہ سادگی کا ایسا نادر الوجود نمونہ تھا۔ جن کی مثال دنیا کے سلاطین و امراء کے مکانات میں ملنے کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ فخر کون و مکاں سلطان زمین و زماں ﷺ کی بے نیازی کا یہ عالم تھا

❶ نقش حیات: ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دنیا کے خزانے قدموں پہ نچھاور ہو رہے ہیں۔ مگر آپ اَلْفَقْرُ فَخْرِی میں مست تھے۔ شہنشاہ کونین کا اعزاز حاصل ہونے کے باوجود فقر و زہد آپ کا سرمایہ افتخار تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا:

ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گہر — اپنا یہ حال ہے کہ چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں تلے — اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حرم سراؤں کے لیے جو محلات تیار کرائے وہ کھجور کی شاخوں' پتوں اور کچی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ نے سب سے پہلے اللہ کا گھر تعمیر کیا۔ اس سے فارغ ہو کر امہات المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے مکانات بنوائے۔ بعد ازاں جب کوئی خاتون حرم نبوی میں داخل ہوتیں تو ان کے لیے علیحدہ حجرہ بنوالیا جاتا۔ اس طرح آپ کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے تعمیر ہوئے۔ جن کی کیفیت محدثین اور مؤرخین کے ارشادات کی روشنی میں سپرد قلم کی جاتی ہے۔

ازواج مطہرات کے حجرے مسجد شریف کے جنوب' مشرق اور شمال میں واقع تھے۔ حضرت عمران بن ابی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چار حجرے کچی اینٹوں کے جن کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی۔ جبکہ پانچ حجرے صرف مٹی اور کھجور کی ٹہنیوں کے تھے ان کے دروازوں پر کمبل یا ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ پردے تین ذراع لمبے اور ایک ذراع چوڑے تھے یعنی ۱ $\frac{1}{2}$ × ۴ $\frac{1}{2}$ فٹ لمبے چوڑے تھے۔

۵ھ/۶۲۶ء جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ دومۃ الجندل میں مصروف تھے تو اس دوران ام المومنین سیدہ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ کچی اینٹوں سے بنوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو پہلی نظر اسی پر پڑی۔ آپؐ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا۔ اس سے لوگوں کی نظروں سے پردہ پوشی ہو جائے گی۔ لیکن آپؐ نے فرمایا: ام سلمہؓ! بے شک جس بری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز پر مسلمان کا مال خرچ ہوتا ہے وہ تعمیر مکان ہے۔ ❶

تمام حجرات کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ جبکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دو دروازے تھے ایک مغرب کی طرف مسجد میں اور دوسرا شمال کی طرف تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کا ایک ہی کواڑ عرعر یا ساج کی لکڑی کا تھا۔ دوسرے حجروں کے کواڑ نہیں تھے۔ ❷

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی مسجد نبوی شریف کی متصل کچھ جائیداد تھی۔ جو بوقت ضرورت آپ کی نذر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سمیت تمام حجرے انہی کی اراضی پر تعمیر ہوئے۔ ❸

امہات المومنینؓ کے حجرات کی ترتیب اس طرح تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد کے جنوب مشرق میں تھا۔ جہاں اس وقت سید الاتقیاء والابرار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر جلوہ نما ہے۔ اس کے متصل جنوب کی طرف قبلہ والی دیوار کے ساتھ سیدہ سودہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہما کے مکانات تھے۔ جبکہ سیدہ ام سلمیٰ' سیدہ ام حبیبہ' سیدہ زینب' سیدہ جویریہ' سیدہ میمونہ اور سیدہ زینب بن جحشؓ کے مکانات شمال کی طرف واقع تھے۔ ❹

یہ شاہی محلات جن میں سے ہر ایک دس ذراع (۱۵ فٹ) لمبا چھ ذراع (۹ فٹ) چوڑا تھا اور چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی بسہولت چھو لیتا تھا۔ جیسا کہ حضرت حسن بن ابی الحسن البصری بیان کرتے ہیں۔ جب میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔ تو اپنی والدہ خیرہؒ جو سیدہ ام سلمہؓ کی کنیز تھیں کے ساتھ ان حجروں میں جاتا تھا۔ میں بآسانی چھت کو چھو لیتا تھا۔ ❺ ان حجروں میں رات کو روشنی کرنے کے لیے چراغ تک نہیں ہوتا تھا۔ ❻

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۸۴۔ اخبار مدینہ ۷۴ ❷ اخبار مدینہ ۷۳، ۷۴

❸ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۸۴' اخبار مدینہ ۷۴ ❹ سیرت النبیؐ ج ۱: ۲۸۷

❺ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۲۰ ❻ بخاری شریف ج ۱: ۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ ابراہیم رفعت پاشا' امہات المومنینؓ کے حجروں کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔ سید الاتقیا والابرار ﷺ کا حجرہ مبارکہ جو بیعت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے شہرت رکھتا تھا۔ مسجد شریف کے جنوب مشرقی کونے میں ملا ہوا تھا۔ اس کے جنوب میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ ان دونوں کے درمیان ایک تنگ سا راستہ تھا۔ اس طرح جنوب میں محراب نبویؐ کے برابر تک' مشرق میں باب النساء کی طرف اور شمال میں باب النساء اور باب الرحمۃ کے مابین منبر نبویؐ کے محاذات تک حجرے بنے ہوئے تھے۔ حجرہ عائشہؓ کے سوا کوئی بھی حجرہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا نہیں تھا۔ ❶

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا عقد جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گیا تو انہوں نے مسجد نبوی سے کچھ فاصلہ پر مکان لیا۔ حضور اقدس ﷺ کی چاہت تھی کہ ہمارے قریب رہیں۔ اس لیے اپنے مکان میں منتقل کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے ہمارے لیے مکان کی جگہ حاصل کر لی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے پہلے ہی ہمیں بہت زیادہ اراضی دی ہے۔ مزید طلب کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے مگر جب سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ خود حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کرنے لگے کہ میرا مال و دولت آپ ہی کا ہے جو چیز آپ قبول فرما لیتے ہیں میرے نزدیک ترکہ میں چھوڑنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے انہیں خیر و برکت کی دعا سے نوازا۔ اور سیدہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے قریب شمال میں اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے ایک قطعہ اراضی حاصل کر لیا۔ اور اس طرح سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی مسجد کے متصل تمام جائیداد امہات المومنین کی نذر ہو گئی۔ ❷

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں سیدہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی

❶ مرآۃ الحرمین ج ۱: ۴۷۲ ❷ طبقات ابن سعد اردو ج ۲: ۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ایک کھڑکی تھی۔ جس سے رحمت عالم ﷺ ان کی اور ان کے اہل وعیال کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ ❶

حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ حجرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ یا اسی ہزار درہم میں خرید لیا تھا۔ لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی قابل رشک فیاضی کا کیا کہنا۔ جنہوں نے اسی مجلس وہ خطیر رقم غرباء ومساکین میں بانٹ دی اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا۔ ❷

حضرت عطا خراسانی کا بیان ہے کہ جس وقت ولید بن عبدالملک کی طرف سے امہات المومنینؓ کے مبارک حجروں کو منہدم کر کے مسجد نبوی میں داخل کرنے کا حکمنامہ مدینہ منورہ میں پڑھا گیا۔ میں وہاں موجود تھا۔ اس بات سے اہالیان مدینہ کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ زاروقطار رونے لگے۔ ان لوگوں کا رونا اس قدر رقت انگیز اور دل دوز تھا کہ میں نے کبھی کسی کو اتنی شدت سے روتے نہیں دیکھا۔

اس موقع پر سیدنا سعیدؒ بن مسیب کہہ رہے تھے۔ واللہ! میری دلی چاہت تھی کہ ان مقدس حجروں کو اپنے حال پہ چھوڑ دیا جاتا۔ تاکہ مدینہ منورہ میں آئندہ پیدا ہونے والے اور اطراف واکناف سے آنے والے مسلمان ان کی زیارت سے مشرف ہوتے اور سید عالم ﷺ کے زہد وتقویٰ اور سادگی سے عبرت حاصل کرتے اور انہیں مال کی کثرت اور باہم فخر کرنے سے نفرت ہوتی۔

حضرت عمران بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مسجد نبوی شریف میں چند معززین کی جماعت دیکھی جس میں سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابوامامہ بن سہل اور خارجہ بن زید وغیرہ شامل تھے۔ وہ لوگ امہات المومنینؓ کے مکانات گرائے جانے کے دل دوز وجگر سوز واقعہ پر آنسوؤں کی ندیاں بہا رہے تھے۔ ان کی اشک بار

---

❶ اخبار مدینہ: ۷۵ ❷ طبقات ابن سعد اردو ج ۸: ۲۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں نے ڈاڑھیوں کو تر کر دیا تھا۔ اور سیدنا ابوامامہ فرمار ہے تھے کاش یہ لوگ ان مکانات کو اسی حال میں چھوڑ دیتے۔ انہیں منہدم نہ کرتے آئندہ آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرتیں اور ان کے دل میں تعمیرات کی نفرت اور سادگی کا جذبہ پیدا ہوتا۔ شہ کونین ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ غنائم سے نوازا تھا۔ ان کی زندگی کتنی سادہ اور بے تکلف تھی۔ ❶

امہات المومنینؓ کے تمام حجرے بشمول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے منہدم کر کے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے تھے۔

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے مکانات بھی کچے' سادہ اور بے تکلف تھے۔ لیکن ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ قرآن مجید کی تلاوت' نماز اور عبادت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے انوار و برکات سے معمور تھے۔ حضور اقدس ﷺ اکثر ان مکانوں کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

تیرہ سو سال کا طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود مدینہ منورہ کی تمدنی ترقی میں کوئی قابل ذکر پیش رفت نہ ہوئی۔ لوگ قدامت پسند ہونے کے باعث قدیم تمدن پر مسرور ہیں۔

جیسا کہ ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں علامہ ابراہیم رفعت پاشا مصری اور ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں الشیخ محمد لبیب البتونی کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے۔ پاشا موصوف لکھتے ہیں۔

اب بھی مدینہ منورہ کے اکثر مکانات بے ترتیب پتھروں کے بنے ہوئے ہیں۔ چھوٹے اور تنگ کمرے ہیں۔ تعمیر میں ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا' دو تین منزلہ مکان بھی ہیں۔ گلیاں بہت تنگ جو دو میٹر سے زیادہ چوڑی نہیں ہیں۔ سڑکیں صرف چار میٹر چوڑی ہیں۔ البتہ امراء اور رئیس لوگوں کے مکانات خوبصورت اور مضبوط بنے ہوئے ہیں۔ جن کے سامنے کا حصہ (پیشانی) پختہ اینٹوں سے تعمیر شدہ اور دروازے

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین سے اونچے ہیں۔ ❶

غیر مسلم مورخین نے بھی اس تمدنی پسماندگی کا تذکرہ کیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر گستاؤلی بان لکھتا ہے مدینہ کی پیداوار وہاں کے باشندوں کے لیے کافی نہ ہونے کی وجہ سے اشیائے ضرورت درآمد کی جاتی ہیں۔ مدینہ میں مکانات تراشیدہ پتھروں کے ہیں جن کے درمیان فاصلہ نہیں ہے تمام مکان جڑے ہوئے ہیں' کچھ مکان دومنزلہ بھی ہیں۔ سڑکوں اور گلیوں میں پتھروں کا فرش ہے۔ ❷

مدینہ طیبہ کے محلے:

قدیم زمانہ میں اہالیان مدینہ اپنی آبادیوں اور محلوں کے نام اپنے ناموں پر رکھتے تھے مثلاً ثعلبہ العنقا جہاں قیام پذیر تھا اس محلّہ کا نام ثعلبیہ رکھا مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک بستی کا نام روضۃ الخزرج تھا اسی طرح محلوں کے نام بھی وہاں کے باشندوں کے نام سے مشہور تھے۔ الشیخ بتونی اپنے زمانہ کے محلوں اور سڑکوں کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ ایک وسیع میدان کے وسط میں آباد' جنوب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ مکانات پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ انداز تعمیر مکہ مکرمہ اور جدہ سے ملتا جلتا ہے۔ البتہ ان کے کمرے بہت چھوٹے ہیں۔ موجودہ مکانات کی تعداد تقریباً بارہ ہزار ہے۔

شہر کی سڑکیں عموماً اور حرم شریف کے گرداگرد خصوصاً بہت تنگ ہیں۔ صرف ایک سڑک ''حارۃ اساحہ'' کشادہ ہے جو حرم کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ محلّہ سب سے بڑا ہے اور اسی میں عمدہ عمارتیں پائی جاتی ہیں۔ مدینہ کے محلے تنگ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ انہیں ''زقاق'' گلی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ حرم شریف کے شمال میں واقع محلے ان ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔

زقاق البقر' زقاق الخیاطین' زقاق طبس' زقاق عنبجی' زقاق سماہیدی اور زقاق

---

❶ مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۰۷ ❷ حضارۃ العرب: ۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاغوان حرم کے جنوبی محلوں کے نام اس طرح ہیں۔ زقاق یا ہو' زقاق الکبریت' زقاق القماشین' زقاق حیدر' زقاق الجامین' زقاق مالک بن انس۔ بایں ہمہ مدینہ منورہ کے تمام محلے صاف ستھرے ہیں۔ ❶

۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں مدینہ منورہ کا نظم ونسق جب شاہ عبدالعزیز آل سعود نے سنبھالا تو موصوف نے اپنے بیٹے محمد کو مدینہ منورہ کا امیر مقرر کیا جس کی پیہم کوششوں سے مدینہ کا تمدن ترقی کی راہ پر گامزن ہوا جو اس وقت اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ اور دنیا کے متمدن ترین' خوبصورت خوشحال اور بلند پایہ شہروں میں اس کا شمار ہونے لگا ہے۔ پرانی اور کچی آبادی تقریباً ختم ہو چکی بلند و بالا اور فلک بوس عالیشان محلات معرض وجود میں آ چکے ہیں' جو جدید ترین سہولیات اور نفیس' دل فریب ڈیکوریشن سے مزین ہیں۔ گلیاں اور سڑکیں بے حد کشادہ اور خوبصورت ہیں۔ جس کی زیبائش و آرائش اور ارتقائی کیفیت کی مختصر سی جھلک الشیخ محمد صالح البلیھشی ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء میں پیش کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ کی آبادی میں اس تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا کہ تھوڑے سے عرصہ کے اندر قدیم زمانہ کی قائم کردہ شہر پناہ کی حدود سے تجاوز کر کے وادیوں' حروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک پھیل گئی۔ جس کے باعث کتنے ہی نئے محلے وجود میں آئے۔ جن میں نہایت عمدہ اور پرشکوہ عمارتیں قابل رشک منظر پیش کر رہی ہیں اور موجودہ آبادی حسب ذیل محلوں پر محیط ہے۔

حي عوالی' حي باب کومہ' حي سلعہ' حي السیح' حي مغیسلہ' حي الشہداء' حي المناخہ' حي باب قبار' حي باب شامی' حي باب مجیدی' حي السحمان' حي سید الشہداء' حي الحرۃ الشرقیہ' حي ام ہانی' حي الجویزیات' حي الاصیغرین' حي عروہ' حي ابیار علی (ذی الحلیفہ)' حي الدویمہ' حي قباء' حي امر عشر' حي قربان' حي العصبہ' حي الزرب' حي حرۃ

---

❶ رحلۃ الحجازیہ: ۲۵۴،۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغریب' حی الھوب' حی الحلیل' حی القبلتین' حی سلطانیہ' حی المطار' حی العاقول اور نزلۃ الجبور العلیا والوسطی۔❶

سڑکیں:

موجودہ ترقی یافتہ دور میں مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً کی سڑکیں کشادہ مضبوط' دل کش اور صاف ستھری ہیں۔ جن کی خوبصورتی کو کناروں پر لگے ہوئے سرسبز وشاداب درخت دوبالا کرتے ہیں۔ جا بجا برقی ٹریفک سگنل نصب ہیں بعض مقامات پر ٹریفک کنٹرول کے لیے ٹی وی کیمرے عجب نظارہ دکھاتے ہیں' ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں وزارت مواصلات نے مدینہ منورہ کی سڑکوں کی توسیع وتعمیر پر ۲۲۰ ملین ریال خرچ کیے اس وقت بعض مشہور سڑکیں حسب ذیل ہیں:

طریق قباء' دوطرفہ سڑک ہے جو ہوائی اڈہ کو جاتی ہے' طریق الاخضر دوطرفہ طریق آباد علی قباء دوطرفہ' طریق الجامعات' طریق المطار المدینہ دوطرفہ' طریق قباء قربانی عوالی' طریق العیون دوطرفہ' طریق سید الشہداء' طریق سید الشہداء الجامعات' طریق العوالی دوطرفہ' طریق الاعمدۃ بالحرہ الشرقیہ' طریق سید الشہداء المطار' طریق المناخہ دوطرفہ' طریق السبعہ مساجد' طریق قربان دوطرفہ' طریق قربان سد بطحان' طریق شارع ملک عبدالعزیز' طریق شارع ابی ذر' طریق شارع ابی ذر الساحہ' طریق قباء القبلتین' طریق مدینہ آباد علی دوطرفہ۔❷

مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کا راستہ:

قدیم زمانہ میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان مختلف راستوں سے سفر کیا جاتا تھا۔ بعض راستے قدرِ قریب تھے مگر دشوار گزار ہونے کے علاوہ ان میں پانی کی قلت تھی۔ جبکہ بعض کا سفر دشوار مگر پانی عام دستیاب تھا اور نسبتاً راستے لمبے بھی تھے۔ علامہ ابن خرداذبہ ان میں سے ایک راستہ جو طریقۃ الشجرہ کے نام سے مشہور تھا کی

❶ المدینہ الیوم: ۳۵ ❷ المدینہ الیوم: ۲۵۴: ۲۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:

مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر الشجرہ جو میقات اہل مدینہ بھی ہے (یہ مقام ذی الحلیفہ کے متصل واقع ہے) اس سے بارہ میل کے فاصلہ پر ملل ہے جہاں کنوئیں کثرت سے ہیں اس کے بعد ۱۹ میل کے فاصلہ پر السیالتہ واقع ہے اس مقام پر بھی کنوئیں پائے جاتے ہیں بعد میں ۳۴ میل کے فاصلہ پر الرویثہ ہے جہاں برساتی حوض پانی کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ اس سے ۳۴ میل دور السقیا ہے۔ جہاں نہر اور باغات پائے جاتے ہیں۔ مزید ۲۹ میل دور الابقراء کا مشہور مقام پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد الجحفہ اور بحر ۸ میل دور ہے اس جگہ بھی کنویں پائے جاتے ہیں اور یہ اہل شام کی میقات بھی ہے اس سے ۲۷ میل دور القدیمہ ہے جہاں کنوئیں کثرت سے ہیں اور پھر ۲۴ میل کے فاصلہ پر عسفان واقع ہے اس سے ۳۳ میل کے فاصلہ پر بطن مرہ ہے جہاں چشمے اور حوض پائے جاتے ہیں اور پھر اس سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ ہے۔ ❶

الشیخ لبیب بتونی لکھتے ہیں:

قدیم زمانہ میں مدینہ منورہ اور مکۃ المکرمہ کے درمیان چار مختلف راستوں سے سفر کیا جاتا تھا جو قافلہ جس راستہ کو چاہتا اختیار کرتا ان راستوں کی تفصیل اس طرح ہے۔ طریق السلطانی، طریق الفرعی، طریق الغائر اور طریق الشرقی۔

① طریق السلطانی سفر کے لیے موزوں ہونے کے علاوہ جابجا پانی بھی دستیاب تھا اس راستہ میں حسب ذیل مقام پائے جاتے تھے۔ آبار علی (ذوالحلیفہ) الجدیدہ، الحمراء، دیار بنی حصانی، بیر شیخ، مستورہ، رابغ، القدیمہ، خلیص، عسفان اور وادی فاطمہ۔

② الطریق الفرعی، آبار علی، بیر الماشی، وادی المعظم، الغدیر، الریاض یا وادی الریان،

---

❶ المسالک والممالک: ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوضباع یا امر ضباع' بیر رضوان اور نقر الغار کے بعد رابغ سے جا ملتا تھا۔

③ طریق الغابر' اس راستہ میں بھی رابغ یا مستورہ سے مکہ مکرمہ تک مذکورہ بالا مقامات پائے جاتے ہیں۔ البتہ جبل غایر سے شمال کی جانب مدینہ کا راستہ نسبتاً قریب تھا۔ اگرچہ یہ دشوار گزار تھا۔

④ الطریق المشرفی زمدینہ منورہ سے مشہد سیدنا حمزہ' الغدیر' غرابہ' الجحریہ' السویرجیہ' سفینہ' الجیط' برکت المسلح' برکتہ سمرۃ' الحفائر' وادی اللیموں اور بیر البارود۔ ❶

طریق الھجرہ:

شاہ خالد بن عبدالعزیز نے حجاج کرام اور زائرین کی سہولت اور آرام کی خاطر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک نئی کشادہ اور قریب ترین شاہراہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ جو موصوف کے وصال کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا۔ قدیم شاہراہ سے مدینہ سے مکہ کا فاصلہ ۴۵۵ کلومیٹر تھا۔ جبکہ نئی مدنی شاہراہ سے ۴۱۸ کلومیٹر کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ پرانی سڑک صرف ۲۰ میٹر چوڑی تھی۔ لیکن نوتعمیر شدہ سڑک تقریباً ایک سو میٹر چوڑی ہے۔ پرانی سڑک پر خطرناک قسم کے موڑ پائے جاتے تھے جبکہ نئی سڑک کے موڑ کشادہ ہونے کی وجہ سے ان شاء اللہ جان لیوا نہیں ہوں گے۔ ❷

حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کے موقع پر جو راستہ مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے لیے اختیار فرمایا تھا' سعودی حکومت نے اسی راستہ پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک عظیم ترین شاہراہ ''طریق الھجرہ'' کے نام سے تعمیر کی ہے' جس کا سنگ بنیاد شاہ فہد نے ۱۸ر صفر ۱۴۰۵ھ ۲ر نومبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات وادی عقیق میں رکھا تھا۔

اس کی لمبائی ۴۱۸ کلومیٹر (یا ۴۲۰ کلومیٹر) چوڑائی ۵۱۶۷ میٹر' دونوں سڑکوں کو تقسیم کرنے والی خالی جگہ ۲۰ میٹر چوڑی ہے۔ دورویہ یہ عظیم شاہراہ چھ لائنوں پر

❶ رحلۃ الحجازیہ: ۲۰۹ تا ۲۱۲ ❷ المدینۃ الیوم: ۲۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہے' دونوں سڑکیں ۳+۳ لائنوں کی ہیں۔ اس پر ۲۹ فلائی اوور پل تعمیر کیے گئے ہیں' جن کے ذریعہ دونوں اطراف میں واقع شہروں اور دیہاتوں میں آمد و رفت بہت ہی آسان ہے' اس سڑک سے کئی ذیلی سڑکیں بھی ہیں جو ۴۰ سے ۶۷ کلومیٹر تک لمبی ہیں۔

اس منصوبہ پر ۱۲ سعودی کنسٹرکشن کمپنیوں نے حصہ لیا اور تین سال کے عرصہ میں اسے مکمل کیا' مجموعی طور پر اخراجات' ۲,۵۴۳,۰۰۰,۰۰۰' دو ارب چون کروڑ تیس لاکھ سعودی ریال آئے ہیں' سڑک تعمیر کرنے کے لیے جو زمین حاصل کی گئی تھی اس کا معاوضہ ۸۰۰ ملین ریال ادا کیا گیا تھا۔ [1]

کسی زمانہ میں مدینہ اور مکہ کے درمیان گیارہ منزلیں یعنی پڑاؤ تھے اور اونٹوں کے ذریعہ گیارہ دن رات میں یہ سفر طے ہوتا تھا۔ مگر آج اللہ کی مہربانی سے چند گھنٹوں میں سہولت سے طے ہو جاتا ہے۔ [2]

شہر پناہ:

قدیم زمانہ کے دستور کے مطابق مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے بھی چاروں طرف دیوار بنائی گئی تھی۔ پرانے زمانے میں شہر پناہ دوہری بنی ہوئی تھی۔ یعنی داخلی اور خارجی۔ ۲۶۳ھ/۸۷۷ء میں پہلی مرتبہ محمد اسحاق الجعدی نے حفاظتی بستہ تعمیر کرایا۔ تاکہ بدوؤں اور ڈاکوؤں کے حملوں سے حفاظت ہو سکے۔ اس میں چار دروازے رکھے گئے مشرق میں بقیع الغرقد جانے کے لیے' مغرب میں وادی عقیق اور قباء کی طرف' تیسرا شمال میں اور چوتھا شمال مغرب میں واقع تھا۔ ۳۷۲ھ/۹۸۲ء میں عضد الدولہ بن بویہ جو الطائع اللہ کا وزیر تھا۔ نے اس کی تجدید کرائی۔ کیونکہ پہلی دیوار امتداد زمانہ کے باعث جگہ جگہ سے منہدم ہو چکی تھی۔ البتہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پرانی دیوار ہی کی جگہ نئی دیوار بنائی گئی یا اسے نئی جگہ پر تعمیر کیا گیا۔ ۵۴۰ھ/۱۱۴۵ء میں محمد

---

[1] تاریخ کعبہ ص ۲۶۶' ابواب تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۲۱۵' ص ۲۱۷ [2] المدینۃ الیوم: ۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی المنصور المعروف الجواد الاصبہانی وزیر صاحب موصل نے تجدید کرائی۔ جب مدینہ باسکینہ کی آبادی اس سے تجاوز کر گئی تو نئی آبادی کی حفاظت کی خاطر سلطان عادل نور الدین محمود بن زنگی نے ۵۵۸ھ/۱۱۶۳ء کو دوسری شہر پناہ تعمیر کرائی' جو باب السلام سے ۴۶۵ ذراع اور باب جبرئیل سے ۴۳۳ ذراع کے فاصلہ پر تھی۔

۷۵۵ھ/۱۳۹۷ء میں ملک صالح بن ملک الناصر محمد بن قلادون نے ۸۸۱ھ/۱۱۷۶ء میں قایتبائی نے تجدید کرائی۔ ۹۳۹ھ/۱۵۳۲ء میں سلطان سلیمان بن سلطان سلیم نے داخلی شہر پناہ کی تجدید کرائی۔ جس کی تکمیل ۹۴۶ھ/۱۵۳۹ء میں ہوئی۔ دیوار کی مجموعی لمبائی ۲۰۷۲ ذراع تھی (تقریباً ۵۶۰۸ فٹ) جب کہ تعمیر پر ایک لاکھ دینار صرف ہوئے تھے۔

داخلی شہر پناہ میں پانچ دروازے تھے۔ بقیع کی طرف جانے والا دروازہ باب البقیع یا باب الجمع کے نام سے مشہور تھا۔ اس دروازہ پر پیتل کے حروف میں یہ عبارت کندہ تھی۔ جدده السلطان سليمان سنة ۹۴۵ھ و السلطان محمد خان بن ابراهيم خان ۱۰۷۸ھ۔

۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء میں سلطان محمود نے اسے تعمیر کرایا۔ اور مذکورہ دروازہ کے شمال میں نیا دروازہ ''باب المجیدی'' کے نام سے بنوایا۔ شمال مغرب میں جبل سلع کے مقابل باب الشامی اور اس کے مغرب میں باب الصغیر' جنوب میں القلعہ غربی' پھر باب المصری تھا یہ دروازہ محمد علی پاشا نے جنگ کے بعد بنوایا تھا۔

۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں سلطان عبد العزیز نے شہر پناہ کی از سر نو تعمیر کرائی اور اسے ۲۵ میٹر اونچا بنوایا۔ اس میں چالیس برج دفاع اور جنگی اغراض کے لیے بنوائے۔ اس میں بھی پانچ دروازے رکھے گئے جن کے نام یہ تھے:

بقیع کی جانب دو دروازے باب العوالی اور باب الکومہ' جنوب میں باب السدیا' باب القبا' مغرب میں باب الغبر یہ جسے باب الحمیدی بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ سلطان عبد الحمید نے اس کی تجدید کرائی تھی۔ اس سمت شہر پناہ میں ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اضافہ ہوا تھا شہر پناہ کی دیوار پکی اینٹوں اور مٹی گارے سے بے حد مضبوط بنائی گئی تھی۔ ❶

لیکن جب سعودی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ ملکی امن و امان کو استحکام نصیب ہوا۔ رہزنی اور غارت گری سے لوگوں کا جان و مال محفوظ ہو گیا تو پھر شہر پناہ کی ضرورت ہی نہ رہی جواز خود رفتہ رفتہ ختم ہو گئی۔ ❷

ہوٹل:

مدینہ منورہ میں اس وقت متعدد ایسے ہوٹل معرض وجود میں آ چکے ہیں جن میں طعام اور قیام کا انتہائی اعلیٰ قسم کا انتظام پایا جاتا ہے' ہر ملک کے مزاج کے مطابق کھانے اور ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں۔ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں حسب ذیل ریسٹوران پائے جاتے تھے۔

(۱) باب مجیدی میں فندق قصر المدینہ (۲) قصر الانوار (۳) فندق بہاؤ الدین (۴) فندق مکہ (۵) اور فندق الخلیج العربی (۶) سنبلیہ میں فندق التیسیر و (۷) فندق قصر الحجاز (۸) فندق الزہراء' (۹) فندق الصفا شارع ملک عبدالعزیز (۱۰) فندق السرور (۱۱) فندق الزہور (۱۲) فندق السعادۃ (۱۳) فندق ابوخالد (۱۴) فندق الوفاء (۱۵) فندق قصر الروضۃ (۱۶) فندق دارالہجرۃ (۱۷) فندق شیراتون المدینہ منطقہ سلطانیہ میں (۱۸) فندق الحرم' ساحد میں (۱۹) فندق قصر الانصار' شارع الحیمی پر (۲۰) فندق الجزیرہ' شارع ابی ذر پر (۲۱) فندق باقفیہ شارع ابی ذر پر (۲۲) فندق الحرمین' درویشیہ میں (۲۳) فندق استراحہ' شارع رومہ پر (۲۴) فندق الضیافۃ العامہ (۲۵) فندق عبدالعزیز فوقیر (۲۶) فندق غسان یہ تینوں شارع ابی ذر پر واقع ہیں (۲۷) فندق السعد محلّہ رومیہ میں (۲۸) فندق اسالم اور (۲۹) فندق قصر طیبہ باب العودی میں۔ ❸

---

❶ مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۱۰ تا ۴۱۳ ❷ آثار مدینہ: ۱۴۳

❸ المدینۃ الیوم: ۳۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپ تول کے پیمانے:

مکہ معظمہ کے لوگ تجارت پیشہ اور مدینہ کریمہ کے باشندے زراعت پیشہ تھے۔ اس لیے معاملات میں دونوں شہروں میں ایک نمایاں فرق پایا جاتا تھا' کہ مکہ معظمہ میں وزن کے پیمانوں کا استعمال عام تھا۔ جبکہ مدینہ منورہ میں ناپ یعنی مکیال کا رواج عام تھا۔ پیمانوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا اختلاف بھی موجود تھا۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کی خاطر محسن انسانیت ﷺ نے اہل مدینہ کے مکیال کو اصل اور معیار قرار دیا اور میزان یعنی تول کے لیے مکہ معظمہ کے پیمانہ کو اصل اور بنیاد گردانا۔

اہل مدینہ کے ناپ کے اہم پیمانے' مد' صاع اور وسق تھے۔ مد دو چلو غلہ یا پانی کی مقدار کے برابر تھا۔ اور چلو متوسط آدمی کے ہاتھوں کے بقدر طے پایا۔ چار مد کا ایک صاع اور ۶۰ صاع کا ایک وسق شمار ہوتا تھا۔

صاع اور مد کی مقدار کے متعلق مختلف اقوال میں توازن پیدا کرنے کے بعد حسبِ ذیل صورت قریب تر سمجھی گئی ہے' ایک مد' مساوی ہے ۵۴۴ گرام وزن گیہوں کے یا ۸۱۶ گرام پانی کے اور ایک صاع مساوی ہے ۲۱۷۶ گرام گیہوں کے یا ۳۲۶۴ گرام پانی کے۔

درہم سکہ کے طور پر ۴/۱ تولہ چاندی کی قیمت کا تھا۔ اور وزن کے لحاظ سے پیمانہ بھی تھا جو ۲.۹۷ گرام یعنی ۴/۱ تولہ وزن رکھتا تھا۔ سکہ کے طور پر دینار کے ساتھ اور وزن کے طور پر اوقیہ اور رطل کے ساتھ شمار ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں درہم میں ۶ دانق اور ۱۲ قیراط مانے جاتے ہیں۔[1]

موجودہ دور میں عالمی منڈیوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لیے مدینہ منورہ سمیت تمام سعودی عرب میں وزن کے لیے کلوگرام اور ناپ کے لیے کلومیٹر استعمال ہوتا ہے' جبکہ سکہ صرف ریال اور قرش کی صورت میں گردش میں ہے۔ ریال کا

---

[1] جزیرۃ العرب ندوی ۲۰۲' ۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ ایک سے لے کر ایک ہزار تک کا ہے اور ہلالہ' قرش اور ایک ریال کا سکہ غالباً المونیم کا بھی پایا جاتا ہے۔

لباس:

قدیم تہذیب کے مطابق آج بھی عربوں کا لباس باوقار' باعزت' عفت و عصمت کا محافظ' لمبا ڈھیلا' ڈھالا' تنگ و چست اور جدید فیشن سے مبرا ہے عرب اور بالخصوص اہل مدینہ اپنی اس تہذیب کے سخت پابند ہیں۔ سفید لباس کو زیادہ اہمیت اور فوقیت حاصل ہے کپڑے کی اقسام اور قیمت تغیر پذیر چیزیں ہیں۔ مغربی لباس کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کی قمیص ٹخنوں تک لمبی ہوتی ہیں مرد اس کے نیچے نیکر یا پاجامہ اور عورتیں پاجامہ پہنتی ہیں۔ مرد دھاگے کی بنی ہوئی ٹوپی پر مختلف رنگ کا رومال پہنتے ہیں اور عورتیں دوپٹہ اور برقعہ استعمال کرتی ہیں۔ عرب عورت پردہ کی سخت پابند ہے۔ مدینہ کے بازاروں میں شہر کی کوئی عرب عورت برقعہ کے بغیر ہرگز نہیں جاتی۔

شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء لکھتے ہیں:

اہل مدینہ نہایت خوش پوشاک اور خوش خوراک ہوتے ہیں۔ مگر ان کے ہاں دھوبیوں کا دستور نہیں۔ سب لوگ اپنے گھروں میں کپڑے دھوتے ہیں۔ متوسط طبقہ اور غریب طبقہ والوں کی بیویاں دھوتی ہیں۔ اور بڑے طبقہ والوں کی باندیاں دھوتی ہیں۔ عموماً گھروں میں استری اور کلف کا سامان پایا جاتا ہے۔[1]

موجودہ دور میں ہر ایک چیز ترقی کر چکی ہے' ڈرائی کلیننگ کی متعدد دکانیں موجود ہیں اور تقریباً ہر گھر میں عمدہ قسم کی واشنگ مشینیں پائی جاتی ہیں۔ جو کپڑے دھونے' نچوڑنے اور خشک کرنے کے تمام کام کرتی ہیں۔

عربوں کے قومی لباس کی تعریف غیر مسلم مؤرخ بھی کیے بغیر نہ رہ سکے۔

---

[1] نقش حیات: ۲/۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ پروفیسر فلپ کے حتی لکھتا ہے:
مردوں کے لباس کی وضع وقطع بدلتی رہتی ہے۔ لیکن اس وقت سے آج تک اس میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی۔ ان کی پوشاک عام طور پر پاجامہ' قمیص' عبا' صدری اور جبہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ❶

زبان:

تاریخی روایات اور مؤرخین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے باشندوں کی زبان ابتداء ہی سے عربی تھی اس کے علاوہ کوئی دوسری زبان وہاں نہیں بولی گئی۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سفینہ نوح علیہ السلام سے اترنے والے اسی افراد بابل کے اطراف میں آباد ہوئے تھے۔ تعداد کی مناسبت سے ان کی بستی کا نام ''سوق الثمانین'' مشہور ہوا۔ ان میں ۷۲ زبانیں بولی جاتی تھیں۔ پھر اللہ نے انہیں عربی بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ اور وہ عربی میں گفتگو کرنے لگے۔ عرصہ دراز کے بعد جب وہ لوگ منتشر ہو کر مختلف مقامات پر آباد ہوئے۔ تو ان میں سے یثرب بن عبیل اور اس کی اولاد پہلے جحفہ میں اور پھر اس مقام پر آباد ہوئے۔ اور یثرب ہی کے نام سے بستی کا نام یثرب شہرت پذیر ہوا۔ ❷

علاوہ ازیں عربی زبان قدیم ہونے کے تاریخی شواہد بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ امام جمال الدین محمد بن مکرم المتوفی ۷۱۱ھ/۱۳۹۹ء لکھتے ہیں ''بعض لوگوں کا قول ہے کہ اہالیانِ یمن کے جدامجد یعرب بن قحطان نے سب سے پہلے عربی میں گفتگو کی۔ اور پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی عربی زبان کی قدامت ثابت ہوتی ہے کہ پانچ نبی عربی اللسان ہوئے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت اسماعیل' حضرت شعیب' حضرت صالح اور حضرت ہود علیہم السلام۔ ❸

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد کے زمانہ میں لکھنے' پڑھنے اور بولنے میں خالص

---

❶ عرب اور اسلام: ۱۱۸ ❷ وفاء الوفا ج ۱: ۱۰۹ ❸ لسان العرب ج ۱: لفظ عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان استعمال ہوتی تھی۔ جسے قرآن مجید کی اصطلاح میں "عَرَبِیٌّ مُّبِیْن" کہا جاتا ہے لیکن مدینہ منورہ میں مقیم مختلف زبانیں بولنے والے بیسوں ممالک کے لوگوں کے اختلاط نے عربی زبان کو اصلی صورت میں نہ رہنے دیا۔ عام لوگوں کی زبان ''عربی عامیہ'' ہے اگرچہ اب بھی تعلیم و تعلم' نشر و اشاعت اور سرکاری زبان ''عربی فصیحہ'' ہی ہے عربی عامیہ اغلاط کا مجموعہ ہے۔ جسے عربی قواعد سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بایں ہمہ عربوں کا لب و لہجہ اور بالخصوص مدینہ باسکینہ کے کریم النفس باشندوں کا طرز تکلم دل موہ لینے اور مسحور کر دینے والا ہے۔ ان کی شیریں کلامی سے پھول برستے ہیں ان کے کلام کی چاشنی اور ملاطفت ہر کسی کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔

پروفیسر فلپ' کے' حتی لکھتا ہے:

عربوں کے یہاں ادبی اسلوب بیان کی جو والہانہ قدر و منزلت پائی جاتی ہے' ویسی دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آتی۔ اور نہ دنیا کی کسی قوم کا دل و دماغ قوتِ الفاظ سے چاہے وہ تحریری ہوں یا تقریری عربوں کے دل و دماغ کی طرح اثر پذیر ہو سکتا ہے۔ عربی زبان میں اپنے بولنے والوں کی ذہنی قوتوں پر جتنی شدت کے ساتھ اثر انداز ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے دنیا کی کسی اور زبان کو نصیب نہیں۔ [1]

شادی بیاہ کی رسومات:

عرب میں دستور ہے کہ عورت اپنے ساتھ جہیز نہیں لاتی۔ بلکہ مرد تمام ضروریات زندگی کا شادی سے پہلے ہی انتظام کر لیتا ہے۔ رشتہ تجویز کرنے کے عموماً دو طریقے پائے جاتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکی کے خاندان ہی کے لوگ رشتہ تلاش اور طے کرتے ہیں یا خاندان کی بڑی بوڑھی عورتیں رشتہ تلاش کرتی ہیں۔ جب لڑکے کا خاندان اطمینان اور رغبت کا اظہار کرتا ہے تو اس کے بعد لڑکی کی والدہ اس کے باپ کو صورت حال سے آگاہ کر کے مشورہ طلب کرتی ہے۔ جب وہ باہم رضامند

[1] عرب اور اسلام: ۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں تو لڑکی کے گھر والے یا درمیانی واسطہ کے ذریعہ لڑکے کے والد کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔

بعد ازاں لڑکے والے خاندان کے عمر رسیدہ بزرگوں کو ساتھ لے کر لڑکی کے والد کے ہاں نکاح کا پیغام دینے جاتے ہیں۔ جوان کا پر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔ پھر اسی مجلس میں یا آئندہ کسی دوسرے وقت ان سے معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لڑکا اپنی مانگ دیکھنا چاہے تو اسے ایک مقررہ وقت پر بلایا جاتا ہے اور اس کی آمد پر لڑکی اور اس کے والدین' بھائی بہن موسم کی مناسبت سے شربت یا چائے وغیرہ سے اس کی تواضع کرتے ہیں۔

جانبین میں معاملہ طے ہو جانے پر دونوں خاندان کے لوگ لڑکی کے گھر جمع ہوتے ہیں اور اپنے وعدہ وعید کو حتمی شکل دیتے ہیں۔ اس مجلس کو ''قراءۃ الفاتحہ'' کا نام دیا جاتا ہے جس وقت نکاح کی تاریخ اور مقام نکاح مقرر کرنا ہوتا ہے تو لڑکے والے لڑکی کے والد کے ہاں جمع ہوتے ہیں۔ جہاں بے حد خوشی منائی جاتی ہے۔ عطریات اور خوشبو کا بھر پور دور چلتا ہے اور اس موقع کی مناسبت سے خاص قسم کے حلوہ سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے۔

جب جانبین سے عقد پر اتفاق رائے ہو جاتا ہے تو اسی اثناء میں مہر طے کیا جاتا ہے جو لڑکے کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے عموماً بیس ہزار ریال سے ساٹھ ہزار ریال تک ہوتا ہے طے شدہ مہر کی رقم لڑکی کے والد کو دی جاتی ہے وہ اس سے زیورات اور گھر کی دیگر تمام ضروریات کی چیزیں خرید لیتا ہے۔

نکاح کی تاریخ اور دعوت طعام کی جگہ فریقین باہم رضا مندی سے طے کرتے ہیں۔ جہاں دونوں فریق کے خاندان' دوست واحباب اور متعلقین کو دعوت دی جاتی ہے۔ مدینہ منورہ میں متعدد ایسے محلات پائے جاتے ہیں جو ایسی ہی تقریبات کی غرض سے تعمیر کیے گئے ہیں۔ حسبِ حیثیت جگہ کی تعین ہوتی ہے۔ جن میں کھانا وغیرہ کے اوسط اخراجات پانچ چھ ہزار ریال تک ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کے بعد رات کے آخری حصہ میں دلہن' اپنی والدہ اور رشتہ دار عورتوں کے ساتھ کاروں کے جلوس میں دولہا کے گھر جاتی ہے۔ اور اگلی صبح دعوت ولیمہ ہوتی ہے۔[1]

قصر الافراح:

مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ سے شادی بیاہ کی تقریبات کے لیے مخصوص محلات تعمیر ہوئے ہیں۔ جن میں عورتوں اور مردوں کے لیے علیحدہ علیحدہ جگہیں ہیں۔ مشروبات اور طعام کا انتظام بیٹھنے کے لیے قالین یا کرسیاں وغیرہ اور دیگر متعلقہ ضروریات کی ہر چیز دستیاب ہوتی ہے۔ عموماً چوبیس گھنٹوں کے لیے اجرت پر حاصل کیے جاتے ہیں۔ ہر آدمی اپنی استعداد اور طاقت کے مطابق انتظامات کراتا ہے۔ اس لیے اجرت بھی مختلف ہوتی ہے۔ کم از کم اجرت چار ہزار ریال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار ریال ہوتی ہے جب سے یہ محلات تعمیر ہوئے ہیں۔ لوگوں نے گلی کوچوں اور محلوں میں شادی کی تقریبات منعقد کرنا ترک کر دی ہیں۔ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں حسب ذیل محلات تعمیر ہو چکے تھے۔

قصر الوئام' قبا میں' قصر افراح المدینۃ المنشبہ میں' عوالی میں قصر الافراح' سید الشہداء میں قصر رانیا' قصر احلی اللیالی' طریق العیون میں۔ طریق المطار میں قصر السعادہ' طریق العیون میں قصر ہبہ' قصر السالمیہ' طریق قربان' قصر الغونی' طریق المطار میں' عوالی میں قصر الوادی الاخضر' قصر احلی التھانی اور قصر الشموع ہیں۔[2]

تجہیز و تکفین:

مدینہ منورہ میں جب کسی آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے' تو اہل خانہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ قریب والی نماز کے ساتھ ہی مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ ادا کر دی جائے۔ نماز جنازہ کے بعد میت جنت البقیع لے جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں

---

[1] المدینۃ الیوم ۳۲۲ تا ۳۲۸ [2] المدینۃ الیوم ۳۲۲ تا ۳۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیت کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص سے تعزیت کرنی ہو۔ اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر۔ "عظیم اللہ اجرکم و احسن عزاء کم" کہا جاتا ہے۔ جس کے جواب میں وہ آدمی "اجارکم اللہ و جزا کم خیرا" کہتا ہے۔

میت والے گھر میں لوگ تین دن تک تعزیت کے لیے جاتے ہیں' جہاں کرسیاں رکھی ہوتی ہیں۔ قرآن مجید اور علیحدہ علیحدہ سپارے بھی رکھے ہوتے ہیں ہر آدمی حسب منشا تلاوت قرآن مجید کرتا ہے۔ اور تعزیت کر کے چلا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں میت کے گھر تعزیت کے لیے آنے والوں کو ٹیپ ریکارڈ سے تلاوت قرآن مجید سنائی جاتی ہے اور وہ لوگ مغرب سے عشا تک ٹھہرتے ہیں۔ [1]

قدیم الایام سے عرب میں مردوں کو دفن کرنے کا دستور پایا جاتا ہے۔ اس لیے انصار مدینہ نے مختلف قبرستان بنا رکھے تھے ایک قبرستان بنو ساعدہ کا تھا۔ جہاں بعد میں مدینہ منورہ کا ایک پررونق بازار قائم ہوا۔ [2]

عبدالاشہل کا قبرستان مضبرہ کے نام سے مشہور تھا۔ [3] بنو سلمہ کا ایک جداگانہ قبرستان تھا۔ [4] مقام غرس کی طرف واقع بنو خطمہ کا قبرستان تھا۔ اور بنی نجار کا قبرستان مسجد نبوی شریف کی جگہ واقع تھا۔ جسے حضور انور ﷺ نے اکھاڑ کر مسجد تعمیر کرائی تھی۔ [5]

علاوہ ازیں بقیع الغرقد جو مدینہ منورہ کا شہرہ آفاق قبرستان ہے۔ پہلے ایک زرخیز خطہ تھا۔ جس کے درخت کاٹ کر قبرستان بنایا گیا تھا۔

---

[1] المدینۃ الیوم ۳۳۳-۳۳۴ [2] وفاء الوفا

[3] وفاء الوفا [4] طبقات ابن سعد ج ۲: ۴۰

[5] صحیح بخاری ج ۱: ۵۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت البقیع

یا

شاہی مہمان خانہ

جنت البقیع وہ عدیم النظیر قبرستان ہے' جس کے ریگ زاروں میں لاتعداد قدسی نفوس اور فلک رسالت کے درخشندہ ستارے آسودۂ خواب ہیں۔ جس خوش نصیب کو بقیع کی خاک نصیب ہو جائے گویا اسے جنت کی ضمانت مل گئی۔ مدینہ طیبہ کا یہ شہر خاموشاں ایک پر تکلف شاہی مہمان خانہ ہے۔ علامہ ندوی رقمطراز ہیں۔

مدینہ منورہ کا یہ واحد قبرستان' جس کا اصل نام بقیع الغرقد ہے' غرقد عربی میں جھاڑیوں کی زمین کو کہتے ہیں' بقیع شریف حضور اقدس ﷺ کے عہد سے اب تک مدینہ کا قبرستان رہا ہے۔ اس میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں جن میں خاص طور پر قابل ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات باستثناء حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں۔ علاوہ ازیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری صاحبزادیاں نیز نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور متعدد اہل خاندان ایک خطیرہ میں اور آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم' چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابو سعید خدری' حضرت نافع مولی عمر اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم مختلف جگہوں پر مدفون ہیں۔[1]

---

[1] جزیرۃ العرب ندوی: ۲۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجدار مدینہ شاہِ حرم ﷺ نے فرمایا:

''کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور میں اس سے باہر آؤں گا۔ پھر ابوبکرؓ اپنی قبر سے اٹھیں گے اس کے بعد عمرؓ، بعد ازیں میں جنت البقیع میں جاؤں گا (شیخین بھی میرے ساتھ ہوں گے) وہاں مدفون حضرات کو لے کر مکہ معظمہ کے قبرستان والوں کا انتظار کروں گا۔ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان آ کر مجھ سے ملیں گے''۔ ❶

نبی الرحمت ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار افراد اٹھیں گے۔ جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور وہ خوش نصیب بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے''۔ ❷

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''دو قبرستان ایسے ہیں جن کی روشنی آسمان والوں کو ایسے ہی دکھائی دیتی ہے' جیسے زمین والوں کو سورج اور چاند چمکتے نظر آتے ہیں' ایک مدینہ منورہ کا قبرستان اور دوسرا عسقلان کا''۔ ❸

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی ہمارے اس قبرستان میں دفن ہوا۔ تو میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا''۔ ❹

حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابن رأس الجالوت کے ساتھ جنت البقیع کے قریب سے گزرا۔ جب کہ ہم دونوں حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد زیارت مدینہ باسکینہ کو آئے تھے' ابن راس الجالوت نے بقیع کو

❶ جامع صغیر ج ۱:۱۱۱ ❷ کنز العمال ج ۱۲:۲۶۲' جمع الفوائد ج ۱:۲۰۲' فتح القدیر ج ۳:۹۶

❸ اخبار مدینہ:۱۵۱ ❹ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہی بے ساختہ کہا: انھا لھی بے شک یہی ہے۔ میں نے دریافت کیا: وما ھی ؟ اور یہ کیا چیز ہے ابن رأس نے فرمایا:

''ہم نے اس کے اوصاف تورات میں پڑھے ہیں کہ اس قبرستان کے مشرق میں کھجوروں کے باغات اور مغرب میں مکانات ہوں گے۔ یہاں سے قیامت کے دن ستر ہزار آدمی اٹھیں گے۔ جن کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح جگمگا رہی ہوں گی''۔ [1]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے سحری کے وقت جنت البقیع کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ انہیں سلام پیش کیا اور دعا دی:

السلام علیکم دار قوم مومنین. و اتاکم ماتوعدون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون. اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد. [2]

حبیبہ حبیب خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں [3] ایک رات میرے ہاں محبوب خدا اشرف انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما تھے۔ کہ اچانک آپ اٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دبے پاؤں آپ کے پیچھے چل پڑی میں نے گمان کیا شاید آپ کسی دوسری بیوی کے ہاں جانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپؐ سیدھے جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ وہاں دیر تک کھڑے رہے۔ آپؐ نے تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اہل بقیع کے لیے دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔ میں بھی جلدی میں گھر لوٹ آئی۔ اور آپؐ کے پہنچنے سے پہلے گھر پہنچ گئی۔ اور چپکے سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ جب آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور میرے جسم میں اضطراب کے آثار مشاہدہ کیے تو ارشاد فرمایا۔ عائشہ کیا بات ہے؟ تم مضطرب و بے چین کیوں دکھائی دیتی ہو۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

---

[1] اخبار مدینہ: ۱۵۲ [2] مسلم شریف ج ۱: ۳۱۳ سنن نسائی شریف ج ۱: ۲۰۶

[3] البدایہ والنہایہ ج ۶: ۳۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ فرمانے لگے۔ وہ سیاہی جسے میں نے اپنے سامنے محسوس کیا تھا۔ شاید تم ہی تھی۔ میں نے عرض کیا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے اپنا دستِ شفقت میرے سینہ پر رکھتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے گمان کیا کہ خدا اور اس کا رسول تمہارے ساتھ ناانصافی کریں گے۔

میں نے عرض کیا: میرے محبوب آقا' خداوند قدوس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ بات تو ایسی ہی تھی اور یہ سب کچھ بشری تقاضا سے ہوا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین تشریف لائے اور باہر ہی سے آواز دی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ آپ بقیع کی زیارت کو جائیں۔ اور ان کے لیے دعا و استغفار کریں۔ میں نے گمان کیا کہ تم سو رہی ہو۔ بیدار کر کے پریشان نہ کروں۔ لہٰذا میں خاموشی سے چلا گیا۔ ❶

قبور مقدسہ امہات المومنینؓ:

امہات المومنینؓ ازواج مطہراتؓ رسول اللہ ﷺ میں سے سیدہ خدیجہ الکبریٰ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب کی قبریں جنت البقیع میں ہیں۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ۶۵ سال کی عمر میں نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں محبوب کائنات ﷺ کو داغ مفارقت دے گئی تھیں۔ بنا بریں انہیں جنت المعلیٰ میں سپرد خاک کیا گیا ہے۔ ❷ یونہی ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے حج سے واپسی پر سرف کے مقام پر ۵۱ھ/۶۷۱ء میں انتقال فرمایا اور اسی جگہ پر تدفین بھی ہوئی۔ ❸

ام المومنین سیدہ زینبؓ:

آپ غربا اور مساکین کو بڑی فیاضی سے کھانا کھلاتیں بنا بریں "ام المساکین" کی کنیت سے شہرت رکھتی تھیں' حرم نبوی میں داخل ہونے کے صرف تین ماہ

---

❶ مسلم شریف ج ا:۳۱۳' سنن نسائی شریف ج ا:۲۰۶ ❷ طبقات ابن سعد ج ۸

❸ بخاری شریف ج ۲:۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد داعی اجل کو لبیک کہہ کر خلد بریں میں جلوہ افروز ہو گئیں' اس وقت عمر مبارک صرف ۳۰ سال تھی' آقاء نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا کر جنت البقیع میں دفن کیا۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۵ھ/۶۲۶ء میں ۳۵ سال کی عمر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور ۲۰ھ/۶۴۱ء ۵۰ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں راحت گزیں ہو گئیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً نو سال حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر فرمائے ۵۷ھ/۶۷۶ء میں ۶۶ سال کی عمر میں عالم جاودانی کو سفر فرمایا اور بقیع میں راحت گزیں ہوئیں۔ ❶

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ' سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے کچھ روز بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں اور ۲۲ھ/۶۴۲ء میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ ❷

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا ۳۷ سال کی عمر میں حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور ۴۷ سال کی عمر میں ۴۴ھ/۶۶۴ء کو دار الخلد میں رحلت فرمائی۔ ❸

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حی ابن اخطب رضی اللہ عنہا رمضان المبارک ۵۰ھ/۶۷۰ء میں مالک حقیقی سے ملاقی ہوئیں اور جنت البقیع میں جلوہ افروز ہو گئیں۔ ❹

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ۳ھ/۶۲۴ء میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شعبان ۴۵ھ/۶۶۵ء کو ۶۰ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ ❺

ام المومنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ۸۴ سال کی عمر میں ۵۹ھ/

---

❶ کامل ابن اثیر ج ۲: ۱۲۸' تذکرۃ الحفاظ ❷ طبقات ابن سعد ج ۸ ❸ طبقات ابن سعد ج ۸
❹ طبقات ابن سعد ❺ طبقات ابن سعد ج ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۸ء میں انتقال فرمایا۔ ❶

ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مقوقش شاہ اسکندریہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی تھیں ۱۶ھ/۶۳۷ء میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں آرام فرما ہوئیں۔ ❷

جنت البقیع میں کتنے ہی قدسی نفوس آسودۂ خواب ہیں مگر اس وقت ان کی قبروں کے آثار و نشانات معدوم ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں روافض کی غیر شرعی اور ناشائستہ حرکات جن سے اس محترم مقام کا تقدس پامال ہو رہا تھا۔ سعودی حکومت نے زائرین کے لیے جنت البقیع بند کر دی ہے۔ جس کے باعث قبور کی تفصیلات چنداں ضروری نہ رہیں۔ اختصار سے کچھ اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

قبر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ:

جنت البقیع کے شکم میں سپرد کی جانے والی سب سے پہلی امانت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ ان کا وصال ہو جانے پر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا کی کہ ان کی تدفین کہاں کی جائے، آپ نے ارشاد فرمایا انہیں بقیع میں دفن کیا جائے۔ قبر کی کھدائی کے دوران ایک پتھر برآمد ہوا۔ جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے سرہانے نصب کر دیا۔ ❸

قبر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

شاہزادی رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم رفیقہ حیات سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک ۲ھ میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ سیدنا زید بن حارثہ اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما جب فتح بدر کا مژدہ جاں فزا لے کر مدینہ کریمہ پہنچے تو اس وقت جگر گوشۂ رسول سیدہ رقیہ

❶ طبقات ابن سعد ج ۸ ❷ طبقات ابن سعد ج ۸
❸ طبقات ابن سعد ج ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔ ❶ ان کی قبر بھی سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قریب ہی بنائی گئی تھی۔ ❷

سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۸ھ/۶۲۹ء کو ہوا نماز جنازہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور بقیع میں تدفین ہوئی۔ اسی طرح سیدہ اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ۹ھ/۶۳۰ء کو ہوا اور بقیع میں آسودہ خواب ہیں۔ ❸

مرقد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا:

جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد رمضان المبارک ۱۱ھ/۶۳۲ء میں اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر عالم جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔ ❹

آپ کی قبر کے متعلق کئی اقوال پائے جاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ بقیع میں مدفون ہیں۔ بعض نے ان کے مکان کے اندر قبر ہونے کا قول اختیار کیا ہے اور یہ قول بھی ہے کہ دار عقیل میں تدفین ہوئی تھی۔ مشہور روایت کے مطابق ان کی قبر بقیع میں ہے جہاں باقی اہل بیتِ نبوت اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو زندگی کے آخری ایام میں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ زندگی میں غیر محرموں کی نگاہ سے میرا وجود محفوظ رہا مگر وصال کے بعد میری نعش کیسے پردہ میں رہ سکتی ہے۔ اس پر سیدہ اسماء بنت عمیس زوجہ مکرمہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کہنے لگیں۔ میں نے حبشہ میں دیکھا کہ لوگ میت کے لیے تابوت بناتے ہیں جس سے کامل پردہ پوشی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آپ کے لیے ہم ایسا ہی انتظام کر لیں گے' چنانچہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کھجور کی ٹہنیوں کا گھوارہ بنا کر دکھایا۔ جسے دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم فرمایا۔ پھر ہم ان کا جنازہ اٹھا کر لے گئے اور رات کے وقت تدفین ہوئی۔ ❺

امام حاکم نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ کی قبر جنت البقیع

---

❶ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۳۴۷ ❷ وفاء الوفاء ج ۲: ۸۶ ❸ طبقات ابن سعد

❹ ~~البدایہ والنہایہ ج ۳۳۳~~ ❺ مستدرک حاکم ج ۳: ۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے۔ کیونکہ قبرستان لے جانے کی بناء پر انہیں وجود مسعود کے افشا کا قلق ہوا۔ اور اگر گھر ہی میں دفن کرنے کی وصیت فرمائی ہوتی تو ایسے فرضی احتمالات سے ہرگز پریشانی لاحق نہ ہوتی۔

امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء لکھتے ہیں اسلام کی تاریخ میں سیدہ فاطمہؓ ہی سے عورتوں کی میت کی پردہ داری کا طریقہ شروع ہوا۔[1]

شیخ محبّ الدین طبری نے لکھا ہے کہ شیخ ابو العباس مرسیؒ زیارت بقیع کے دوران قبہ عباسؓ کے سامنے کھڑے ہو کر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پیش کرتے اور فرماتے کہ یہاں سیدہ کی قبر ہے اس کے ساتھ سیدنا حسن بن علی' سیدنا ابن العابدین' سیدنا امام محمد باقر اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم پر سلام بھیجتے۔[2]

علامہ مسعودی نے لکھا ہے کہ سیدنا ابو عبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کا انتقال ۱۴۸ھ/۷۶۵ء میں ہوا۔ ان کی قبر ان کے والد گرامی قدر اور جد امجد کے پہلو میں بقیع کے اندر بنائی گئی۔ ان قبور کے احاطہ پر ایک تختی پر یہ عبارت درج تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ' اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مبيد الامم و محي الرمم هذا قبر فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله و سلم سيدة نساء العالمين و قبر حسن بن علي و علي بن الحسين بن علي و قبر محمد بن علي و جعفر بن محمد عليهم السلام.[3]

سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وصیت تھی کہ اگر مجھے میرے جد بزرگوار ﷺ کے زیر سایہ دفن کرنا ممکن نہ ہو تو میری والدہ ماجدہ کے پہلو میں بقیع میں سپرد خاک کر دینا۔[4]

چنانچہ ان کی اس دلی آرزو اور قلبی خواہش کے مطابق والدہ مکرمہ سیدہ

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۶: ۳۳۴ [2] معالم دار الھجرۃ: ۱۲۶ [3] وفاء الوفاج ۲: ۹۳

[4] اخبار مدینہ: ۱۵۴' وفاء الوفاج ۲: ۹۰' معالم دار الھجرۃ ۱۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جوار رحمت اور آغوش میں دفن کیا گیا اور آج بھی اسی مقام جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔ ❶

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں ایک مرتبہ کسی آدمی کے لیے قبر کھودی جا رہی تھی کہ ایک پتھر برآمد ہوا۔ جس پر لکھا تھا۔ ھذا قبر فاطمہ بنت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم. اس سے معلوم ہوا کہ ان کی قبر جنت البقیع میں ہے۔ ❷

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آپ کی تدفین اپنے مکان میں ہوئی تھی جبکہ وہ حصہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد کی توسیع میں شامل کر لیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حجرہ مقدسہ کی تعمیر کے لیے بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو مشرقی ستون کی جگہ ایک قبر ظاہر ہوئی جس میں ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ اس سے گمان کیا جاتا ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ ❸

مرقد سیدنا عثمان ذی النورینؓ:

اقلیم شہادت کے تاجدار امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی دل فگار داستانِ شہادت سے ہر مسلمان آگاہ ہے کہ آپ کو نہ صرف سفاکی و بے باکی سے شہید کیا گیا۔ بلکہ بلوائیوں نے آپ کی نماز جنازہ اور تدفین میں بھی مزاحمت کی۔ جس کے باعث آپ کو بقیع میں دفن کرنا بھی محال ہو گیا تھا۔ بنا بریں بقیع کے متصل ابان بن عثمان کے باغ ''حش کوکب'' میں تدفین ہوئی۔

آپ کی شہادت کا جاں کاہ حادثہ جمعۃ المبارک ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ/۶۵۶ء کو وقوع پذیر ہوا۔ لیکن بدامنی اور ناگفتہ بہ حالات کے باعث دو دن کی تاخیر سے تدفین ہوئی۔ ❹

---

❶ مروج الذہب ج ۲:۳۲۶' اخبار مدینہ:۱۵۳ ❷ اخبار مدینہ ۱۵۴

❸ وفاء الوفاج ۲:۹۴،۹۵ ❹ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں بقیع کی توسیع کے باعث قبر مبارک داخل قبرستان ہو گئی تھی۔ اس وقت سعودی توسیع کے باعث آپ کی قبر مبارک تقریباً وسط میں پائی جاتی ہے۔

زیارتِ شہداء اُحد رضی اللہ عنہم:

غزوہ احد میں ستر جلیل القدر قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ ان شہداء کی تدفین بھی احد ہی میں عمل میں لائی گئی وقت کی نزاکت اور دشمن کے حملے کا خطرہ درپیش ہونے کے باعث ایک ایک قبر میں دو دو تین تین شہداء کو دفن کیا گیا تھا ان میں سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء اور امام مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں۔ زمانہ کے تغیرات کے باعث سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر کے علاوہ دوسری قبور کے آثار مٹ چکے ہیں ۵۷۰ھ/۱۱۷۴ء میں خلیفہ الناصر الدین اللہ کی والدہ محترمہ نے قبر پر قبہ بنوایا۔ بقیہ شہداء کی قبور پر رکھے ہوئے پتھروں سے بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں شہید کی قبر ہے۔[1]

امام مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں:

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے شمال میں پتھروں کی معمولی سی دیوار بنی ہوئی ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہونے والے بعض حضرات کی اس احاطہ کے اندر قبریں بنائیں گئی تھیں۔ بعد کے لوگوں نے انہیں شہداء کی قبریں قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اقوال صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی طرف پائی جانے والی قبر ترکی کے ایک شخص سُنقر کی ہے۔ جو شہداء کی قبور کی نگرانی کرتا تھا۔ علاوہ ازیں چار دیواری کے دروازہ کے اندر مدینہ منورہ کے بعض امراء کی قبریں بھی ہیں۔ مگر انہیں شہداء کی قبریں نہ سمجھا جائے۔[2]

---

[1] اخبار مدینہ: ۵۸ معالم دار الہجرۃ: ۱۳۵

[2] معالم دار الہجرۃ ۱۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبل اُحد:

جبل احد مدینہ منورہ سے ۲½ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب واقع ہے' جو تقریباً تین میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے' ''اُحد'' اَحدیت سے ماخوذ ہے جو ذات احد کی صفت لازمہ ہے۔[1] ۳ ہجری میں غزوہ اُحد اسی کے دامن میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ محسن کائنات ﷺ کو اس پہاڑ سے قلبی تعلق اور طبعی لگاؤ تھا۔ آپ کا فرمان ذی شان ہے:

هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا و نحبه.[2]

''کوہ اُحد سے ہم محبت کرتے ہیں اور یہ ہماری محبت کا دم بھرتا ہے''۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ تاجدار مدینہ ﷺ کی نظر شفقت جبل اُحد پر پڑی۔ اور زبان سے بے ساختہ اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور فرمایا: یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ جبکہ عَیر بھی ایک پہاڑ ہے جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔[3]

جبل عیر کوہ اُحد سے جنوب میں مکہ مکرمہ کے راستے میں واقع ہے۔ جسے محسن کائنات ﷺ نے دشمن قرار دیا' اس سے معلوم ہوا کہ جمادات میں بھی دوستی و دشمنی' نیک بختی و سعادتمندی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ پہاڑوں کی الفت و محبت کی نوعیت جمادات کی تسبیح و تہلیل سے مشابہت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ. (سورہ بنی اسرائیل)

''اور ہر ایک چیز اللہ کی حمد بیان کرتی ہے''۔

جب پہاڑ اور دیگر جمادات اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا میں ہمہ وقت مصروف ہیں تو رحمت

---

[1] الصحاح للجوہری ''احد'' [2] صحیح بخاری ج ۲: ۵۸۵' ۶۳۷' صحیح مسلم ج ۱: ۴۴۶

[3] جمع الفوائد ج ۱: ۲۰۲' کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات ﷺ سے ان کی محبت کا ظہور بعید از قیاس نہیں ہے:

سر حب ازلی در ہمہ اشیاء جاریست
ورنہ برگل نزدی بلبل مسکین فریاد

یہ ضرب المثل مشہور ہے "المرء مع من احب" جس سے محبت ہوتی ہے۔ اسی سے رفاقت بھی نصیب ہوتی ہے۔ اسی بناء پر محسن کائنات ﷺ نے فرمایا:

''کوہِ اُحد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا۔ جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھالیا کرو۔ اگر کچھ بھی نہ ملے تو وہاں صحرا کی گھاس ہی چبالو''۔ [1]

آپؐ نے مزید فرمایا:

احد رکن من ارکان الجنة.[2]

''کوہ احد جنت کا ایک رکن ہے''۔

سیدہ زینب بنت نبط زوجہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو تاکید کے ساتھ کہتی تھیں کہ جب تم احد کی زیارت کو جاؤ تو میرے لیے وہاں سے نباتات اور گھاس کا تحفہ لیتے آنا۔[3]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر نور کی تجلی ڈالی تو وہ عظمتِ خداوندی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا۔ جس میں سے تین ٹکڑے مکہ مکرمہ میں اور تین ٹکڑے مدینہ منورہ میں جا پڑے۔

جس میں سے مکہ مکرمہ میں جبل حرا جبل ثبیر اور جبل ثور معرضِ وجود میں آئے اور مدینہ منورہ میں جبل احد' جبل ورقان اور جبل رضوی ظہور پذیر ہوئے۔[4]

جبل ورقان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں واقع ہے اور جبل رضوی ینبع میں ہے۔ جبکہ جبل ثبیر اور جبل ثور منیٰ میں اور جبل حرا جبل نور کے نام سے شہرت

---

[1] کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۸ [2] ایضاً [3] وفاء الوفا ج ۲: ۱۰۸ [4] اخبار مدینہ: ۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے۔ ❶

جس طرح باشندگانِ مدینہ مومنین صادق اور منافقین دو گروپ بن گئے تھے اسی طرح مدینہ کے پہاڑ بھی دو حصوں میں تقسیم تھے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ساکنان مسجد ضرار اور دیگر منافقین جبل عَیر کی جانب آباد تھے۔ جو آخرت میں بھی انہیں کے ساتھ جہنم رسید ہو گا۔

اسی لیے غزوہ اُحد کے موقع پر عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے منافقین کی معیت میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ نکلنے کے باوجود کوہ اُحد تک نہ پہنچا اور راستہ ہی سے لوٹ گیا۔ کیونکہ کوہ اُحد صدیقین اور محبوبین کی جگہ تھی۔ ❷

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے اور چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ احد ہمیں محبوب رکھتا ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ورقان' طور اور لبنان بھی جنت کے پہاڑوں سے ہیں۔ جبکہ فرات' سیحون' نیل اور جیحون جنت کی نہروں سے ہیں۔ ❸

ایک مرتبہ رحمت عالم ﷺ اپنے جان نثار صحابہ حضرت صدیق اکبر' حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ جبل احد پر تشریف فرما تھے۔ کہ پہاڑ جنبش کرنے لگا۔ آپ نے اسے فرمایا:

اسکن یا احد فلیس علیک الانبی وصدیق و شهیدان. ❹

''ٹھہر جاؤ۔ تجھے معلوم نہیں کہ ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید تجھ پر رونق افروز ہیں''۔

شہداء احد کی تدفین کے ۴۶ سال بعد ایک مرتبہ سیلاب کی وجہ سے سیدنا عمرو بن الجموع اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کھل گئی تھیں۔ یہ دونوں انصاری غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے وجود اس طرح ترو تازہ پائے گئے گویا کہ کل

---

❶ وفاء الوفاج ۲:۱۰۹ ❷ جذب القلوب:۱۹۱ ❸ وفاء الوفاج ۲:۱۰۸ ❹ صحیح بخاری ج ۱:۵۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی دفن ہوئے تھے۔ دونوں میں سے ایک نے ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا۔ اور اسی حالت میں دفن کر دیا گیا۔ پس جب ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا۔ تو چھوڑتے ہی وہ فوراً زخم پر حسب سابق آ گیا۔❶

حضور اقدس ﷺ شہداء احد کی زیارت کو ہر سال تشریف لے جاتے تھے۔

اور ان الفاظ میں سلام پیش فرماتے تھے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار.

یہی طریق کار سیدنا صدیق اکبر' سیدنا فاروق اعظم' اور سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنایا۔ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ زیارت مدینہ باسکینہ کو تشریف لائے۔ اور شہداء احد کی زیارت کو حاضر ہوئے تو اس طرح سلام پیش فرمایا:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم اجر العاملین.❷

❶ موطا امام مالک ❷ وفاء الوفا ج ۲: ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

سیادت وقیادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆...... عدالتی نظام

☆...... سیاسی نظام

☆...... امراء مدینہ

☆...... مدینہ کریمہ کے مشاہیر فضلاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتی نظام

زمانہ جاہلیت میں سرزمین عرب میں نہ تو کوئی حکومت تھی نہ حکمران۔ نہ کہیں عدالت کا وجود تھا اور نہ ہی عادل حاکم۔ مظلوم کے لیے کہیں بھی دادرسی کی امید اور جائے پناہ نہ تھی۔ بلکہ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ظالم سے بدلہ لیتا تھا۔ اگر ظالم کمزور ہوتا' تو بدلہ لینا آسان تھا اور اگر ظالم قوی اور طاقتور ہوتا تو مظلوم کو انصاف حاصل ہونے کے امکانات معدوم تھے۔

لیکن اسلام کے نظام عدل گستری نے ظالم اور مظلوم دونوں کو اپنے دامن عافیت میں پناہ دی۔ اسلام کا نصب العین ہی ظلم کے وجود کا قلع قمع کرنا اور عدل و مساوات کو اُجاگر کرنا ہے' امن و امان اور عدل و مساوات قائم کرنے کے لیے انسانی حقوق کا تحفظ لازمی ہے۔

اسلامی عدل و مساوات کی روشنی میں عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد دوست و دشمن حاکم کی نظر میں برابر ہو جاتے ہیں۔ مقدمات کی ترتیب اور معاملہ کا نشیب و فراز جس صحیح نتیجہ کی رہنمائی کرے۔ وہی اس کا فیصلہ ہو۔ جذبات کی رو میں بہنا اور انسانی جذبہ انتقام سے متاثر ہونا' اس منصب عظیم کی شایانِ شان نہیں۔

اسلام کے نظام عدل و انصاف میں چھوٹے بڑے' امیر و فقیر' مسلم و کافر اور سلطان و گدا کی کوئی تمیز نہیں۔ مدینہ منورہ میں اسلامی مملکت کے قیام کے بعد دو نئے ادارے وجود میں آئے' ایک مفتی کا ادارہ اور دوسرا قاضی کا۔ مفتی سے قانون معلوم کرنا۔ اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری قاضی کے فرائض میں شامل ہے۔ اگرچہ عہد نبوی میں ''نظام عدل و انصاف'' یعنی صیغۂ قضاء مستقل طور پر قائم نہیں ہوا تھا۔ البتہ دوسرے محکموں کے ساتھ مخلوط تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت علی اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا عامل مقرر فرمایا۔ تو دیگر فرائض کے ساتھ انہیں قضاء کا عہدہ بھی تفویض فرمایا۔ ❶

فخر کون و مکاں، سرور زمین و زماں ﷺ نے اصول و آئین عدالت کی تعین خود فرمائی۔ چنانچہ آپ ؐ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس عہدے پر فائز کرتے ہوئے دریافت فرمایا۔ معاذ تم کس اساس اور بنیاد پر فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: "بِكِتَابِ اللّٰهِ" اللہ کی کتاب یعنی قرآن کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فان لم تجد" اگر قرآن میں نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: "فبسنةِ رسُوْلِ اللّٰه" چنانچہ اس صورت کو بھی آپ ؐ نے قبول فرمایا۔ اور پھر دریافت فرمایا اگر تمہیں سنت رسول ؐ میں بھی کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرو گے، انہوں نے عرض کیا "اجتهد برائی و لا آل جهدا" میں اپنی رائے سے اسے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر آپ نے بیحد مسرت اور خوشی سے فرمایا اے اللہ! تو نے اپنے رسول کے قاصد کو جس چیز کی ہدایت دی ہے۔ اس پر تیرا رسول خوش ہے۔ ❷

اس سلسلہ میں سب سے مقدم اصول و آئین عدالت کا منضبط کرنا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ قاعدہ رہا کہ جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا جاتا اس کے بعد حسب ضرورت حدیث طیبہ سے معاملہ فیصل کیا جاتا۔ اور سب سے آخر میں مسلمانوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ لیکن اجتہاد اور قیاس کو بالکل دخل نہیں دیتے تھے۔ ❸

لیکن جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تمدن کو بہت زیادہ وسعت حاصل ہوئی اور نئے نئے مسائل اور معاملات پیش آنے لگے۔ تو آپ نے

---

❶ ابوداؤد شریف ج ۲ کتاب القضا: ۱۷ ❷ ایضاً: ۲۷ ترمذی شریف کتاب احکام ج ۱: ۲۴۷

❸ سنن دارمی باب الفتیا و ما فیه من الشدة ج ۱: ۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضاۃ کو قرآن و سنت کے بعد اجماع اور قیاس سے استفادہ کرنے کی ہدایات جاری فرمائیں۔ لیکن قیاس کو سب سے مؤخر رکھا۔●

چنانچہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام آدابِ قضات کے متعلق ایک مفصل فرمان جاری فرمایا۔ جس کی دفعات اس طرح تھیں:

① قاضی کو تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔
② بارِ ثبوت صرف مدعی پر ہے۔
③ مدعا علیہ کے پاس اگر ثبوت یا شہادت نہ ہو۔ تو اس سے قسم لی جائے گی۔
④ فریقین ہر حالت میں صلح کرنے کے مجاز ہیں۔ لیکن جو امر خلاف قانون ہے۔ اس میں صلح نہیں ہو سکتی۔
⑤ قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کے فیصل کرنے کے بعد اس پر نظرِ ثانی کر سکتا ہے۔
⑥ مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ مقرر ہونی چاہیے۔
⑦ اگر مدعا علیہ تاریخ معینہ پر حاضر نہ ہو۔ تو مقدمہ اس کے خلاف فیصل کیا جائے گا۔
⑧ ہر مسلمان قابل ادائے شہادت ہے لیکن جو سزا یافتہ ہو یا جس کا جھوٹی گواہی دینا ثابت شدہ ہو وہ قابل شہادت نہیں۔
⑨ اخلاقی حیثیت سے قاضی کو غصہ کرنا اور گھبرانا نہیں چاہیے۔●

دربار فاروقی سے صادر ہونے والے یہ ایسے سنہری اور رہنما اصول تھے کہ آج کے متمدن اور ترقی یافتہ دور کی عدالتوں کے اساسی قوانین بھی یہی ہیں، انہیں ایسی دائمی پذیرائی حاصل ہوئی کہ رہتی دنیا تک ان کی افادیت برقرار رہے گی۔

● سنن داری باب الفتیا و ما فیہ من الشدۃ ج ۱: ۵۵ ● دار قطنی کتاب عمر رضی اللہ عنہ ج ۴: ۲۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ اور خلافت صدیقیؓ میں عدلیہ کا محکمہ قائم نہیں تھا حسبِ ضرورت مقدمات کا فیصلہ مختلف شخصیات سے کرا لیا جاتا تھا۔ لیکن سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ ''عدلیہ'' کا محکمہ قائم کیا جس میں اسلامی تاریخ کے پہلے مستقل قاضی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تقرر ہوا۔ اور اس خدمت کا مشاہرہ بھی دیا جاتا تھا۔ ❶

نبی مکرم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قاضی کی حیثیت سے یمن بھیجا۔ روانگی سے قبل انہوں نے معذرت پیش کی۔ کہ مجھے فیصلہ کرنے کا سلیقہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنا دستِ رحمت ان کے سینہ پر رکھ کر فرمایا:

''اللهم اهده للقضاء.'' ❷ اے اللہ! اسے فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا فرما۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی حضور انور ﷺ نے یمن میں قاضی مقرر فرمایا تھا' اور روانگی کے وقت دریافت فرمایا کہ مقدمات کا فیصلہ کس بنیاد پر کرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ سے' حضورؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو پھر کس طرح فیصلہ کرنا ہو گا؟ انہوں نے عرض کیا سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا' اگر اس مقدمہ کا فیصلہ حدیث میں نہ مل سکے تو پھر کیا کرنا ہو گا؟ جواباً عرض کیا پھر میں اجتہاد کروں گا۔ اس پر خوشی سے آپ نے ان کے سینہ میں ہاتھ مارا' اور فرمایا:

الحمدلله الذی وفق رسولَ رسول الله لما يُرضی رسول الله صلی الله علیه وسلم. ❸

''اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے نبی کی چاہت کے مطابق ان کے ایلچی کو موافقت سے نوازا''۔

---

❶ تذکرۃ الحفاظ ''زید بن ثابت'' اخبار القضاۃ ج۱: ۱۰۸

❷ اخبار القضاۃ ج۱: ۸۸ ❸ اخبار القضاۃ: ۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح آپ ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی یمن میں قاضی مقرر فرمایا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان نصف نصف علاقہ تقسیم کر دیا تھا۔●

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں قاضی مقرر فرمایا۔ لیکن ایک سال گزر جانے کے باوجود عدالتِ فاروقی میں کوئی مقدمہ پیش ہی نہ ہوا۔●

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاکیزہ اعمال اور حسن معاملات کا کرشمہ تھا کہ معاشرہ جرائم سے پاک ہونے کی وجہ سے عدالت میں جانے کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب محکمہ قضا قائم فرمایا تو اس منصب پر سب سے پہلے قاضی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تقرر ہوا۔ قاضی کے لیے عدالت کی مستقل عمارت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا گھر ہی ''دارالقضا'' کا کام دیتا تھا۔ مکان فرش سے آراستہ تھا۔ اس کے صدر میں حضرت زید رضی اللہ عنہ فیصلہ کے وقت متمکن ہوتے۔ دارالخلافت اور تمام قرب وجوار کے مقدمات حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے۔ یہاں تک کہ خود خلیفہ وقت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی اسی عدالت میں دعویٰ داخل کیے جاتے اور ان کا فیصلہ بھی یہیں ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ امیرالمومنین سیدنا فاروق اور خیر امت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ نزاع ہوئی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوا' خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر عہدے اور اعلیٰ منصب کی تعظیم وتکریم کرتے ہوئے ان کے لیے اپنی جگہ خالی کر دی۔

لیکن مساوات کا جو زریں اصول اسلام نے قائم کیا تھا' صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر

● اخبار القضاۃ ج ۱: ۱۰۱ ● ایضاً ج ۱: ۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سختی سے عمل پیرا تھے بالخصوص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے عام کر دیا تھا۔ بنا بریں امیر المومنینؓ نے قاضی صاحب سے کہا یہ آپ کی پہلی بے انصافی ہے۔ مجھے اپنے فریق کے ساتھ بیٹھنا چاہیے چنانچہ دونوں بزرگ عدالت کے سامنے بیٹھ گئے اور مقدمہ پیش ہوا۔ چونکہ حضرت ابیؓ مدعی تھے۔ اور امیر المومنین کو انکار تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے دعوے پر گواہ پیش کریں لیکن انہوں نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں۔ چونکہ شرعاً انکار کرنے والے پر قسم لازم آتی ہے۔ اس لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خلافت کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے' مدعی سے درخواست کی کہ اگرچہ یہ قاعدہ تو نہیں۔ تاہم آپ امیر المومنین کو قسم سے معاف کر دیجیے۔

حضرت عمر خلیفہ المسلمین رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ مجھے اس رعایت کی ضرورت نہیں ہے۔ فیصلہ میں عمر رضی اللہ عنہ اور ایک عام مسلمان آپ کے نزدیک برابر ہونے چاہئیں۔

بالآخر امیر المومنینؓ نے ان الفاظ میں قسم کھائی:

وَ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ.

''متنازع زمین میں ابی کا کوئی حق نہیں ہے'' ●

امیر المومنین سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مدینہ منورہ کا کوئی مستقل قاضی مقرر نہیں کیا۔ بلکہ جو مقدمہ پیش ہوتا۔ مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر سیدنا علی' سیدنا طلحہ بن عبیداللہ' سیدنا زبیر اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو طلب فرماتے اور باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ صادر فرماتے تھے۔

بنو امیہ کے عہد خلافت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے عہدہ قضا پر فائز کیا گیا۔ ایک مرتبہ ان کی خدمت میں حارث بن الحکم آیا اور ان کے تکیہ پر بیٹھ گیا۔ آپ نے خیال کیا کہ شائد کسی ضرورت کو آئے ہوں۔ کسی مقدمہ میں نہ آئے

● اخبار القضاۃ، کنز العمال ج ۳ ص ۱۷۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ اتنی دیر میں ایک اور شخص آیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا میں حارث بن مالک کے خلاف نالش کرنے آیا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے فوراً اٹھا دیا اور فرمایا کہ اپنے مدعی فریق کے برابر میں بیٹھو کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ ❶

حضرت عبداللہ بن نوفل بن حارث کو مروان بن الحکم نے مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا۔ موصوف گواہی کے ساتھ حلف بھی لیتے تھے۔ حق و صداقت اور عدل و انصاف کے باعث اہالیان مدینہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت کے حامل تھے اور آل مروان میں وہ پہلے آدمی تھے جو مروان اور اس کے خاندان کے خلاف فیصلہ دینے میں بھی عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوڑتے تھے۔ ❷

۴۹ھ/۶۶۹ء میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو امارت مدینہ سے معزول کر کے سعید بن العاص کو امیر مقرر کیا۔ تو امیر موصوف نے حضرت عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کو قضاۃ کے عہدہ سے معزول کر کے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی بنا دیا۔ ❸

۵۳ھ/۶۷۳ء میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو امارت کے منصب سے علیحدہ کر کے مروان بن الحکم کو پھر امیر بنا دیا۔ چنانچہ مروان نے ابوسلمہ کی جگہ حضرت مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو قضاء کا عہد عطا کر دیا۔ ❹

۵۸ھ/۶۷۷ء کو سیدنا معاویہؓ نے ایک مرتبہ پھر مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنا دیا۔ بنا بریں امیر ولید موصوف نے مصعب بن عبدالرحمٰن کی جگہ عمرو بن عبد بن زمعہ بن الاسود کو قاضی مقرر کر دیا۔ ❺

بعدازاں جب مسلم بن عقبہ کے مدینہ آنے پر واقع حرہ رونما ہوا۔ اسی اثناء میں

❶ اخبار القضاۃ ج۱: ۱۱۲ ❷ ایضاً ج۱: ۱۱۳ ❸ ایضاً ج۱: ۱۱۷ ❹ اخبار القضاۃ: ۱۱۸
❺ ایضاً: ۱۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم بن عقبہ نے عمرو بن محمد الاشجعی کو امیر تعینات کیا۔ بعض روایات میں ہے حصین بن نمیر السکونی یا روح بن زنباع الجذامی کو گورنر بنا دیا۔ لیکن یزید کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ۶۴ھ میں اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد میں یکے بعد دیگرے کتنے ہی گورنر تبدیل ہوئے مگر عہدۂ قضا کا تذکرہ مفقود ہے۔

البتہ موصوف کے انتقال کے بعد ۷۴ھ میں الحجاج نے عمر بن عبید کو قاضی مقرر کیا۔ ❶

۷۵ھ/۶۹۴ء میں قاضی عبداللہ بن قیس بن مخرمہ مقرر ہوئے۔ ❷ ۷۷ھ/۶۹۶ء میں نوفل بن مساحق تابعی اس عہدہ پر فائز ہوئے۔ ❸ ۸۲ھ/۷۰۱ء میں امیر ابان بن عثمان کی معزولی پر ہشام بن اسماعیل مخزومی گورنر مقرر ہوا۔ اور ابن مساحق کی جگہ عمر بن خلدہ الزرقی قاضی مقرر ہوئے۔ ❹

ہشام بن اسماعیل کے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر مقرر ہوئے تو عبدالرحمٰن بن یزید بن حارثہ الانصاری کو قاضی کا عہدہ دیا گیا۔ ۹۴ھ/۷۱۲ء میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری۔ ان کے بعد ابوطوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم۔ پھر سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ، بعد ازاں سعید بن زید بن ثابت انصاریؓ ان کے بعد محمد بن صفوان الجمحی پھر صلت بن زید بن الصلت کندی۔ پھر ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابوسفیان ابن حویطب' مصعب بن محمد بن شرحبیل العبدری۔ محمد بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم' یحییٰ بن سعید انصاری' عثمان بن عمر بن موسیٰ التیمی' محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ عہدۂ قضاء پر فائز ہوئے۔ ❺

بنو عباس کے عہد میں پہلی مرتبہ ۱۳۳ھ/۷۵۰ء میں ابوبکر بن ابی سبرہ العامری کو مدینہ کے امیر ابو العباس زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے قاضی مقرر کیا تھا ۱۴۱ھ

---

❶ اخبار القضاۃ ج ۱: ۱۲۴ ❷ ایضاً ❸ ایضاً: ۱۲۵ ❹ ایضاً: ۱۳۰ ❺ اخبار القضاۃ ج ۱: ۱۳۳ تا ۱۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۸ء میں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ بن حطب کو قاضی مقرر کیا گیا۔ عبدالرحمن القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قاضی مقرر ہوئے۔

خلیفہ مہدی عباسی نے سعید بن سلیمان المساحقی کو مدینہ کا قاضی بنایا۔

۱۹۲ھ/۸۰۷ء میں ابوالبختری وھب بن وھب۔ پھر موسیٰ بن محمد بن طلحہ۔ پھر محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم داؤد بن عیسیٰ' محمد بن زید بن اسحاق بن عبدالرحمن۔

۲۰۰ھ/۸۱۵ء میں موسیٰ بن یحییٰ قاضی مقرر ہوئے۔ مامون الرشید کے عہد میں ابوزید انصاری کو قاضی مقرر کیا۔ پھر ابوغزیہ انصاری' ان کے بعد ابومصعب احمد بن ابوبکر بن الحارث۔ پھر ابوزید محمد بن یزید بن اسحاق قاضی ہوئے۔

۲۱۰ھ/ ۸۲۵ء میں احمد بن یعقوب انصاری۔ پھر یعقوب بن اسماعیل' ابوہاشم المکی اور پھر محمد بن عبداللہ بن علی بن ابی الشوراب مکہ مکرمۃ اور مدینہ دونوں کے قاضی تھے۔●

آج بھی اس شہر خوباں میں عدلیہ کا نظام انہی بنیادوں پر استوار ہے جو ابتداء اسلام میں رکھی گئی تھیں اور ان شاءاللہ قیامت تک انہیں دوام نصیب ہوگا۔ جیسا کہ الشیخ محمد صالح ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں اس نظام کے متعلق لکھتے ہیں۔

مدینۃ المنورہ میں مقدمات وخصومات کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کیا جاتا ہے اس لیے وہاں عدلیہ کا سربراہ اور اراکین کتاب وسنت کے ماہر علماء ہوتے ہیں اس وقت عدلیہ کے سربراہ اور معزز اراکین کے اسماء گرام حسب ذیل ہیں:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن صالح رئیس عدلیہ خطیب مسجد نبوی شریف

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زاحم نائب رئیس نائب امام مسجد نبوی شریف

فضیلۃ الشیخ محمد الحافظ

فضیلۃ الشیخ عطیہ محمد سالم

● اخبار الاقضاۃ ج ۱: ص ۲۰۰ تا ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن الکلیہ

فضیلۃ الشیخ حمد حمدی الجابر

فضیلۃ الشیخ امان محمد صدیق

فضیلۃ الشیخ ذیاب السجی

عدلیہ کی عمارت باب السلام کے قریب جنوب میں واقع تھی۔ لیکن مسجد نبوی شریف کی توسیع کے پیش نظر ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں شارع الستین پر منتقل کردی گئی۔ [1]

اجتماعی نظامت:

انسان فطری طور پر مدنیت کا دلدادہ واقع ہوا ہے بنابریں وحشی قبائل بھی ایک نظام کے تحت زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان قبائل میں ایک شخص سردار مقرر کردیا جاتا تھا۔ پھر جب تمدن پھیلنے لگا اور وحشت کم ہوتی گئی تو یہ نظام بھی وسیع ہوکر متعدد شاخوں میں تقسیم ہوگیا۔

انصار مدینہ کے اجداد میں سے عمرو بن عامر کے بیٹے ثعلبہ العنقاء کے عہد میں جبکہ وہ غسان میں مقیم تھا۔ عک سے زبردست خونریز جنگ ہوئی۔ اس موقع پر ثعلبہ کی قوم نے باقاعدہ فوج کے نظم ونسق کا مظاہرہ کیا جو جذع بن ستان کے اشاروں پر حرکت کرتی تھی چونکہ جذع نے فوج کا تمام کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اس لیے مؤرخین اسے سپہ سالار لکھتے ہیں۔ [2]

بنابریں ثعلبہ کے وقت سے انصار میں دو عہدے رئیس اور سپہ سالار کے قائم ہوئے۔ بسا اوقات ایک ہی شخص دونوں عہدوں پر فائز ہوا۔ جیسا کہ مالک بن عجلان خزرجی اور عمرو بن طلحہ نجاری۔ عموماً یہ منصب قبیلہ خزرج کے پاس رہا۔ کیونکہ اس وقت دونوں قبائل متحد تھے۔ رؤسائے انصار میں سے قدیم ترین نام مالک بن عجلان ہی کا ملتا ہے۔ جو سالم بن عوف بن خزرج کی نسل سے تھا۔ سید سمہودی لکھتے ہیں۔

---

[1] المدینۃ الیوم ۲۶ [2] معارف ابن قتیبہ عنوان نسب اوس وخزرج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسوّده الحيان الاوس والخزرج.[1]

"اسے اوس وخزرج دونوں نے سردار بنایا تھا"۔

مالک بن عجلان کے بعد ریاست کا نظم ونسق خاندان سالم سے خاندان نجار میں منتقل ہو گیا۔ چنانچہ جب شاہ تبع اور انصار کے مابین جنگ ہوئی تو اس وقت انصار کی افواج کا سپہ سالار عمرو بن طلحہ النجاری تھا۔ اور وہی انصار کا رئیس بھی تھا۔[2]

معلوم ہوتا ہے کہ اوس وخزرج کی ریاست جمہوری اصولوں پر قائم تھی ورنہ شخصی ہونے کی صورت میں رئیس اور سربراہ صرف ایک خاندان سے ہوتا۔ اور دوسرے خاندان میں انتقال اقتدار کے وقت خانہ جنگی رونما ہوتی۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

بعد میں جب ان قبائل کا قومی شیرازہ انتشار کا شکار ہو گیا۔ تو ریاست دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ یعنی اوس اور خزرج' اوس میں عبدالاشہل اور خزرج میں ساعدہ کا خاندان اپنے اپنے قبائل پر حکومت کرتا تھا۔ چنانچہ سید کائنات ﷺ کے زمانہ میں اوس کے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور خزرج کے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس تھے۔[3]

یہ تقسیم بھی محدود نہ رہی بلکہ دونوں قبائل کے تمام خاندانوں نے علیحدہ علیحدہ اپنے رئیس تجویز کر لیے۔ چنانچہ قبیلہ اوس میں سے مجبا نے احیحہ بن جلاح کو۔[4] خزرج میں سے بنو مازن بن نجار نے عاصم کو۔[5] بنو سلمہ نے امیہ بن حرام کو۔[6] بعد میں جد بن قیس کو سردار بنا لیا تھا۔ نبی مکرم ﷺ کے عہد میں بنو سلمہ کا یہی سردار تھا۔[7]

ریاست کی طرح سپہ سالاری کا حشر بھی یہی ہوا جب دونوں قبائل نے باہم جنگ وجدال شروع کر دی۔ تو ہر قبیلے کا سپہ سالار بھی علیحدہ علیحدہ تھا۔ چنانچہ حضیر بن سماک،[8] ابوقیس بن اسلت اور عمرو بن نعمان بیاضی[9] مختلف جنگوں میں دونوں قبائل کی

---

1. وفاء الوفا ج1: قصہ قطبون 178 2. طبری ج2 3. صحیح بخاری ج2: 595 باب حدیث افک
4. کامل ابن اثیر ج1: 277 5. ایضاً 6. وفاء الوفاء 7. اسد الغابہ ج1: 274
8. ایضاً ج1: 92 9. ایضاً ج1: 506، 510

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے اس منصب پر فائز رہے۔ اسلام سے پہلے قبیلہ اوس سے اس عہدہ پر حضیر بن اُسید فائز تھے۔ ❶

اجتماعی نظامت:

ہجرت کے بعد فخر کون و مکاں، سلطان زمین و زماں، محسن کائنات ﷺ نے مدینہ باسکینہ میں اسلامی مملکت کی داغ بیل ڈالی جس کا دائرہ اتنی تیزی سے وسیع ہوا۔ کہ صرف دس سال کی قلیل ترین مدت میں مدینہ باسکینہ ایک شہری مملکت ہی نہیں۔ بلکہ ایک وسیع سلطنت کا دارالخلیفہ بن گیا۔ جس کا رقبہ تاریخی شواہد کی رو سے تیس لاکھ مربع کلومیٹر پر مشتمل تھا۔ ❷

چونکہ مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں اوس، خزرج، یہود بنی قینقاع۔ یہود بنونضیر اور بنو قریظہ آباد تھے، بنابریں امام الانقلاب اور معلم اعظم ﷺ نے ان قبائل کا ایک نمائندہ اجلاس بلا کر اسلامی حکومت کا دستور پیش فرمایا۔ جو غالب اکثریت کی اتفاق رائے سے منظور ہوا۔ اس تاریخی دستوری دستاویز کا خاص کر قابل ذکر اور ممتاز پہلو یہ ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ''اُمی'' شخص کے ہاتھوں وجود میں آیا'' آپ نے ہجرت مدینہ کے پانچ ماہ بعد اسے مرتب فرمایا تھا''۔ ❸

اس دستور کی چند اہم دفعات حسب ذیل ہیں: جس کی تفصیلات سیرت ابن ہشام جلد ا: ۱۷۸ اور البدایہ والنہایہ جلد ۳: ۲۲۴ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

یہ دستاویز محمد نبی امی ﷺ کی طرف سے مابین مسلمانان قریش و یثرب اور یہود جو مسلمانوں کے تابع ہوں۔ اور ان کے ساتھ الحاق چاہیں۔ ہر فریق اپنے مذہب پر کاربند رہتے ہوئے ان امور کا پابند ہوگا:

ا۔ قصاص اور خون بہا کے جو طریقے قدیم زمانے سے چلے آ رہے ہیں وہ عدل اور انصاف کے ساتھ بدستور قائم رہیں گے۔

---

❶ سیرت ابن ہشام ❷ اسلامی ریاست: ۲۵ ❸ تاریخ الخمیس ج ا: ۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ہر گروہ کو عدل و انصاف کے ساتھ جماعت کا فدیہ دینا ہوگا۔ یعنی جس قبیلہ کا جو قیدی ہوگا اس قیدی کو چھڑانے کے لیے زر فدیہ دینا اسی قبیلہ کے ذمہ ہوگا۔

۳۔ ظلم' گناہ' عدوان اور فساد کے مقابلہ کے لیے سب متحد متفق رہیں گے' اس معاملہ میں کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ خواہ وہ کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۴۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے مقابلہ میں قتل کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور نہ کسی مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کو کسی قسم کی امداد فراہم کی جائے گی۔

۵۔ ایک ادنیٰ مسلمان کو پناہ دینے کا وہی حق ہوگا۔ جیسا ایک بڑے رتبہ کے مسلمان کا ہوگا۔

۶۔ جو یہود مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے۔ ان کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہوگی۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔ اور ان کے مقابلہ میں ان کے دشمن کی قطعاً مدد نہ کی جائے گی۔

۷۔ کسی کافر اور مشرک کو یہ حق نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں قریش کے افراد اور مال کو پناہ دے یا قریش اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو۔

۸۔ بوقت جنگ یہود کو جان و مال سے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا۔ مسلمانوں کے خلاف مدد کی اجازت نہ ہوگی۔

۹۔ نبی مکرم ﷺ کا کوئی دشمن اگر مدینہ پر حملہ آور ہو۔ تو یہود پر آنحضرت ﷺ کی مدد لازم ہوگی۔

۱۰۔ جو قبائل معاہدہ اور حلف میں شریک ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر علیحدگی اختیار نہیں کر سکیں گے۔

۔ کسی فتنہ پرداز کی امداد اور پناہ دینے کی اجازت نہ ہوگی' جو شخص کسی بدعتی کی مدد کرے یا اسے اپنے پاس ٹھکانا دے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ اگر مسلمان کسی سے صلح کرنا چاہیں تو یہود کو بھی اس صلح میں شریک ہونا ضروری ہوگا۔

۱۳۔ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے۔ اور شہادت بھی موجود ہو تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔

۱۴۔ جب کبھی کوئی جھگڑا یا باہمی اختلاف پیش آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرح رجوع کیا جائے گا۔[1]

امرائے مدینہ:

امام الانبیاء ﷺ کے دس سالہ تاریخ ساز دور کے بعد خلفائے اربعہ کا زمانہ بھی اسلامی قدروں کے فروغ اور اسلامی سطوت وشوکت کے عروج کا آئینہ دار تھا۔ آپؐ نے بنفس نفیس اسلامی مملکت کے مذہبی' سیاسی اور انتظامی امور کی نگرانی فرمائی۔ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر' امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم اور امیر المومنین سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم نے بھی مدینہ منورہ کو دارالخلافہ قرار دے کر پوری اسلامی دنیا کے نظام کو کنٹرول کیا۔

بعد ازاں ماہ رجب ۳۶ھ/۶۵۶ء میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مدینہ طابہ کی بجائے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا۔[2] اور وہاں اقامت پذیر ہو کر اسلامی مملکت کا نظام چلانے لگے۔

ان حالات میں مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً کے نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لیے ''امیر'' کا عہدہ تخلیق کیا گیا۔

جسے مذہبی' سیاسی اور انتظامی امور کے جملہ اختیارات تفویض کیے گئے۔ اس منصب پر فائز ہونے والے سب سے پہلے خوش نصیب شخص سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر مدینہ منورہ کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اس عہدہ پر کون کون سے لوگ

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۲۴، ۲۲۵ [2] تاریخ اسلام ندوی ج ۱: ۳۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائز ہوئے تاریخی روایات میں شدید اختلافات اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ جن میں تطبیق دینا کتاب کی تطویل کا موجب ہوگا۔ اس لیے کمی کوتاہی سے اللہ پاک درگذر فرمائے۔ محتاط انداز میں فہرست پیش کی جاتی ہے۔

۲۶ھ سہل بن حنیف الانصاری — ۴۰ھ خالد بن زید ابوایوب انصاری

۴۹ھ سعید بن العاص — ۵۴ھ مروان بن العاص

۵۷ھ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان — ۶۰ھ عمرو بن سعید بن العاص

۶۱ھ ولد بن عتبہ ثانی — ۶۲ھ عثمان بن محمد بن ابوسفیان

۶۳ھ عبداللہ بن زبیر بن العوام — ۶۵ھ مصعب بن زبیر

عباس بن سہل

۶۷ھ جابر بن اسود بن عوف — عمر بن عبدالعزیز

عثمان بن حیان — ابوبکر بن محمد بن عمرو

۷۰ھ طلحہ بن عبداللہ — ۷۲ھ طارق بن عمرو

۷۳ھ حجاج بن یوسف الثقفی — ۷۶ھ ربان بن عثمانی

۷۸ھ ہشام بن اسماعیل — ۱۰۱ھ عبدالرحمٰن بن ضحاک

۱۰۴ھ عبدالواحد النضری — ۱۰۶ھ ابراہیم بن ہشام مخزومی

۱۱۴ھ خالد بن عبدالملک — ۱۱۵ھ محمد بن ہشام

۱۲۵ھ یوسف بن محمد — ۱۲۷ھ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز

عبدالواحد بن سلیمان — ۱۳۰ھ محمد بن عبدالملک مروانی

ولید بن عروہ — یوسف بن عروہ

۱۳۲ھ یزید بن عبیداللہ بن عبدالمدان — داؤد بن علی العباس

۱۳۴ھ زیاد بن عبیداللہ — عباس بن عبداللہ

۱۳۷ھ زیاد بن عبیداللہ — ۱۴۱ھ محمد بن خالد بن عبداللہ القسری

~~۱۴۴ھ رباح بن عثمان المری~~ — ۱۴۵ھ عبداللہ بن ربیع حارثی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۶ھ جعفر بن سلیمان بن علی	۱۵۰ھ حسین بن زید بن الحسن بن علی
۱۵۵ھ عبدالصمد بن علی بن عبداللہ	۱۶۰ھ محمد بن عبداللہ الکثیری
۱۶۱ھ زفر بن عبداللہ	جعفر بن سلیمان العباسی
۱۶۶ھ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد	۱۶۸ھ اسحاق بن عیسیٰ العباسی
۱۶۹ھ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ	۱۷۰ھ اسحاق بن سلیمان بن علی
عبدالملک بن صالح	محمد بن عبداللہ
۱۷۸ھ محمد بن ابراہیم	۱۸۰ھ محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ
۱۸۳ھ ابراہیم بن محمد	علی بن عیسیٰ
محمد بن ابراہیم	عبیداللہ بن مصعب
بکار بن عبداللہ	محمد بن علی
ابوالجزی	۱۹۳ھ وھب بن منبہ
داؤد بن یحییٰ	۱۹۸ھ حسن بن سہیل
۲۰۰ھ ہارون بن المسیب	۲۰۱ھ حمدون بن علی
۲۰۴ھ عبداللہ بن الحسین بن عبداللہ	۲۰۹ھ صالح بن العباس
۲۱۴ھ سلیمان بن عبیداللہ	۲۲۱ھ محمد بن داؤد بن عیسیٰ
۲۲۶ھ محمد بن صالح عباسی	۲۳۳ھ محمد المنظر بن المتوکل
۲۳۰ھ علی بن عیسیٰ بن جعفر	۲۳۹ھ عبداللہ بن محمد بن داؤد
۲۴۱ھ عبدالصمد بن موسیٰ	۲۴۵ھ محمد بن سلیمان الزینبی
۲۴۰ھ عبدالصمد بن موسیٰ ثانی	۲۵۰ھ جعفر بن الفضل بن عیسیٰ
۳۳۲ھ مسلم بن عقبہ بن محمد القیلی	ابو قاسم مسلم بن احمد
اسحاق بن محمد بن یوسف	حسن بن طاہر الحسینی
ابوعلی طاہر الحسینی	مہنا بن ابی ہاشم
داؤد بن قاسم	ابوعمارہ الحسینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین بن مخیط بن احمد	شہاب الدین ابی عمارہ
مہنا الاعرج الحسینی بن حسین	حسین بن مہنا الاعرج
ابوعبداللہ بن مہنا	ابوفلیۃ قاسم بن مہنا
ہاشم بن ابی عبداللہ	جماز بن قاسم
شیحہ بن ہاشم	ابوسند بن جماز
منیف بن شیحہ	مقبل بن شیحہ
کبیش بن المنصور	فضل بن المنصور
عطیہ بن المنصور	۷۸۳ھ محمد بن عطیہ
۷۸۸ھ عمیر بن قاسم الجمازی	ثابت بن نضیر الجمازی
عجلان بن نضیر الجمازی	عزیز بن منازع
حسن الجمازی	ایبان الحسینی
ستان بن مانع	۸۳۹ھ قایتبائی بن مانع
سلیمان بن عزیز	ایبان الجمازی
سلیمان الجمازی	زہیر بن ایبان
فیسطل بن زہیر	زہیر بن ایبان
۱۰۹۹ھ حسین بن زہیر	۱۳۳۷ھ علی بن حسین ❶
۱۳۴۴ھ تا ۱۳۴۵ھ ابراہیم السبہان	۱۳۴۵ھ تا ۱۳۴۶ھ مشاری
۱۳۴۶ھ تا ۱۳۵۵ھ شیخ عبدالعزیز بن ابراہیم	۱۳۵۵ھ تا ۱۳۷۹ھ شیخ عبداللہ السدیری
۱۳۸۰ تا ۱۳۸۵ھ شیخ عبدالرحمن بن عبداللہ السدیری	۱۳۸۵ھ عبدالمحسن بن عبدالعزیز
	۱۳۸۷ھ شیخ سعد الناصر السدیری ❷

❶ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رحلۃ الحجازیہ: ۲۹۹، ۳۰۰

❷ المدینہ الیوم: ۱۵۰؛ المدینہ فی التاریخ معالمها و مآثرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کریمہ کے مشاہیر فضلاء

یوں تو مدینہ کریمہ میں لاتعداد جلیل القدر' شہرۂ آفاق اور مقتدر حضرات علمی' ادبی' مذہبی' ثقافتی اور سیاسی شہرت کے حامل گزرے ہیں' جن کے حالات و واقعات کو یہ مختصر سی کتاب اپنے دامن میں سمیٹنے سے قاصر ہے۔ البتہ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض نامور شخصیات کا اجمالی تعارف کرایا جاتا ہے۔

۱۔ سیدنا المغیرہ بن شعبہ بن ابی عالم الثقفی المتوفی ۵۰ھ/۶۷۰ء غزوہ خندق کے زمانہ میں مسلمان ہوئے' جنگ یمامہ' یرموک اور قادسیہ میں شرکت فرمائی۔ جلیل القدر مفکرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۲۔ سیدنا سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ المتوفی ۵۹ھ/۶۷۹ء سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ کی امارت پر فائز رہے۔ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن مجید کے کاتبوں میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے۔

۳۔ داؤد بن سلم المعروف اولم المتوفی ۱۳۲ھ/۷۵۰ء مدینہ منورہ کے مشہور شاعر تھے۔

۴۔ علامہ ربیعہ الرای بن فروخ التیمی ۱۳۶ھ/۷۵۴ء حافظ حدیث اور مشہور فقیہ تھے۔

۵۔ علامہ زید بن اسلم العدوی العمری المتوفی ۱۳۶ھ/۷۵۴ء معروف مفسر قرآن اور فقیہ تھے۔ مسجد نبوی شریف میں حلقۂ درس منعقد ہوتا تھا۔

۶۔ امام ابوعبداللہ مالک بن انس الاصبحی المتوفی ۱۷۶ھ/۷۹۲ء مدینہ منورہ میں ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی بلند پایۂ حافظ حدیث' اُمت کے مایۂ ناز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقیہ اور امام دارالہجرۃ کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ حدیث کی شہرہ آفاق کتاب ''موطأ امام مالک'' ان کی علمی یادگار ہے۔ موصوف کے زمانہ میں سلمہ بن دینار المخزومی المتوفی ۱۴۰ھ/ ۷۵۷ء مدینہ منورہ میں عہدہ قضاء میں فائز تھے۔

۷۔ یعقوب بن اسحاق الربعی المتوفی ۲۰۰ھ/ ۸۱۵ء موصوف عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ بن المغیرہ کے بیٹے اور مشہور شاعر تھے' تاریخ اور انساب کے جید عالم اور عہدہ قضا پر فائز تھے۔ بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ موصوف نے کئی یادگار تالیفات چھوڑی ہیں' جن میں فضائل الانصار' الرایات اور نسب ولد اسماعیل قابل ذکر ہیں۔

۸۔ محمد بن عمر بن واقد السہمی المعروف الواقدی المتوفی ۲۰۷ھ/۸۲۲ء مدینہ منورہ میں ۱۳۰ھ/۷۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۶۰ھ/۷۷۷ء عراق منتقل ہو گئے تھے۔ مشہور عالم اور مورخ تھے' ان کی بہت سی تالیف وتصانیف رہتی دنیا تک موجود رہیں گی۔ جن میں المغازی النبویہ' فتح العجم' فتوح الشام' اخبار مکۃ' سیرۃ ابوبکرؓ، مقتل الحسن وغیرہ عالمی شہرت کی حامل ہیں' (لیکن محدثین اور مؤرخین کے نزدیک ان کی اکثر تاریخی روایات محل نظر ہیں)۔

۹۔ ابراہیم بن علی بن سلمۃ بن عامر الکنانی المتوفی ۱۷۶ھ/۷۹۲ء ان کی ولادت مدینہ طیبہ میں ۹۰ھ/۷۰۹ء میں ہوئی۔ غزل گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ امام الاصمعی کا قول ہے ''ختم الشعر بابن ھرمۃ''۔

۱۰۔ عروہ بن یحیٰی المعروف اذینہ ابن مالک اللیثی المتوفی ۱۳۰ھ/۷۴۷ء فقیہ اور شاعر تھے۔

۱۱۔ مؤرخ شہیر محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی المتوفی ۱۵۱ھ/۷۶۸ء مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی بعد میں ۱۱۹ھ/ ۷۳۷ء میں اسکندریہ کا سفر کیا' پھر بغداد چلے گئے' جہاں تادم واپسیں قیام رہا' موصوف مدینہ منورہ کے تاریخ کے ماہر تھے۔ السیرۃ النبویہ اور کتاب المبلاء یادگار چھوڑی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ امام یحییٰ بن الحسن بن جعفر (الحجۃ) بن عبداللہ بن الاعرج العقیقی المتوفی ۲۲۷ھ/۸۴۲ء
آپ ۲۱۴ھ/۸۲۹ء میں مدینہ باسکینہ میں تولد ہوئے۔ علم الانساب اور تاریخ کے
ماہر تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف "اخبار المدینۃ" اور انساب آل ابی طالب" ہیں۔
۱۳۔ ظہیر الدین بن الحسن بن محمد بن عبداللہ الرود اوری المتوفی ۴۸۸ھ/۱۰۹۵ء
آپ ۴۳۷ھ/۱۰۴۵ء میں پیدا ہوئے اور ایک نامور ادیب کی حیثیت سے
شہرت رکھتے تھے۔ ۴۷۶ھ/۱۰۸۳ء میں ملک المقتدر عباسی کی طرف سے
بغداد میں امارت کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ۴۸۴ھ/۱۰۹۱ء میں معزول ہو
گئے۔ ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء میں حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے اور زیارت
مدینۃ الرسول کو حاضر ہوئے اور پھر مرتے دم تک وہاں ہی قیام کیا۔ ذیل
تجاب الامم آپ کی تالیف کردہ ہے۔
۱۴۔ ابوالحسن الانصاری الجبانی المتوفی ۵۹۳ھ/۱۱۹۷ء مدینہ منورہ کے مشہور عالم
اور ادیب تھے' آپ کی مؤلفہ کتاب شذور الذھب فی صناعۃ الکیمیا مشہور ہے۔
۱۵۔ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر النکزاوی' معین الدین ابومحمد المتوفی ۶۸۳ھ/
۱۲۸۴ء معروف عالم اور قاری تھے۔ موصوف ۶۱۴ھ/۱۲۱۷ء میں مدینہ منورہ
میں پیدا ہوئے' بعد ازاں ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء سکندریہ میں اقامت گزیں ہو گئے
تھے۔ آپ کی تالیفات میں الشامل فی القراءات السبع اور الاقتضاء فی معرفۃ
الوقف والابتداء شامل ہیں۔
۱۶۔ نور الدین علی بن محمد بن ابی القاسم لیعری المدنی المتوفی ۷۴۶ھ/۱۳۴۵ء ان
کی ولادت ۶۹۸ھ/۱۲۹۹ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی' عربی ادب میں بہت
زیادہ مہارت رکھتے تھے' موصوف نے بہت سی یادگار تالیفات چھوڑی ہیں۔
الزاھر فی المواعظ و الحکایات الذخائر' الاعتبار' تواریخ الاخبار'
التعریف بالنسبۃ الی النبی المختار' نزھۃ النظر' اور تحفۃ الفکر وغیرہ۔
۱۷۔ الشیخ ابراہیم بن عبداللہ الحکری المتوفی ۷۸۰ھ/۱۳۷۸ء طائف کے قریب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع حکرۃ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں مصر میں اقامت اختیار کی بعد میں مدینہ منورہ آگئے۔ علم النحو کے اکابر علماء میں سے تھے' انہوں نے الفیہ ابن مالک کی ایک مبسوط شرح بھی لکھی تھی۔

۱۸۔ الشیخ عبداللہ بن احمد بن خلف المطری کی ۶۹۸ھ/۱۲۹۹ء میں مدینہ کریمہ میں ولادت ہوئی' مصر کے شہر المطر یہ سے منسوب ہیں۔ حافظ الحدیث اور مایۂ ناز مؤرخ اور موذنین مسجد نبوی کے رئیس تھے۔ عراق' شام' مصر اور مکہ معظمہ میں تحصیل علوم کی ''الاعلام فیمن دخل المدینۃ من الاعلام'' قابل قدر علمی یادگار ہے۔

۱۹۔ علامہ نور الدین الزرندی مدینہ منورہ کے اجلہ محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ موصوف نے ''المفاخرۃ بین مکۃ والمدینۃ'' تصنیف فرمائی۔

۲۰۔ علامہ مفتی شیخ الاسلام شرف الدین بن شیخ الحل الحنبلی دمشقی۔

۲۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن لبی۔

۲۲۔ علامہ شیخ الصناعاتین شمس الدین بن نباتہ۔

۲۳۔ علامہ برہان الدین القیطراطی مصری۔

۲۴۔ شمس الدین ابن الصائغ الحنفی۔

۲۵۔ علامہ شہاب الدین المعروف ابی بالرکب۔

۲۶۔ علامہ شرف الدین الریان الحلبی۔

۲۷۔ علامہ ناصر الدین' یعقوب صاحب دیوان انشا حلب و دمشق۔

۲۸۔ علامہ بدر الدین بن حبیب الحلبی۔

۲۹۔ الشیخ عبداللہ بن محمد فرحون الیعمری المالکی المتوفی ۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء مدینہ منورہ میں ۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء میں ولادت ہوئی۔ جب کہ آبائی وطن تیونس تھا' کئی کتابیں لکھی ہیں علم حدیث میں الدر المخلص من التقصی المخلص' کشف الغطاء فی شرح مختصر الموطا' چار جلدوں میں اور اعراب عمدۃ الاحکام مشہور ہیں۔

۳۰۔ الشیخ ابراہیم بن علی بن محمد برہان الدین الیعمری المتوفی ۷۹۹ھ/۱۳۹۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ ہی میں ولادت اور وفات ہوئی۔ جید عالم اور قاضی تھے۔ ۷۹۳ھ/ ۱۳۹۱ء میں عہدہ قضا پر فائز ہوئے۔ ان کا علمی ورثہ چند قابل قدر کتابیں ہیں۔ الدیباج المذهب' تبصرة الحكام فی اصول الاقضية، مناهج الاحكام۔ طبقات علماء مغرب' دارالغواص فی محاضرة الخواص اور تسهيل المهمات فی شرح جامع الامهات لابن الحاجب فی الفقه۔

۳۱۔ الشیخ محمد بن یوسف بن الحسن شمس الدین الزرندی المتوفی ۷۴۷ھ/ ۱۳۴۶ء مدینہ منورہ میں ۶۹۳ھ/ ۱۲۹۴ء میں پیدا ہوئے مدت دراز تک مدینہ شریف میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے' اجلہ علماء حنفیہ میں شمار ہوتے تھے' ۷۴۳ھ /۱۳۴۲ء میں شیراز چلے گئے اور وہاں ہی وصال ہوا۔ موصوف کی تالیفات یہ ہیں۔ السمطین فی مناقب السبطین' بغیة المرتاح اور شرح اربعین۔

۳۲۔ الشیخ محمد بن ابوبکر بن الحسین ابوالفتح شرف الدین القرشی المراغی المتوفی ۸۵۹ھ/ ۱۴۵۵ء مدینہ کریمہ میں ۷۷۵ھ/ ۱۳۷۳ء میں ولادت ہوئی۔ جبکہ والدین مصری تھے اور وصال مکہ مکرمہ میں ہوا۔ موصوف حدیث اور فقہ کے متبحر عالم تھے۔ تصنیف وتالیف ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ المشروع المروی فی شرح منہاج النووی چار جلدوں میں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب فتح الباری کی تلخیص بنام تلخیص الفتح القاصد الفتح چار جلدوں پر مشتمل تھی۔

۳۳۔ الشیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی المتوفی ۹۰۲ھ/ ۱۴۹۷ء شہرۂ آفاق مؤرخ اور مقتدر عالم تھے۔ موصوف فقہ' قرأت تاریخ وعربیت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ حافظ ابن حجر کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ ۸۷۰ھ کے بعد ایک عرصہ تک مکہ معظمہ کی مجاورت اختیار کی بعدازاں حج کے لیے جب تشریف لے جاتے تو عرصہ تک حرمین شریفین میں قیام فرماتے۔ مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً کی تاریخ تالیف فرمائی۔ فتح المغيث شرح الفية الحديث ' الضواء اللدمع لاهل آلقرن الناسع (چھ جلدیں) المقاصد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحسنہ' القول البدیع' الاعلان بالتوبیخ علی بن ذم علی التواریخ' تلخیص تاریخ الیمن بحریر المیزان' التحفة اللطیفة فی اخبار المدینة الشریفة اور تاریخ المدینتین یعنی مکہ اور مدینہ کی تاریخ یادگار چھوڑی۔ بالآخر مدینہ کریمہ میں وصال ہوا۔

۳۴۔ شیخ شرف الدین محمد بن زین الدین ابوبکر المدنی الشافی المراغی المتوفی ۸۵۹ھ/۱۴۵۵ء موصوف ۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء میں پیدا ہوئے' علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور علامہ سراج القلینی اور علامہ الکمال الدمیری سے کی اور موصوف کے برادر علامہ محمد ناصر الدین ابوالفتوح بن ابی بکر المراغی دونوں بھائی علم وادب کے ائمہ میں شمار ہوتے تھے۔

۳۵۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبدالواحد بن محمد بن موسیٰ المغربی المتوفی ۹۶۴ھ/۱۵۵۷ء متعدد کتابیں تالیف کیں لیکن وہ سب زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکیں جن میں بعض کتب یہ ہیں۔ منہج الوصول فی اصول الدین' نظم سور القران' نظم جواهر السیوطی وغیرہ۔

۳۶۔ الشیخ علی بن محمد بن علی الکتانی دمشق میں ولادت ہوئی اور مدینہ منورہ میں ہجرت کی۔ امامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ صوفی منش فقیہ تھے۔ آپ نے تنزیة الشریفة المرفوعة عن الاخبار الموضوعة اور نشر اللطائف فی قطر الطائف یادگار چھوڑی ہیں۔

۳۷۔ الشیخ محمد بدرالدین الرومی الحنفی المتوفی ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۳ء معروف مفسر قرآن اور ادیب تھے' ۹۸۲ھ میں مسجد نبوی شریف کے مشائخ میں شامل ہوئے اور مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ لغت اور تفسیر میں چند کتب رقم فرمائیں جو غیر مطبوعہ ہیں۔

۳۸۔ الشیخ فتح اللہ بن عبداللہ الشہیر ابن النحاس المتوفی ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء حلب میں پیدا ہوئے۔ مصر اور حجاز کے سفر کے بعد مدینہ منورہ میں ہجرت کر لی۔ معروف ادیب تھے ان کا دیوان بھی پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ السید محمد بن عبداللہ بن محمد المعروف محمد الکبریت المتوفی ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء موصوف شیخ شرف الدین بن یحییٰ الخمری الحسینی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۰۱۲ھ/۱۲۰۳ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ ترکیہ، مصر اور شام کے سفر کیے اور متعدد کتابیں تالیف کیں۔

رحلۃ الشتاء و الصیف. حاطب اللیل. العقود الفاخرہ فی اخبار الدنیا و الآخرۃ، بسط المال فی القیل و القال اور نَصْرٌ من اللہ و فَتْحٌ قَرِیْب.

۴۰۔ الشیخ ابراھیم بن حسین بن احمد بن بیری المتوفی ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں ہوئی۔ بعد میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں مفتی کے عہدہ پر فائز رہے۔

۴۱۔ الشیخ احمد بن محمد یونس الدجانی القشاشی، موصوف کے جد امجد القدس سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ شافعی اور مالکی دونوں مسالک کے جید مفتی تھے، تصوف میں ستر کتب تالیف فرمائیں جن میں السمط المجید، شرح الحکم العطائیہ اور المواھب المدینہ کا حاشیہ بھی شامل ہے۔

۴۲۔ الشیخ محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید البرزنجی المتوفی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۲ء ان کی ولادت ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں ہوئی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہمدان، بغداد، مصر اور شام کا سفر کیا۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ بقیہ عمر تدریس اور تالیف میں صرف کی، بعض مشہور تالیفات یہ ہیں: الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ، انہار السلسبیل فی شرح تفسیر بیضاوی، النواقض للروافض، شرح الفیہ المصطلح، حل مشکلات ابن العربی خالص التخلیص اور مختصر لکتاب تلخیص المفتاح۔

۴۳۔ الشیخ ابراھیم بن عبدالرحمٰن بن علی المدنی المتوفی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء موصوف ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء میں مصر میں پیدا ہوئے، عالم شباب میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ عربی ادب میں شہرت رکھتے تھے اور تحفۃ الادباء اور سلوۃ الغرباء یادگار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑیں۔

۴۴۔ الشیخ محمد بن محمود بن صالح المتوفی ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۹ء آپ کا خاندان ترکی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ اقامت گزیں ہوا تھا۔ موصوف جامعہ السلیمانیہ استنبول میں مدرس بھی رہے فقہ حنفی کے نامور عالم' لغت اور ادب میں اچھی شہرت کے مالک تھے۔ آپ کی مؤلفات حسبِ ذیل ہیں:

السنیہ فی الاحادیث القدسیہ' رسالة فی بیان مافی الصحاح من الاوھام' رسالة فی المثلث' رسالة فی الاضداد' تحفة الاخوان فی الحلال و الحرام من الحیوان۔

۴۵۔ الشیخ ابراہیم بن حسن بن شہاب' ابن الشہر انی المتوفی ۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء جبال کرد کے مضافات میں ''شہران'' کے مقام پر ۱۰۲۵ھ/۱۷۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ مصر اور شام میں علمی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۰۶۳ھ/۱۷۵۰ء کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہو گئے۔ فارسی اور ترکی کے جید عالم تھے۔ ان کی تالیفات کی تعداد اسی سے متجاوز ہے۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ الامم لایقاظ الھمم' اتحاف الخلف بتحقیق مذھب السلف اور لوامع الآل فی الاربعین العوال۔

۴۶۔ الشیخ محمد بن ابراہیم بن حسن ابو العطار الشافعی المتوفی ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۳ء مدینہ طیبہ میں ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء میں ولادت ہوئی اور اسی مقدس شہر میں وصال بھی ہوا۔ شافعی مسلک کے نامور مفتی تھے۔ ان کی تالیف اختصار شرح شواہد الرضی للبغدادی مشہور ہے۔

۴۷۔ الشیخ یوسف بن ابراہیم بن محمد الشروانی المتوفی ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء شروان میں ولادت ہوئی اور پھر ہجرت کر کے مدینہ باسکینہ مقیم ہو گئے۔ ان کی تالیفات میں سے یہ کتب مشہور ہیں۔ شرح ملتقی الابحر' ھدایة الصبیح شرح مشکوٰة المصابیح تین مجلدات میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸۔ الشیخ اسماعیل بن عبداللہ الاسکندری الحنفی المتوفی ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء ان کی پیدائش ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں ہوئی۔ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ تالیفات' مختصر صحیح مسلم' مختصر شرح الشفاء للشہاب احمد خفاجی۔

۴۹۔ الشیخ یوسف بن عبدالکریم الانصاری الحنفی المتوفی ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۳ء موصوف ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ شعر گوئی میں شہرت رکھتے تھے اور منظوم تالیفات ورثہ میں چھوڑی ہیں۔

۵۰۔ الشیخ علی بن محمد بن علی الشروانی المتوفی ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۶ء مدینہ طابہ میں ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء میں ولادت ہوئی۔ حنفی علماء کے سرتاج ہونے کے علاوہ شاعر اور مولف بھی تھے۔ حاشیہ علی دیباجہ الدرر اور ھوامش علی المختصر ان کی یادگار ہیں۔

۵۱۔ الشیخ جعفر بن محمد علوی السقافی المتوفی ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء مدینہ باسکینہ میں ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء ولادت ہوئی۔ یمن اور فارس کے اسفار اختیار کیے' مدینہ کے جید عالم' شاعر اور مؤلف تھے۔ موصوف کا غیر مطبوعہ دیوان ۱۰۴ صفحات پر مشتمل دارالکتب مصریہ میں محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں مواسم الادب اور آثار العجم والعرب ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

۵۲۔ الشیخ محمد حیات بن ابراہیم السندھی المدنی المتوفی ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ء موصوف سندھ پاکستان میں پیدا ہوئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے۔ مشہور عالم اور محدث تھے' بعض کتابوں کے مؤلف اور شارح بھی تھے۔ جیسا کہ تحفۃ المبین' شرح الترغیب و الترھیب للمنذری۔ مقدمہ فی العقائد اور شرح الحکم العطائیہ۔

۵۳۔ السید جعفر بن حسن بن عبدالکریم البرزنجی المتوفی ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۳ء مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے شافعی مسلک کے مفتی اور بہت سی کتابوں کے مؤلف تھے۔ قصۃ المولد النبیؐ، قصۃ المعراج مطبوعہ ہیں جبکہ حالیۃ الکرب باصی'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید العجم و العرب البراء العاجل باجاھۃ الشیخ محمد غافل اور اسماء البدریین و الاحدین غیر مطبوعہ ہیں۔

۵۴۔ الشیخ محمد بن الطیب محمد بن محمد الشرقی المالکی المتوفی ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۷ء ولادت ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء میں فارس میں ہوئی' پھر ہجرت کر کے مدینہ میں قیام پذیر ہوئے اور مدینہ ہی میں وصال ہوا۔ ان کی یادگار تالیفات حسبِ ذیل ہیں: المسلسلات فی الحدیث' قاموس فیروز آبادی کا حاشیہ' رضاۃ الراموس' علامہ سیوطی کی کتاب الاقتراح کا حاشیہ' علم نحو کی کتاب فیض نشر الانشراح' موطئۃ الفصیح لموطاۃ الفصیح۔ شرح کفایہ المتحفظ' شرح کافیہ ابن مالك اور شرح شواھد الکشاف۔

۵۵۔ الشیخ محمد بن سلیمان الکروی المتوفی ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء موصوف کا سن ولادت ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء ہے اور مقام پیدائش دمشق بچپن ہی میں مدینہ باسکینہ میں ہجرت کر کے قیام اختیار کر لیا اور وہیں انتقال ہوا۔ مسلک شافعی کے مقتدر عالم اور صاحب تالیف کثیرہ تھے۔ الفتاوی الحواشی المدینہ علی شرح ابن حجر اور مقدمہ الحضرمیہ قلمی ہیں۔ جبکہ مطبوعہ شرح فرائض التحفہ' الفوائد المدینہ۔ فتح الفتاح فی شروط الحج وغیرہ ہیں۔

۵۶۔ الشیخ محمد بن عبدالکریم الشافعی المعروف سمان المتوفی ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء مدینہ منورہ میں ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۸ء میں ولادت ہوئی۔ عالم شباب مدینہ ہی میں بسر کیا اور پھر اسی مقدس شہر میں ابدی نیند سو گئے۔ جملہ تالیفات قلمی ہیں۔

۵۷۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالکریم بن یوسف الانصاری المتوفی ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء' سن ولادت ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء ہے۔ تحصیل علوم کے لیے مغربی ممالک' یمن' مکۃ المکرمۃ، مصر اور شام کے اسفار اختیار کیے' موصوف کا شمار مدینہ منورہ کے مقتدر اور نامور مؤرخین میں ہوتا ہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف اور مؤلف تھے' لیکن سب زیور طباعت سے محروم رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸۔ السید احمد بن علوی بن احسن علوی جمل اللیل المتوفی ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء ولادت ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۸ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جبکہ خاندان کے لوگ حضر موت کے رہنے والے تھے۔ جید عالم' معروف ادیب اور مؤلف بھی تھے' قلمی کتابوں کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔

۵۹۔ شیخ عبداللہ بن غانم الدرجی النجاعی المتوفی ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء الجزائر میں ولادت ہوئی۔ پھر مدینہ منورہ کو مسکن بنالیا۔ صوفی منش عالم تھے۔ ارشاد اھل الھمم العالیہ فی الادعیہ النبویہ یادگار چھوڑی۔

۶۰۔ الشیخ یوسف شکری بن عثمان الخربونی المتوفی ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء رومی الاصل اور اکابرین حنفی علماء میں سے تھے۔ مدرسہ محمودیہ میں تدریس کی خدمت پر مامور رہے۔ ان کی کتابوں میں مشہور کتب یہ ہیں' سلسلۃ الصفا لمحمد المصطفیٰ ﷺ اور علم منطق میں ناموس الایقاظ فی شرح البرھان۔

۶۱۔ الشیخ عبدالجلیل بن عبدالسلام بن عبداللہ برادۃ المتوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء مدینہ طیبہ میں ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ مشہور ادیب اور شاعر تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں شعر گوئی شروع کی۔ جب کہ مسجد نبوی شریف میں مسند درس پر بیس سال کی عمر میں جلوہ افروز ہوئے۔ بہت سے جید علماء کرام نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

۶۲۔ الشیخ محمد فالح بن محمد بن عبداللہ الحضوی المتوفی ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء مدینۃ الرسول میں ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں ولادت ہوئی اور وصال بھی اسی مقدس شہر میں ہوا۔ موصوف قبیلہ مھنا سے نسبت رکھتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے مشاہیر علماء اور محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ فقہ میں صحائف العامل بالشرع الکامل المتھل الغرب فی تاریخ طرابلس الغرب۔ حسن الوفاء لاخوان الصفا' انجح المساعی فی التمتع بین صفتی السامع والداعی۔

۶۳۔ الشیخ احمد بن ابراہیم بن منصور عباس الصدیقی المتوفی ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء سن ولادت ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء ہے پیدائش اور وصال دونوں مدینہ کریمہ میں نصیب ہوئے۔ جامعہ ازھر مصر میں تعلیم حاصل کی۔ ادیب' شاعر اور اجل عالم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔علوم دینیہ کی تدریس کا شغل تھا۔علم وادب پر مبنی دیوان یادگار چھوڑا۔

۶۴۔ الشیخ محمد بن علی بن ظاہر الوتری المدنی المتوفی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء مدینہ طابہ میں ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء میں ولادت ہوئی۔مغربی ممالک کا دو مرتبہ سفر اختیار کیا۔ انہوں نے حدیث کے فن روایت کو شرق وغرب میں از سر نو متعارف کرایا۔ ان کی غیر مطبوعہ پچاس کتب ہیں۔

۶۵۔ السید انور بن مصطفی بن عمر عشقی المتوفی ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء موصوف ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔موصوف کے دادا سید عمر بہت بڑے عالم تھے جو"صاحب النطق الذھبی" کے لقب سے شہرت رکھتے تھے انہوں نے ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۹ء میں پہلے مکہ معظمہ میں ہجرت کی بعد میں ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء میں مدینہ طیبہ کو ہجرت گاہ بنالیا۔

سید انور موصوف ادیب اور شاعر تھے۔ان کا سرسبز وشاداب باغ ثنیۃ الوداع کے قریب واقع تھا۔جس میں ادباء' ممتاز علماء اور فقہاء جمع ہو کر شعر گوئی سے لطف اندوز ہوتے۔سیاست میں بھی امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء میں مدینہ منورہ کے محتسب اور بعد میں رئیس بلدیہ کے عہدہ پر فائز رہے' آخر عمر میں بوجوہ دمشق چلے گئے تھے۔

۶۶۔ الشیخ ابراہیم بن حسن بن حسین بن رجب الاسکوبی المتوفی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء خاندانی تعلق البانیہ کے شہر اسکوب سے تھا۔۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی مکہ معظمہ میں عرصہ تک امیر الشریف عون الرفیق کے شاعر کی حیثیت سے قیام کیا۔ترکی' اور اردو اور فارسی زبان کے ممتاز عالم تھے۔ خطیب المدینہ شیخ عمر زاہد الشیخ عبدالقادر شلبی وزیر تعلیم حکومت اشراف' شیخ محمد العمری عالم اور ادیب اور الشیخ عمر بری عالم اور ادیب جیسے مشہور علماء بھی اس صدی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

۶۷۔ الشیخ عثمان بن عبدالسلام بن ابوبکر الدرغستانی المتوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف کی ولادت ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء میں ہوئی۔ علوم دینیہ اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کیے شیخ عبداللہ المجد دی الدھلوی سے فقہ اور تفسیر کے علوم میں استفادہ کیا۔ شیخ عبدالقادر طرابلسی اور شیخ حبیب الرحمٰن کاظمی بھی ان کے اساتذہ میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پندرہ سال افتاء کی مسند پر فائز رہے اور حنفی مسلک کے مطابق فتوی صادر فرماتے تھے موصوف کے صاحبزادے الشیخ محمد نے ان تمام فتووں کو جمع کر کے دو جلدوں میں شائع کیا مسجد نبوی شریف میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ہیں۔ شیخ ابراہیم اسکوبی الشاعر' شیخ مامون بری' شیخ یحیٰی دفتر دار اور شیخ عارف ان کے اجلہ رفقاء میں سے تھے' بہت سی غیر مطبوعہ کتابوں کے مؤلف بھی تھے۔[1]

۶۸۔ محدث جلیل خلیل احمد بن مجید علی بن احمد علی الانصاری الحنفی الانبیٹھوی المتوفی ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء موصوف کا سن ولادت ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۶ء اور وطن مالوف سہارن پور یوپی کا تاریخی قصبہ انبیٹھ تھا۔[2]

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے' بعد ازاں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں حدیث' تفسیر' فقہ اور عقائد کے علوم کی تحصیل کے بعد دوبارہ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں منطق' فلسفہ' ادب اور تاریخ کی اعلیٰ کتابیں پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ اسی دوران صرف ایک سال میں قرآن مجید بھی حفظ کر لیا ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر ہوئے' ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں صدر مدرس کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ یہاں تیس سال سے زائد عرصہ تک مختلف علوم وفنون کی تدریسی خدمات انجام دیں۔[3] سلطان العارفین امام ربانی الشیخ رشید احمد گنگوہی سے

---

[1] المدینۃ المنورۃ فی التاریخ ۱۵۰ تا ۱۶۸

[2] نزھۃ الخواطر ج ۸: ۱۳۶

[3] تاریخ دار العلوم دیوبند ج ۲: ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت ہوئے اور تکمیل سلوک کر کے شیخ گنگوہی کا پہلا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا ۱۲۷۰ھ/۱۸۸۰ء میں مرشد العرب و العجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے بھی خلعت خلافت مرحمت فرمائی۔ ❶ اگرچہ آپ کو علوم متداولہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ لیکن حدیث نبوی سے عشق، شیفتگی اور وارفتگی کے باعث حدیث کی مشہور زمانہ کتاب سنن ابوداؤد کی شرح بذل المجہود عربی زبان میں لکھی جو پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس عظیم المرتبت کام کا آغاز ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں مظاہر العلوم سہارن پور میں ہوا۔ اور ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو مدینہ باسکینہ میں تکمیل ہوئی۔ علم حدیث میں آپ کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے (مفتی اعظم مفتی محمود مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے۔ جب سے سنن ابوداؤد لکھی گئی ہے اس وقت سے اب تک بذل المجہود سے بہتر اس کی کوئی شرح کسی زبان میں بھی نہیں لکھی گئی) ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں دیار حبیب ﷺ میں مہاجر بن کر مقیم ہوئے۔ مگر مستعار زندگی لب بام کو پہنچ چکی تھی۔ بالاخر ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء کو رحلت فرمائی اور سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے جوار میں آسودۂ خواب ہوئے۔ ❷ زندگی کے آخری ایام میں علماء کرام کے شدید اصرار کے باعث مدرسہ شرعیہ مدینہ منورہ میں ابوداؤد شریف بھی پڑھائی۔ ❸ المهند على المفند، اتمام النعم على تبويب الحكم۔ مطرقة الكرامة على مراة الامامة، هدايات الرشيد الى افحام العنيد اور بذل المجهو و عربی شرح سنن ابوداؤد آپ کی ناقابل فراموش علمی یادگار ہیں۔ ❹

۶۹۔ الشیخ سید محمد صدیق بن شیخ حبیب اللہ المتوفی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء موصوف ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں بمقام الہداد پور ضلع فیض آباد میں تولد ہوئے۔ موصوف شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی کے بڑے بھائی تھے۔ دار العلوم دیوبند میں تکمیل علوم کے بعد ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں قطب الزمان امام ربانی الشیخ رشید

---

❶ مشاہیر علماء دیوبند: ۱۶۸ ❷ تاریخ دار العلوم دیوبند ج ۲: ۴۳
❸ تذکرۃ الخلیل ۴۶۵ ❹ نزھۃ الخواطر ج ۸: ۱۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد گنگوہی کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے' ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء والد گرامی کے ہمراہ مدینہ باسکینہ کو ہجرت فرمائی' جہاں درس و تدریس میں مصروف زندگی بسر فرمائی اور آخر الامر مدینہ ہی میں وصال فرما کر جنت البقیع میں آسودۂ خواب ہوئے۔ ❶

۷۰۔ الشیخ محمد الطیب بن اسماعیل بن الزبیر الخزرجی المتوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء مغربی ممالک میں ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء میں ولادت ہوئی اور ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہو گئے۔ مسجد نبوی شریف اور مدرسہ شرعیہ میں مدرس کی حیثیت سے تدریس بھی کرتے رہے اور متعدد کتابیں تالیف کیں۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ الدرة الثمینه' شذور الذهب فی النحو' توحید کے موضوع پر کشف الشبهات۔ سراج الوهاج فی اختصار صحیح مسلم بن الحجاج اور تحبیر التحریر فی اختصار تفسیر الامام ابن جریر۔

۷۱۔ الشیخ حمزہ بن علی بن محمود السندھی المتوفی ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء موصوف سندھ میں ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ صوفی منش عالم دین اور ممتاز شاعر تھے۔ نعتیہ کلام بڑے ذوق سے پیش کرتے' موصوف کے والد مدینہ منورہ میں حکومت ترکیہ کی طرف سے بیت المال اور اوقاف کے مدیر کے عہدہ پر فائز تھے۔

۷۲۔ الشیخ محمد عبداللہ المدنی المتوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء موصوف ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد محمد بن محمود السوفی کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ علوم دینیہ اپنے والد اور الشیخ طیب الانصاری سے حاصل کیے۔ مؤلف' مصنف' عالم اور شاعر تھے۔

❶ تذکرۃ الرشید ج ۲: ۱۵۸' نقش حیات: ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳۔ الشیخ العالم الصالح المحدث حسین احمد بن حبیب اللہ الحنفی الفیض آبادی المدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء موصوف کی ولادت ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء میں ضلع اناؤ کے قصبہ بانگر منو میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۴ سال کی عمر میں ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا' سات سال قیام کے دوران علوم متداولہ کی تکمیل کر کے شیخ الہند علامہ محمود حسن الدیوبندی سے سند حدیث حاصل کی۔ محدث العصر علامہ رشید احمد گنگوہی سے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں اپنے والد ماجد اور دیگر اہل خانہ کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۱۶ھ تا ۱۳۱۸ھ مسجد نبوی شریف میں صرف' نحو' فقہ اور دیگر مختلف فنون کی تدریس کی۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ/ تا محرم ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء تک اپنے مرشد قطب الارشاد گنگوہی کی خدمت میں گزارے محرم ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۶۶ھ مسجد نبوی شریف میں مختلف علوم و فنون کی تدریس میں شب و روز منہمک و مصروف رہے۔

آپ کا درس حدیث تمام شیوخ حدیث سے زیادہ پسندیدہ اور مقبول تھا' اہل مدینہ کے علاوہ ترک' بخارا' قازان' قزق' کابل اور مصر کے طلبہ بھی شامل درس ہوتے۔ چودہ چودہ اسباق روزانہ پڑھاتے' تفسیر' حدیث' معانی' کلام' فقہ اور عقائد سب علوم میں مہارت کاملہ کے مالک تھے۔ بعض ایسی کتب بھی پڑھانے کا اتفاق ہوا جو ہندوستان کے مدارس میں نہیں پڑھائی جاتیں۔ جیسا کہ علم نحو میں اجرومیہ' وحلان' کفراوی' الفیہ ابن عقیل' شرح الفیہ ابن ہشام' علم معانی و بیان میں شرح عقود الجمان' رسالہ استعارات رسالہ وضعیہ للقاضی عضد وغیرہ' علم بدیع میں' بدیعیۃ ابن حجر' علم فقہ میں نور الایضاح ملتقی الابحر اور درر وغیرہ۔ علم اصول شافعیہ و مالکیہ میں' شرح جمع الجوامع للسبکی' شرح مستصفی الاصول' ورقات اور شرح منتہی الاصول' علم عقائد میں' مسامرہ شرح مسایرہ' شرح طوالع الانوار اور جوہرہ وغیرہ فرائض اور منطق وغیرہ کی بعض کتابیں جن کے نام بھی نہیں سنے تھے وہ بھی خوش اسلوبی سے پڑھائیں۔ شیخ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل میں عشق نبوی کا یہ عالم تھا:

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم　　خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصودِ خستہ زکونین توئی　　از بہر تو میرم از برائے تو زیم

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں شریف مکہ نے انگریز دشمنی کے الزام میں شیخ الہند علامہ محمود حسن دیوبندی اور ان کے رفقاء کو مکہ معظمہ سے گرفتار کر کے انگریز کے حوالے کر دیا تھا۔ موصوف حضرت مدنی محض اپنے شیخ کی خدمت کی غرض سے ان کے ساتھ ہو لیے اور ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء تک قید و بند کی جاں گداز صعوبتیں برداشت کیں' رہائی کے بعد ۱۳۴۶ھ تا ۱۳۷۷ھ یعنی ۳۲ سال تک دارالعلوم دیوبند میں مشتاقانِ حدیث نبوی کا علوم و معارف سے سیراب کرتے رہے اور بالآخر ۱۳' جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ/ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو علم و عمل اور زہد و تقویٰ کا یہ آفتاب دیوبند کی سرزمین میں غروب ہو گیا۔

وہ بزم اب کہاں وہ طرب کا سماں کہاں　　ساقی کہاں وہ جام لیے ارغواں کہاں
ڈھونڈیں ہم آج نقش سبک رفتگاں کہاں　　اب گرد کارواں بھی نہیں' کارواں کہاں

خودنوشت سوانح حیات چار جلدیں۔ سفر نامہ مالٹہ اور الشہاب الثاقب علمی اور تاریخی یادگار چھوڑی ہیں۔ (1)

سیدی مرشدی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہور نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے عرب و عجم کے اولیاء کو دیکھا۔ حج کے موقع پر حرمین شریفین میں تمام دنیا کے اولیاء اللہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کی نعمت سے نوازا ہے۔ جس سے میں اہل اللہ کا تقابل کیا کرتا ہوں۔ میں نے سب اہل اللہ کو دیکھا۔ مگر حضرت حسین احمد مدنی کے درجہ کا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ وہ میرے استاد نہیں' وہ میرے شیخ نہیں وہ میرے رشتہ دار نہیں۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن بصیرت کی

(1) نقش حیات' تاریخ دارالعلوم دیوبند ج ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر سے میں نے ان کے درجہ کا کوئی انسان نہیں دیکھا''۔

۴۷۔ شیخ الحدیث علامہ محمد زکریا ابن مولانا محمد یحییٰ التوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء آپ کی ولادت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں ہوئی اصل وطن کاندھلہ تھا۔ ابتداء تا انتہا تمام علوم مظاہر العلوم سہارن پور میں حاصل کیے' ۳۴۔۱۳۳۳ھ/۱۶۔۱۹۱۵ء میں دورہ حدیث شریف محدث جلیل مولانا خلیل احمد انبٹوی اور اپنے والد ماجد شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء مظاہر العلوم میں تدریس کا آغاز کیا جو ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو تکمیل پذیر ہوا۔ ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء سے علم حدیث کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جو ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء تک جاری رہا' بعد میں علالت اور نزول الماء کی وجہ سے یہ مقدس سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ۲۷' ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ/۲' مئی ۱۹۷۳ء مدت العمر کی دیرینہ آرزو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ جن کی سنت و شریعت اور حدیث کی خدمت کرتے ساری عمر گزار دی تھی۔ اب ان کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور مدینہ باسکینہ کو اپنا مسکن بنالیا۔ جہاں مدرسہ شرعیہ میں قیام پذیر ہو کر علمی اور روحانی فیض سے مسلمانان عالم کو مستفیض و مستفید فرمانے لگے بالآخر ۲ رشعبان ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء کو راہی دار البقا ہو گئے۔

آپ کے قلم فیض رقم نے بیش بہا علمی نوادرات سے امت کو مالا مال فرمایا۔ جس کی فہرست بیحد طویل ہے۔ صرف نمونہ کے طور پر چند کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ شرح الفیہ اردو تین جلدوں میں ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ خصائص نبوی شرح شمائل نبوی۔ اوجز المسالک شرح موطا امام مالک عربی چھ جلدوں میں۔ الکوکب الدری شرح ترمذی عربی دو جلدیں' لامع الدراری علی جامع البخاری عربی دس جلدیں۔ تبویب مشکل آثار عربی چار جلدیں' تاریخ مظاہر العلوم اردو علاوہ ازیں' آپ کی کتب تبلیغی نصاب اور فضائل صدقات تقریباً دنیا بھر کی تمام زبانوں میں چھپ چکی ہیں جن کی مجموعی تعداد خود مصنف کو معلوم نہ تھی اور ساری دنیا میں ان کی تعلیم کا سلسلہ جاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ ●

۷۵۔ مفتی عبدالکریم گمتھلوی ابن حکیم محمد غوث المتوفی ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء ضلع کرنال ہند میں ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ شیخ المحدثین مولانا خلیل احمد انبہٹوی کے ظل عاطفت میں مظاہر العلوم سہارن پور میں علوم کی تکمیل فرمائی۔ اپنے مرشد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے زیر سایہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں تدریسی' تالیفی اور فتاویٰ نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں مدینہ طیبہ کے دوران قیام مدرسہ علوم شرعیہ میں مسلم شریف' موطا امام مالک اور ہدایہ وغیرہ کے اسباق پڑھائے۔ درس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی شریف کے عربی النسل اساتذہ بھی درس میں شامل ہوتے تھے۔

موصوف نے ایک مرتبہ حرم محترم نبوی کے ایک مدرس صاحب سے دریافت کیا کہ آپ تو صاحب مذہب ہیں کیونکہ موطا امام مالک آپ کے امام صاحب کی کتاب ہے حنفیوں کی نسبت آپ اسے زیادہ سمجھتے ہوں گے۔ لیکن ہمارے درس موطا کی سماعت بھی آپ کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ اپنے مذہب کے خلاف باتوں کا جواب تو ہم دے سکتے ہیں۔ مگر احادیث میں تطبیق کا فن جو آپ کو حاصل ہے ہم اس سے قاصر ہیں' میں تطبیق کا انداز سیکھنے آتا ہوں۔ اور پھر اسے حرم شریف میں اپنے درس کے دوران طلبا کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ موصوف متعدد کتابوں کے مولف تھے۔ خاص خاص کتب یہ ہیں۔ القول الرفیع فی الذب عن الشفیع' تجدد اللعمہ فی تعداد الجمعۃ' المختارات رسالہ غصب المیراث اور حیلہ ناجزہ کی تدوین میں برابر کے حصہ دار تھے۔ ●

۷۶۔ الشیخ بدر عالم میرٹھی بن حاجی تہور علی المتوفی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء وطن مالوف بدایون ضلع میرٹھ اور سن ولادت ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء تھا ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں

● سوانح شیخ الحدیث مولفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ● بزم اشرف کے چراغ: ۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ المحدثین مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی خدمت میں تحصیل علوم کے لیے حاضر ہوئے' ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں مظاہر العلوم میں معین المدارس تعینات ہوئے۔ لیکن جلد ہی دارالعلوم دیوبند میں تشریف لے جا کر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں شیخ الکل حافظ حدیث سید انور شاہ کاشمیری سے دورہ حدیث پڑھا۔ پھر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں معین المدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے' ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں ندوۃ المصنفین دہلی سے سے وابستگی اختیار کر لی۔ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو تقسیم ملک کے بعد پاکستان میں قیام اختیار فرمایا' جہاں جامعہ اسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں تدریسی خدمات سرانجام دینے لگے۔ مگر جلد ہی عشق نبوی ﷺ کی کشش مدینہ باسکینہ کھینچ کر لے گئی۔ ارضِ مقدس پہنچ کر کامل طمانیت سے علمی و عملی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ قیام مدینہ کے دوران جنوبی افریقہ کے لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں موصوف سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ طویل علالت کے بعد ۵ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء کو جان جانِ آفرین کے سپرد کر کے جنت البقیع میں مقیم ہو گئے۔

تالیفات: اپنے شیخ محترم علامہ کاشمیری کی نادر علمی تحقیقات' تفردات اور علوم و معارف کو فیض الباری علی صحیح البخاری عربی کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں مرتب کیا جو عظیم الشان علمی کارنامہ ہے۔ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں ندوۃ المصنفین سے وابستگی کے دوران اردو زبان میں حدیث کی ایک جامع کتاب ترجمان السنہ چار جلدوں میں تالیف فرمائی۔ ● جواہر الحکم تین جلدیں' مستزاد الحقیر' زبدۃ المناسک' نزول عیسیٰ علیہ السلام' آوازِ حق' شان حضور' قسمت کا ستارہ' مجوب الارث اور فریاد مظہر وغیرہ مشہور ہیں۔ ●

● تاریخ دارالعلوم دیوبند ج ۲:۱۴۱ ● مشاہیر علماء دیوبند: ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۔ الشیخ عمر بری التوفی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء موصوف مدینہ کے برگزیدہ علماء شعراء اور فضلاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حکومت اشراف کی طرف سے مدینہ میں ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء کو عہدہ قضاء پر فائز ہوئے۔

۷۸۔ الشیخ حمیدة بن الطیب بن علال التوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء الجزائر میں پیدائش ہوئی۔ مدینہ طیبہ کے ممتاز محدث' جید عالم اور شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ الثمر الدانی فی التوجیه الربانی۔ المسالك الی الفیه ابن مالك' الآثار فی بلدة المختار اور التمکین فی الوصول بطریق سید المرسلین وغیرہ۔

۷۹۔ السید جعفر ہاشم المدنی ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء ادیب' عالم اور مؤلف تھے۔ موصوف کی یادگار کتاب تاریخ مدینہ پائی جاتی ہے۔

۸۰۔ سید عبدالقادر بن عثمان بن علی بن محمود التوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء ولادت مدینہ باسکینہ میں ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کو ہوئی۔ عالم' متقی' زاہد اور عبادت گذار تھے۔ مسجد اور گھر کے سوا کسی دوسرے مقام سے واقف نہ تھے۔

۸۱۔ الشیخ السید احمد یاسین الخیاری التوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء مدینہ کریمہ میں ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء کو ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدینہ طیبہ میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر مصر گئے۔ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں سند فراغ حاصل کر کے وطن واپس ہوئے۔ مسجد نبوی شریف کے علماء میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں مدرسہ النجاح میں معلم مقرر ہوئے۔ مکتبہ المسجد النبوی اور مکتبة المحمودیہ کے مدیر کے فرائض بھی انجام دیتے رہے متعدد اصلاحی کمیٹیوں کی رکنیت اختیار کی اور آخر میں مدرسہ تحفیظ القرآن وتجوید کے مدیر مقرر ہوئے۔

۸۲۔ السید علی حافظ اور سید عثمان حافظ' دونوں سید عبدالقادر کے صاحبزادے تھے۔ اوّل الذکر ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء اور ثانی الذکر ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں دونوں نے تحصیل علوم کی سند حاصل کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السید علی حافظ نے پہلی مرتبہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کو مدینہ منورہ میں ہفتہ وار جریدہ ''المدینۃ المنورہ'' جاری کیا جس کی ادارت انہی کے ذمہ تھی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء کو المیجید میں مدرسہ الصحراء الخیریہ قائم کیا۔

۸۳۔ الشیخ عبدالقدوس الانصاری ممتاز ادیب اور نامور مورخ ہیں۔ مجلہ ''المنہل'' کی ادارت موصوف کے سپرد تھی۔ بہت سی مفید اور قابل قدر کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے ''آثار المدینۃ المنورۃ'' بڑی محنت' کاوش اور عرق ریزی سے مدون فرمائی۔ (راقم الحروف نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے) اور رجالات الحجاز بھی قابل ستائش کتاب ہے۔ آخر عمر میں مکہ معظمہ میں اقامت گزیں ہو گئے۔

۸۴۔ الشیخ محمد بن محمد بن سعید بن یحییٰ دفتر دار (اکاؤنٹینٹ جنرل) المتوفی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء مدینہ طابہ میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ میں حاصل کرنے کے بعد دمشق اور بیروت کا حصول تعلیم کی خاطر سفر کیا۔ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیا۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء کو تکمیل ہوئی۔

بعدازاں کلیۃ اللغۃ العربیہ اور کلیۃ الشریعۃ میں دو سال مزید اکتساب علم کر کے ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو امتیازی سند حاصل کر کے وطن واپس ہوئے اور مدرسہ الثانویہ اور معتمدیہ المعارف کے رئیس مقرر ہوئے۔ موصوف نے بہت سی نادر اور مفید تالیفات وتصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ تاریخ الادب و البلاغۃ اور اعلام المدینۃ المنورہ انتہائی قابل قدر علمی ذخیرہ ہیں۔

۸۵۔ الشیخ عبدالحق النقشبندی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں مدینہ باسکینہ میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے دارالعلوم دیوبند ہند گئے۔ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں تکمیل تعلیم کے بعد وطن واپس ہوئے۔ جہاں مدرسہ العلوم الشرعیہ میں تدریس کی خدمت پر مامور ہوئے۔ بعدازاں مدرسہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الابتدائیہ السعودیہ میں معلم کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ مقالہ نویسی اور شعر گوئی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

۸۶۔ السید احمد العربی المدنی ادیب' سکالر اور شاعر کی حیثیت سے معروف ہیں اور اس وقت مکہ مکرمہ میں مدیر اوقاف کے منصب پر فائز ہیں۔

۸۷۔ السید عبید المدنی ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں مدینہ منورہ میں پیدائش ہوئی۔ عربی ادب اور شعر گوئی سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ حکومت کے مختلف مناصب پر فائز رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۸۸۔ السید آمین مدنی' مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ معروف ادیب تھے۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں رئیس بلدیہ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کا وصال ہو چکا ہے۔ التاریخ العربی نہایت ضخیم کتاب ان کی یادگار ہے۔

۸۹۔ السید اسعد طرابزونی' ادیب اور محقق' مؤرخ تھے۔ مدینہ منورہ سے متعلق کئی تاریخی کتابیں شائع کیں اور پاسپورٹ آفس کے مدیر بھی رہے۔

۹۰۔ السید حبیب محمود احمد' مدینہ منورہ کے معززین میں شمار ہوتے ہیں۔ اس وقت مجلس ادارۃ الاوقاف کے مدیر ہیں۔

۹۱۔ الاستاذ عبدالرحمٰن رفۂ نوجوان ادیب اور شاعر ہیں۔ ان کا قلمی دیوان بھی ہے۔ الاستاذ حسن مصطفیٰ صیرفی' شاعر اور زجال ہیں۔ ان کا دیوان کبریاء و دموع کے نام سے مطبوعہ ہے۔ ❶

۹۲۔ الشیخ علامہ حافظ حبیب اللہ المدنی بن شیخ التفسیر قطب الزمان سیدی احمد علی لاہوری المتوفی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء ولادت باسعادت ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء دہلی میں ہوئی۔ حفظ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے مرکز اخیار و ابرار' مرجع علماء و مشائخ' مادر علمی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے' جہاں تکمیل

---

❶ المدینۃ المنورہ فی التاریخ ۱۷۲ تا ۱۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم کے بعد ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء کو شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی سے سند حدیث اور دستار فضیلت حاصل کی' ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو مدینہ باسکینہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ❶

مسجد نبوی شریف میں باب صدیق میں بیٹھ کر قرآن و حدیث کی تعلیم عربی زبان میں دیتے تھے۔ زندگی کے آخری چند سال مکہ معظمہ میں بسر فرمائے اور ۲۹' جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ/۲۶' جولائی ۱۹۷۲ء بروز پنجشنبہ اس دار فانی سے رحلت فرما کر جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہوئے۔ حرمین شریفین کے قیام میں ریاضت شاقہ' طویل مدت تک مسلسل روزے اور تقلیل طعام و منام کا معمول رہا۔ پوری زندگی تجرد و انقطاع میں گزری۔ ذکر کا بہت زیادہ غلبہ تھا زندگی بالکل زہد و قناعت بلکہ مجاہدہ کی تھی۔ ❷

۹۳۔ الشیخ عبدالباقی بن علی بن محمد لکھنوی المتوفی ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء موصوف لکھنو میں ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ تحصیل علوم مختلف اساتذہ سے کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی بہت سی قابل قدر تصانیف ہیں۔ جیسا کہ حسرۃ الفحول بوفاۃ نائب الرسول۔ المنح المدینہ فی مختارات الصوفیہ' مبحث الغنار اور تحقیق علم الغیب وغیرہ۔ ❸

۹۴۔ الشیخ محمد مظہر دہلوی بن احمد سعید بن ابی سعید العمری الحنفی المتوفی ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء۔ پیدائش ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء دہلی میں ہوئی مولانا حبیب اللہ وغیرہ سے علوم کی تکمیل کرنے کے بعد ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء کو ہجرت کر کے مدینہ طابہ میں اقامت گزیں ہو گئے۔ موصوف کے متعلق کہا جاتا ہے۔

کان من العلماء الربانین' جامعابین المعقول و المنقول' حادیا للفروع والاصول' مطلعا علی دقائق المعارف و حقائق الحکم' باب البقیع میں مدرسہ عالیہ قائم فرمایا تھا۔ ❹

---

❶ ہفت روزہ خدام الدین حضرت لاہوری نمبر ۶۳ ❷ پرانے چراغ ج ۱: ۱۴۵

❸ نزھۃ الخواطر ج ۸: ۲۱۶ ❹ نزھۃ الخواطر ج ۸: ۴۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۔ الاستاذ سید محمد ہاشم رشید الغزی ممتاز شاعر کی حیثیت سے ابھرے' ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں اپنا مجموعہ کلام بنام ''وراء السراب'' شائع کیا۔ النادی الادبی بھی موصوف کا دیوان ہے۔

۹۶۔ الاستاذ ماجد اسعد الحسینی شاعر ہیں۔ ان کا دیوان ''حیرہ'' کے نام سے ہے۔

۹۷۔ الاستاذ محمد عالم افغانی ادیب اور مقالہ نویسی میں مشہور ہیں۔

۹۸۔ الاستاذ عبدالعزیز الربیع' مدینہ منورہ کے مدیر تعلیم' ناقد ادیب اور جید عالم ہیں۔

۹۹۔ الاستاذ محمد حمیدۃ' اصحاب علم وادب میں شمار ہوتے ہین۔

۱۰۰۔ الاستاذ محمد العبد الخطر اوی۔ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں پی ایچ ڈی کر کے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پروفیسر مقرر ہوتے۔ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ ❶

۱۰۱۔ الشیخ القاری شیر محمد ابن سید محمد عارف شاہ المتوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء گھوٹکی ضلع سکھر سندھ میں ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ موصوف کے والد گرامی قدر جید عالم اور متقی تھے مولانا موصوف نے سندھی زبان میں تعلیم حاصل کی' فارسی اور دیگر علوم متداولہ سے فارغ ہونے پر حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانوی نے خلعت خلافت مرحمت فرمائی۔ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء کے قریب حبیب کبریا ﷺ کے جذبہ محبت سے سرشار ہوکر تمام علائق دنیوی ترک کر کے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ اور عمر عزیز کے بقیہ ۱۴ سال بارگاہ رحمت کائنات ﷺ میں بسر کیے اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ❷

موصوف سندھ میں علم تجوید کو فروغ دینے کے بانی تھے۔ مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً کے دوران قیام اپنی قیام گاہ اور حرم نبوی میں کتب تجوید اور دوسرے علوم کی تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ مسائل حج کے امام تھے۔ بڑے بڑے فقیہہ اور

❶ المدینۃ المنورۃ فی التاریخ: ۱۸۰ ❷ بزم اشرف کے چراغ: ۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث بھی حج کے مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کی یادگار تالیف قرۃ العینین فی زیارت الحرمین مسائل حج پر قابل قدر کتاب ہے۔ علاوہ ازیں معلم الحجاج پر حاشیہ بھی ارقام فرمایا۔

۱۰۲۔ الشیخ عبدالغفور ہزاروی ابن شاہ سید عباسی' ہاشم خلیل پانڈہ' جدباء برکلی' دربند' ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ درسیات کی تکمیل مفتی ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی سے کر کے سند فراغ حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ آمینیہ دہلی میں پانچ سال تدریسی خدمت انجام دی۔ ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں حج کے ارادہ سے حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ طابہ کو اقامت گاہ بنالیا۔ آخر الامر ۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ ۱۸ رمئی ۱۹۶۹ء کو وصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں ابدی نیند سو گئے۔ تاریخ وصال یوں بیان کی گئی ہے۔

بزم جنت یافت ازراہ بقیع رہنمائے راہ دین عبد الغفور

۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء

آپ کی تصانیف مجموعہ دعوات فضلیہ اوراد فضلیہ اوراذ کار نقشبندیہ ہیں۔ [1]

۱۰۳۔ الشیخ محمد عاشق الٰہی بلندشہری ابن صوفی محمد صدیق دامت فیوضہم' بلندشہر یوپی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن اور ابتدائی کتب مولانا محمد صادق سنبھلی سے پڑھنے کے بعد مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں دو سال تک زیر تعلیم رہے ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں مدرسہ خلافت جامع مسجد علی گڑھ میں داخل ہوئے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا سے علوم حدیث کی تکمیل کی' ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء تک مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع کی طلب پر دارالعلوم کراچی میں تفسیر و حدیث

---

[1] ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر: ۴۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھانے پر مامور ہوئے' اس کے ساتھ دارالافتاء کی خدمت بھی شامل تھی۔

بالآخر خاتم النبیین ﷺ کی محبت انہیں ۱۳۹۶ھ میں مدینہ منورہ کھینچ کر لے گئی۔ جہاں تصنیفی و علمی فیوضات سے مسلمانان عالم کو سیراب کر رہے ہیں۔

موصوف بلند پایہ مصنف اور ممتاز ادیب ہیں۔ تقریباً ۵۸ کتابیں ان کے قلم فیض رقم سے مرصع ہو چکی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ مجانی الآثار شرح معانی الاثار عربی' تبهیج الراوی بتخریج احادیث الطحاوی عربی زادالطالبین من کلام رسول رب العالمین عربی' التحفة المرضیه شرح مقدمة الجزریه' تحفہ خواتین اور مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ ❶

۱۰۴۔ الشیخ الحافظ غلام محمد ولد میاں نور محمد۔

موصوف نے حافظ خوشی محمد رائے پوری تحصیل نکودر سے جالندھر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں قاری عبدالوہاب لکھنوی کی خدمت میں رہ کر منزل سنائی۔ تکمیل علوم کے بعد دورہ حدیث شریف شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی سے ڈابھیل میں پڑھا۔ مفتی زین العابدین فیصل آبادی' مولانا عبدالستار توحیدی اور مولانا عبدالغفار پنڈورہ ہم سبق تھے ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں قاری فتح محمد دامت برکاتہم کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں ایک سال مدرسہ بریدہ میں تدریس کی خدمت انجام دی اور بعد میں مدرسہ تحفیظ القرآن میں پڑھانا شروع کر دیا۔ طلباء کی تعداد عموماً ۷۰' ۸۰ کے قریب ہوتی ہے۔ موصوف کی علمی اور تحقیقی شہرت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے' کہ مدینہ یونیورسٹی کے بعض اساتذہ اور طلباء بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے اور علمی جواہر پارے حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی وقت نماز عصر سے نماز مغرب تک ہوتا ہے۔

شیخ موصوف بے حد ذاکر شاغل' متقی پرہیزگار' شب زندہ دار' صائم الدھر'

❶ مشاہیر علماء دیوبند: ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم گو اور تجرد پسند ہیں۔ تعلیمی وقت کے علاوہ بیشتر اوقات حرم نبوی میں گزارتے ہیں۔

راقم الحروف ۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ/۱۲۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو اشراق کے وقت الشیخ حافظ محمد رمضان علوی مدظلہ' راولپنڈی کی معیت میں شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مذکورہ حالات زبانی طور پر قلمبند کیے۔ عصر حاضر کے نامور ادیب اور اہل قلم حضرات جن کی قابل قدر خدمات علمی دنیا میں امتیازی شان کی حامل ہیں۔ الشیخ عبداللہ بن زاید نائب رئیس الجامعۃ الاسلامیہ' الشیخ عبدالعزیز بن صالح امام مسجد نبوی و رئیس محکمہ شریعیہ' الشیخ محمد الحافظ اور الشیخ عطیہ محمد سالم دونوں محکمہ شریعیہ کبریٰ کے قاضی اور ادیب بھی ہیں۔ استاذ حماد الانصاری معلم جامعہ اسلامیہ' امیر عبد المحسن بن عبدالعزیز عربی ادب کے ماہر اور شاعری میں معروف ہیں۔ استاذ امین اور استاذ عبدالعزیز الربیع' استاذ عبید مدنی اور شریف ابراہیم العیاشی بھی ادیب اور مؤرخ کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔

استاذ حسن صیرفی' سید محمد ہاشم رشید' ڈاکٹر محمد العید الخطراوی' استاذ عبدالرحمٰن الشبل' استاذ عبدالرحمٰن رفہ' استاذ عبدالرحیم ابوبکر' استاذ محمد حمیدۃ' استاذ عبدالعزیز ساب' استاذ سالم داغستانی' استاذ علی عمر قاضی وغیرہ بہت سے ادیب' مؤرخ اور شاعر اس وقت بھی مدینہ باسکینہ میں علمی کمالات کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ [1]

---

[1] المدینۃ الیوم: ۱۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

علم وادبؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ

(ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم و تعلّم

تعلیم ایسا تابناک فن ہے جو اقوام وملل کی تمدنی تعمیر و ترقی' فلاح و بہبود' دینی و دنیوی' عروج و کامرانی کا بے حد مؤثر ذریعہ ہے۔ اسلام سے بہت پہلے مدینہ منورہ میں بھی تعلیم و تعلّم کا رجحان پایا جاتا تھا چونکہ اس وقت ساری دنیا میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ تعلیم سے بے اعتنائی اور غفلت کے باعث گنے چنے آدمی تعلیم یافتہ پائے جاتے تھے یہی کیفیت مدینہ منورہ کی تھی یہود میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا۔ ان کی تعلیمی درسگاہوں میں تورات کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی تربیت کا انتظام بھی تھا' جیسا کہ حدیث شریف میں ان کی تعلیمی درسگاہوں کا ذکر اس طرح پایا جاتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ ''ایک مرتبہ فخر کون و مکان' سرور زمین و زماں ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہود سے جنگ کرنے کے لیے فوراً روانہ ہو جاؤ۔ ہم لوگ مدینہ سے نکل کر یہود کی آبادی کی طرف چل دیے حتیٰ کہ بیت المدراس تک پہنچ گئے''۔ [1]

علامہ کرمانی فرماتے ہیں: ''المدراس'' اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں یہود تورات کی تعلیم دیتے تھے۔ [2]

علامہ عینی لکھتے ہیں:

> ''مدراس'' میم اور سین کے کسرہ کے ساتھ مفعال کے وزن پر ہے' جس جگہ تورات کی تعلیم دی جاتی تھی اسے ''مدراس'' کہا جاتا تھا''۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاکرہ باب فی بیع المکرہ ج ۲: ۱۰۲۷ [2] ارشاد الساری ج ۲: ۶۵

[3] عمدۃ القاری ج ۱۱: ۲۵،۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ عسقلانی لکھتے ہیں:

''بیت المدراس'' بھی استعمال ہوا ہے جب کہ مدراس کتاب کی تدریس کے علاوہ دیگر علوم کے تعلیمی مرکز کو کہا جاتا ہے''۔[1]

تاہم اوس وخزرج یعنی مدینہ کے انصار' مکہ والوں سے زیادہ متمدن ہونے کے باوصف ان میں تحریر وکتابت اور علم وادب کا رواج مکہ والوں سے بھی کم تھا۔ ان قبائل میں عربی لکھنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ یہود میں سے کسی نے انہیں لکھنا سکھایا تھا۔ البتہ اسلام سے کچھ زمانہ قبل اہل مدینہ کے بچے تحریر واملاء کا فن سیکھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اوس وخزرج کے متعدد آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

ابتدائے اسلام میں حسب ذیل حضرات تعلیم یافتہ تھے:

سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو' ابی بن کعب' زید بن ثابت' رافع بن مالک' اسید بن حضیر' معین بن عدی' بشیر بن سعد' سعد بن ربیع' اوس بن خولی' عبداللہ بن ابی المنافق' سوید بن الصامت اور حضیر الکتائب۔[2] علاوہ ازیں سیدنا کعب بن مالک اور سیدنا انس بن مالک[3] بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور عمرو بن سعید' ابی بن وھب۔[4]

نبی امی ﷺ فداہ ابی وامی کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملا۔ جس سے وحی خداوندی کا آغاز ہوا' وہ تعلیم وحکمت جیسے عظیم المرتبت موضوع پر مبنی تھا' کیونکہ تعلیم ہی معرفت الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور پھر انسان کو دوسرے سارے حیوانات سے ممتاز اور ساری مخلوقات سے اشرف واعلیٰ تعلیم ہی بناتی ہے' ارشادِ اوّلین ہوتا ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾[5]

''اپنے رب کے نام سے پڑھ۔ آدمی کو پیدا کیا جمے ہوئے لہو سے۔ پڑھ

---

[1] فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۱۸' کتاب الاکراہ [2] فتوح البلدان ۲۶۸ [3] صحیح مسلم ج ۲: ۳۶۲ کتاب التوبۃ باب حدیث توبہ کعب بن مالک [4] منائل الفرقان ج ۱: ۲۵۶ [5] سورہ العلق: ۱تا۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم سے۔ آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"۔

پڑھنے کے حکم کے ساتھ ہی اس کے لوازمات کا ذکر اس کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے، یعنی قلم ہی علم کا واسطہ ہے جو انسانی تہذیب وتمدن کا ضامن ہے چونکہ تعلیم حاصل کرنے کی عام طور پر دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک زبانی اور دوسری بذریعہ قلم، تحریر و کتابت کی صورت میں اس لیے اوّلیں طور پر ان دونوں کا ذکر کر دیا گیا۔ اقرأ سے زبانی تعلیم کی ترغیب اور عَلَّمَ بِالْقَلَمِ سے تحریر و کتابت کی کی اہمیت کو واضح کر دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا اور نہ ہی دنیا کے کاروبار درست ہوتے"۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ انہیں جہالت کے اندھیرے سے نکال کر نورِ علم سے بہرہ یاب فرمایا اور علم و کتابت کی ترغیب دی۔ کیوں کہ اس میں بے شمار منافع ہیں۔ جن کا اللہ کے سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا"۔

تمام علوم وحکم کی تدوین اور اوّلین و آخرین کی تاریخ، ان کے حالات و مقالات اور اللہ کریم کی نازل کردہ کتابیں، سب قلم ہی کے ذریعہ معرضِ وجود میں آئیں (یعنی لکھی گئیں) اور رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔ اگر قلم نہ ہوتا۔ تو دین و دنیا کے سارے کام مختل ہو جاتے۔

اس لیے علم وقلم کی برکات اور فیوضات سے مستفید و مستفیض ہونے کی تاکید معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ. ❶ "علم طلب کرنا فرض ہے"۔

---

❶ مشکوٰۃ شریف ۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ۔ ❶

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی معرفت سے نوازتے ہیں''۔

آپؐ نے فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ خُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ۔ ❷ علماء انبیا کے خلفاء ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

العَالِمُ وَ الْمُتَعَلِّمُ شَرِیْکَانِ فِی الْاَجْرِ۔ ❸

''عالم اور طالب علم دونوں اجر میں شریک ہیں''۔

آپ کا ارشاد ہے:

عالم زمین پر خدا کا امین ہے ❹ اور فرمایا علماء باران رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع پہنچائیں گے۔ ❺

معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے اللہ پاک اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتے ہیں' اگر کوئی قوم کسی مسجد میں تلاوت قرآن مجید اور تعلیم و تعلم کے لیے جمع ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر سیکنت نازل فرماتے ہیں۔ اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر اپنے پر بچھا لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرشتوں میں بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ ❻

ایک روایت میں ہے:

مَثَلُ الْعُلَمَاءِ فِی الْاَرْضِ کَمَثَلِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ۔ ❼

---

❶ جامع ترمذی کتاب العلم ج ۲: ۹۳ ❷ کشف الاستار الھیثمی ج ۱: ۸۴' مجمع الزوائد ج ۱: ۱۲۶
❸ جامع بیان العلم ج ۱: ۲۸ ❹ العلم والعلماء: ۴۸ ❺ ایضا: ۵۱
❻ مسند امام احمد حدیث ۷۴۲۱ ج ۱۳: ۱۶۱' صحیح مسلم ج ۲: ۳۱۱ ❼ عیون الاخبار ج ۲: ۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس طرح آسمان میں ستارے چمک رہے ہیں زمین میں علماء کی مثال بھی ستاروں کی طرح ہے''۔

اسلام کی تاریخ میں مدینہ منورہ نے ابتداء ہی سے ایک مستقل دارالعلوم کی حیثیت اختیار کر لی تھی، جس سے نہ صرف جزیرۃ العرب فیض یاب ہوا، بلکہ علم کی نورانی شعاعوں نے ساری دنیا کو بقعہ نور بنا دیا، علم وادب کی ضیا پاشی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد معلم انسانیت ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ بھیجا کہ وہاں لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ ❶

ایک روایت میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا کہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں، اسلام کے احکامات سکھائیں اور انہیں فقہی مسائل سے روشناس کریں، بنا بریں ان کی اس قابل قدر محنت کے باعث وہ ''المقری بالمدینہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ❷

موصوف انصار کے گھروں میں جا جا کر لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم سے بہرہ یاب کرتے تھے۔ ❸ ہجرت کے بعد معلم انسانیت ﷺ نے علم وادب کی نشر واشاعت اور خواندگی کو عام کرنے کے لیے بھرپور کوشش فرمائی۔ تعلیم وتعلم کے مختلف طریقے اپنا کر ہر فرد کو زیور تعلیم سے آراستہ کر دیا۔ ہم اس نظام تعلیم کو مختلف عنوانات کے ساتھ روشناس کراتے ہیں تاکہ ہر پہلو پوری طرح آشکارا ہو جائے۔

خواندگی کو عام کرنے اور اس شعبہ کو ترقی کے درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے معلم انسانیت ﷺ نے متعدد انتظامات بروئے کار لائے۔ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ بھی تھی کہ علوم وفنون کے ماہر اساتذہ کو تعلیمی خدمات پر تعینات فرمایا۔ اور دوسرے شہروں سے بھی ماہرین کو طلب کیا۔ نوشت وخواند کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے

❶ مسند امام احمد ج ۴: ۲۹۱ ❷ سیرت ابن ہشام عنوان ہجرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، البدایہ والنہایہ ج ۳: ۱۵۱ ❸ التراتیب الاداریہ ج ۱: ۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے فرمایا:

قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ.❶ "علم کو لکھائی کے ذریعہ محفوظ کرو۔"

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور حافظہ کمزور ہونے کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا: "اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ" دائیں ہاتھ سے مدد لو۔ یعنی لکھ کر علم کو محفوظ کر لو۔❷

اس لیے قرآن مجید پڑھنے اور حفظ کرنے کے علاوہ دیگر دینی علوم کے ساتھ تحریر و کتابت اور املا بھی نصاب تعلیم میں شامل تھی۔

سیدنا عبداللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے خوش نویسی میں مشہور تھے اور "کاتب" کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ نے انہیں کتابت اور املا سکھانے پر مامور فرمایا۔❸

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عربی کے مشہور خوش نویس اور "الکاتب" کے نام سے مشہور تھے۔ انہیں بھی مسلمانوں کی تعلیمی خدمت پر مامور فرمایا۔❹

عرب میں "الکامل" اس شخص کو اعزازی طور پر کہا جاتا تھا، جو لکھائی میں مہارت کے علاوہ تیراندازی اور پیراکی میں بھی ماہر ہوتا تھا۔❺

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی قرآنی تعلیمات کے علاوہ تحریر و کتابت کی مشق کرانے کی خدمت پر مامور تھے۔❻

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ مسلمانوں کو بھی فن کتابت سکھاتے تھے۔ موصوف قراۃ، فرائض اور فقہ میں مہارت کاملہ کے مالک تھے۔❼

---

❶ سنن دارمی ج۱:۱۰۵ ❷ مجمع الزوائد ج۱:۱۵۲ ❸ اسد الغابہ ج۳:۱۷۵
❹ الاصابہ ج۲:۲۷ ❺ السنۃ قبل التدوین:۲۹۶
❻ سنن ابوداؤد کتاب البیوع، باب کسب العلم ج۲:۵۸۲ ❼ کتاب المحبر:۲۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار کے ہر گھر نے تعلیمی درس گاہ کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ میں نے علم کا ذخیرہ سب سے زیادہ انصار سے حاصل کیا۔[1] جو لوگ علم حاصل کرنے کے لیے آتے ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جاتی' آنے والوں کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا جاتا اور بڑے جوش و جذبہ سے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ مسجد نبوی شریف میں سرخ چادر اوڑھے تکیہ لگائے بیٹھے تھے' میں نے عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ جِئْتُ اَطْلُبُ الْعِلْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ.

''اے اللہ کے رسولؐ! میں علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش آمدید کہا''۔

اور فرمایا طالب العلم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر خوشی اور محبت سے فرشتے ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔[2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں لوگ دور دراز علاقوں سے علم دین حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ میں آتے تھے' جن کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت فراخ دلی سے خیر مقدم کرتے' جیسا کہ سیدنا ابو ہردن عبدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بڑے ادب و احترام اور خوشی سے مرحبا کہا اور فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے۔ لہٰذا جب وہ آئیں تو تم ان کا خیر مقدم کرنا۔[3]

---

1. عیون الاخبار ج ۲:۱۲۲ 2. مجمع الزوائد ج ۱:۱۳۱
3. جامع ترمذی کتاب العلم' باب ماجاء فی الاستیصا بمن یطلب العلم ج ۲:۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عنقریب علم دین حاصل کرنے کے لیے لوگ اونٹوں کے کلیجے فنا کر دیں گے مگر انہیں کہیں بھی جید اور مستند عالم نہ ملے گا' بالآخر وہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مدینہ منورہ کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ❶

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ مشرق اور مغرب سے علم کی طلب میں نکلیں گے۔ مگر وہ مدینہ منورہ کے علماء سے زیادہ علم والا کہیں بھی کسی کو نہ پائیں گے یا اس طرح فرمایا کہ اہل مدینہ سے زیادہ علم والا کسی کو نہیں پائیں گے۔ ❷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّاس تَبع لَکُمْ. یَا اَھلَ الْمَدِیْنَہِ فِی الْعِلْمِ. ❸

''اے اہالیانِ مدینہ علم میں لوگ تمہاری اتباع کریں گے''۔

سیدنا ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات سنتے تھے' لیکن اس پر پوری طرح تشفی نہ ہوتی۔ اس لیے ہم خود مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر صحابہ کی زبانی احادیث سنتے تھے۔ ❹

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جفینہ کو مدینہ منورہ میں طلب کیا تاکہ وہ لوگوں کو تحریر و کتابت کا فن سکھائیں۔ ❺ سیدنا ابو نافع مولیٰ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما املا کرتے اور طلباء ان کے پاس بیٹھ کر کتابت کی مشق کرتے تھے۔ ❻ معروف اساتذہ میں سیدنا سعد بن ربیع الخزرجی' سیدنا بشر بن سعد بن ثعلبہ' سیدنا ابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب کہ بشر بن سعد زمانہ جاہلیت سے عربی لکھنا جانتے تھے۔ ❼

---

❶ جامع ترمذی کتاب العلم' باب ماجاء فی عالم المدینہ ج ۲: ۹۷ ❷ مجمع الزوائد ج ۱: ۱۳۴ جامع ترمذی ج ۲: ۹۳ ❸ جامع الصغیر ج ۲: ۱۸۷ جامع ترمذی ج ۲: ۹۳ ❹ سنن دارمی باب الرحلۃ فی العلم ج ۱: ۱۱۴ ❺ طبری ج ۵: ۴۲ ❻ تہذیب التہذیب ج ۱: ۴۶۴' اصابہ ج ۱: ۶۳

❼ کتاب المجر ۴۷۵۔ السنۃ قبل التدوین ۲۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں عہد اسلام میں حسب ذیل اساتذہ بھی تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔

الضحاک بن مزاحم' عامر الشعبی' باذام مولی ام ہانی' ابوعبدالرحمٰن السلمی اور عبداللہ بن حبیب حضرات حسنین کے اساتذہ میں سے تھے اور عبداللہ بن حارث وغیرہ۔ ❶

زمانہ جاہلیت کے معلمین' بشر بن عبدالملک السکونی' سفیان بن امیہ بن عبدالشمس' ابوقیس بن عبد مناف بن زہرہ' غیلان بن سلمہ بن معتب الثقفی عمرو بن زوارہ بن عرس بن زید کاتب کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ ❷

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شمار بھی دانشمند طبقہ میں ہوتا تھا اگرچہ انہوں نے کسی مکتب میں باقاعدہ زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا تاہم فطری جودت طبع اور دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمان فضل وکمال پر مہر درخشاں بن کر چمکے۔ فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے۔ علم الانساب کے ماہرین کے سرخیل تھے۔ ابتداء میں شاعری کا ذوق بھی تھا۔ لیکن اسلام کے بعد ترک کر دیا کبھی کبھی جذبات وخیالات خود بخود نظم موزوں کے قالب میں ڈھل جاتے تھے۔ اسلام کے بعد صرف ایسے اشعار سے دلچسپی تھی' جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کا ذکر ہوتا۔

لکھائی کے لیے قلم دوات اور تختی استعمال کرنے کا رواج تھا۔ چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھوانے کے لیے طلب فرمایا۔ تو وہ قلم دوات اور تختی لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ ❸ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا تختی پر لکھنے کی مشق کرتی تھیں اور طلباء کو تختی پر لکھنا سکھایا جاتا تھا۔ ❹ کبھی کبھار تدریس کی خدمت مہاجرین کو بھی سونپی جاتی۔ کہ انصار کو تعلیم دیں۔ جیسا کہ سیدنا وردانؓ طائف سے آئے تو حضور انورؐ نے انہیں حضرت ریان بن سعیدؓ کے سپرد کیا۔ کہ ان کے مصارف کا بار اٹھائیں اور قرآن مجید کی تعلیم بھی دیں۔ ❺

طلبا کے لیے نظام الاوقات مقرر تھا۔ جس کی پابندی ضروری تھی' طلبہ کی

❶ کتاب المحبر ۴۷۵ ❷ ایضاً ❸ تاریخ کبیر ابن عساکر ج ۵: ۴۴۴

❹ السنۃ قبل التدوین: ۳۰۰ ❺ اصابہ تذکرہ وردان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرضی پر آنا اور جانا نہیں تھا بلکہ اساتذہ نے جو اوقات مقرر کر رکھے تھے ان میں پڑھنا اور باہم مذاکرہ (تکرار) کرنا لازمی تھا۔ تعلیم کے اوقات عموماً نماز فجر کے بعد سے چاشت تک' یا ظہر اور عصر کے درمیان ہوتے تھے۔

طلباء تعلیم شروع ہونے سے پہلے جماعتوں میں پہنچ جاتے اور اپنی اپنی مخصوص جگہ بیٹھ جاتے تھے' اگر کوئی طالب علم سبق میں حاضر نہ ہوتا تو استاد اس سے باز پرس کرتے اور غیر حاضری کا سبب دریافت کرتے تھے۔ ❶

نصاب تعلیم:

نصاب تعلیم کی تفصیلات وثوق کے ساتھ بیان کرنا بے حد دشوار ہے۔ البتہ مختلف روایات سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ بعض مخصوص اساتذہ کے پاس مخصوص فنون اور کتب کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھی لوگ جاتے تھے۔ کیونکہ حضور انور ﷺ نے قرآن و حدیث اور دین کے ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ بہت سے علوم وفنون کی تعلیم و تربیت کا حکم دے رکھا تھا۔ جن میں علم تجوید' علم انساب' علم ہیت' علم طب' علم فرائض یعنی وراثت کے احکام' پیراکی' نشانہ بازی اور فن کتابت وغیرہ شامل تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوْا اَنْسَابَكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ. ❷

''نسب نامہ کا علم حاصل کرو۔ تاکہ تمہیں اقرباء کی پہچان ہو سکے''۔

ایک روایت میں ہے کہ سلسلہ نسب کا علم حاصل کرو۔ تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے۔ ❸ علم ہیئت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

تَعَلَّمُوا النُّجُوْمَ مَاتَهْتَدُوْنَ بِهِ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ. ❹

---

❶ السنۃ قبل التدوین ۱۵۹ ❷ جمع الجوامع تحت عنوان ''تعلموا'' ج ۱: ۴۷۵ جامع الصغیر ج ۱: ۱۳۰

❸ ایضاً ❹ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''علم نجوم حاصل کرو۔ تاکہ خشکی اور تری کے راستے دریافت کرنے میں آسانی ہو''۔

علم میراث کے متعلق ارشاد فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ. ❶

''وراثت کا علم حاصل کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ''۔

جہاد کی تیاری کرنے کی خاطر فرمایا:

تَعَلَّمُوْا الرَّمِي وَ الْقُرآنَ. ❷

''تیراندازی سیکھو اور قرآن کی تعلیم حاصل کرو''۔

درجہ تخصص Specilization:

درجہ تخصص اور یک فنی بھی عہد نبوی میں ترقی کر گیا تھا۔ اور حضور اقدس ﷺ اس کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے قرآنی علوم و معارف حاصل کرنے ہوں وہ چار حضرات کی خدمت میں حاضری دے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم''۔ ❸

آپؐ نے فرمایا: علم میراث کے ماہر زید بن ثابتؓ ہیں۔ علم تجوید وقراۃ کے ماہر ابی بن کعبؓ حلال وحرام کے احکام کے ماہر معاذ بن جبلؓ ہیں۔ ❹

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا جسے قرآنی علوم حاصل کرنے ہوں وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جائے' جسے علم میراث میں مہارت حاصل کرنا ہو' وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جائے' جسے فقہی مسائل کی طلب ہو وہ حضرت معاذ بن جبلؓ

---

❶ جمع الجوامع تحت عنوان ''تعلموا'' ج ۱: ۴۷۵ جامع الصغیر ج ۱: ۱۳۰ ❷ ایضاً

❸ سیر اعلام النبلاء ج ۱: ۳۱۹ ❹ تاریخ کبیر ابن عساکر ج ۵: ۴۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضر ہو اور جسے مال کی ضرورت ہو وہ میرے پاس آ جائے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا والی اور قاسم بنایا ہے۔[1]

تعلیم بالغاں:

معلم انسانیت ﷺ نے تعلیم بالغاں کے لیے متعدد طریقے اختیار فرمائے ایک جماعت ایسے افراد پر مشتمل تھے۔ جس نے تعلیم کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں ایسے حضرات کی تعلیم اور قیام کا انتظام مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں کیا گیا تھا' اور وہ جماعت ''اصحاب صفہ'' کے نام سے شہرت رکھتی تھی۔

علاوہ ازیں حضور اقدس ﷺ انصار اور مہاجرین کو خود بھی علمی جواہر پاروں سے سرفراز فرماتے اور بعض ماہرین تعلیم کی خدمات بھی حاصل کر رکھی تھیں جو مسلمانوں کو دینی تعلیم اور لکھنے پڑھنے کی تعلیم سے بہرہ یاب کرتے تھے۔ چنانچہ ہجرت کے بعد معلم انسانیت ﷺ نے علم وادب کی ترویج وترقی کے لیے خصوصی توجہ دی اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے بھی مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی شریف کے ایک گوشہ کو "صُفَّـہ" جسے موجودہ زبان میں "Residential University" رہائشی یونیورسٹی کہا جا سکتا ہے۔ علم وادب کا مرکز قرار دیا۔ اس یونیورسٹی میں مقیم طلبا وفضلاء ''اصحاب صفہ'' کے نام سے شہرت رکھتے تھے' اس میں زیر تعلیم طلبا دو قسم کے تھے۔ کچھ طلبا شہر کے مختلف حصوں میں رہائش پذیر تھے جو پڑھائی سے فارغ ہو کر گھروں کو چلے جاتے اور کچھ ایسے تھے جن کا گھر نہ ہونے کی وجہ سے وہی ان کا ہوسٹل بھی تھا۔ جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عوالی میں قیام رکھتے تھے' جو مسجد نبوی شریف سے کسی قدر دور ہونے کی وجہ سے آپ کے لیے ہمہ وقتی اکتساب علم وفیض ممکن نہ تھا۔ تاہم یہ معمول بنا رکھا تھا کہ ایک دن خود آتے اور دوسرے روز اپنے پڑوسی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھیجتے' تاکہ خرمن نبوت سے

[1] مجمع الزوائد ج۱: ۱۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشہ چینی سے کسی دن بھی محروم نہ رہیں۔ ❶

اگر چہ اس پہلی ''اسلامی یونیورسٹی'' میں تعلیم ابتدائی نوعیت کی تھی۔ اس کے باوجود متعدد شعبوں پر مشتمل تھی۔ مثلاً لکھائی' پڑھائی کا شعبہ' تعلیم قرآن کا شعبہ' جو لوگ لکھنا پڑھنا سیکھ لیتے انہیں اس وقت تک نازل شدہ آیات قرآنی کی تعلیم دی جاتی۔ فقہی احکام و مسائل کا شعبہ' ہر ایک شعبہ میں ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کام کرتے تھے' مزید برآں یہ کہ معلم اعظم ﷺ بحیثیت رئیس ادارہ وقتاً فوقتاً خود بھی انہیں تعلیم سے نوازتے تھے۔

تاریخ اسلام کی اس پہلی ''اقامتی درسگاہ'' میں طلبہ کی مجموعی تعداد بعض اوقات چار سو تک بھی ہو جاتی تھی۔ ❷

اصحابِ صفہ کے معروف اساتذہ میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا نام نامی بھی سرفہرست تھا' موصوف خود بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اصحاب صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن مجید پڑھانے اور لکھائی کی مشق کرانے پر مجھے مامور فرمایا چنانچہ میرے ایک شاگرد نے مجھے ایک کمان ہدیہ میں بھیجی تھی۔ ❸

علاوہ ازیں دوسرے مسلمان نماز سے فارغ ہو کر حضور انور ﷺ کے پاس حلقہ بنا کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

> ''معلم انسانیت ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور آپ سے قرآن مجید' وراثت اور سنن کی تعلیم حاصل کرتے تھے''۔ ❹

تعلیم و تعلم کا طریقہ عموماً یہ ہوتا تھا' کہ طلبہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے' ان میں سے ایک آدمی

---

❶ صحیح بخاری کتاب العلم' باب التناوب فی العلم ج ۱: ۱۹ ❷ مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ: ۸

❸ سنن ابوداؤد شریف کتاب البیوع باب فی کسب العلم ج ۲: ۵۸۲' مجمع الزوائد ج ۱: ۲۶

❹ مجمع الزوائد ج ۱: ۱۳۲ کشف الاستار الہیثمی ج ۱: ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی آیات یا احادیث پڑھتا' دوسرے لوگ سنتے' پھر دوسرا پڑھتا اور باقی لوگ سنتے' اسی طرح حلقہ میں شریک ہر آدمی باری باری پڑھتا تھا۔ جس سے سب حضرات بڑی سہولت کے ساتھ قرآنی آیات اور احادیث یاد کر لیتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ علمی حلقے ساٹھ ساٹھ افراد پر مشتمل ہوتے تھے۔[1] ایک مرتبہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے دیکھا کہ ایک حلقہ تعلیم قائم ہے اور ایک قاری قرآن مجید پڑھ رہا ہے۔ باقی سب سن رہے ہیں پڑھنے والے کی نگاہ اچانک امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو احتراماً رُک گیا اور ادب سے سلام عرض کیا۔ آپ حلقہ میں بیٹھ گئے اور ہاتھ سے پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا لیا' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز تعلیم سے بیحد مسرور ہوئے۔[2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں دو حلقوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا:

كلاهما على خير. ''دونوں بھلائی پر ہیں''۔

جب کہ دونوں میں سے ایک افضل ہے۔ ایک جماعت ذکر و فکر میں مصروف اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے ہے اور دوسری جماعت جو فقہ کی تعلیم و تفہیم میں منہمک اور علم و عمل کی نشر و اشاعت میں مشغول اور ان پڑھ لوگوں کے دل نور علم سے منور کر رہے ہیں۔ وہی افضل جماعت ہے۔ پھر فرمایا مجھے بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ بنا بریں میری پسندیدہ یہی جماعت ہے۔ سو آپ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔[3]

ایک مرتبہ سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ نبوت سے برآمد ہوئے اور مسجد میں لوگوں کے دو حلقے دیکھے جن میں سے ایک حلقہ میں لوگ تلاوت اور دعا میں مصروف تھے۔ جب کہ دوسرے حلقہ والے تعلیم و تعلم میں مشغول تھے۔ آپ نے

---

[1] کشف الاستار الہیثمی ج ۱: ۱۶۱ [2] ابوداؤد ج ۲ کتاب العلم باب فی القصص ۹ ۷ حلیۃ الاولیاء ج ۱: ۳۴۲ [3] سنن دارمی ج ۱: ۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کے کام کی تعریف وتحسین فرمائی۔ کہ ایک حلقہ تلاوت ودعا جیسے نیک کام میں مصروف ہے اور دوسرا قرآن مجید کی تعلیم سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ چونکہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں لہٰذا میرا محبوب حلقہ درس وتدریس والا ہے اس لیے آپ تعلیم والے حلقہ میں بیٹھ گئے۔ ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلیمی حلقے روز افزوں ترقی پذیر تھے، جن میں طلباء کا جم غفیر دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے تھے، جیسا کہ سیدنا اشقیا اصبحی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی شریف میں ایک شخص کے گرد زبردست بھیڑ اور لوگوں کا بے پناہ ہجوم دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث کے انمول موتی حاصل کر رہے ہیں۔ ❷

حلقہ ہائے تعلیم وتعلم بسا اوقات پوری پوری رات قائم رہتے، تعلیمی مجالس نماز عشاء کے بعد شروع ہوتیں اور اذان فجر تک جاری رہتیں طلباء کی خواہش ہوتی کہ رات جلد ختم ہوتا کہ ہم دوسرے لوگوں سے مل کر تعلیمی مذاکرہ کر سکیں، حضرت ابراہیم النخعی کہا کرتے تھے کہ رات مجھ پر لمبی ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے دوسرے طالب علموں سے مذاکرہ کیا۔ ❸

یونہی سیدنا حارث بن یزید العکلی، سیدنا ابن شبرمۃ، سیدنا القعقاع بن یزید اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ نماز عشاء کے بعد سے صبح تک تعلیمی مشاغل میں مصروف رہتے تھے۔ ❹

اصحاب صفہ کے نادار اور مفلس حضرات دن کے وقت شیریں پانی بھر لاتے یا جنگل سے لکڑیاں چن لاتے اور انہیں بیچ کر جو کچھ حاصل ہوتا اسے وجہ معاش میں خرچ کرتے ان مصروفیات کی وجہ سے انہیں تعلیم حاصل کرنے کا دن کے وقت موقع

---

❶ سنن ابن ماجہ فضل العلماء والحث علی طلب العلم: ۲۱ ❷ جامع ترمذی ابواب الزہد باب فی الریا والسمعۃ ج ۲: ۶۳ ❸ السنۃ قبل التدوین: ۱۶۱ ❹ سنن دارمی ج ۱: ۱۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ملتا تھا۔ اس لیے اپنا علمی ذوق پورا کرنے کی خاطر تعلیم کے لیے رات کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔ ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو کھڑے ہوئے پڑھا رہے ہیں۔ اور آپ کے شکم مبارک پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا تاکہ کمر سیدھی کر سکیں۔ ❷

ایک روایت میں ہے کہ جب رات ہو جاتی تو اصحاب صفہ ایک معلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور صبح تک تعلیم حاصل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔

تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا یہ محبوب مشغلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بے حد تعلیمی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ مجمع کی کثرت اور تعلیمی ذوق و شوق کے باعث قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے والوں کی آوازیں اس قدر بلند ہوتیں کہ شور بپا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تاکید کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ اپنی آوازیں پست کریں۔ تاکہ کوئی مغالطہ پیش نہ آئے۔ ❸

عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں نو مساجد تھیں' آپ نے حکم دیا کہ اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں اپنے ہمسایوں سے تعلیم حاصل کرو۔ سب لوگ مرکزی مسجد میں نہ آیا کریں کیونکہ اس طرح طلباء کی تعداد بڑھ جانے کا اندیشہ تھا۔ جس سے سب کی تعلیم متاثر ہوتی اور پھر اساتذہ کی ناکافی تعداد کے باعث بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ہی نہ مل سکتا۔ ❹

ان مساجد میں قرآن مجید اسلامی احکام' قراۃ اور کتابت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ❺ جب بھی کوئی مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچتا' تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اسے کسی کے سپرد کر دیتے اور ارشاد فرماتے کہ اسے علم دین سکھاؤ۔ ❻

---

❶ صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید ج ۲: ۱۳۹ ❷ ابونعیم فی الحلیہ ج ۱: ۳۴۲ ❸ مناہل العرفان ج ۱: ۲۳۴ ❹ اسلامی ریاست: ۱۴۷ ❺ السنہ قبل التدوین ۲۹۹ ❻ مناہل العرفان ج ۱: ۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسن انسانیت ﷺ نے ہر مسلمان کو دینی علوم سے بہرہ یاب ہونے کے لیے فرمایا: ''کہ جوان پڑھ ہیں اپنے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل کریں اور جو تعلیم یافتہ ہیں وہ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ایک دوسرے کو برے کاموں سے منع کریں اور اچھی باتوں کا حکم کریں۔ ❶

علاوہ ازیں بہت سے خوش نصیب عالی مرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت معلم انسانیت ﷺ خود بنفس نفیس فرماتے تھے' جن میں سرفہرست حضرات خلفاء راشدین سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سیدنا ابوہریرہؓ سیدنا ابوذر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم وغیرہ تھے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن مجید حضور اقدس ﷺ ہی سے یاد کیا تھا۔

یہ سب حضور اکرم ﷺ کی شان اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا کا فیض تھا کہ خود حضور کا امتیاز خصوصی علم و تعلیم کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے سے عرصہ میں سرزمین عرب کا جہالت کدہ علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا اور ان ہی عربوں کی شاگردی ایشیاء افریقہ اور یورپ نے بھی اختیار کی۔

مؤرخین کی تصریحات کے مطابق مدینہ منورہ میں ۲ھ میں ایک اور اقامتی درسگاہ ''دار القراء'' بھی پائی جاتی تھی۔ جو مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے مکان میں قائم تھی۔ ❷

وفود کے ذریعہ ترویج تعلیم:

دور دراز علاقوں میں آباد قبائل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے اور انہیں علوم دینیہ سے روشناس کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ قبائلی نمائندے تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ آتے' جن کی تعلیم و تربیت اور قیام و طعام کی رحمت عالم ﷺ ذاتی طور پر

❶ طبقات ابن سعد ج ۵ تذکرہ ابن ام مکتومؓ استیعاب ج ۴: ۱۵۰' تذکرہ عبداللہ ابن ام مکتومؓ الترتیب الاداریہ ج ۱: ۵۶ ❷ مجمع الزوائد ج ۱ص ۱۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگرانی فرماتے تھے۔

چنانچہ وفد عبدالقیس آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلہ مضر حائل ہے۔ جس کی وجہ سے ہم صرف اشہر حرام (جن مہینوں میں جنگ حرام سمجھی جاتی تھی) کے علاوہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے' لہٰذا ہمیں اسلامی تعلیم سے بہرہ ور فرمائیں؛ تا کہ ہم اسلامی احکام پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو جو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے تبلیغ کریں' چنانچہ آپؐ نے انہیں' توحید و رسالت' نماز' زکوٰۃ اور مالِ غنیمت کے مسائل و احکام کی تعلیم دی۔ ❶

حضور اقدس ﷺ نے اس وفد کو انصار کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ان حضرات کی مہمان نوازی کے ساتھ انہیں دینی تعلیم بھی دیں۔ بعد میں جب نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تم نے انصار کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرنے لگے ان حضرات نے ہمارے لیے عمدہ کھانے اور نرم بستروں کا انتظام کیا اور ساری ساری رات ہماری تعلیم پر صرف کرتے رہے:

تعلموا نا کتاب ربنا و سنة نبینا.

''ہمیں اللہ کی کتاب اور ہمارے نبی کی سنت کی تعلیم دیتے تھے''۔

حضور انور ﷺ یہ سن کر بے حد مسرور ہوئے' وفد کے شرکاء میں سے بعض نے التحیات یاد کر لی۔ کسی نے سورہ فاتحہ' کسی نے ایک سورت بعض نے دو سورتیں سیکھ لیں اور اسی طرح دوسرے احکام بھی سیکھے۔ ❷

ایک روایت میں ہے کہ معلم انسانیت ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے وطن لوٹ جاؤ اور اپنے اہل و عیال کو علم دین سکھاؤ۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری کتاب المناقب ج۱: ۴۹۸ ❷ مسند امام احمد ج۳: ۴۳۲

❸ صحیح بخاری کتاب العلم باب تحریض النبی ﷺ ج۱: ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے کچھ ہم عمر نوجوانوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم لوگ بیس دن تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے' پھر جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا۔ کہ اب ہمارے دل اپنے خویش واقارب کی ملاقات کے لیے بے تاب ہیں تو آپؐ نے ہم سے اہل و عیال کے متعلق دریافت فرمایا چونکہ آپ بہت زیادہ دردمند اور شفیق تھے' پھر ہمیں واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی اور تاکید فرمائی کہ جس قدر دینی تعلیم تم حاصل کر چکے ہو اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تعلیم دو اور انہیں بھی نماز پڑھنے کا حکم کر دو۔ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے اذان بھی کہو۔❶

ملوک کندہ کا وفد بحضور فیض گنجور امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوا۔ اسلام قبول کیا اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید اور وراثت کے مسائل کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔❷

اسی طرح وفد بنوتمیم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مدت تک مدینہ منورہ میں قیام کر کے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔❸

تعلیم السنہ:

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نہ صرف مذہبی تعلیم سے بہرہ یاب فرمایا' بلکہ دینی اغراض کے پیش نظر دوسری قوموں کی زبان سیکھنے کی ترغیب بھی دی' جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو مجھے ارشاد فرمایا کہ یہود کی کتابت یعنی سریانی زبان سیکھ لو۔ کیونکہ مجھے یہود پر اعتماد نہیں۔ میرے نوشتے ان کی تحریف سے محفوظ نہیں رہ سکتے' آپ کی چاہت پر میں نے سریانی زبان سیکھنا شروع کر دی' ابھی پندرہ دن بھی گزرنے نہیں

---

❶ سنن دارمی ج ۱: ۲۳۰' کتاب الصلوٰۃ' باب من احق بالامامۃ ❷ ابن خلدون سنہ وفود

❸ اُسد الغابہ تذکرہ عمرو بن ارقم

www.KitaboSunnat.com

پائے تھے کہ میں نے اس میں مہارت حاصل کر لی۔ اس کے بعد میں اس خدمت پر بھی مامور ہوا کہ یہود کے سریانی زبان میں تحریر کردہ خطوط کے ترجمہ سے حضور اکرم ﷺ کو آگاہ کروں۔ اور آپ کے فرامین کو سریانی زبان میں لکھ کر یہود کی طرف روانہ کروں۔ ❶

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں فرائض یعنی ترکہ اور میراث کے مسائل کے ماہر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں''۔ ❷

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ سیدنا فاروق اعظم' سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے زمانہ ہائے خلافت میں قضاء' فتویٰ فرائض اور قرأت کے مسائل میں مدینہ کریمہ کے اندر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔ ❸

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نہ صرف سریانی یا عبرانی زبان کے ماہر تھے' بلکہ انہیں قبطی اور فارسی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا۔ اور یہ تمام زبانیں مدینہ منورہ آنے کے بعد وہاں آنے والے غیر ملکی لوگوں سے سیکھ لی تھیں۔ ❹ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے یہ زبانیں مدارس ماسلہ میں سیکھی تھیں۔ ❺ ماسلہ اس مقام کا نام ہے جہاں یہود نے مکتب قائم کر رکھے تھے۔

آپ نے فارسی زبان صرف چند دنوں میں سیکھ لی تھی۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک ایرانی وفد چند دنوں کے لیے نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ آیا۔ ان نووارد لوگوں سے قریبی روابط کے باعث حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اتنی فارسی سیکھ لی۔ جس سے ان لوگوں کے ساتھ روزمرہ کی گفتگو سہولت سے کر سکیں ان کی

❶ ابوداؤد شریف کتاب العلم ج ۲:۵۱۳' جامع ترمذی کتاب العلم باب تعلیم السریانیہ ج ۲: ۱۰۰' فتوح البلدان ج ۲' طبقات ابن سعد ج ۲:۳۷۳ ❷ مجمع الفوائد ج ۱:۲۶ ❸ طبقات ابن سعد ج ۲:۳۷۴ تاریخ کبیر ابن عساکر ج ۵:۴۴۵ ❹ التنبیہ والاشراف: ۲۳۶ ❺ ابن عساکر ج ۵:۴۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات معلوم کرلیں اور ان کے مختلف سوالات کا جواب بھی دے سکیں۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں دونوں انگلیاں چوس رہا ہوں ایک سے شہد اور دوسری سے دودھ نکل رہا ہے سید عالم ﷺ نے اس کی تعبیر یہ ارشاد فرمائی کہ تم قرآن مجید اور تورات سے استفادہ کرسکو گے۔ چنانچہ انہوں نے سریانی زبان کی تعلیم حاصل کی اور بائبل کا ترجمہ سریانی زبان میں پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور ایک دن تورات پڑھنے کا معمول بنا رکھا تھا۔ [2]

سیدنا حنظلہ بن الربیع بن صیفی الاسدی التمیمی سریانی عبرانی وغیرہ زبان میں مہارت رکھتے تھے چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں حضور اقدس ﷺ کے مکاتیب کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ [3]

تعلیم نسواں:

سرزمین عرب میں جہاں مرد علم وادب کی نعمت سے محروم تھے وہاں عورتیں زیور تعلیم سے کیونکر آراستہ ہوسکتی تھیں۔ اسلام سے پہلے ''شفا بنت عبداللہ عدویہ'' کے تعلیم یافتہ ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اسلام نے جس طرح نوع انسانی پر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ عورتوں کو بھی تعلیم کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ اگرچہ ابتداء میں نامور تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد بہت کم تھی۔ مگر بتدریج انہوں نے علم کے میدان میں بلند مقام حاصل کرلیا۔ شفا بنت عبداللہ العدویہ کے متعلق اُسد الغابہ میں ہے:

كَانَتْ مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَآءِ وَ فُضَلَائِهِنَّ.

''عورتوں میں بہت بڑی عقلمند اور فاضل تھیں''۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی علمی حیثیت مسلم تھی' تابعین کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل وکمال سے مستفیض ہوتا رہا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

---

[1] اسلامی ریاست ۱۵۲ [2] اسلامی ریاست: ۱۵۲ [3] التنبیہ والاشراف: ۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم حدیث کے اسرار و رموز میں اس قدر مہارت رکھتی تھیں کہ ان کا کوئی مد مقابل نہ تھا' وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں' تابعین کی ایک بڑی جماعت نے ان سے اکتساب علم کیا۔ ❶

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم کے لیے سیدہ شفا بنت عبداللہ کی خدمات حاصل کی گئی تھیں' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا' جس طرح تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو جھاڑ پھونک کا طریقہ سکھایا۔ انہیں لکھنا پڑھنا بھی سکھا دو۔ ❷

ام الدردا ھُجیمہ رضی اللہ عنہا حمیر کی شاخ بنو وصاب کی چشم و چراغ تھیں۔ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ مکرمہ تھیں۔ علوم و معارف میں نامور عالم' وسعتِ علم اور فہم و فراست میں بہت بلند مقام تھا۔ ان سے اکتساب علم کرنے والوں میں حضرت مکحول' حضرت سالم بن ابی الجعد' زید بن اسلم' اسماعیل بن عبداللہ اور ابو حازم مدنی جیسے اجلہ اور مشاہیر علما شامل ہیں۔ ❸

علامہ بلاذری التوفی ۲۷۹ھ/۸۹۸ء کی تفصیلات کے مطابق حسبِ ذیل عورتیں بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ شفا بنت عبداللہ العدویہ' سیدہ حفصہ بنت عمر' سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ' سیدہ عائشہ بنت سعد اور کریمہ بنت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ ❹

معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم اور تحریر و کتابت کی ترغیب و تحریص کے لیے صرف مردوں ہی کا انتخاب نہیں فرمایا' بلکہ زیور تعلیم اور فن تحریر سے عورتوں کو بھی مستفید ہونے کے مواقع فراہم کیے' عورتوں کا تعلیمی ذوق بھی مردوں سے کچھ کم نہیں تھا۔ وہ دین کے ہر ایک کام میں مردوں سے مسابقت کے لئے کوشاں رہتی تھیں:

چنانچہ ایک مرتبہ کچھ عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں۔ کہ دین سیکھنے میں مرد ہم سے سبقت لے گئے۔ اس لیے آپ

---

❶ مسند امام احمد ج ۶: ۲۹۹ ❷ سنن ابو داؤد کتاب الطب ج ۲: ۹۷ ❸ تذکرۃ الحفاظ تذکرہ ام الدرداء ❹ فتوح البلدان ج ۲: ۲۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر کر دیں تا کہ ہم بھی دین کے احکام سیکھ سکیں۔
چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں وعظ و تذکیر کے لیے ایک دن مقرر کر دیا''۔ ❶

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد آپ کے وعظ و ارشاد سے مستفید ہوتے ہیں لیکن ہم محروم ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر کریں تا کہ ہم بھی دین کی تعلیم حاصل کر سکیں' آپؐ نے فرمایا عورتیں فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جایا کریں۔ چنانچہ حسب ہدایت عورتیں جمع ہوتیں اور حضور اقدس ﷺ ان کے مجمع میں تشریف لاتے اور انہیں دین کے احکام ومسائل سکھاتے''۔ ❷

حضور اقدس ﷺ نے عورتوں کی پیش کش پر ان کی تعلیم و تذکیر کے لیے ہفتہ میں ایک دن مخصوص کر دیا تھا۔ ❸ عورتوں کی تعلیم کے لیے معلم اعظم ﷺ نے اوقات مخصوص فرما رکھے تھے' جن میں عورتیں حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرتیں اور حضور انور ﷺ انہیں تعلیم اسلام سے بہرہ یاب فرماتے' ان مجالس میں عورتیں اپنے مخصوص مسائل بھی دریافت کرتیں اور آپ ان کے سوالات کے جوابات مرحمت فرماتے تھے۔ ❹
چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی کیفیت کو اس طرح بیان کرتی ہیں:

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَّتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ. ❺

''انصار کی عورتیں بہت ہی اچھی ہیں۔ جنہیں دین کے مسائل دریافت کرنے میں حیا آڑے نہیں آتی''۔

---

❶ صحیح بخاری کتاب العلم ج ۱: ۲۰' مسند احمد ج ۱۳: ۸۵ حدیث ۷۳۵۱ ❷ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ باب تعلیم النبی ﷺ اُمتہ من الرجال والنسا' مسند امام احمد ج ۱۳' حدیث ۷۳۵۱
❸ صحیفہ ہمام بن منبہ ۲۰ ❹ السنۃ قبل التدوین: ۵۴ ❺ صحیح بخاری کتاب العلم: ج ۱: ۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ملحان کی بیٹی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جبکہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی موجود ہوتی تھیں۔ اور آپ سے دین کے مسائل دریافت کرتیں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ۔ ❶

"اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ پس کیا عورتوں کو اگر احتلام ہو جائے تو وہ غسل کریں گی"۔

صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن سنت اور تبلیغ دین میں عظیم مرتبہ کی حامل تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم دین حاصل کرنے میں عورتوں سے سبقت لے گئے ہیں تو عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ مجلس منعقد کرنے کی درخواست کی' تاکہ وہ آپؐ سے تعلیم دین اور عورتوں کے مخصوص مسائل سے بہرہ یاب ہو سکیں۔ چنانچہ دوسری مجالس کے علاوہ عید وغیرہ کے اجتماعات میں عورتیں شامل ہو کر آپؐ سے علم دین اور مسائل سے استفادہ کرتی تھیں۔ ❷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ انصار کی عورتیں دینی مسائل دریافت کرنے میں بہت دلچسپی رکھتی ہیں۔ ❸

علاوہ ازیں عورتیں دینی مسائل اور عورتوں کے مسائل ازواج مطہرات سے بھی دریافت کرتی تھیں' ان سے احکام سیکھ کر دوسری عورتوں کو بھی آگاہ کرتی تھیں۔ ❹

عورتوں کے تعلیمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ بعض خواتین نے اپنے شوہروں سے سوائے اس کے مہر طلب نہیں کیا۔ کہ وہ انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیں گے۔ ❺

---

❶ بخاری شریف ج ۱:۴۳ ❷ السنہ قبل التدوین: ۷۰ ❸ کشف الاستار الہیثمی ج ۱:۹۱ ❹ السنۃ قبل التدوین: ۶۹ ❺ مناہل العرفان ج ۱:۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی ذہانت اور قرآن مجید کے ساتھ گہرے قلبی تعلق کا اندازہ حارثہ بن النعمان کی صاحبزادی کے اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حضور انور ﷺ سے خطبہ جمعہ میں سورہ ق والقرآن مجید سن سن کر زبانی یاد کر لی تھی۔ ❶

تعلیم اطفال:

بچے ملک وملت اور مذہب ودین کے مستقبل کے معمار اور محافظ ہوتے ہیں بچوں نے ہی بڑے ہو کر ملک وملت کا انتظام وانصرام اپنے ہاتھ میں لینا ہوتا ہے اس لیے ان کی تعلیم وتربیت بے حد ضروری اور سب سے مقدم ہے۔ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو کس قدر مفید اور قابل رشک وصیت فرمائی:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنْ تَكُونُوا صِغَارَ قَوْمٍ فَعَسٰى أَنْ تَكُونُوا كِبَارَ قَوْمٍ آخَرِيْنَ. ❷

"تم علم حاصل کرو اگر آج قوم میں سب سے چھوٹے ہو۔ تو کل دوسرے لوگوں میں علم کی برکت سے بزرگ بن جاؤ گے"۔

بچوں کا ذہن اثر پذیری اور محافظت میں بے حد مستعد ہوتا ہے' پھر خالی الذہن ہونے کی بنا پر جو کچھ پڑھتے اور سنتے ہیں وہ دل پر نقش دوام بن جاتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کیا ہی خوب فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ وَ طَلَبُ الْعِلْمِ فِي الْكِبَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْمَاءِ. ❸

"بچپن میں علم حاصل کرنا ایسا ہے جیسے پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں علم حاصل کرنا پانی میں نقش کی طرح ہے"۔

چنانچہ محسن انسانیت ﷺ نے قوم کے نونہالوں اور امت کے پاسبانوں کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ دی قرآن وحدیث اور فقہی مسائل کی تعلیم کے علاوہ عام

---

❶ صحیح مسلم ج ۱: ۲۸۶ کتاب الجمعہ ❷ عیون الاخبار ج ۲: ۱۲۳ ❸ ایضاً ج ۲: ۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوشت وخواندہ کے جس سنہری دور کا آغاز مدینہ منورہ سے ہوا تھا۔ اس میں بچوں کی تعلیم وتعلم کو اوّلیت حاصل تھی۔

اگرچہ اسلام سے پہلے بھی مدینہ منورہ میں یہود نے بچوں کے اسکول قائم کر رکھے تھے جن میں تجربہ کار اور بلند پایہ معلم تعینات تھے۔ ابوسفیان بن امیہ بن عبدالشمس بشر بن عبدالملک السکونی' ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن زرارہ المعروف ''الکاتب'' جیسے مشہور اساتذہ تعلیم پر مامور تھے۔ ❶

مدینہ منورہ میں واقع نو مساجد کے قرب وجوار میں بچوں کے لیے تعلیمی درسگاہیں تھیں' جن میں قرآن مجید کی تعلیم کے علاوہ لکھنے کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔ ❷ اور لکھائی کی مشق کرنے کے لیے تختی استعمال کی جاتی تھی' جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا تختی پر لکھا کرتی تھیں۔ ❸

آپ نے خواندگی کو عام کرنے کی خاطر بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ دی۔ چنانچہ جب اسیرانِ بدر مدینہ منورہ لائے گئے اور ان میں سے بعض نادار لوگ فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اس لیے نبی مکرم ﷺ نے اُن کا فدیہ اس طرح ادا کرنے کی سہولت فراہم کر دی کہ یہ لوگ انصار کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں جب وہ لکھنے میں ملکہ حاصل کر لیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ان قیدیوں نے انصار کے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا اور قید سے رہائی مل گئی۔ ❹

حضرت ابوعامر سلیم جو حدیث کے رواۃ میں سے ہیں' کا کہنا ہے کہ میں بچپن میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ آیا تو مجھے تعلیم حاصل کرنے کے لیے مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ استاد مجھے لکھائی کی مشق کراتے جب مجھ سے میم لکھواتے اور میں اچھی طرح نہ لکھ سکتا' تو مجھے کہتے جس طرح گائے کی آنکھ گول ہوتی ہے ایسے میم لکھو۔ ❺

---

❶ کتاب المحبر عنوان اشرف المعلمین: ۴۷۵ ❷ السنہ قبل التدوین ۲۹۹ ❸ ایضاً ۳۰۰ ❹ طبقات ابن سعد ج ۱: ۶۴۳ روض الانف ج ۲: ۹۲ ❺ معجم البلدان بحوالہ اسوہ صحابہ ج ۲: ۲۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے علمی ذوق اور قرآن مجید کے ساتھ والہانہ عقیدت کا اندازہ ایک کم سن بچے کے حیرت انگیز واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما عہد رسالت کے ایک کمسن صحابی تھے جن کا گھر شارع عام پر ایک چشمہ کے کنارے واقع تھا۔ جہاں آنے جانے والے مسافر آرام کرتے تھے۔ موصوف کی عمر ابھی صرف سات برس کی تھی اور لطف یہ کہ اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے' لیکن مسلمان مسافروں سے قرآن مجید کی مختلف آیتیں اور سورتیں سن سن کر یاد کر لی تھیں' اس طرح مسلمان ہونے سے پہلے ہی قرآن مجید کا ایک اچھا خاصا حصہ یاد ہو گیا تھا۔❶

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علمی ذوق وشوق کا یہ عالم تھا' کہ حضور انور کی خدمت میں آنے سے پہلے ہی لکھنا جانتے تھے۔ انہیں دس سال کی عمر میں ان کی والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کہتے ہوئے پیش کیا:

هٰذَا اِبْنِي وَهُوَ غُلَامٌ كَاتِبٌ. یہ میرا بیٹا ہے اور یہ لکھنا جانتا ہے۔

اس پہلی حاضری کے بعد مسلسل دس سال رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و تربیت میں اس طرح رہے' جیسے گھر ہی کے ایک فرد ہوں۔❷ اور جس دن ان کا وصال ہوا۔ تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذَهَبَ الْيَوْمَ نِصْفُ الْعِلْمِ.❸

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو اس وقت میری عمر گیارہ سال تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اس بچے کو قرآن مجید کی سولہ سورتیں یاد ہیں۔❹ جب کہ ایک روایت میں ہے کہ ۱۷ سورتیں حفظ کر چکا ہے اور حضورؐ نے ان سے قرآن مجید سنا۔❺

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بچوں کو پڑھائی میں مصروف ومشغول دیکھ کر

---

❶ جامع ترمذی ابواب الزہد باب فی الریا والسمعۃ ❷ الاکمال فی اسماء الرجال مرقاۃ ج ۱: ۲۳ ❸ مجمع الزوائد ج ۹: ۳۲۵ ❹ مستدرک حاکم ج ۳: ۴۲۱' تاریخ کبیر ابن عساکر ج ۵: ۴۴۶ ❺ کنز العمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی اور فرحت سے فرماتے' شاباش' تم حکمت کے سرچشمے اور تاریکی میں روشنی کے مینار ہو۔ تمہارے کپڑے تو پھٹے پرانے ہیں۔ مگر دل تروتازہ ہیں۔ تم علم کی خاطر گھروں میں مقید ہو۔ لیکن تم ہی قوم کے مہکتے ہوئے پھول ہو۔[1]

خواجہ حسن بصریؒ کا فرمان ہے کہ بچپن میں تحصیل علم' پتھر پر لکیر ہے۔[2]

غلاموں کی تعلیم:

اسلامی مدارس میں بغیر کسی تفریق و امتیاز کے آزاد اور غلام بچوں کی تعلیم کا یکساں اور یکجا انتظام تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اُون صاف کرنے کے لیے مدرسہ سے طلبا بلائے' لیکن یہ تاکید کی کہ آزاد بچے نہ بھیجے جائیں۔[3]

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ غلام اور آزاد بچوں میں سوشل مساوات اور برابری ہی کا نتیجہ ہے کہ تحصیل علم وکمال کے دروازے سب کے لیے یکساں طور پر کھلے ہوئے تھے' اگر کوئی غلام اپنی فطری استعداد' محنت اور ذاتی ذوق وشوق کے باعث علم وفضل میں نمایاں مقام حاصل کر لیتا' تو اس کی تعظیم وتکریم' اس کی علمی جلالتِ شان کے مطابق کی جاتی تھی' اس نسلی امتیاز کی بیخ کنی پر کتنے ہی واقعات شاہد ہیں۔ مثال کے طور پر فتح مکہ کے وقت جب کوکبۂ نبویؐ انتہائی آن بان اور شان وتجمل سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا' تو اس تاریخی موقع پر کسی قریشی سردار کی بجائے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو شرفِ ہمرکابی نصیب ہوا۔ اور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال'' کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہو۔

اللہ اکبر! وہ حریم قدس جسے اسلام کے معمار اوّلیں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کیا تھا۔ عرصہ دراز تک ''بت کدہ'' بنے رہنے کے بعد پھر ایک حبشی نژاد غلام کی

---

[1] العلم والعلماء:۴۹ [2] ایضاً:۵۱

[3] صحیح بخاری کتاب الدیات باب من استعار عبدا اوصبیا ج ۲:۱۰۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان توحید سے گونج اٹھا' اسلام کی نگاہ میں غلاموں کی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا۔

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے حمران بن ابان کو خرید کر لکھنا پڑھنا سکھایا' جب وہ اس میں پختہ ہو گیا تو اسے میر منشی کے عہدہ پر فائز کر دیا۔❶

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام ''عکرمہ'' کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینے میں بیحد کوشش اور جدوجہد سے کام لیا۔ سفر اور حضر میں اپنے ساتھ رکھ کر علوم دینیہ کا ماہر بنایا' موصوف چالیس برس مسلسل اپنے شفیق آقا کی خدمت میں رہ کر تحصیل علوم میں مصروف رہے۔❷

ان کی تمام تر تعلیم و تربیت سیدنا ابن عباسؓ کے دامانِ فضل و کرم میں ہوئی۔ جس کے باعث وہ غلام ہونے کے باوصف علم و کمال کے آسمان پر مہر جہاں تاب بن کر چمکے۔

سیدنا سالم مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لقب سے شہرت رکھتے تھے' موصوف حضرت ابو حذیفہ کی زوجہ مکرمہ ثبیتہ بنت یعار الانصاریہ کے آزاد کردہ غلام تھے' حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ قرأت اور حسن صوت کے امام تھے۔ فن تجوید و قرأۃ میں خداداد صلاحیت کے پیش نظر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

> ''قرأت سیکھنے کے لیے چار ماہرین فن سے کسبِ فیض کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ' حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم:❸

خوش الحانی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں تشریف لا رہی تھیں۔ کہ راستہ میں رُک گئیں' سرور کونین ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے کہا ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا' اس کی مسحور کن آواز نے مجھے سننے پر مجبور کر دیا۔ حضور اقدس ﷺ کو یہ بات سن کر اس قدر اشتیاق

---

❶ فتوح البلدان ❷ تذکرۃ الحفاظ عنوان حبر امت عکرمہؒ

❸ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن ج ۲: ۷۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا' کہ فوراً رداء مبارک سنبھالتے ہوئے باہر تشریف لائے' جب دیکھا کہ قاری حضرت سالم تھے' تو زبان قدس یوں زمزمہ پیرا ہوئی:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَکَ. ❶

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں تمہارے جیسے لوگوں کو پیدا کیا''۔

ایک آزاد کردہ غلام کے لیے اس سے بڑھ کر فضیلت و بزرگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود نبوت کی زبان حق ترجمان اس پر فخر و ناز کرے۔

معلم انسانیت ﷺ نے غلاموں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

''جس آدمی کے ہاں لونڈی ہو۔

فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا وَ عَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا.

''اس کی اچھی تہذیب و تربیت کی اور اسے عمدہ تعلیم دلائی''۔

اسے تعلیم و تربیت اور علم و حکمت سے آراستہ کر کے آزاد کر دیا۔ اور پھر اس سے نکاح کر لیا۔ تو اسے دو اجر ملیں گے۔ ❷

اس طرح حسن انتظام اور اعلیٰ کارکردگی کے باعث چند سالوں میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تحریر و کتابت' املاء و انشاء میں مہارت حاصل کر لی جنہیں شعبوں میں محرر کے منصب پر فائز کر دیا گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کی موجودگی میں ہر معاملہ کے کاتب تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ الثقفی اور حضرت حصین بن نمیر آپ کی ضروریات کی چیزیں لکھنے پر مامور تھے۔ حضرت عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث اور علاء بن عقبہ معاہدوں کی دستاویزات لکھنے پر تعینات تھے' حضرت زبیر بن العوام اور جھیم بن صلت اموال صدقات لکھتے تھے' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما حجاز میں فصل کٹنے

---

❶ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب امامۃ العبد ❷ ایضاً باب تعلیم الرجل امتہ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے اس کا اندازہ رمیزانیہ لکھا کرتے تھے' حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی مال غنیمت کی تفصیلات لکھنے کا کام کرتے تھے۔ ان سے پہلے یہ خدمت حضرت زید ثابت کے سپرد تھی۔

حضرت حنظلہ بن الربیع بن صیفی خطوط کے جوابات تحریر کرنے پر مامور تھے۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' حضرت شرجیل' حضرت ابان بن سعید' حضرت علاء بن الحضرمی' حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے کاتبوں میں شامل تھے۔ ❶

محدث جلیل مولانا خلیل احمد سہارنپوری التوفی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء لکھتے ہیں۔

حضرت عامر بن فہیرہ' حضرت ثابت بن قیس بن شماس' حضرت یزید بن ابوسفیان' حضرت خالد بن ولید' حضرت عبداللہ بن رواحہ' حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول وغیرہ بھی کاتبانِ وحی کے علاوہ کتابت و تحریر کا کام انجام دیتے تھے۔ ❷

امام الکتانی نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ کاتبین وحی کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں کی تفصیل لکھی ہے۔ جن کی مجموعی تعداد ۴۳ بیان کی جاتی ہے۔ ❸

عربوں کا محیّر العقول حافظہ:

اہل عرب اپنی حیرت انگیز قوتِ حافظہ کی وجہ سے دنیا بھر میں ممتاز تھے۔ صدیوں تک گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے بعد انہیں قرآن کریم کی منزل ہدایت نصیب ہوئی' جسے وہ اپنی زندگی کی متاعِ عزیز سمجھتے تھے' اس لیے انہوں نے قرآن مجید کو یاد رکھنے کے لیے کیا کچھ اہتمام کیا ہوگا؟

اس کا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے' جو ان کے مزاج اور افتادِ طبع سے واقف ہے۔ چنانچہ بالکل تھوڑی سی مدت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد نے قرآن

---

❶ التنبیہ والاشراف ۲۴۶-۲۴۵ ❷ بذل المجہود ج ۵: ۱۱۸' کتاب الخراب باب فی اتخاذ الکاتب

❸ کتاب التراتیب الاداریہ ج ۱: ۱۱۴ تا ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید از بر کرلیا تھا۔ غیر مسلم مؤرخ سید یوں لکھتا ہے:

''اشاعتِ قرآن اور دین اسلام کی حیرت انگیز سرعت نے مخالف مؤرخین کو بے حد تعجب میں ڈال دیا ہے''۔ ❶

حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا' جیسا کہ علامہ محمد عبدالعظیم زرقانی لکھتے ہیں:

كَانَ حُفَّاظُ الْقُرْآنِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمًّا غَفِيْراً. ❷

''حضور ﷺ کی زندگی میں صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا''۔

اس تعداد میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ صحابہؓ کے عہد میں ہزاروں افراد نے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں محفوظ کرلیا تھا۔ علامہ موصوف رقمطراز ہیں:

بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَتَمَّ حِفْظَ الْقُرْآنِ آلَافٌ. ❸

قدرتِ خداوندی نے قرآن مجید کی صدری حفاظت کا ایسا محیّر العقول انتظام فرمایا اور اس کے لیے ایسی قوم کو منتخب کیا۔ جو اُمی ہونے کے باوصف قوتِ حافظہ میں تمام اقوام عالم پر فوقیت رکھتی تھی۔ ان کے سینے قومی واقعات اور قبائلی انساب کے خزانے تھے' وہ لوگ سینکڑوں اشعار کا قصیدہ ایک بار سن لیتے تو پورا قصیدہ دل و دماغ پر نقش ہو جاتا تھا' ان کی فقید المثال قوت حافظہ پر تاریخ عرب شاہد ہے' اُمی ہونے کی وجہ سے ان کی ہر شنید کو باقی اور محفوظ رکھنے کا دار و مدار صرف حافظے پر تھا۔ ان کی اس جبلی اور فطری قوتِ حافظہ کو اِسلام نے جلاء بخشی اور ان پڑھ عربوں کو تعلیم قرآن کے زیور سے مالا مال کردیا۔

ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ذوقِ تعلیم اس قدر جوبن پر تھا کہ دنیوی مشاغل

❶ تمدن عرب: ۱۲۳ ❷ مناہل العرفان ۲۳۵ ❸ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود تعلیم قرآن کے لیے اپنے اوقات وقف کر رکھے تھے۔ چنانچہ دس ہزار صحابہ کرامؓ حفاظ قرآن دور اوّل میں پائے جاتے تھے' جن میں سے ۳۷ حفاظ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔❶ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) سیدنا ابوبکر صدیق (۲) سیدنا عمر فاروق (۳) سیدنا عثمان ذی النورین (۴) سیدنا علی المرتضیٰ (۵) سیدنا عبداللہ بن مسعود (۶) سیدنا طلحہ (۷) سیدنا سعد بن ابی وقاص (۸) سیدنا حذیفہ بن الیمان (۹) سیدنا ابوہریرہ (۱۰) سیدنا عبادہ بن صامت (۱۱) سیدنا معاذ بن جبل (۱۲) سیدنا مجمع بن حارثہ (۱۳) سیدنا فضالہ بن عبید (۱۴) سیدنا ابوموسیٰ اشعری (۱۵) سیدنا عمرو بن عاص (۱۶) سیدنا سعد بن عبادہ (۱۷) سیدنا عبداللہ بن عباس (۱۸) سیدنا ابوایوب انصاری (۱۹) سیدنا عبد بن ذوالجارین (۲۰) سیدنا عبید بن معاویہ بن زید بن ثابت (۲۱) سیدنا ابوزید (۲۲) سیدنا سالم مولی ابوحذیفہ (۲۳) سیدنا سلمہ بن مخلد بن الصامت (۲۴) سیدنا سعد بن عبید بن نعمان انصاری (۲۵) سیدنا زید بن ثابت (۲۶) سیدنا ابی بن کعب (۲۷) سیدنا عبداللہ بن السائب (۲۸) سیدنا سلیمان بن ابی حثمہ (۲۹) سیدنا تمیم داری (۳۰) سیدنا معاذ بن الحارث (۳۱) سیدنا ابوالدرداء (۳۲) سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی (۳۳) سیدنا عبداللہ بن عمر بن الخطاب (۳۴) سیدنا سعد بن المنذر بن اوس (۳۵) سیدنا قیس بن صعصعہ (۳۶) سیدنا ابوحلیمہ (۳۷) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم۔❷ یہ تو پورے قرآن مجید کے حفاظ کا مختصر تعارف تھا' اور جنہیں جزوی طور پر قرآن حفظ تھا ان کا شمار کرنا بے حد مشکل ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:

مدینہ منورہ کے علمی مراکز میں ''صفہ'' کے علاوہ چند اور ادارے عالمی شہرت کے حامل تھے' جن میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا ابوہریرہ

❶ علوم القرآن افغانی: ۱۰۹

❷ تہذیب التہذیب' تذکرۃ الحفاظ' طبقات ابن سعد اور علوم القرآن افغانی: ۱۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی درسگاہیں خاص کر قابل ذکر ہیں۔

اس بزم میں حرم نبوی کی ایک شمع عرفان پوری تابانی کے ساتھ فروزاں تھی' جسے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے نور معرفت سے منور کر رکھا تھا۔ یہ عظیم الشان درسگاہ مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں حجرہ نبوی شریف اور زوجہ رسولؐ کے مسکن سے ملحق واقع تھی۔ اس دارالعلوم کے ارشد تلامذہ میں سیدنا عمر' سیدنا عثمان' سیدنا ابوموسیٰ اشعری' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا عمرو بن العاص' سیدنا ابوالدرداء' سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا عبداللہ بن زبیر' سیدنا زید بن ثابت' سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے' مرد و زن اور خورد و کلاں سبھی اس چشمہ صافی سے نور بصیرت حاصل کرتے تھے۔ ❶

عورتیں' لڑکے' بچے اور محرم مرد حجرہ کے اندر مجلس میں بیٹھتے' باقی لوگ مسجد میں بیٹھتے اور درمیان میں پردہ حائل ہوتا۔ معلمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردہ کی اوٹ میں مسند فضیلت پر جلوہ افروز ہوتیں' طلباء کی زبان' طرز ادا اور صحت تلفظ کی سختی سے نگرانی کرتیں ایک مرتبہ آپ کے دو بھتیجے قاسم اور ابن ابی عتیق حاضر خدمت ہوئے' قاسم کی زبان صاف نہ تھی۔ اعراب میں غلطیاں کرتے تھے' معلمہ موصوفہ نے انہی ٹوکا اور فرمایا تم ایسی زبان کیوں نہیں بولتے' جیسی میرا یہ برادرزادہ بولتا ہے' میرا یہ وجدان ہے کہ تمہیں تمہاری ماں نے اور اسے اس کی ماں نے تعلیم دی ہے' قاسم کی ماں کنیز تھیں۔ ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بچوں کو زیور تعلیم سے نوازنے کی غرض سے انہیں اپنی آغوش تربیت میں لے لیتیں' اور ان کے تمام اخراجات خود برداشت کرتیں۔ عروہ' قاسم' ابوسلمہ' مسروق' عمرہ انصاریہ اور صفیہ وغیرہ کی تعلیم شفقت مادرانہ سے فرمائی تھی۔

سیدہ کے رشتہ داروں میں ان کے رضاعی بھائی عوف بن حارث' ان کی

---

❶ التراتیب الاداریہ ج ۱: ۵۳ ❷ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب الاخفین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہن ام کلثوم ان کے بھتیجے قاسم و عبداللہ' ان کی بھتیجیاں حفصہ و اسما بنات عبدالرحمٰن' ان کے بھانجے قاسم و عبداللہ پسران عبداللہ' ان کی بھانجی عائشہ بنت طلحہ اور ان کے بھانجوں کے پوتے عباد بن حبیب و عباد بن حمزہ انہی کے فیضانِ تعلیم سے مستفیض ہوئے' آپ کے شاگردوں کی تعداد دو سو سے زائد تھی۔ جن میں ۳۸ عورتیں تھیں۔

مزید تفصیل کے لیے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا مصنفہ سید سلیمان ندوی کا باب تعلیم افتاء اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فضل و کمال میں یکتائے زمانہ تھیں۔ علوم و اسرار شریعت میں مہارت کا یہ عالم تھا کہ جلیل القدر صحابہؓ اور ممتاز تابعین کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا۔ بڑے بڑے نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکل مسائل کے حل کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ❶

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علم الانساب اور شعر گوئی میں مہارت تامہ کے مالک تھے۔ اس بنا پر علم الانساب سے واقفیت اور شاعری کا ذوق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی ورثہ تھا' پھر کاشانہ نبوت میں آنے سے پوری کائنات نسوانی کے لیے مشعل راہ بن گئیں۔ قرآن مجید حفظ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی فہم و فراست کی حامل تھیں' اسرار شریعت' معرفت کلام الٰہی اور رموز احادیث نبویؐ سے کامل آگاہی تھی' علوم دینیہ کے علاوہ فرائض' تاریخ' ادب اور طب میں بھی گہری مہارت تھی۔ ❷

امام زہری فرماتے ہیں۔ اگر تمام لوگوں کا علم جمع کیا جائے تو پھر بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم اس سے بہت زیادہ ہے۔ ❸ حضرت عطاء فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهُ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَ اَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ. ❹

---

❶ تذکرۃ الحفاظ' تذکرہ عائشہؓ ❷ مسند حاکم ذکر عائشہؓ فی الصحابیات' تذکرۃ الحفاظ تذکرہ عائشہؓ

❸ مستدرک حاکم ج ۴: ۱۱ ❹ ایضاً: ج ۴: ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا تفسیری مکتب:

تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کے سلسلہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور اسے مثالی دارالعلوم کی حیثیت دینے میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا کردار انتہائی قابل ستائش ہے' بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے اسلامی ممالک وامصار کی جانب نقل مکانی پر مدنی زندگی کو ترجیح دی اور مدینہ باسکینہ میں رہ کر اپنے متبعین اور متوسلین کو قرانی علوم اور حدیث نبوی کے معارف واسرار سے بہرہ یاب کرتے رہے' اس طرح ایک عظیم الشان ''تفسیری دارالعلوم'' معرضِ وجود میں آیا جو سیدنا ابی بن کعب کا شاہکار علمی کارنامہ تھا' جس کی ضیاپاشیوں سے کثیر تعداد میں مشاہیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ممتاز تابعین فیض یاب ہوئے' مذکورہ دارالعلوم کے سربرآوردہ فضلاء اور جید علماء میں حسب ذیل حضرات امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔

سیدنا ابوالعالیہ' سیدنا محمد بن کعب القرظی اور سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہم سیدنا ابی کعب رضی اللہ عنہ کے چشمہ صافی سے سیراب ہونے والے فضلاء کو ایسی لازوال شہرت نصیب ہوئی کہ آج تک دینی امور میں انہیں حجت تسلیم کیا جاتا ہے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

اسلام کی سرحدات جس تیزی کے ساتھ وسعت پذیر تھیں' مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں کے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت اور کشش روز افزوں ترقی پر تھی۔ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں قیام کے بے حد مشتاق تھے تاکہ آپ سے دین کی تعلیم حاصل کریں اور آپ کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کریں۔ آپ کے ارشادات اپنے کانوں سے سنکر ایمان وایقان میں اضافہ ہو اور آپ کے پہلو بہ پہلو جہاد میں شرکت کر سکیں۔ اس طرح بہت سے لوگوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

پھر خلافت راشدہ کے زمانہ میں جبکہ فتوحات کا سلسلہ عروج پر تھا اور مدینہ کبار صحابہ کرام کا مرکز تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مفتوحہ علاقہ جات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قیدی مدینہ منورہ بھیج دیئے جاتے تھے جن میں سے زیادہ تر فارس اور روم کے تھے۔ اسی طرح بعض اکابر صحابہؓ کے موالی جنھوں نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دینی تعلیم حاصل کی اور پھر اپنی قوموں اور علاقوں میں جا کر علم کی تبلیغ اور ترویج کی خدمت خوب کی اور کئی کتابیں لکھیں۔

مدینہ منورہ میں بہت سے مشاہیر علماء تفسیر' حدیث' فقہ اور تاریخ موجود ہیں چنانچہ دنیا کے گوشے گوشے سے علمی ذوق رکھنے والے طلباء جوق در جوق مدینہ منورہ آئے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ اس طرح مدینہ منورہ پوری دنیا میں عظیم الشان علمی مرکز کی حیثیت کا حامل تھا۔ ❶

مدینہ منورہ میں اگرچہ بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم کے سمندر تھے۔ جیسا کہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما لیکن علمی دنیا میں جو شہرت سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حاصل تھی اور جس قدر علوم و معارف میں مہارت اور شہرت کے حامل تھے' اور ان سے استفادہ کرنے والے علماء اور طلباء کی جو کثرت پائی جاتی تھی کسی دوسرے صحابی کو یہ مقام نصیب نہ ہو سکا' ان دونوں کا علمی مقام سب پر فائق تھا' سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی اور عبرانی زبان پر بھی عبور تھا۔ انہوں نے صرف پندرہ دن میں عبرانی زبان اور سترہ دنوں میں سریانی زبان سیکھ لی تھی۔

جس آدمی نے دوسری زبانوں میں چند دنوں کے اندر مہارت حاصل کر لی ہو۔ اس کا اسلامی اور دینی تعلیم میں کتنا بلند مقام ہوگا؟ ایسے آدمی کو قرآن وسنت سے مسائل اور احکام کے استخراج میں کس قدر عمدہ دسترس ہوگی؟ چنانچہ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كَانَ عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ يَقْدِمَانِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَحَدًا فِي

---

❶ فجر الاسلام: ۲/۱۷۲-۱۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْقَضَاءِ وَالْفَتْوٰی وَالْفَرَائِضِ وَالْقِرَأَۃِ.

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے:

كَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مُتَرَئِّسًا بِالْمَدِيْنَةِ فِي الْقَضَاءِ وَ الْفَتْوٰى وَ الْقِرَأَةِ وَ الْفَرَائِضِ فِي عَهْدِ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيّ وَ مَقَامُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.●

زید بن ثابت الانصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے میر منشی مقرر ہوئے۔ موصوف قراۃ، فرائض اور فقہ میں بھی مہارت کاملہ کے مالک تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت دیوان مدینہ کے میر منشی تھے۔ ان کے بعد عبدالملک بن مروان اس منصب پر فائز ہوئے۔●

غیر مسلم مؤرخین کا اعتراف حقیقت:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و ثقافت کی جو محکم بنیادیں فراہم کی تھیں۔ بعد کے مسلمانوں نے ان پر ایسی فقید المثال علمی عمارات کھڑی کیں جس پر کرہ ارضی کی علمی دنیا کو بجا طور پر فخر ہے عربوں نے علوم وفنون میں کس قدر ترقی کی تھی ہم اس کا ثبوت غیر مسلم مؤرخین کے بیانات سے پیش کرتے ہیں۔

امریکن پادری ایس۔ ایم زویمر لکھتا ہے:

''قرآن مجید نے اور صرف قرآن مجید نے عربی زبان کو گمنامی اور تاریکی میں گرنے سے بچالیا''۔●

دوسری جگہ لکھتا ہے:

''عربی زبان کی قدر وہی لوگ جانتے ہیں۔ جو اس کی نفاست کے لیے اسے پڑھتے ہیں یا اس کی وقعت کے لیے اس کا مطالعہ کرتے ہیں''۔

وہ تمام لوگ خواہ عرب میں پیدا ہوئے ہیں یا یورپ کی یونیورسٹیوں میں عربی پڑھتے

● فجر الاسلام ۱۷۴، ۱۷۵ ● کتاب الحجر ۳۷۹ ● حالات عرب عراق وعمان: ۲۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس کی نفاست کے قائل ہیں۔ ڈچ عالم ڈی ڈیو۔ شلیٹن۔ شروڈر اور شیڈ اور سوس عالم لی ٹنگر کے وقت سے یورپ میں عربی زبان کی طرف توجہ ہوئی اور اب لوگ اس کی تعریف سے رطب اللسان ہیں۔ ❶

مزید لکھتا ہے:

''عربی زبان کی نفاست کا سب سے بڑا سبب اس کا اعلیٰ لٹریچر ہے۔ صرف نظم میں ہی عربوں نے اس قدر کمال حاصل کیا ہے کہ وہ ساری دنیا کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ گرائمر' منطق اور معانی میں انہوں نے اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ کوئی اور کیا لکھے گا''۔ ❷

ایک فرانسیسی عالم ارنسٹ ارن اس بات پر تعجب ظاہر کرتا ہے کہ عربی جیسی زبان عرب کے صحرا میں کس طرح پیدا ہوگئی۔ اور خانہ بدوشوں کے حلقہ میں اس نے ایسی نشو ونما کس طرح پالی۔ لکھتا ہے کہ ''عربی زبان بلحاظ اپنی قیمتی لغات' گرائمر' شستگی وپاکیزگی کے سمیٹک زبانوں (یورپین زبانیں مرادیں ہیں) سے بہت افضل واعلیٰ ہے''۔ ❸

اور پروفیسر فلپ۔ کےحی لکھتا ہے:

''جس زمانہ میں عرب کے علماء ارسطو کا مطالعہ کر رہے تھے۔ یورپ میں شارالمین اور اس کے امراء اپنے نام کے ہجے سیکھ رہے تھے' ایک اسلامی شہر قرطبہ ہی میں سترہ بڑے کتب خانے تھے۔ ان میں سے ایک کتب خانہ میں چار لاکھ سے زیادہ کتابیں تھیں۔ ایسے زمانہ میں جب کہ جامعہ اکسفورڈ کے عالم غسل کرنے کو بے دینوں کی رسم جانتے تھے اسی قرطبہ کے مسلمان سائنس دان پر تکلف اور نزہت بیز حماموں سے لطف اندوز ہو رہے تھے''۔ ❹

مزید لکھتا ہے:

''قرون وسطیٰ میں صدیوں تک عربی زبان ساری متمدن دنیا میں علم و

---

❶ تاریخ عرب عراق وتمان: ۲۲۲ ❷ ایضاً ۲۲۴ ❸ ایضاً ۲۱۶ ❹ عرب اور اسلام: ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقافت اور ترقی پسند تفکر کے اظہار کا واحد ذریعہ رہی ہے''۔ ❶

تعلیمی عروج وزوال:

حضور انور ﷺ اور خلافت راشدہ کا سنہری دور اسلامی فتوحات کا تابناک دور تھا۔ مسلمان مدینہ منورہ کے مطلع الانوار سے نکل کر دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔ جہاں جہاں آفتابِ اسلام کی پہلی کرنوں کی روشنی پھیلی' مسلمانوں نے وہاں بودوباش اختیار کرلی اور ہر کہیں ''مدینہ یونیورسٹی'' کے فضلاء علم وفضل کی شمع فروزاں کر کے کفرو شرک اور جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری ہوئی انسانیت کے سینوں کو نور معرفت سے منور کرنے لگے اور ہر بڑے شہر میں علمی مدارس قائم کر دیئے۔

بہت سے شہروں اور علاقوں میں ماہرین علوم پیدا ہو جانے کے باوجود کتنے ہی نامور اور شہرہ آفاق ائمہ اور علماء کرام نے مدینہ منورہ کی مرکزیت کو برقرار رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کے بعد تابعین کے وجد آفریں دور میں بھی مدینہ منورہ کی علمی مرکزیت قائم رہی' اگرچہ اس وقت پورے عالم اسلام میں علوم شریعت کی تدریس' اشاعت اور ترویج کا سلسلہ عام ہو چکا تھا' لیکن سیدنا عبداللہ بن عمرؓ' سیدنا سعید بن المسیب' سیدنا عروہ بن زبیرؒ' سیدنا ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ' سیدنا علی بن حسینؒ' سیدنا عبیداللہ بن عبداللہؒ' سیدنا سلیمان بن یسارؒ' سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ' سیدنا نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ' سیدنا قاضی یحییٰ بن سعیدؒ' سیدنا امام زہریؒ اور سیدنا ربیعہ بن عبدالرحمٰن جیسے نابغہ روزگار اور شہرۂ آفاق علماء نے مدینہ منورہ میں علم کا چشمہ صافی جاری رکھا۔ ❷

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے علوم نبوت کی نہ صرف ترویج اور اشاعت کا سرکاری طور پر انتہائی قابل تعریف کام انجام دیا۔ بلکہ تدوین کے ذریعہ علوم کی دائمی حفاظت کا قابل رشک کارنامہ بھی انجام دیا۔ جس کے نتیجہ میں چودہ

---

❶ عرب اور اسلام: ۱۲ ❷ السنۃ قبل التدوین ۱۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی حدیث مقدسہ کا بیشمار مدون ذخیرہ موجود ہے۔

مدینہ منورہ کے شہرۂ آفاق ائمہ میں سے امام دارالہجرۃ شیخ الاسلام مالک بن انس کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے علوم نبوت کی ایسی فقید المثال خدمات انجام دیں۔ جو قیامت تک تابندہ رہیں گی۔ موصوف نے تعلیم وتعلم ہی پر اکتفاء نہیں کیا' بلکہ باقیات الصالحات میں سے ''موطا امام مالک'' ایسی علمی دستاویز چھوڑی ہیں۔ جس سے پوری دنیا استفادہ کر رہی ہے۔

محدث شہیر امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد ''عنقریب لوگ دور دراز ممالک سے سفر کر کے آئیں گے۔ لیکن انہیں مدینہ کے عالم سے بڑا عالم کوئی نہیں ملے گا''۔ اس کا مصداق امام مالک ہیں اور امام شافعی کا ارشاد ہے اگر امام مالک' اور امام ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو جاتا۔ ❶

اہالیان مدینہ کی معاشی زبوں حالی اور زمانہ کے نشیب وفراز نے ایک عرصہ تک اس طلاطم خیز چشمہ علم وحکمت کو منجمد کر دیا اور یہ گلشن عرفاں باد سموم کی زد میں آ گیا۔ لیکن اس طویل جمود کے بعد ایک مرتبہ پھر یہ بحر زخار بن کر موجزن ہوا۔ اور اس ویرانہ کو بادِ نسیم نے پھر سے گل وگلزار بنا کر اس کے غنچہ وگل کو حیاتِ سرمدی سے نوازا۔

اس شمع عرفاں کی دھندلی سی روشنی اور چشمہ علم ودانش کی ناگفتہ بہ حالتِ زار کا تذکرہ علامہ محمد بسیب التہونی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''مدینہ منورہ میں کوئی قابل ذکر تعلیمی ادارہ نہیں ہے۔ حرم شریف کے اندر ابتدائی علوم کے صرف ۷ مکتب ہیں' جن میں فقہ اور تفسیر وغیرہ پڑھائی جاتی ہے''۔ ❷

اور جب مشیت ایزدی نے مدینہ منورہ کو تہذیب وثقافت کا گہوارہ بنانے اور اس سرچشمہ علم وادب کی درخشندگی کو ہم دوش مہتاب کرنے کا عزم فرمایا تو عرب

---

❶ تذکرۃ الحفاظ ج۱:۱۷۶ ❷ رحلۃ الحجازیہ:۲۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں سرزمین عجم میں واقع "دیوبند" کے رجل رشید شیخ مولانا حبیب اللہ کے دل کو عشق نبوی سے معمور کر کے روضہ اقدس کے ظل عاطفت میں قیام پذیر ہونے کے جذبہ سے سرشار کر دیا۔ موصوف نے ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء کو اپنے اہل وعیال کی معیت میں ہجرت کے ارادہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کر لی مولانا موصوف کے فرزند ارجمند شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی کے برادر بزرگوار حضرت مولانا سید احمد المتوفی ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء نے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ جس کے متعلق سید حسین احمد مدنی تحریر فرماتے ہیں:

"مرحوم نے مدینہ منورہ میں مدرسہ شرعیہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام "مدرسۃ العلوم الشرعیہ لیتامیٰ المدینۃ المنورہ" رکھا۔ چونکہ حکومتِ وقت نے علوم جدیدہ کے لیے بالخصوص جنگِ عظیم کے بعد متعدد مدارس قائم کر دیئے اور علوم شرعیہ کی طرف سے بہت بے توجہی اور بے اعتنائی برتنے لگی۔ ترکی حکومت کے زمانہ میں جس قدر بھی توجہ علوم شرعیہ کی طرف باقی تھی' وہ بھی قائم نہ رکھی گئی اس لیے اہل مدینہ منورہ کے بچے نہایت ضائع اور علوم دینیہ سے بالکل بیگانہ ہو رہے تھے' اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ مدرسہ قائم کیا اور باہمت اہل خیر ہندوستانیوں نے امداد و اعانت کی۔ اس لیے اس مدرسہ سے فیض بہت ہوا"۔ [1]

"ان کی عالی ہمتی اور بے انتہا جدوجہد سے مدرسہ شرعیہ مدینہ منورہ وجود میں آیا۔ جس سے بحمد اللہ علوم دینیہ اور حفظ وقرأت قرآن کا عظیم الشان سلسلہ جاری ہوا۔ اور اب تک (۱۳۷۲ھ) جاری ہے۔ یہ صدقہ جاریہ اللہ تعالیٰ کی نہایت مبارک اور اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے' اور بانی مرحوم اور اہل امداد و اعانت کے لیے موجب فلاح ونجاح ہو' آمین!"۔ [2]

---

[1] نقش حیات: ۳۷ [2] ایضاً: ۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ یونیورسٹی کے ایک فاضل مولانا محمد اسحاق خان مدظلہ لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے حقیقی بھائی حضرت مولانا سید احمد المدنی رحمہ اللہ نے مسجد نبویؐ کے بالکل جوار میں ایک باضابطہ دینی درسگاہ ''مدرسۃ العلوم الشرعیہ'' کے نام سے قائم کی۔ اس کے بانی دیوبند کے ایک تربیت یافتہ و متخرج متبحر عالم تھے۔ اس مدرسہ سے اب تک سینکڑوں علماء نے اکتسابِ علم و فضل کی سعادت حاصل کی جن میں سے بعض سعودیہ میں اور بعض دوسرے ممالک میں مصروف خدمت ہیں۔ اس کا وسیع کتب خانہ جو عظیم و ضخیم اور نایاب کتب پر مشتمل ہے۔ آج تک علمی استفادہ کے لیے موجود ہے۔ اور بقیۃ السلف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری اسی مدرسہ علوم شرعیہ میں اقامت پذیر ہیں۔ اور مشرق و مغرب کے عوام و خواص کے لیے مرجع بنے ہوئے ہیں۔ سب کی علمی پیاس بجھاتے اور روحانی و باطنی تربیت فرماتے ہیں''۔ ❶

دھیرے دھیرے اس سلسلہ میں ترقی ہونے لگی اور گلستانِ علم وادب جوبن دکھانے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کتنے علمی مدارس اور مراکز معرضِ وجود میں آ گئے' چنانچہ علامہ محمد راغب الطباخ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں اس کی روح پرور اور حوصلہ افزا کیفیت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''مدینہ منورہ میں متعدد مدارس اہلیہ و حکومیہ پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مدرسہ علوم الشرعیۃ' مدرسہ دارالایتام' مدرسہ دارالحدیث' مدرستہ التہذیب' مدرسہ التربیۃ والتعلیم' مدرسہ الخیریۃ' مدرسہ الثانویۃ' مدرسہ الناصریۃ' مدرسہ منصوریہ اور مدرسہ النجاح''۔ ❷

---

❶ ماہنامہ الرشید دیوبند نمبر: ۳۵۲

❷ الثقافۃ الاسلامیۃ: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ اسلامیہ:

مرکز رشد و ہدایت مدینہ منورہ اپنی عظمت رفتہ اور متاع گم گشتہ کی بازیابی میں پھر کامرانی سے ہمکنار ہوگیا۔ مدینہ کے مطلع ضیا بار پر ''جامعۃ الاسلامیہ'' کا بدر منیر طلوع ہوا۔ جس کی ضیا گستریوں سے مسلمانان عالم کے قلوب منور ہونے لگے اور اس کی تابندگی و درخشندگی نے عالم اسلام کو رشکِ منیر بنا دیا۔ اس کے قیام کی غرض و غایت جذبہ تبلیغ کو فروغ دینا' دینی علوم سے نوجوانانِ عالم اسلام کو روشناس کرنا' فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اقوام عالم تک پہنچانا اور معلم انسانیت ﷺ کی نورانی تعلیمات کو اوراق سے سینوں اور ذہنوں میں منتقل کرنا ہے۔

اس کے پیغام علم و عمل کا دائرہ حجاز تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کی دعوت اور فیض بلا امتیاز مسلمانانِ عالم کے لیے عام ہے۔ جغرافیائی حدود و قیود' رنگ و نسل کا امتیاز اور امیر و غریب کا طبقاتی فرق حصول تعلیم میں حائل نہیں۔ شہر رحمت و برکت مدینہ منورہ میں جامعۃ الاسلامیہ کا وجود ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' کی کما حقہ عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے۔

اس مبارک کام کا آغاز ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں ہوا۔ مختلف علوم وفنون کے لیے جید علماء' ممتاز فضلاء' نامور مفسرین اور محدثین کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ جو اپنے اپنے شعبہ دینی میں کمال درجہ رکھتے ہیں۔ جن کی گفتگو مستند' جن کا علم ثقہ اور انداز تدریس معیاری اور دل نشین ہے' اسلاف کے عہد زریں' صحابہ کرامؓ کے قرنِ مقدس اور رسالتِ مآب ﷺ کے عہد بابرکت کے نقوش دلوں میں اجاگر کرنے کے لیے بڑے انہماک سے مصروف تعلیم ہیں۔

دنیائے اسلام کی یہ منفرد اور امتیازی حیثیت کی حامل یونیورسٹی متعدد کلیات پر مشتمل ہے:

کلیة الشرعیه، کلیة الدعوة و اصول الدین، کلیة القرآن الکریم و الدراسات الاسلامیة، کلیة الحدیث الشریف اور کلیة اللغة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العربیہ.

كلية الشريعة (شریعت کالج) یونیورسٹی کے یوم تاسیس ہی سے اس کا فیض جاری ہے۔ پہلے سال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء طلبا کی تعداد ۸۵ تھی۔ اس کالج میں فقہ‘ اصول فقہ‘ تفسیر‘ حدیث‘ توحید‘ علوم عربیہ‘ سیرت‘ تاریخ‘ ادیان‘ فرق مذاہب اور تربیت الاسلامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ❶

جامعہ کی ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء کی شائع کردہ روداد کے مطابق اس کالج سے فارغ ہونے والے ملکی اور غیر ملکی فضلاء کی تعداد سات سو سے متجاوز تھی‘ جن میں ۴۷ فیصد غیر ملکی طلبا تھے‘ جو دنیا کے مختلف براعظموں کے ۴۸ ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔

كلية الدعوة و اصول الدين: (دعوت اور اصول دینیہ کالج) ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء میں یہ کالج قائم ہوا۔ ابتداء میں ۵۷ طلباء تھے‘ اس میں توحید‘ تفسیر‘ حدیث‘ فقہ‘ اصول فقہ‘ علوم عربیہ‘ سیرت‘ تاریخ‘ ادب‘ مختلف فرق‘ مذاہب اور تربیت اسلامیہ داخل نصاب ہیں۔ ❷

۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء کی روداد کے مطابق اس کالج کے فارغین کی مجموعی تعداد ۲۴۸ تھی جو ۴۸ ممالک کی نمائندگی کرتے تھے۔

كلية القرآن: (قرآن کالج) یہ کالج ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں قائم ہوا اور اسی سال شوال میں پڑھائی شروع ہوئی۔ پہلے سال ۲۱ طلباء نے علمی استفادہ کیا۔ اس کالج کا نصاب علوم قرآن‘ قرأت‘ تفسیر‘ اعجاز القرأۃ‘ توحید‘ لغت عربیہ‘ مختلف فرق اور مذاہب وغیرہ پر مشتمل ہے۔

كلية الحديث: (حدیث کالج) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ/مئی ۱۹۷۶ء کو اس کالج کا افتتاح ہوا۔ افتتاح کے وقت ۶۹ طلباء کی تعداد تھی۔ دوسرے علوم کے علاوہ علم حدیث خصوصیت سے پڑھایا جاتا ہے۔

❶ المدینۃ الیوم: ۸۷ ❷ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كلية اللغة العربيه: (عربی کالج) ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں شروع ہوا' ابتدائی سال میں ۶۰ طلبا تھے۔ لغت عربیہ کے علاوہ تفسیر' حدیث' توحید' فقہ' اصول فقہ اور تاریخ پڑھائی جاتی ہے۔ [1]

تعلیمی وظائف:

مدینہ یونیورسٹی میں نہ صرف تعلیمی مراعات فقید المثال ہیں۔ بلکہ طلبہ کو گراں قدر وظائف سے بھی نوازا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں شاید ہی کوئی ایسی یونیورسٹی موجود ہو۔ جو دینی تعلیم پر اتنی خطیر رقم صرف کرتی ہو۔ كلية الشريعة اور كلية الدعوة کے طلبا کو ۹۰۰ ریال ماہوار' كلية القرآن کے طلباء کو ۵۷۷ ریال۔

دوسرے کلیات کے طلباء کو ۵۲۵ ریال' ثانوی جماعتوں کے لیے ۳۷۵ ریال' متوسط جماعتوں میں ۳۰۰ ریال اور ابتدائی جماعتوں کے طلباء کے لیے ۲۲۵ ریال ماہانہ وظائف دیئے جاتے ہیں۔ [2]

جامعہ کا نظم ونسق اور اخراجات کی ذمہ داری وزارت خارجہ اور داخلہ کے سپرد ہے۔ طلبہ کو نصابی کتب بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہیں۔ نادر اور انتہائی قیمتی کتب جامعہ کی عظیم الشان لائبریری سے عاریتاً مل جاتی ہیں۔ طبی معائنہ کے لیے ماہر ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ طلباء کی جسمانی صحت کا ہر لحاظ سے خیال رکھا جاتا ہے ایکس رے' لیبارٹری اور دیگر موجودہ دور کی جدید طبی ٹیکنالوجی کا مکمل انتظام ہے۔ طلبا کو شہر سے جامعہ تک لانے اور اقامت گاہوں تک پہنچانے کے تمام اخراجات جامعہ کے ذمہ ہیں۔ جو مخصوص بسوں کے ذریعہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا جاتا ہے۔

کتب خانہ:

جامعہ کے ہر ایک شعبہ کا علیحدہ علیحدہ کتب خانہ ہے' علاوہ ازیں ایک بڑا

[1] المدینہ.........الیوم: ۸۸،۸۷ [2] المدینہ.........الیوم: ۱۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی کتب خانہ بھی ہے۔ جو ۱۳۹۹ھ میں ساٹھ ہزار کتب پر مشتمل تھا۔ جن میں انتہائی نادر اور قلمی نسخہ جات بھی پائے جاتے ہیں۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں جامعہ کا پریس بھی نصب کر دیا گیا۔ جس سے نہایت عمدہ طباعت کا کام کیا جاتا ہے۔ مضبوط اور خوبصورت جلد بندی کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔❶

درسگاہیں علوم جدیدہ:

دینی علوم کے قابل قدر مراکز کے علاوہ کچھ عرصہ قبل فنی، سائنسی اور جدید علوم کے مدارس بھی قائم ہو چکے ہیں لیکن جدید علوم کی درس گاہوں میں بھی اسلامی علوم کو اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء میں پہلا اسکول محلّہ باب العنبریہ میں قائم ہوا۔ لیکن اس سلسلہ میں اتنی تیزی سے ترقی ہوئی کہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء تک اسکولوں کی مجموعی تعداد ۹۰ تک پہنچ چکی تھی جن کی تفصیلات اس طرح ہے:

۱۔	ہائی سکول اُحدؔ	۱۳۹۱ھ/۱۹۸۱ء	میں طریق سیدنا حمزہؓ	میں قائم	ہوا۔
۲۔	ہائی سکول طیبہ،	۱۳۶۲ھ/	// باب عنبریہ	//	//
۳۔	ہائی سکول الانصار،	۱۳۹۵ھ/	// الحرۃ الشرقیہ	//	//
۴۔	ہائی سکول قباء،	۱۳۹۴ھ/	// قباء	//	//
۵۔	ادارہ اعداد المعلمین،	۱۳۸۵ھ/	// طریق المطار	//	//
۶۔	الکلیۃ المتوسطۃ،	۱۳۹۷ھ/	// آبادعلی	//	//
۷۔	المعہد الثانویہ،	۱۳۷۵ھ/	// آبادعلی	//	//
۸۔	الثانویہ التجاریہ،	۱۳۹۵ھ/	// طریق العیون	//	//
۹۔	ہائی سکول تحفیظ القرآن	۱۳۹۹ھ/	// حی بضاعہ	//	//
۱۰۔	ادارہ ابوبکرؓ صدیق،	۱۳۷۸ھ/	// الحرۃ الشرقیہ	//	//

❶ المدینۃ الیوم ۱۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔	ادارہ الامام علیؒ	۱۳۸۱ھ/۱۹۸۱ء	میں طریق سلطانیہ	میں قائم ہوا۔
۱۲۔	// الخلیل بن احمدؒ		طریق المطار	// //
۱۳۔	// سعد بن الربیع' ۱۳۹۴ھ/	//	المغیلہ	// //
۱۴۔	// سعید بن المسیبؒ، ۱۳۹۱ھ/	//	حرۃ الغربیہ	// //
۱۵۔	// سیف الدولہ الحمدانی' ۱۳۹۷ھ/	//	قباء الخط الطالع	// //
۱۶۔	// عبادہ بن صامت' ۱۳۸۶ھ/	//	الخضیریہ' قباء	// //
۱۷۔	// عباد بن بشیر' ۱۳۹۹ھ/	//	طریق المطار	// //
۱۸۔	// معہد عبدالرحمٰن بن خلدون' ۱۳۹۵ھ/	//	طریق العیون	// //
۱۹۔	// عبدالرحمٰن الناصر' ۱۳۹۷ھ/	//	طریق المطار یاسا طیہ	// //
۲۰۔	// عثمان بن عفان' ۱۳۸۴ھ/	//	قربان	// //
۲۱۔	// عمر بن الخطاب' ۱۳۷۷ھ/	//	العوالی	// //
۲۲۔	// عمر بن عبدالعزیز' ۱۳۸۶ھ/	//	الحرۃ الشرقیہ	// //
۲۳۔	// عوف بن الحارث' ۱۳۹۹ھ/	//		// //
۲۴۔	// القعقاع بن عمرؒ ۱۳۹۸ھ/	//	العوالی	// //
۲۵۔	// کعب بن مالک' ۱۳۸۹ھ/	//	آبادعلی	// //
۲۶۔	// تحفیظ القرآن' ۱۳۹۵ھ/	//	بضاعہ	// //
۲۷۔	// الحدثیہ' ۱۳۸۸ھ/	//	حرۃ الشرقیہ ❶	// //

لڑکوں کے پرائمری سکول:

۱۔ ابوایوب انصاری' ۱۳۹۲ھ/ میں طریق مطار میں قائم ہوا۔

۲۔ ابوحنیفہ النعمان' ۱۳۹۲ھ/ میں طریق العوالی میں قائم ہوا۔

❶ المدینہ.........الیوم ۱۱۵ تا ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ابوالطیب المتنبی // // // حرہ شرقیہ // //

۴۔ ابونصر الفارابی، ۱۳۹۴ھ/ // عارۃ النصر // //

۵۔ ابی بن کعب تحفیظ القرآن ۱۳۶۷ھ/ // بضاعۃ // //

۶۔ احمد بن حنبل، ۱۳۹۷ھ/ // طریق العوالی // //

۷۔ اسامہ بن زید، ۱۳۸۲ھ/ // نزلۃ الجبور // //

۸۔ اسد بن فرات، ۱۳۹۱ھ/ // الغابیہ // //

۹۔ اسعد بن زرارہ، ۱۳۹۷ھ/ // مسجد قباء // //

۱۰۔ اسید بن حضیر، ۱۳۸۱ھ/ // حرہ شرقیہ // //

۱۱۔ الامام الشافعی، ۱۳۹۲ھ/ // المغیلہ // //

۱۲۔ انس بن النضیر، ۱۳۸۵ھ/ // نزلہ الجبور // //

۱۳۔ البراء بن مالک، ۱۳۸۷ھ/ // بساطیہ // //

۱۴۔ بنی النجار، ۱۳۹۵ھ/ // قباء // //

۱۵۔ حسان بن ثابت، ۱۳۸۲ھ/ // مساجد سبعہ // //

۱۶۔ الحسین بن علی، ۱۳۶۹ھ/ // العوالی // //

۱۷۔ حمزہ بن عبدالمطلب، ۱۳۷۲ھ/ // أحد // //

۱۸۔ ذوالحلیفہ، ۱۳۶۸ھ/ // آبادعلی // //

۱۹۔ رافع بن مالک، ۱۳۹۸ھ/ // الاجابہ // //

۲۰۔ زبیر بن العوام، ۱۳۷۹ھ/ // جرف // //

۲۱۔ سعد بن عبادہ، ۱۳۸۷ھ/ // الحرہ شرقیہ // //

۲۲۔ سعد بن معاذ، ۱۳۷۸ھ/ // طریق قبا نازل // //

۲۳۔ الثقاف، ۱۳۹۵ھ/ // میں حارہ السحمان میں قائم ہوا۔

۲۴۔ سلمان فارسی، ۱۳۸۳ھ/ // العوالی // //

۲۵۔ سید قطب، ۱۳۹۲ھ/ // قباء // //

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ صقر الجزیرہ، ۱۳۷۳ھ/آ // حط المطار // //

۲۷۔ العباس بن عبادہ، ۱۳۸۱ھ/ // حارۃ الخفر // //

۲۸۔ عبداللہ بن رواحہ، ۱۳۷۴ھ/ // طریق سید الشہداء // //

۲۹۔ عبداللہ بن مسعود، ۱۳۷۳ھ/ // الجویزیات // //

۳۰۔ عروۃ بن الزبیر، ۱۳۸۹ھ/ // عروہ // //

۳۱۔ عقبہ بن عامر، ۱۳۹۸ھ/ // طریق المطار // //

۳۲۔ عمار بن یاسر، ۱۳۹۸ھ/ // البساط // //

۳۳۔ عمرو بن الجموع، ۱۳۹۲ھ/ // المراج // //

۳۴۔ الفقہاء السبعہ، ۱۳۹۴ھ/ // عنبریہ // //

۳۵۔ عمرو بن العاص، ۱۳۹۷ھ/ // حارۃ الغربیہ // //

۳۶۔ الفہدیہ، ۱۳۷۴ھ/ // باب التمار // //

۳۷۔ الفیصلیہ، ۱۳۷۳ھ/ // خط قربان // //

۳۸۔ قباء، ۱۳۶۸ھ/ // قباء // //

۳۹۔ القبلتین، // // قبلتین // //

۴۰۔ مالک بن انس، ۱۳۸۷ھ/ // السیح // //

۴۱۔ المحمدیہ، ۱۳۷۳ھ/ // البحر // //

۴۲۔ محمد اقبال، ۱۳۹۲ھ/ // ارض محبت // //

۴۳۔ محمد بن عبدالوہاب ۱۳۷۷ھ/ // المجاہدین // //

۴۴۔ سلطان محمد فاتح، ۱۳۹۲ھ/ // میں المجاہدین میں قائم ہوا۔

۴۵۔ محمد بن مسلمہ اوسی، ۱۳۸۷ھ/ // مشرفیہ // //

۴۶۔ معاذ بن الحارث ۱۳۹۸ھ/ // العوالی // //

۴۷۔ مقداد بن عمرو، ۱۳۸۹ھ/ // الاصغیرین // //

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸۔ المنصوریۃ ۱۳۴۴ھ / // ہاشمیہ // //
۴۹۔ الناصریۃ // // باب الکومہ // //
۵۰۔ النجاح، ۱۳۵۳ھ / // مشرفیہ // //
۵۱۔ یاقوت، ۱۳۹۳ھ / // المشرفیہ // //
۵۲۔ ام شھیلہ، ۱۳۹۵ھ / // بیر کعکی // //
۵۳۔ امام الحرمین بالعاقول، ۱۳۹۲ھ / // العاقول // //
۵۴۔ لبید بن ربیعہ، ۱۳۹۵ھ / // الخلیل // //
۵۵۔ العز بن عبدالسلام، ۱۴۰۰ھ / // حرہ غربیہ // //
۵۶۔ المحدثۃ الثانیۃ // // المطار // //
۵۷۔ معہد النور، ۱۳۸۷ھ / // خط الحزام // //
۵۸۔ // الامل للبنین، ۱۳۹۸ھ / // قباء // //
۵۹۔ // الامل للبنات المحدثۃ الاولیٰ ۱۳۹۸ھ / // قباء // //
۶۰۔ المحدثۃ الثانیۃ ۱۴۰۱ھ / // ابوبرنفیہ [1] // //

طالبات کے اسکول:

مدینہ منورہ میں طالبات کا پہلا سکول ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء میں محلہ ہاشمیہ میں قائم ہوا تھا۔[2] ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء تک طالبات کے لیے ۱۱ اسکول معرض وجود میں آ چکے تھے، جن میں ۹، ابتدائی تعلیم کے، ایک انٹرمیڈیٹ اور ایک ٹیچرز ٹریننگ اسکول تھا۔ طالبات کی تعداد ۴۳۸۷ تھی۔

۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں مدینہ منورہ میں طالبات کے اسکول ۱۰۲، اور مدینہ منورہ کے اطراف میں ۱۰۴ تھے مدینہ منورہ اور مضافات کے اسکولوں میں طالبات کی مجموعی تعداد ۲۵۲۹۸ تھی۔ جن میں ۱۵۷۶۶، ابتدائی تعلیم کے اسکولوں میں، ۵۰۷۱،

---

[1] المدینۃ الیوم ۱۱۷ تا ۱۲۱ [2] المدینۃ المنورہ فی التاریخ ص ۲۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں' ۲۳۸۴ سیکنڈری اسکولوں میں' ۱۱۳۹ انٹرمیڈیٹ کالجوں میں' ۱۰ ٹیچرز ٹریننگ اسکولوں میں' ۲۴۳ قرآن حفظ کرنے والے اسکولوں میں' ۴۶ کنڈرگارٹن میں' ۱۸ نرسری میں اور ۱۵۶۶ ناخواندگی دور کرنے والے اسکولوں میں تھیں۔ ❶

طالبات کے پرائیویٹ اسکول:

مدینہ منورہ میں طالبات کے پرائیویٹ اسکول' گورنمنٹ اسکولوں سے پہلے قائم ہو چکے تھے' ان کے نصاب میں خاص طور پر قرآن اور عربی زبان کی تعلیم پر زور دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ریاضی بھی اہم مضمون تھا' ان اسکولوں کی تفصیل اس طرح ہے:

① مدرسہ تہذیب الاخلاق' ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۸ء میں فخریہ خانم نے شوبہ میں قائم کیا تھا۔

② مدرسہ فاطمہ خانم' ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۰ء میں الساحہ میں قائم ہوا۔

③ مدرسہ فاطمہ الترکیہ' ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۲ء میں الحبس میں فاطمہ نامی ترکی خاتون نے قائم کیا۔

④ مدرسہ الفوز والنجاح' ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۸ء میں ایک خاتون زینب مغربیہ نے العنبریہ میں قائم کیا۔

⑤ مدرسہ المقاصد الاسلامیہ' ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء میں ایک خاتون شریفہ شرف علیمہ نے جونہ میں قائم کیا۔

⑥ مدرسہ الهدایہ الاسلامیہ' ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء میں ام نعیم النجاریہ نے باب المجیدی میں قائم کیا۔

⑦ مدرسہ بتول الشکوریہ' ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء میں ایک خاتون ام بتول نے حوش النورہ میں قائم کیا۔

مندرجہ بالا اسکولوں کو بعد میں گورنمنٹ اسکولوں میں ضم کر لیا گیا تھا۔ ❷

---

❶ ابواب تاریخ مدینہ ص ۱۶۴' ۱۶۵ ❷ ابواب تاریخ مدینۃ المنورہ ص ۱۶۵' ۱۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اسلامی کی ابتداء:

سرکاری فرامین، ضروری دستاویزات اور خطوط وغیرہ پر تاریخ لکھنے کا باقاعدہ اہتمام اگرچہ خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا تھا۔ لیکن واقعہ ہجرت کو اس کی بنیاد بنایا گیا۔ اسی مناسبت سے یہ مضمون ہجرت کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۳۵۱ء تحریر فرماتے ہیں:

۱۷ہجری امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ اسلامی تاریخ اور سال کا تعین ہونا چاہیے تاکہ سرکاری فرامین، وثائق اور دیگر تحریروں پر تاریخ کا اندراج ہو سکے، اس سلسلہ میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گورنر بصرہ نے خلیفہ المسلمین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ آپ کے جو فرامین ہمارے پاس پہنچتے ہیں ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چیک پیش کیا گیا۔ جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے سوال کیا کون سا شعبان، گذشتہ، موجودہ یا آئندہ؟۔

ان حالات وضروریات کے پیش نظر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمائندہ اجلاس طلب کیا۔ تاکہ اسلامی تاریخ کا تعین کیا جا سکے۔ اس اجلاس میں چار اہم واقعات کی نشان دہی کر کے تجویز پیش کی گئی کہ ان میں سے کسی ایک واقعہ سے اسلامی تاریخ کا آغاز کیا جائے۔

① رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ② بعثت نبوی ③ ہجرت ④ وصال۔

اجلاس نے ولادت اور بعثت کی تجویز کو سن کی عدم تعیین کے باعث ترک کر دیا۔ اور تاریخ وصال کو حزن و ملال کے باعث مناسب نہ سمجھا گیا۔ چنانچہ ہجرت کے وقت سے اسلامی سال کے آغاز پر اتفاق رائے ہو گیا۔ پھر یہ سوال پیش ہوا۔ کہ کس مہینہ سے سال کا آغاز کیا جائے، کسی نے ربیع الاول تجویز کیا، کسی نے رجب اور کسی نے رمضان المبارک کا نام پیش کیا۔ اس سلسلہ میں قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سنہ ہجری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء ربیع الاوّل سے ہوتی۔ کیونکہ آپ اسی ماہ مبارک میں مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تھے‘ مگر سیدنا فاروق اعظم‘ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی رائے تھی کہ محرم الحرام سے اسلامی سال شروع کیا جائے۔ کیونکہ مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا ارادہ محرم ہی سے فرما چکے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کی اجازت بھی اسی مہینہ میں عطا ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی کئی تجاویز پیش ہوئیں۔ مگر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم الحرام ہی مناسب ہے۔ کیونکہ اسی مہینہ میں لوگ حج سے واپس ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ [1]

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سھل التوفی ۴۸۳ھ/۱۰۹۰ء لکھتے ہیں:

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کے نام سرکلر جاری کیا کہ تمہاری جو تحریریں دربار خلافت میں آتی ہیں ان پر تاریخ مرقوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا تاریخ کا اندراج ضرور کیا جائے۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے **والفجر و لیال عشر** کی تفسیر میں مروی ہے کہ الفجر سے محرم کی فجر مراد ہے جس سے سال کی ابتداء ہوتی ہے۔ [3]

نیز حدیث شریف میں محرم کو اعظم الشہور قرار دیا گیا ہے۔ اور اس مہینہ میں بہت سے ایسے امور وقوع پذیر ہوئے ہیں جو تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ [4]

امام زہری فرماتے ہیں کہ جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ باسکینہ تشریف فرما ہوئے‘ تو آپ نے ربیع الاول سے تاریخ لکھنے کا حکم دیا۔ یہ روایت امام حاکم نے اکلیل میں بھی بیان کی ہے۔ لیکن یہ معضل ہے۔ جب کہ مشہور اور صحیح روایت مذکورہ بالا ہے۔ [5]

امام سرخسی التوفی ۴۸۳ھ/۸۹۰ء سیر کبیر کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

❶ فتح الباری ج ۷: ۲۶۸، ۲۶۹ ❷ شرح سیر کبیر ج ۴: ۶۳
❸ سیرۃ النبویہ ج ۲: ۲۸۸ ❹ ایضاً ❺ فتح الباری ج ۷: ۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعیین تاریخ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا تو بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ تاریخ کی ابتداء ولادت باسعادت سے ہونی چاہیے' مگر انہوں نے اسے اس وجہ سے پسند نہ فرمایا کہ اس میں نصاری کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ ان کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شروع ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے رائے دی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تاریخ مقرر کی جائے تو اسے بھی قبول نہ کیا گیا۔ کیوں کہ مسلمانوں کے لیے آپ کی وفات حادثہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ ہے۔ بالآخر طویل بحث وتمحیص کے بعد سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی جائے۔ اس رائے سے امیر المومنین نے بھی اتفاق کیا۔ کیونکہ ہجرت ہی سے حق اور باطل میں فرق واضح ہوا' اور شعائر اسلام یعنی جمعہ اور عیدین علی الاعلان ادا کیے گئے۔[1] یہ روایت کنز العمال جلد ۱۰: ۳۱۰' میں بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء فرماتے ہیں:

''سن ۱۶' ۱۷ یا ۱۸' ہجری میں خلافتِ فاروقی کے دوران سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کے تعیین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجلاس بلایا تھا۔ جس میں واقعہ ہجرت سے تاریخ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تھا''۔[2]

---

[1] شرح سیر کبیر ج ۴: ۶۳ [2] البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

مسجد نبوی کا تعمیری ارتقاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆...... تاریخ تعمیر مسجد نبویؐ

☆...... فضائل مسجد نبویؐ

☆...... آتش زدگی

☆...... تعمیرات مسجد نبویؐ تاریخ کے آئینہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ تعمیر مسجد نبویؐ 1

ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب سرور کون و مکان' سلطانِ زمین و زماں ﷺ سرزمین مدینہ باسکینہ میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کو اپنے قیام سے رونق بخشی' دعوت اسلام کی ہمہ وقتی مصروفیت' وفود کی ملاقاتوں کا لامتناہی سلسلہ اور جاں نثار مسلمانوں کے بہت سے دوسرے حل طلب مسائل کے باوجود آپؐ نے مسلمانوں کے لیے ایک مضبوط مرکز کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر تعمیر مسجد کا منصوبہ فوری طور پر بنا لیا۔

اگرچہ کسی روایت سے قطعی طور پر معلوم نہیں ہو سکا' کہ مسجد نبوی شریف کا سنگ بنیاد کس دن اور کون سی تاریخ کو رکھا گیا۔ البتہ مختلف روایات کی کڑیاں باہم ملانے سے تخمیناً تاریخ اور دن کا پتہ چل سکتا ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا قباء میں ورود مسعود حسب ذیل تاریخ کو ہوا۔

بروز شنبہ ۸ ربیع الاوّل ۱۳ ر نبوت مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء۔[1]

صحیح بخاری کے علاوہ دوسری کتب احادیث اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے قباء میں ۱۴ دن قیام فرمایا۔[2] اور پھر قباء سے مدینہ منورہ کے لیے جمعہ کے دن روانگی ہوئی۔[3] اس اعتبار سے مدینہ کی روانگی کی تاریخ حسبِ ذیل ہوگی۔

بروز جمعۃ المبارک ۲۲ ر ربیع الاوّل ۱۳' نبوت مطابق ۴ اکتوبر ۶۲۲ء۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ کچھ دن مختلف مقامات پر نماز پڑھتے رہے۔ کبھی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں اور کبھی کسی دوسری جگہ بھی پڑھ لیتے۔

---

❶ روض الانف ج ۲: ۶۰ ❷ صحیح بخاری ج ۱: ۵۶۰ ❸ اخبار مدینہ ۲۸۰' البدایہ ج ۳: ۱۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتیٰ کہ آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ چنانچہ امام نور الدین علی بن سید ابوالمحاسن عبداللہ بن شہاب الدین عباس السمودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء اور امام عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء کی بیان کردہ روایت کے مطابق:

وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَرِيْشِ اِثْنَتَى عَشْرَةَ لَيْلَةً حَتّٰى بَنَى الْمَسْجِدَ۔[1]

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر حسب ذیل تاریخ کو شروع کی گئی تھی۔

بروز سہ شنبہ ۴/ربیع الثانی ۱۳/نبوت مطابق ۱۶/اکتوبر ۶۲۲ء

یہ سنگ بنیاد کسی پرشکوہ اور فلک بوس عمارت کا نہیں' بلکہ ایک انتہائی سادہ سی مسجد کا رکھا جا رہا تھا۔ اگرچہ اس کی عمارت دنیوی نقش و نگار سے معرا نہیں تھی۔ مگر اسلام کی شان وشوکت کی نشانی' معراج انسانی کا نقطۂ عروج' رضائے الٰہی کا مرکز اور حبیب کبریا ﷺ کی خوشنودی کا مظہر جمیل تھا۔

بھلا اس سے زیادہ باعظمت عمارت' اس سے پاکیزہ تر تعمیر اور اس سے زیادہ مقدس جگہ کون سی ہو سکتی ہے جسے محبوب کائنات ﷺ کی سجدہ گاہ ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ جسے تبلیغ و تعلیم کا مرکز' دینی سطوت کا نشان اور اسلام کی سر بلندی و سرفرازی کا سرچشمہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اس کی کھجور کی بنی ہوئی بے نمود چھت پر شب و روز خدا کی کروڑوں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس میں سجدہ ریز بندگان خدا بھی سادگی کا مرقع' خلوص کے پیکر' ایثار کے مجسمے' شمع رسالت کے پروانے اور جاں نثاران شمع رسالت ﷺ کے دیوانے تھے۔ جن کے لیے تمام نعمت و سعادت صرف دیدار رسول مقبول ﷺ تھا:

جاہ و حشمت جو نہ کرتے تھے قبول
تھی عبادت جن کی دیدار رسولؐ

---

[1] وفاء الوفاج ۱:۱۸۶' البدایہ والنہایہ ج ۳:۲۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

''جب اونٹنی بیٹھ گئی تو فخر کون و مکان، سرور زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہماری آل میں سے کس کا مکان قریب ہے؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرا مکان قریب تر ہے۔ یہ میرا مکان اور یہ اس کا دروازہ ہے''۔ ❶

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

''جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہونے لگا۔ تو آپؐ نے فرمایا: میں بنونجار کے ہاں اُتروں گا۔ جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں''۔ ❷

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''مدینہ منورہ زادہا اللہ تنویراً میں جب آپ کا ورود مسعود ہوا۔ تو آپ کی اونٹنی مدینہ میں واقع مسجد رسولؐ کے قریب جا بیٹھی۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ''۔

اس جگہ مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ قطعہ اراضی سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا۔ جو وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ آپؐ نے ان بچوں کو بلایا اور اس جگہ مسجد بنانے کے لیے اس کھلیان کی قیمت دریافت فرمائی۔ ان بچوں نے قیمت لینے سے انکار کیا اور بلا معاوضہ ہبہ کرنے کی پیش کش کی۔ مگر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اسے مسترد فرما دیا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی اس روایت سے عیاں ہے:

فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰی اِبْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا. ❸

---

❶ صحیح بخاری ج۱: ۵۵۶ ❷ صحیح مسلم کتاب الزھد، باب الھجرۃ ج۲: ۴۱۹

❸ صحیح بخاری ج۱: ۵۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ نے بلا قیمت قبول فرمانے سے انکار کیا۔ بالاخران سے قیمتاً خرید کر وہاں مسجد بنا دی''۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے ہاں قباء میں چودہ دن قیام فرمایا' پھر قبیلہ بنونجار کو طلب فرمایا۔ وہ لوگ ہتھیار سجا کر بڑی شان وشوکت کے ساتھ حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ جب ہم چشم شعور سے دیکھتے ہیں تو اب بھی وہ منظر ہماری آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگتا ہے۔

تو ہاں! رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے' اور بنونجار آپ کو گھیرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنا سامان حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ کے سامنے اتار دیا۔

ابتدائی ایام میں جہاں نماز کا وقت ہوتا۔ وہیں نماز پڑھ لی جاتی۔ بعض اوقات بکریوں کے باڑہ میں بھی پڑھ لیتے۔ پھر آپ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے بنونجار کے سرکردہ افراد کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھوں فروخت کر دو۔ انہوں نے جواباً عرض کیا' نہیں: خدا کی قسم! ہم اس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ ❶

پہلی روایت میں لفظ ''مِربَد'' اور دوسری میں ''حائط'' استعمال ہوا ہے' جبکہ بظاہر دونوں الفاظ کا اطلاق دو مختلف چیزوں پر ہوتا ہے ''مِربَدْ'' اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں کھجوریں خشک کی جائیں۔ اور امام اصمعی کہتے ہیں کہ بھیڑ' بکری اور اونٹوں کے باندھنے کی جگہ کو بھی مربد کہا جاتا ہے۔ جبکہ حائط سرسبز وشاداب باغ کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ اس جگہ پہلے باغ ہو جو بعد میں مربد کی صورت اختیار کر گیا ہو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہاں کچھ حصہ میں باغ تھا اور کچھ مربد کے طور پر استعمال

---

❶ صحیح بخاری ج۱:۶۱' ۵۶۰' صحیح مسلم ج۱: ۲۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو رہا تھا۔[1]

علاوہ ازیں پہلی روایت میں قیمتاً خرید نے کا ذکر ہے۔ جبکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں بلا معاوضہ پیش کرنے کا تذکرہ ہے' ان دونوں روایات کو اس طرح یکجا کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ہبہ کرنے کی پیش کش تو ضرور کی مگر حضور اقدس ﷺ نے جب بلا قیمت قبول فرمانے سے انکار کر دیا۔ تو انہیں قیمت ادا کر دی گئی۔ جیسا کہ امام ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ/۸۴۴ء اور علامہ کرمانی نے امام زہری سے روایت بیان کی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے وہ قطعہ اراضی دس دینار میں خریدا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ رقم ادا کر دیں۔[2]

امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء اسی روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں' کہ وہ جگہ دس دینار میں خریدی اور رقم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔[3]

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ فتح الباری جلد ۷:۲۴۶ اور ۲۶۶ میں تفصیلاً مذکور ہے۔

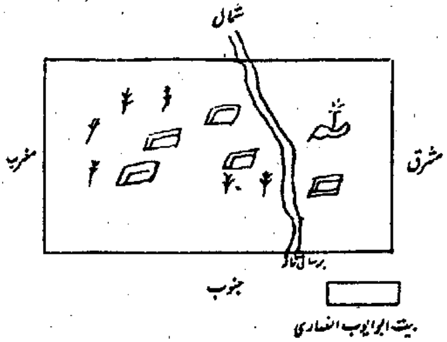

[1] فتح الباری ج ۷:۲۴۶:۲۶۶ [2] طبقات ابن سعد عنوان تعمیر مسجد ج ۲' ارشاد الباری ج ۳:۳۲۹

[3] شرح صحیح مسلم ج ۱:۲۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ افتادہ اراضی جس میں قبور‘ کھجور کے درخت ناہموار زمین اور برساتی نالہ تھا‘ وفاء الوفا ج ۱: ۲۳۳۔

اسی جگہ ہجرت نبویؐ سے پہلے سیدنا اسعد بن زرارہؓ مسلمانوں کو پنجگانہ نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے اس پر چھت نہ تھی (وفاء الوفا ج ۱: ۲۳۲)

اس ضمن میں امام ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ/۸۴۴ء بیان کرتے ہیں:

فخر دو عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اس جگہ سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے محض ایک احاطہ کی شکل میں مسجد بنا رکھی تھی۔ جو بغیر چھت کے تھی اور قبلہ بیت المقدس کی جانب تھا۔ جہاں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء نے بھی یہ روایت نقل کی ہے‘ نیز وہ لکھتے ہیں کہ جس جگہ اونٹنی بیٹھی تھی اسی مقام پر تعمیر مسجد کے بعد آپؐ نے منبر شریف نصب کرایا تھا۔ ❷

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس جگہ کھجور کے درخت‘ بعض مشرکین کی قبریں اور کچھ ناہموار جگہ تھی۔ چنانچہ آپؐ کے حکم سے کھجوریں کاٹ دی گئیں۔ قبریں اکھاڑ کر ہڈیاں غائب کر دیں۔ (ہڈیاں نکال کر کہیں دوسری جگہ دفن کر دی گئیں) اور نشیب و فراز کو ہموار کر کے کھجوروں کے تنے قبلہ کی سمت یعنی شمال کی جانب ایک صف میں کھڑے کر کے دیوار بنا دی گئی اور دروازہ کی چوکھٹ کھڑی کر کے دونوں جانب پتھروں کی دیواریں بنا دی گئیں۔ ❸ اس افتادہ اراضی میں ایک برساتی نالہ بھی واقع تھا جسے پاٹ دیا گیا۔ ❹ تعمیر مسجد کے لیے کچی اینٹیں بنانے کا انتظام جنت

❶ طبقات ابن سعد عنوان تعمیر مسجد ج ۲ نیز معالم دار الھجرۃ: ۴۲ میں بھی یہ روایت پائی جاتی ہے۔

❷ فتح الباری ج ۷: ۲۴۶

❸ صحیح بخاری ج ۱: ۵۶۰‘ صحیح مسلم ج ۱: ۲۰۰

❹ طبقات ابن سعد وفاء الوفا ج ۱: ۲۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البقیع کے مشرق میں بیر ایوب کے قریب کیا گیا تھا۔❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے ذوق' انہماک' ولولہ اور جذبہ کے ساتھ اینٹیں لانے میں مصروف تھے اور سرورِ کون و مکاں' سلطانِ زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے شانہ بشانہ کام میں مصروف تھے۔ صحابہ کبارؓ اپنے دلی جذبات کا اظہار مختلف اشعار سے کر رہے تھے اور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آواز سے آواز ملا کر داد و تحسین دیتے:

هذا الحمال لاحمال خيبر هذا أبرُّ ربنا واطهر

"بار برداری اور محنت مشقت جو بار آور اور نتیجہ خیز ہو وہ تو یہی ہے نہ کہ خیبر سے کھجوروں کا بوجھ اٹھانا"۔

اللهم ان الاجر اجر الاخرة فارحم الانصار والمهاجرة ❷

اللهم انه لاخير الاخير الاخرة فانصر الانصار والمهاجرة ❸

الا ان العيش عيش الاخرة فاغفر لِلّانصار والمهاجرة ❹

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھنے میں مشغول تھے:

لايستوى من يعمر المساجدا يدآب فيها قائما وقاعدا

و من يرى عن التراب حائدا❺

"جو آدمی اٹھتے بیٹھتے تعمیر مسجد میں مصروف ہے اور جو شخص کپڑوں کو مٹی اور غبار سے بچاتا ہے۔ دونوں کب برابر ہو سکتے ہیں"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سرکار مدینہ بھی اینٹیں اٹھانے میں مشغول تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ نے اتنی زیادہ اینٹیں اٹھا رکھی تھیں۔ کہ آپ کے سینہ مبارک تک پہنچی ہوئی تھیں' میں نے محسوس کیا کہ آپ بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے حبیبؐ! یہ اینٹیں

---

❶ وفاء الوفا ج ا:۲۴۸ ❷ صحیح بخاری ج ا:۵۵۵ ❸ صحیح بخاری ج ا:۵۶۰' صحیح مسلم ج ا:۲۰۰

❹ سنن ابن ماجہ:۵۴ ❺ فتح الباری ج ۷:۲۴۷

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے دے دیں۔ میں پہنچا دیتا ہوں۔ مگر آپؐ نے فرمایا: اینٹیں تو اور بھی بہت سی ہیں تم وہاں سے اٹھا لاؤ' یہ میرے لیے رہنے دو۔

ایک موقع پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بھی گذارش کی کہ آپؐ یہ اینٹیں مجھے دے دیں مگر آپؐ نے فرمایا:

اِذْهَبْ فَخُذْ غَيْرَهَا فَلَسْتَ بِاَفْقَرِ مِنِّىْ اِلَى اللّٰهِ.❶

"تم دوسری جا کر لے آؤ' اللہ تعالیٰ کی طرف نیکیاں حاصل کرنے میں تم مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہو"۔

ان مزدورانِ باصفا میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کچھ زیادہ ہی جاں فشانی اور مستعدی سے مصروف کار تھے' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے مگر عمار دو دو اٹھاتے تھے' جب حضور انور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑی۔ تو شفقت اور تاسف بھرے لہجہ میں ان کے وجود سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا:

"افسوس کہ عمار کو باغیوں کی ایک جماعت قتل کرے گی۔ عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے"۔

یہ سنتے ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔❷

امام سہیلی اور علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء فرماتے ہیں کہ حضرت معمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور ایک اینٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لاتے تھے۔❸

سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مسجد نبوی شریف کا سنگ بنیاد رکھا جانے لگا' تو سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا پتھر اپنے دستِ اطہر سے نصب فرمایا'

---

❶ جمع الفوائد ج۱: ۶۷ ❷ صحیح بخاری ج۱: ۶۴' ۳۹۴

❸ روض الانف ج۲: ۱۳' فتح الباری ج۱: ۵۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور اس کے ساتھ رکھ دیا۔ بعد میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پتھر رکھا اور پھر سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے ان کے نصب کردہ پتھر کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پتھر لگا دیا۔

میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ اے اللہ! کے حبیبؐ غور فرمائیں یہ لوگ کس لگن کے ساتھ کام میں مصروف ہیں۔ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ عائشہؓ! یہ لوگ میرے بعد خلعتِ خلافت سے نوازے جائیں گے۔ امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرائط کے مطابق ہے۔ ❶

اس روایت سے جہاں خلفاء ثلاثہ کی فضیلت و منقبت مترشح ہوتی ہے وہاں ان کی درجہ بدرجہ خلافت کا واضح اور واشگاف ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ کریم نے انہیں اسی طرح منصب خلافت سے سرفراز فرمایا۔

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ اپنے جاں نثار صحابہ کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف و منہمک تھے۔ آپ کو گارا پسند نہ آیا۔ میں پھاوڑہ لے کر گارا بنانے لگا۔ جب اسے اچھی طرح گوندھ کر تیار کیا۔ تو آپؐ نے بہت پسند فرمایا' اور فرمایا کہ یمامی گارا بنانے میں خوب مہارت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہی خدمت لی جائے۔ ❷

امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں:

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیادیں پتھروں سے اٹھائیں اور دیواریں کچی اینٹوں سے بنوائیں۔ اور مسجد کے تین دروازے رکھے' ایک جنوب میں دوسرا مغرب کی طرف باب عاتکہ جسے باب الرحمت بھی کہا جاتا تھا۔ اور تیسرا مشرق کی جانب

---

❶ زرقانی علی المواہب ج ۱: ۳۶۶' البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۱۸

❷ جمع الفوائد ج ۱: ۶۷' وفاء الوفا ج ۱: ۲۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب عثمان' جس سے آپ مسجد میں تشریف لاتے تھے۔

پھر جب بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قبلہ مقرر ہو گیا۔ تو آپ نے جنوب والا دروازہ بند کر کے اس کے برابر میں شمال کی طرف دروازہ بنا دیا۔ دوسرے دونوں دروازے اپنی جگہ قائم رہے۔ مسجد مربع شکل تھی۔ جس کا طول وعرض ۷۰×۷۰ ذراع تھا۔❶ پہلی تعمیر کے وقت دیواروں کی بلندی قد آدم سے کچھ زیادہ تھی۔❷

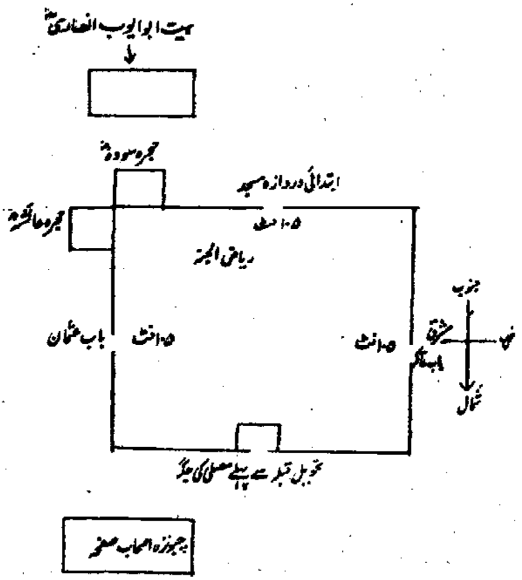

☆ مسجد نبوی کی پہلی تعمیر کا حدود اربع ۱۰۵' مربع فٹ تھا۔ اخبار مدینہ: ۶۹

☆ مسجد کے تین دروازے تھے اور چھت نہ تھی۔ اخبار مدینہ ۶۹، ۷۰

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے جنوب مغرب میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تعمیر ہوا۔

☆ مسجد کے شمال مشرقی کونے میں اصحاب صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔

---

❶ اخبار مدینہ: ۶۹ ❷ معالم دار الہجرۃ: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ابتداء میں چھت کے بغیر صرف دیواروں پر مشتمل مسجد بنائی تھی۔ پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گرمی کی شدت سے دوچار ہوئے تو اس تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے آپؐ سے چھت بنانے کی اجازت چاہی' آپؐ نے چھت بنانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ صحابہؓ نے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھجور کے ستون کھڑے کیے اور ان کے اوپر کھجور کی لکڑی' شاخیں اور اذخر وغیرہ گھاس ڈال دیا۔❶ جبکہ دیواریں صرف قد آدم کے برابر بلند تھیں۔

اس کیفیت کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں مسجد کچی اینٹوں کی بنی ہوئی' ستون کھجور کے تنوں کے اور چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔❷ جبکہ مسجد کی چھت ۸ھ میں بنائی گئی تھی"۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ چھت صرف دھوپ سے بچاؤ کے لیے بنائی گئی تھی۔ مگر اس سے بارش کا پانی نہیں رک سکتا۔ اس لیے جب پانی ٹپکنے کے باعث صحابہ کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ تو پھر محبوب انس و جاں ﷺ کی خدمت میں عرض پرداز ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اگر اجازت ہو تو چھت پر مٹی ڈال دی جائے کیونکہ بارش کی وجہ سے پانی ٹپکتا ہے (اور نماز کی ادائیگی میں دقت پیش آتی ہے) آپؐ نے فرمایا میری مسجد عریش موسیٰ کے مانند ہے۔❸

علامہ عمادالدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء یعلی بن شداد سے روایت بیان کرتے ہیں:

انصار باوقار کچھ مال جمع کر کے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر

---

❶ اخبار مدینہ: ۷۰' معالم دار الھجرۃ: ۴۴ ❷ معالم دار الھجرۃ ۴۵
❸ صحیح بخاری ج ۱: ۶۴' ابوداؤد ج ۱: ۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اللہ کے حبیبؐ! مسجد کو مضبوطی سے تعمیر کرنے اور اسے مزین کرنے کی اجازت عنایت کی جائے۔ ہم ان تنکوں کے نیچے کب تلک نماز پڑھتے رہیں گے۔❶ آپؐ نے فرمایا:

مَابِیْ رَغْبَةٌ عَنْ اَخِی مُوْسٰی عَرِیْسنِیْ کَعَرِیْشِ مُوْسٰی.❷

''میں اپنے بھائی موسیٰ کے طریق سے اعراض نہیں کرنا چاہتا' بس یہ ایک چھپر ہے موسیٰ کے چھپر کی طرح''۔

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جس چھپر کی مطابقت کے کاربند حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس کی نوعیت یہ تھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوتے تو سر چھت کے ساتھ لگ جاتا تھا۔❸

امام زین الدین المراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء بیان کرتے ہیں کہ بالآخر حالات اور ضرورت کے پیش نظر آپؐ نے مٹی' گارا لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ جس کے باعث لوگوں نے چھت پر مٹی ڈال کر بہتر بنا دیا۔❹

لیکن بایں ہمہ مسجد نبوی شریف معمولی اور سادہ بناوٹ میں اپنی مثال آپ تھی۔ اور عریشی موسوی سے بھی کچھ زیادہ ہی سادہ تھی۔ بارش کے دوران چھت سے پانی ٹپکتا اور مسجد کیچڑ سے بھر جاتی' لیکن نیازمندی کا ایسا انوکھا مظاہرہ شائد چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہو کہ سرور کون و مکان' سلطان زمین و زمان صلی اللہ علیہ وسلم اور شمع رسالت کے پروانے اسی مٹی گارے میں خالق کائنات کے حضور جبین نیاز نہادہ ہیں اور اس کی کبریائی اور یکتائی کا وردنوک زباں ہے وہ قدسی نفوس اس سادہ سی مسجد کی زینت تھے' جن کے دامن ایمان کی تابانیوں' دین کی سرشاریوں' ذکر و فکر کی لذتوں' تسبیح و تہلیل کی حلاوتوں اور جلوۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کیف سامانیوں سے جگمگا رہے تھے' اس لیے انہیں

---

❶ اخبار مدینہ: ۷۰ ❷ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۲۱۵

❸ وفاء الوفا ج ۱: ۲۳۳ ❹ معالم دار الھجرۃ: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کی سادگی میں کیف وسرور حاصل ہوتا تھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

''محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کیا۔ اس اثناء میں رات کو بارش ہوگئی اور چھت سے پانی ٹپکنے لگا۔ کیونکہ چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ اسی حالت میں نماز فجر ادا کی گئی''۔

میں یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہا تھا۔ کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اسی پانی اور کیچڑ میں سجدہ ریز ہیں۔ حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جانے کے باوجود آپ کی پیشانی پر کیچڑ کے نشانات نظر آرہے تھے۔ ❶

مسجد نبوی شریف کی سادگی بے مثل و بے مثال اور نادر الوجود ہونے کے باوصف اس کی عزت وعظمت اور شان بیان سے فزوں تر ہے۔ اس کی رفعتِ شان اور قدر ومنزلت کا کیا کہنا' جس کے ذروں پر سرور کون ومکاں' سلطان زمین وزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدوں کے نشانات آج تک تابندہ ہیں۔

جیسا ابھی بیان ہوا کہ مسجد کا فرش خاکی بارش کے باعث کیچڑ کی شکل اختیار کر لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو بارش ہوئی اور فجر کی نماز کیچڑ ہی میں پڑھی جارہی تھی۔ کہ ایک آدمی باہر سے کنکریاں کپڑے میں ڈال کر لایا اور اپنی نشست گاہ پر بچھالیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر کنکریاں دیکھیں تو انہیں پسند فرمایا۔ ❷

چنانچہ اس کے بعد کنکریاں ڈالنے کا عام رجحان ہوگیا' جو بعد کے زمانہ میں بھی قائم رہا۔ پھر جب مسجد کے اندرونی حصہ میں فرش پختہ بنا دیا گیا تو صحن مسجد میں کنکریاں ڈالی جانے لگیں بالآخر ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں کنکریاں ہٹا کر سارا فرش سنگ مرمر کا بنا دیا گیا۔

❶ صحیح بخاری ج ۱: ۲۷۰' صحیح مسلم ج ۱: ۳۷۰ ❷ سنن ابوداؤد شریف ج ۱: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

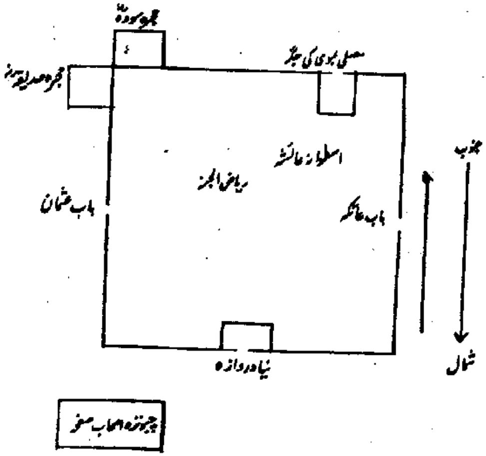

☆ ۲ھ ہجری میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے پر بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قبلہ مقرر ہوا۔

☆ جنوب والا دروازہ بند کر کے اس کے بالمقابل شمال میں دروازہ بنایا گیا۔

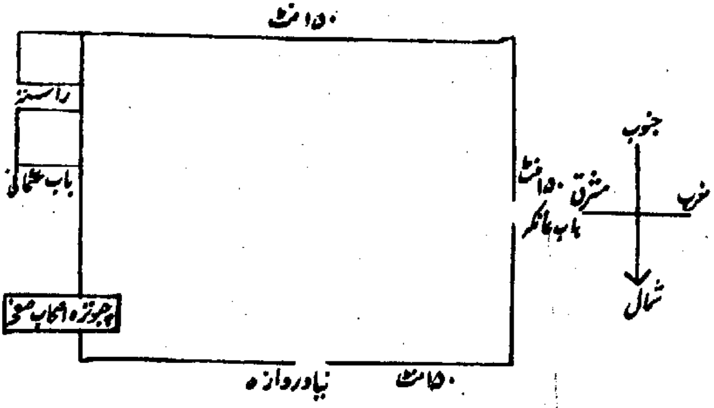

فتح خیبر ۷ھ کے بعد حضور اقدس ﷺ نے مسجد میں اضافہ کیا۔

نئے اضافہ کے بعد طول وعرض ۱۵۰x۱۵۰ فٹ ہو گیا (وفاء الوفا ج۱: ۲۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی توسیع:

تعمیر دوم

سرور کونین ﷺ ۷ ہجری میں شجر یہودیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اور اسے نیست و نابود کر کے بے پناہ غنائم اور فاتحانہ شان کے ساتھ خیبر سے مدینہ کریمہ واپس تشریف لائے۔ تو آپ نے مسجد کی تجدید اور توسیع کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد میں نمازیوں کے لیے گنجائش بہت کم تھی۔ علاوہ ازیں کھجور کے ستون، شاہتیر اور شاخیں بوسیدہ ہو جانے کے باعث تجدید ناگزیر تھی۔

چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے مسجد کے متصل ایک انصاری کا مکان مسجد میں شامل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اسے ترغیب و تحریص دی گئی۔ کہ اگر تم اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لیے ہمیں دے دو، تو اس کے عوض تمہیں جنت کا محل ملے گا، لیکن وہ اپنی ناداری اور غربت کے باعث ایسا نہ کر سکا، جس کے باعث حضور اقدس ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو آدمی فلاں شخص کی جگہ خرید کر مسجد کی نذر کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیں گے جب یہ آواز سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے گوش گذار ہوئی۔ تو انہوں نے اس مسلمان سے بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم میں وہ مکان خرید لیا۔ پھر یہ خوش کن خبر سنانے حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محبوب کائنات ﷺ نے فرمایا: عثمان یہ جگہ مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا اجر تمہیں اللہ کریم مرحمت فرمائیں گے۔ ❶

ترمذی شریف میں ہے:

"نمازیوں کے لیے مسجد میں جگہ کی کمی کے باعث حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی فلاں خاندان کا قطعہ اراضی خرید کر مسجد کشادہ کر دے۔ اسے

❶ سنن نسائی باب مناقب عثمان ج ۲: ۵۳۔ سنن الدار قطنی ج ۴: ۱۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کہیں بہتر جنت کا محل عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا''۔ [1]

علامہ سمھودی المتوفی ۹۱۱ھ طبرانی کی روایت اس طرح نقل کرتے ہیں:

''حضور اقدس ﷺ نے صاحب مکان سے فرمایا کہ اگر تم اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لیے وقف کر دو' تو تمہیں اس کے عوض جنت میں محل ملے گا۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ مکان خرید لیا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ انصاری کے جس مکان کو جنت کے محل کے بدلے خریدنا چاہتے تھے۔ وہ مجھ سے جنت کے بدلے خرید فرما لیں۔ چنانچہ آپ نے وہ قطعہ اراضی بمعاوضہ جنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا''۔ [2]

محبوب کائنات ﷺ نے نماز جیسی عظیم المرتبت عبادت کے لیے مسجد کی تعمیر اور توسیع کی دو مرتبہ خدمت سرانجام دی۔ پہلی دفعہ تعمیر مسجد کے لیے جس جگہ کا انتخاب ہوا وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی اور دوسری مرتبہ جب توسیع کی ضرورت پیش آئی تو ایک عام مسلمان کا مکان اس کی زد میں آتا تھا جسے حاصل کرنا ناگزیر تھا' آپ کے ایک اشارہ ابرو پر مسلمان تن من دھن سب کچھ قربان کرتے تھے۔ زمین یا مکان رضا مولا کی خاطر آپ کی نذر کر دینا تو معمولی سی بات تھی۔

مگر آپؐ نے مسجد کے تقدس اور علو شان کے پیش نظر جبر و اکراہ سے زمین حاصل کرنا تو کجا' رضا و رغبت اور قلبی مسرت کے پاس پیش کی جانے والی زمین بھی بلا معاوضہ قبول کرنے سے صاف انکار فرما دیا تھا۔

آپ کے اس مستحسن اقدام نے جہاں تعمیر مسجد کے لیے عدل و انصاف پر مبنی ایک زریں اصول فراہم فرمایا۔ وہاں اس تصور کی بیخ کنی بھی ہو گئی کہ مسجد کی خاطر حقوق العباد کو پامال کر کے کسی کی جگہ پر غاصبانہ قبضہ کیا جا سکتا ہے۔ انہی غیر متزلزل

[1] جامع ترمذی باب مناقب عثمانؓ ج ۲: ۲۱۱ [2] وفاء الوفا ج ۱: ۳۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادوں پر خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر آج تک بیسیوں مرتبہ مسجد نبوی کی تعمیر وتوسیع کا عظیم الشان کام ہوا۔ مگر بلا معاوضہ اور جبر و اکراہ سے کبھی ایک انچ زمین بھی حاصل نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی معاوضہ دینے میں تنگ نظری اور بخل کا کبھی مظاہرہ ہوا۔ قارئین اس بات کی تائید وتصدیق کے متعدد شواہد آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

جب دوسری مرتبہ تعمیر کا کام شروع ہوا۔ تو بنیادوں سے اوپر بھی تین ذراع پتھر کی دیواریں بنا کر بقیہ دیواریں کچی اینٹوں سے مکمل کی گئیں۔ تعمیر جدید میں اضافہ کے باعث طول اور عرض ۱۰۰×۱۰۰' ذراع ہو گیا۔❶ یعنی ۱۵۰×۱۵۰' فٹ۔ امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء فرماتے ہیں۔

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف دو مرتبہ تعمیر فرمائی پہلی تعمیر میں طول وعرض ۱۰۰' ذراع سے کم تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی۔ آپ نے مسجد کی توسیع اور تجدید کر کے اس کے اضلاع ۱۰۰×۱۰۰' ذراع کر دیئے۔ اور مسجد کے درمیان میں صحن بنایا گیا۔❷

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء نے طول وعرض ۷۰×۷۰ ذراع بھی لکھا ہے۔❸

امام مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء نے امام یحییٰ کی روایت کے مطابق طول و عرض شرقاً غرباً ۶۳ ذراع اور شمالاً جنوباً ۵۴ ذراع بیان کیا ہے جبکہ دوسری جگہ شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً ۶۰ ذراع کی روایت نقل فرمائی ہے۔❹

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء فرماتے ہیں کہ تعمیر ثانی کے بعد مسجد کا طول وعرض ۱۰۰×۱۰۰ ذراع ہو گیا تھا۔ اور یہ قول امام ابن النجار نے بھی نقل کیا ہے۔❺

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲ عنوان تعمیر مسجد نبوی' وفاء الوفا ج ۱: ۳۳۹ ❷ اخبار مدینہ: ۷۰ ❸ ایضاً

❹ معالم دار الہجرۃ: ۴۳ ❺ وفاء الوفا ج ۱: ۳۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل مسجد نبویؐ

مسجد نبوی شریف اسلام کے ایک ناقابل تسخیر قلعہ کی حیثیت رکھتی ہے' جہاں سے آفتاب نبوت کی نورانی شعاعیں چار دانگ عالم میں پھیلیں' ایک طرف تو یہ دینی' دینوی' ملی اور ملکی آئین وقوانین کے نفاذ کا سرچشمہ تھا اور دوسری طرف اسے مجاہدین اسلام کا ہیڈ کوارٹر اور حرب وضرب اور دفاع کی تربیت گاہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ یہ اسلام کا اوّلیں دارالعلوم (یونیورسٹی) اور رسول الثقلین ﷺ کا شاہی دربار بھی تھا اور یہ تعلیم وتربیت' رشد وہدایت اور دعوتِ فکر وعمل کا مرکز تھا۔ خدائے بزرگ وبرتر نے محبوب انس وجاں ﷺ کی اس مبارک مسجد کو ایسا قابل رشک رتبہ عطا فرمایا۔ جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رحمت کائنات ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں:

> "جو آدمی گھر میں نماز پڑھے' اسے ایک نماز کا ثواب ملے گا۔ محلّہ کی مسجد میں یہ ثواب پچیس گنا زیادہ ہو جائے گا۔ جامع مسجد میں اس میں پانچ سو گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار گنا بڑھ جاتا ہے اور میری مسجد میں پچاس ہزار گنا تک پہنچ جاتا جبکہ مسجد حرام میں ایک لاکھ گنا تک ملتا ہے"۔ ❶

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

> "میری اس مسجد میں ایک نماز' دوسری مسجد مین پڑھی جانے والی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوا مسجد حرام کے"۔ ❷

---

❶ ابن ماجہ: ۱۰۲ جامع الصغیر ج ۱: ۴۶

❷ صحیح بخاری شریف ج ۱: ۱۵۹' مسلم شریف ج ۱: ۴۴۶' دارمی ج ۱ ص ۳۳۰' احمد ج ۲ ص ۱۶۔۲۹۔۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی نسبت ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ اور میری مسجد میں ایک جمعہ دوسری مساجد کے ہزار جمعہ سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان دوسری مساجد میں ایک ہزار رمضان سے افضل ہے' سوائے مسجد حرام کے''۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز دنیا کی دوسری مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا فضیلت رکھتی ہے۔ سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام کی ایک نماز میری مسجد سے بھی سو گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے''۔ ❷ (یعنی ایک لاکھ گنا)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''مسجد نبوی میں ایک نماز دوسری مسجدوں کے مقابلہ میں ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ مسجد حرام کے سوا' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کی مسجد انبیاء کی مسجد میں سے آخری مسجد ہے''۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں کے برابر ہے مگر مسجد حرام اس سے افضل ہے''۔ ❹

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں:

''جو شخص میری مسجد میں بھلائی کی بات سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے آئے تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے آدمی کی مانند ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس

❶ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۶ ❷ ایضاً: ۲۳۵' سنن کبریٰ ج ۵: ۲۴۶
❸ صحیح مسلم ج ۱: ۴۴۶ سنن نسائی ج ۱: ۷۱ ❹ السنن الکبریٰ ج ۵: ۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت سے نہ آئے (بلکہ لوگوں سے مجلس وصحبت اور باتیں کرنے کی غرض سے آئے) تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہے۔ جو دوسروں کے مال کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔"[1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھے کہ اس کی کوئی نماز جماعت سے فوت نہ ہونے پائے۔ تو اسے جہنم کی آگ سے نجات مل جاتی ہے اور عذاب اور نفاق سے اسے بری کر دیا جاتا ہے۔"[2]

ان ارشاداتِ مصطفیٰ میں نماز کے اجر وثواب کا جو تناسب بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ دنیا کی تمام مساجد کے مقابلہ میں مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب ہزار گنا' بلکہ پچاس ہزار گنا ملتا ہے۔ البتہ کعبہ شریف میں نماز مسجد نبوی شریف سے بھی ایک سو درجہ افضل ہے۔ یعنی ایک لاکھ گنا ثواب ملتا ہے۔

علماء کرام میں سے بعض بیت اللہ شریف کی نماز کو مسجد نبوی شریف کی نماز پر فضیلت کے قائل ہیں۔ بعض مسجد نبوی کے ثواب کو بیت اللہ کی نماز سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض مساوات کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مسجد نبوی شریف کو مسجد حرام پر صرف سو گنا فضیلت اور برتری حاصل ہے اور بعض نو سو ننانوے گنا ثواب کے قائل ہیں' جبکہ تمام علماء احادیث سے ہی استدلال کرتے ہیں اگرچہ جمہور علماء کرام مسجد حرام کو مسجد نبوی پر سو درجہ برتری کے قائل ہیں۔[3]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ء فرماتے ہیں:

"احادیث کی چھان بین سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مساجد کے ثواب کو بعض پر جو فوقیت بیان کی گئی ہے۔ اس میں کمی بیشی کا مدار اوقات مختلفہ میں

---

[1] ابن ابی شیبہ ج ۲: ۳۷۱' [2] مسند امام احمد

[3] فتح الباری ج ۳: ۶۸ جذب القلوب: ۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کا نزول اور مساجد کے حقائق منکشف ہونے پر ہے۔اور یہ بات مسلمہ ہے کہ عدد کی کمی زائد تعداد سے متعارض نہیں ہوتی''۔[1]

آدابِ مسجد نبوی شریف:

مسجد نبوی شریف وہ عالی مرتبت دربار گوہر بار ہے۔ جس کی خاکروبی کو اولیاء وسلاطین بھی مایہ افتخار سمجھتے ہیں' اسی دربار کے ایک گوشہ میں مقصود کائنات ﷺ آسودۂ خواب ہیں۔ اس لیے اس دربار ذی وقار میں نہایت ادب و احترام' خشوع و خضوع اور عجز و انکساری کے ساتھ داخل ہونا چاہیے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

جب مسجد نبوی شریف میں آئیں تو اس کی عظمت و شرف اور عزت کے تصرف سے غافل نہ ہوں۔ یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ مقام وحی کے اترنے کی جگہ اور جائے عزت و رحمت ہے اور یہ خاتم الانبیاء ﷺ کی مسجد ہے۔

جب اس مقدس مسجد میں داخل ہونا نصیب ہو تو اس کی تعظیم کے پیش نظر نہایت خضوع وخشوع' سکون و وقار اور ہیبت کے ساتھ داخل ہوں۔ مسجد کی زیبائش و آرائش کی طرف توجہ نہ کریں۔ بے کار کاموں سے اجتناب کریں۔ نہایت ادب و احترام کے ساتھ مقدور بھر قیام کریں۔

مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں اگر چہ تھوڑی سی دیر ہی کے لیے داخل ہونا ہو' کیونکہ یہاں اجر وثواب بہت ہی زیادہ ملتا ہے بلکہ جب بھی کسی مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیں۔ کاہلی اور تساہل کو قریب نہ آنے دیں' یہ چھوٹا سا عمل اجر جزیل کا حامل ہے۔

دخولِ مسجد کے بعد (اگر ممکن ہو) ریاض الجنہ میں آئیں اور سید الاتقیاء والابرار ﷺ کے مصلیٰ یعنی محراب النبیؐ کے دائیں جانب تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا

[1] جذب القلوب: ۱۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ اس میں قرأت طویل نہ ہو بلکہ پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پر اکتفا کریں۔

اگر مصلیٰ شریف میں جگہ نہ مل سکے۔ تو حتی الامکان اس کے قریب کسی جگہ پڑھ لیں۔ اگر جماعت کا وقت قریب ہو۔ تو تحیۃ المسجد کے نفل چھوڑ دیں۔ تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر رب ذوالجلال کا شکریہ ادا کریں۔ جس نے اس نعمت غیر مترقبہ سے مشرف فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی' نعمت خداوندی اور مقصود دارین کے لیے دعا کریں۔ اور اس بات پر یقین محکم رکھیں کہ اس دربار سے کوئی طالب صادق اور فقیر سائل محروم اور تہی دست نہیں لوٹتا۔[1]

مسجد نبوی شریف اور ہر ایک مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔

اور جب باہر نکلیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.[2]

''الٰہی میں تجھ سے تیرے فضل کا طلبگار رہوں''۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت درود وسلام کے بعد یہ دعا پڑھتے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

''میرے رب! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔

اسی طرح جب مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تو درود سلام کے بعد اس طرح دعا

---

[1] جذب القلوب: ۲۳۱' ۲۳۲

[2] مسلم شریف ج ۱: ۲۴۸' کتاب صلوٰۃ المسافرین نسائی شریف ج ۱ :۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ۔[1]

''میرے رب! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

مسجد نبوی شریف میں دھیمی آواز سے بات کریں۔ آواز اونچی نہ ہونے پائے' غیر ضروری اور دنیوی باتوں سے کامل پرہیز کریں۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دن مسجد میں سورہا تھا کہ کسی نے کنکر مار کر جگا دیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اشارہ سے فرمارہے ہیں کہ ان دو آدمیوں کو جو مسجد میں شوروغل کررہے ہیں میرے پاس لے آؤ۔

میں نے تعمیل ارشاد میں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے باشندے ہیں' حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو اپنے کیے کی ضرور سزا پاتے' تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک میں اس طرح بلند آواز سے باتیں کررہے ہو۔ میں نے تمہیں محض مسافر ہونے کی وجہ سے معاف کردیا ہے۔[2]

مسجد نبوی شریف میں جتنا وقت گزاریں ذکر وفکر' عبادت' ریاضت' تلاوت اور صلوٰۃ وسلام میں مصروف رہیں۔ وہاں فرض نماز کے بعد افضل ترین عبادت سید الاتقیاء والابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا ہے اس حاضری کو غنیمت سمجھیں وقت کی قدر کریں' لغو اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز کریں۔

---

[1] ترمذی شریف ج۱:۷۱

[2] بخاری شریف ج۱:۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز باجماعت کا سختی سے اہتمام کریں اور کوئی بدبودار چیز کھا کر یا لے کر مسجد نبویؐ میں نہ جائیں۔

مسجد نبوی شریف کے غایت احترام کا تقاضا تو یہ ہے کہ جوتا بھی اندر لے کر نہ جائیں۔ بلکہ دروازوں کے باہر رکھی ہوئی الماریوں میں رکھیں۔ اس شاہی دربار کی تعظیم وتوقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ فرض نماز صفِ اوّل میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور نوافل حتی المقدور ریاض الجنہ میں پڑھیں۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ سحری کے وقت جب دروازے کھلتے ہیں تو لوگ جگہ حاصل کرنے کے لیے خوب دوڑ لگاتے ہیں۔ حالانکہ یہ حرکت انتہائی نازیبا اور آداب مسجد کے بالکل خلاف ہے۔ اس سے گریز کریں۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مسجد نبوی کا اطلاق صرف اسی حصہ پر نہیں ہوتا جو رحمتِ کائنات ﷺ نے تعمیر فرمائی تھی بلکہ مسجد کی مستقل اور عارضی تمام عمارت پر مسجد نبوی شریف کا اطلاق ہوتا ہے۔ فضائل و برکات اور اجر وثواب کے اعتبار سے ساری مسجد یکساں ہے اگر ہجوم کی وجہ سے مسجد شریف کے اندر نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ مل سکے۔ تو ایسی صورت میں باہر پڑھی جانے والی نماز بھی کامل اجر وثواب کی حامل ہے۔ البتہ بلا عذر اور غفلت کی وجہ سے باہر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ میری اس مسجد کو اگر صنعاء (یمن) تک وسیع کر دیا جائے۔ تو پھر بھی یہ میری ہی مسجد ہے۔ ❶

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ذی شان ہے:

”اگر مسجد نبوی شریف کو ذوالحلیفہ تک وسیع کر دیا جائے تب بھی وہ مسجد نبوی ہی کہلائے گی۔ اور اس کی منقبت وعظمت برقرار رہے گی“۔ ❷

❶ کنز العمال ج ۱۲: ۲۳۷ ❷ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

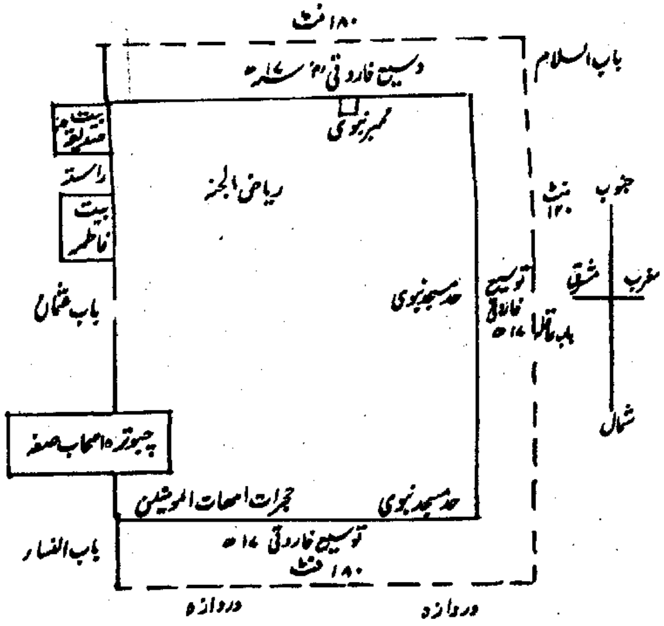

☆ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ۱۷ھ میں تعمیر و توسیع مسجد نبویؐ۔

☆ جنوب میں ۱۵ فٹ مغرب میں ۳۰ فٹ اور شمال میں ۴۵ فٹ اضافہ کیا۔ (وفاء الوفاء ج ۱: ۳۴۹)

☆ آپ نے تین نئے دروازے بنوائے جن کے باعث کل چھ دروازے ہو گئے۔ (وفاء الوفاء ج ۱: ۴۹۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری مرتبہ توسیع:

تعمیر فاروقی رضی اللہ عنہ

شاہ کونین، رحمت دارین ﷺ اسی مثیل عریش موسویؑ میں خالق کون ومکاں کے حضور بصد عجز و انکساری سربسجود ہو کر حق عبدیت ادا فرماتے رہے جس کی نادر الوجود اور بے مثال سادگی آپ کی تسکین وطمانیت قلبی کو دوبالا کرتی تھی، آپ کے سفر آخرت فرما جانے کے بعد خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو اپنے حال پر برقرار رکھا۔ چند ستونوں کی تبدیلی کے سوا کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دی۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

> ''حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں مسجد کے ستون کھجور کے تنے کے اور چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صرف بوسیدہ ستون اور شاخوں کو تبدیل کرنے پر اکتفا فرمایا''۔ ❶

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ کے بعد جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلعت خلافت سے نوازا گیا تو آپ نے مسلمانوں کی روزافزوں کثرت کے پیش نظر مسجد نبوی شریف کی توسیع ضروری سمجھی جیسا کہ سیدنا نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

> ''سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے اپنے آقا اور مولا حبیب کل ختم رُسل ﷺ سے یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ ''مناسب ہے کہ ہم مسجد میں کچھ توسیع کریں''۔ تو اضافہ کرنے کی جرأت نہ کرتا''۔ ❷

امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء حضرت مسلم بن خباب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان

❶ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی بناء المساجد ج۱: ۴۷

❷ مسند احمد بحوالہ حیات الصحابہؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی جائے نماز پر بیٹھے ہوئے قبلہ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

لَوْ زِدْنَا فِیْ مَسْجِدِنَا.[1]

''اگر ہم مسجد میں اضافہ کر دیتے (تو کیسا اچھا ہوتا)''۔

۱۷ھ/۶۳۸ء میں نمازیوں کی بہتات کے باعث سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ تقاضا کیا جانے لگا۔ کہ مسجد تنگ اور چھوٹی ہے اسے کشادہ اور وسیع کرنا چاہیے' چنانچہ آپ نے مسجد کے مغرب' شمال اور جنوب کی طرف توسیع کا پروگرام بنایا لیکن مشرق کی جانب امہات المومنین کے حجرات منیفہ کے باعث اضافہ نہ کیا۔ سیدنا حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے رحمت عالم ﷺ کے مبارک زمانہ میں مسجد شریف کی دیواریں کچی اینٹوں کی' چھت کھجور کی ٹہنیوں کی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ البتہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اضافہ بھی کیا اور تجدید بھی فرمائی' اور اسے انہی بنیادوں پر استوار کیا' جو حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں تھیں۔ انہوں نے حسب سابق دیواریں کچی اینٹ اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی بنوائی۔ لیکن ستون کھجور کے تنوں کی بجائے لکڑی کے بنوائے۔

بعد ازاں سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مسجد میں عظیم الشان اضافہ کیا۔ دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنوائیں۔ ستون منقش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔[2]

مذکورہ روایت کے اس جملہ ''وزاد فیہ عمرو بناہ علی بنیانہ'' ''اور زیادہ کیا مسجد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور نبی علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کیا' کی تشریح علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء اس طرح کرتے ہیں کہ اس کی سادگی اور ہیئت کو

---

[1] اخبار المدینہ: ۹۳ [2] بخاری شریف ج ۱: ۶۴' ابوداؤد ج ۱: ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برقرار رکھتے ہوئے صرف توسیع کی خدمت انجام دی۔❶

اور عمدۃ المحدثین علامہ خلیل احمد مہاجر مدنی المتوفی ۱۳۴۷ھ فرماتے ہیں:

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کو قبلہ کی جانب کشادہ کیا۔ لیکن دیواروں اور چھت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں ہی سے بنوایا''۔❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسجد کی تنگی کے باعث لوگوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے اسے کشادہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ انہوں نے توسیع کا کام شروع کر دیا۔ شمال اور جنوب میں حسب پروگرام توسیع کر دی۔ لیکن مشرق میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجرات طیبات اور مغرب میں سیدنا عباس عم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے باعث کام میں تعطل پیدا ہوا۔ اس مشکل سے عہدہ براء ہونے کی غرض سے خلیفہ موصوف سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ مسجد کے توسیعی پروگرام میں ایک طرف امہات المومنینؓ کے مکانات اور دوسری سمت آپ کا مکان رکاوٹ کا موجب ہے۔ میں امہات المومنینؓ کے مکانات کو منہدم کرنے کی جسارت تو نہیں کر سکتا' البتہ آپ کے مکان کے متعلق تین تجاویز پیش کرتا ہوں آپ ان میں سے جو چاہیں قبول فرما لیں:

① آپ مکان میرے ہاتھ فروخت فرما دیں آپ کی منہ مانگی قیمت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔

② مکان کے عوض مدینہ باسکینہ میں جو جگہ آپ پسند فرمائیں گے۔ وہ دے دی جائے گی۔

③ آپ اپنا مکان مسلمانوں کے لیے وقف فرما دیں۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قضیے کو سلجھانے کے لیے کسی کو حکم بنا لیا جائے۔ تو بہتر

---

❶ فتح الباری کتاب الصلوٰۃ' باب بنیان المسجد ج۱:۵۴۰ ❷ بذل المجہود ج۱:۲۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔ چنانچہ فریقین نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم تسلیم کر کے ان کے سامنے معاملہ پیش کیا۔ موصوف نے فریقین کے بیانات سن کر فرمایا: میں تمہیں اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی روشنی میں سناتا ہوں۔

رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل وعلیٰ شانہ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا۔ انہوں نے حسب ارشاد خداوندی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اتفاق سے تعمیر کے مجوزہ حصہ کے ایک گوشہ میں کسی آدمی کا مکان پڑتا تھا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے اسے کہا کہ مکان کا معاوضہ ہم سے لے لیں۔ تاکہ ہم بیت المقدس کی تعمیر بحسن وخوبی کر سکیں۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے زیادہ سے زیادہ قیمت کی پیش کش فرمائی۔ مگر وہ پھر بھی مکان دینے پر آمادہ نہ ہوا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے سوچا کہ یہ اللہ کا بندہ خواہ مخواہ اڑ گیا ہے کیوں نہ ہم زبردستی مکان منہدم کر کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ لیکن اس کے فوراً بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ کہ ہم نے بیت المقدس کی تعمیر کا حکم اس غرض سے دیا تھا کہ لوگ اس میں عبادت کریں گے۔ لیکن آپ حقوق العباد کا خیال نہ کرتے ہوئے لوگوں کے مکان غصب کر کے عبادت گاہ بنانے لگے ہیں۔ حالانکہ کسی کا حق غصب کرنا میری شایانِ شان نہیں۔

اندریں حالات آپ تعمیر بیت المقدس بند کر دیں۔ جب یہ اندوہگیں حکم ملا تو داؤد علیہ السلام نے بارگاہ خداوند قدوس میں استدعا کی کہ پروردگار میں تو اس سعادت سے محروم رہا۔ لیکن میری اولاد میں سے کسی کو توفیق مرحمت فرما کہ وہ اس مقدس گھر کی تعمیر کر سکے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچائی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا۔ تو وہ اپنے مطالبہ سے دست کش ہو گئے۔ لیکن سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین کے خلوص کے پیش نظر از خود برضاء ورغبت اپنا مکان ان کے حوالے کر دیا۔ جسے سیدنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منہدم کر کے مسجد کشادہ فرما دی۔ ❶

قبل ازیں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا تھا۔ کہ اس کے پرنالہ کا پانی مسجد میں گرتا تھا۔ جس سے نمازیوں کو اذیت پہنچتی تھی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مذکورہ میزاب کا پانی راستہ میں گرتا تھا ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لا رہے تھے کہ اس کا پانی پڑنے سے ان کے کپڑے خراب ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے اسے اکھاڑ دینے کا حکم دیا۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دربار فاروقی میں تشریف لائے اور اس واقعہ پر نالش کی نیز فرمایا کہ یہ پرنالہ سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر اپنے دست اطہر سے اس جگہ نصب فرمایا تھا اے عمرؓ! آپ نے اسے اکھاڑ پھینکا ہے یہ سنتے ہی خلیفۃ المسلمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے ابوالفضلؓ عم رسول مقبولؐ آپ میری پیٹھ کو سیڑھی بنائیں اور اس پر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے پرنالہ اسی جگہ نصب کر دیجیے تاکہ میری غلطی کی تلافی ہو جائے' چنانچہ اسی ترکیب سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پرنالہ اپنی جگہ دوبارہ لگا دیا۔ ❷

علامہ سمھودی ہر دو روایات میں اس طرح تطبیق دیتے ہیں:

کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کے دو حصے تھے۔ ایک ان کے زیر تصرف اور دوسرا مروان بن الحکم کے پاس تھا۔ دونوں کے الگ الگ پرنالے تھے ایک کا پانی مسجد میں اور دوسرے کا راستہ میں گرتا تھا۔ جبکہ مذکورہ واقعہ دونوں کا پیش آیا تھا۔ ❸

علاوہ ازیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مکان جو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان سے متصل تھا اس کا نصف حصہ ایک لاکھ درہم میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا تھا۔ جبکہ اس کا بقیہ نصف سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے

---

❶ وفاء الوفا ج۱: ۴۴۲ تا ۴۴۶ ❷ ایضاً ۴۴۷ '۴۴۸ ❸ وفاء الوفاء ج۱: ۴۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد خلافت میں خرید کر مسجد کی توسیع فرمائی۔ (1)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کی تین اطراف میں جو توسیع فرمائی اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مغرب کی سمت منبر شریف سے ساتویں ستون تک' جنوب میں ستونوں کی موجودہ صف تک' جبکہ شمال میں ازواج مطہرات کے حجرات کو قائم رکھتے ہوئے ان کے گرداگرد توسیع کر دی اور حجرات ان کے درمیان آ گئے۔ لیکن مشرق میں حجرہ منیفہ کا تقدس برقرار رکھتے ہوئے اضافہ نہیں کیا۔

امام ابن نجار' امام زین الدین مراغی اور امام سمھودی وغیرہ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اضافہ وتوسیع کے بعد مسجد نبوی شریف کا طول ۱۴۰' ذراع اور عرض ۱۲۰' ذرائع ہو گیا تھا۔ (2)

علامہ سمھودی اس کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:

''مغرب کی جانب بیس ذراع جنوب میں دس اور شمال کی طرف سات ذراع کا اضافہ کیا ہے''۔ (3)

علامہ سمودی کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کا حدود اربعہ ۱۰۰×۷۰ ذراع تھا۔ بنا بریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طول میں ۷۰ ذراع اور عرض میں ۲۰ ذراع کا اضافہ کیا' جبکہ صحیح یہ ہے کہ آپ نے طول میں جنوب کی طرف ۱۰ ذراع اور شمال میں ۳۰ ذراع اور عرض میں مغرب کی سمت ۲۰ ذراع کی توسیع فرمائی۔ علامہ عبدالقدوس انصاری اس طرح تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مغرب میں ۱۰' میٹر' جنوب میں ۵ میٹر اور شمال میں ۱۵' میٹر کا اضافہ کیا۔ (4)

علاوہ ازیں آپ نے چھت کو زمین سے گیارہ ذراع اونچا کر دیا۔ (5) اور چھت کے اوپر تین ذراع بلند دیوار بنوائی۔ قد آدم تک بنیادیں پتھر کی بنوائیں۔ چھ دروازے

---

(1) اخبار مدینہ:۹۶ (2) اخبار المدینہ:۹۴' معالم دار الھجرۃ:۴۶' وفا الوفا ج۱:۳۵۰

(3) وفاء الوفاء ج۱:۳۵۸ (4) آثار المدینہ:۱۰۴ (5) وفاء الوفا ج۱:۳۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنائے' مشرق میں باب عثمانؓ کے علاوہ باب النساء مغرب میں باب عاتکہ کے قریب ہی باب السلام کا اضافہ کیا۔ اور دو دروازے شمال میں بنوائے۔ [1]

سیدنا ابن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کی تجویز پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وادی عتیق سے سنگ ریزے لا کر مسجد میں ڈالنے کا حکم دیا۔ [2]

بطیحا:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کے تقدس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر ایک جدت یہ بھی کی' کہ مقام صفہ کے قریب مشرق میں ایک چبوترا بنوا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جسے شعر پڑھنا ہو' یا کوئی دنیوی گفتگو کرنی ہو تو مسجد سے نکل کر وہاں چلا جائے۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض لوگ مسجد میں بلند آواز سے دنیوی گفتگو کرتے اور بعض شعر پڑھتے ہوئے پائے گئے۔ جنہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تنبیہہ فرمائی تھی۔ یہ کون نہیں جانتا کہ مسجد دربار الٰہی اور جلوہ گاہ رحمت ہے پھر ایسے مقدس اور متبرک دربار میں دنیا کی باتیں کس قدر نامناسب' نازیبا' عقل و خرد سے بعید اور بیحد مذموم جسارت ہے۔

آپ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسجد کے اندر دنیوی اور غیر اسلامی گفتگو سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ اس سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں بے حد حساس اور سخت گیر تھے وہ مسجد کی معمولی سی بے حرمتی کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ کسی کی بلند آواز سنی تو تیزی سے اس کے قریب ہو کر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تم کہاں کھڑے ہو۔ [3]

مسجد نبوی شریف میں اونچی آواز سے باتیں کرنے پر آپ نے دو آدمیوں کو سخت تنبیہہ کی تھی۔

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۳۹۵ [2] اخبار المدینہ: ۹۶

[3] سنن نسائی شریف بحوالہ اسلام میں نظام مساجد: ۱۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفۃ المسلمین سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں شعر پڑھ رہے ہیں' آپ نے ان کی طرف تیز نظر سے دیکھا۔ حضرت حسانؓ کہنے لگے: آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں' میں تو مولائے کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں مسجد کے اندر شعر سنایا کرتا تھا۔ اس مجلس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ چنانچہ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ نے بھی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے میرے حق میں یہ تعریفی جملہ سنا ہوگا:

اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ.

''اے اللہ! تو جبرئیل امین کے ذریعہ حسان کی مدد فرما''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق و توثیق کرتے ہوئے کہا:

اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. ❶

البتہ بوقت ضرورت حمد باری تعالیٰ' نعتِ رسول مقبولؐ اور اسلام کی حقانیت و صداقت پر مشتمل اشعار احترام مسجد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پڑھنا جائز بھی ہیں۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں ایک منبر بنوایا۔ تا کہ اس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو میں شعر پڑھیں' اور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوتے تھے:

اِنَّ اللّٰهَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. ❷

مسجد نبوی شریف میں توسیع اور اضافہ کا لامتناہی سلسلہ جس کا آغاز خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا تھا اور جسے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے دوہرا کر اس حقیقت کو واضح کر دیا۔ کہ مسجد نبوی میں خواہ کتنی ہی توسیع کر دی جائے۔ اور اس کی حدود کو جتنا بھی پھیلا

---

❶ بخاری شریف ج ۱: ۶۴، ۶۵' مسلم شریف ج ۲: ۳۰۰

❷ ترمذی شریف ابواب الآداب باب فی انشاء الشعر ج ۲: ۱۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے۔ اس تمام تر عمارت پر مسجد نبوی ہی کا اطلاق ہوگا۔ آپ کے دستِ مبارک سے تعمیر شدہ مسجد کا حصہ اور بعد میں توسیع کردہ عمارت فضائل و مناقب' برکات و درجات اور اجر و ثواب کے اعتبار سے بالکل یکساں اور مساوی ہے بلکہ آپ کے ارشادات مستقبل میں ہونے والی توسیع کی برملا نشاندہی کرتے ہیں۔ گویا کہ مسجد شریف میں توسیع اور اضافہ کی اجازت کا پروانہ سرکار مدینہ ﷺ پہلے ہی مرحمت فرما چکے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

مقصودِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری اس مسجد کو صنعاء (یمن) تک وسیع کر دیا جائے۔ تب بھی یہ میری ہی مسجد رہے گی۔[1] اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر مسجد نبوی میرے دروازہ تک کشادہ ہو جائے تو مجھے دروازہ کے پاس ہی نماز پڑھنے میں کوئی عذر مانع نہیں ہوسکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ میری مسجد ہے اور اس میں جو اضافہ کیا جائے گا وہ بھی اسی کے حکم میں ہوگا۔ اور اگر اسے صنعاء تک وسیع کر دیا جائے تو بھی میری ہی مسجد رہے گی۔[2]

سید الکونین' رحمت دارین ﷺ کے ان ہی فرامین کی روشنی میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مسجد نبوی شریف کو ذُوالحُلَیفہ تک وسیع کر دیا جائے تب بھی یہ مسجد نبوی ہی کہلائے گی۔ اس کی منقبت اور رفعت شان برقرار رہے گی۔[3]

تعمیر فاروقی کی خصوصیات:

☆ پہلے مسجد شریف کا طول و عرض ۱۰۰×۱۰۰ ذراع تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اضافہ سے ۱۴۰×۱۲۰ ذراع ہو گیا۔

☆ قبل ازیں مسجد کا رقبہ ۲۴۷۵ مربع میٹر تھا۔ جبکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے

---

[1] اخبار مدینہ ۹۴ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۵۲ [2] ایضاً [3] وفاء الوفاء ج ۱: ۳۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰۰ مربع میٹر کا اضافہ کیا۔ جس کے بعد مسجد کا مجموعی رقبہ ۳۵۷۵ مربع میٹر ہو گیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد میں چھت تقریباً ۹ فٹ اونچی تھی۔ آپ نے اسے ۱۱ ذراع اونچا کر دیا (تقریباً ½ ۱۵ فٹ)۔

☆ حضور اقدس ﷺ نے ستون کھجور کے تنوں کے بنائے تھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے لکڑی کے بنوا دیے۔

☆ حضور انور ﷺ نے صرف تین دروازے رکھے تھے۔ جبکہ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین دروازوں کا اضافہ کر کے چھ دروازے کر دیے۔

☆ دنیوی گفتگو اور شعر گوئی کے لیے مسجد کے ایک گوشے میں علیحدہ جگہ بنا دی۔ تا کہ مسجد کا تقدس برقرار رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری مرتبہ توسیع:

توسیع عثمانی رضی اللہ عنہ

اقلیم شہادت کے تاجدار سیدنا عثمان باا عتبار رضی اللہ عنہ کے کشور کشا دور کا جب آغاز ہوا۔ اور فتوحات اسلامی کا غیر متناہی سلسلہ' جس کا تابناک سہرا تاریخ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سر سجایا' اب وہ ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہو چکا تھا۔ شمع رسالت کے پروانے' عشق نبوی کے دیوانے حجرہ مقدسہ مطہرہ کے دیدار کے شوق میں بے تابانہ دربار رسالت مآب میں حاضر ہوتے اور بالخصوص جمعۃ المبارک کو مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا۔ لیکن مسجد نبوی شریف اپنی وسعتوں کے باوجود دیوان گان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دامن میں سمالینے سے قاصر تھی۔ زائرین حجرہ مطہرہ کا اصرار اور حالات کا تقاضا تھا۔ کہ مسجد نبوی شریف کا دامن اور بھی وسیع ہو اور اس کی تنگی دامن کو لامحدود وسعتوں سے ہمکنار کیا جائے۔ چنانچہ حالات کی نزاکت اور مسلمانوں کے پیہم اصرار کے باعث خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اس مقدس اور عظیم المرتبت کام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو گئے اور مسجد نبوی شریف کے شایانِ شان تجدید' توسیع اور تزئین کا عزم مصمم فرمالیا۔

احادیث و آثار میں عہد نبویؐ اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی کیفیت اور عثمانی رضی اللہ عنہ تجدید کی نوعیت کو اس طرح اُجاگر کیا گیا ہے۔ سیدنا نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مسعود میں مسجد شریف کی دیواریں کچی اینٹوں کی' چھت کھجور کی ٹہنیوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی اضافہ نہیں فرمایا۔ البتہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد کی ہیئت اور کیفیت کو برقرار رکھتے ہوئے اس طرح اضافہ کیا۔ کہ عہد نبوی ہی کی طرح کچی دیواریں اور کھجور کی ٹہنیوں کی چھت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوائی۔ البتہ کھجور کے تنے کی بجائے لکڑی کے ستون بنوائے۔ بعد ازاں سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے قابل قدر اضافہ اور عظیم الشان تبدیلیاں کیں۔ انہوں نے منقش پتھروں اور گچ سے مضبوط اور مزین دیواریں بنوائیں۔ ستون بھی منقش پتھروں سے دیدہ زیب بنوائے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ ❶

ابوداؤد شریف کی روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ کھجور کے ستون بوسیدہ ہو گئے تھے اس لیے سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے پختہ بنوا دیئے۔ ❷

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کی تجدید اور توسیع کا پروگرام بنایا تو لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار مسجد کو تعمیر کے نئے قالب میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس پر خلیفۃ المسلمینؓ نے لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تعمیر مساجد سے متعلق فضائل سے روشناس کیا۔ کہ جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے مسجد تعمیر کی' تو اللہ جل جلالہٗ اس کے لیے جنت میں ایسا ہی محل بنائیں گے۔ ❸

امام بغوی فرماتے ہیں صحابہؓ نے مسجد کی وسعت اور اضافہ پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ انہیں منقش پتھروں کی جدت سے اختلاف تھا۔ ❹

مؤرخین عظام کا بیان ہے کہ ۲۴ھ/۶۴۵ء میں جب امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے' تو لوگوں نے شکایت کی کہ مسجد نبوی شریف تنگ ہونے کی وجہ سے جمعہ کے دن لوگوں کو مسجد میں جگہ نہیں ملتی اور وہ باہر میدانوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اس لیے مسجد کشادہ کرنی چاہیے۔ خلیفہ موصوف نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دانشور اور اہل الرائے حضرات کا اجلاس طلب فرمایا انہیں صورت حال اور مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کر کے مشورہ طلب کیا۔ تمام حضرات

---

❶ بخاری شریف ج۱: ۶۴' ابوداؤد شریف ج۱: ۴۷ ❷ ابوداؤد شریف ج۱: ۴۷

❸ مسلم شریف ج۱: ۲۰۱ ❹ فتح الباری ج۱: ۵۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تعمیر نو اور توسیع کرنے پر اتفاق کیا۔

کابینہ کے فیصلہ کے بعد رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے آپ نماز ظہر کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا' اے لوگو! میں نے مسجد نبوی شریف کو منہدم کرنے اور توسیع کے ساتھ اسے تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں اس ارشاد نبویؐ پر گواہ ہوں' جو میں نے خود آپ کو فرماتے سنا تھا۔ کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں محل عطا فرمائیں گے اور تعمیر مسجد کی خدمت انجام دینے میں میرے پیش رو مجھ سے سبقت لے گئے۔ یعنی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعمیر جدید اور اضافہ بھی کیا۔ علاوہ ازیں میں نے ''شوریٰ'' سے منظوری بھی حاصل کر لی ہے۔ مسجد کی تجدید اور توسیع پر سب کا اتفاق ہے آپ کی اس تقریر دلپذیر سے لوگوں کے دلوں سے شبہات کا غبار زائل ہو گیا۔ اور اس مقدس کام کی انجام دہی کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر انچارج بنا دیا گیا۔

اگلے روز معمار بلا کر کام شروع کرا دیا۔ اور خلیفۃ المسلمین بنفس نفیس کام میں تعاون اور نگرانی کرنے لگے۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے اور راتیں عبادت میں بسر کرنے والے تھے) آپ کام کی نگرانی کی خاطر ہر وقت مسجد میں موجود رہتے۔ چونکہ اب کی بار دیواریں مٹی گارے کی بجائے چونے سے مضبوط تعمیر کرنے کا پروگرام تھا اس لیے بطن نخلہ میں چونا تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔[1]

امام ابن شیبہ نے حضرت مالکؒ سے سیدنا کعب احبار کی روایت اس طرح بیان کی ہے کہ جب سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کی تعمیر شروع کر دی۔ تو اسے دیکھ کر حضرت کعبؓ کہتے کاش! یہ تعمیر مکمل نہ ہونے پائے اگر اس کی ایک سمت مکمل ہو جائے تو دوسری گر جائے' تاکہ اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہی رہے

[1] اخبار مدینہ: ۹۷' وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے لیے یہ بات بڑی تعجب انگیز تھی' انہوں نے دریافت کیا کہ ابو اسحاق آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ خود آپ نے حضور اقدس ﷺ کی یہ حدیث ہم سے بیان کی ہے۔''اس مسجد میں ایک نماز دوسری کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوا کعبۃ اللہ کے''۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات بالکل درست ہے اور میں اب بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ لیکن جو فکر مجھے کھائے جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ انتہائی اندوہناک فتنہ آسمان سے نازل ہونے والا ہے' جو بالکل تیار ہے' اس کے اور زمین کے درمیان صرف ایک بالشت فاصلہ باقی ہے۔ لیکن اس کا اظہار تعمیر مسجد تک موقوف ہے جس وقت یہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی تو پھر اس کے ظہور میں دیر نہیں لگے گی۔

لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی اور وہ حضرت کعبؓ کے درپے ہو گئے کہ آپ اس فتنہ کی حقیقت سے ہمیں جلد اور ضرور آگاہ کریں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک فتنہ ہے۔ ایک آدمی نے دریافت کیا۔ کیا انہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح قتل کر دیا جائے گا؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا کہ اس کی ہولناکی اور سنگینی اس سے لاکھوں گنا زیادہ ہوگی۔ ان کی شہادت کے بعد عدن سے روم تک ہر جگہ قتل کا بازار گرم ہو جائے گا۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تعمیر کی تکمیل کے ساتھ ہی ہر سو فتنہ بپا ہو گیا۔ اور بالآخر امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا۔[1]

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء نے بھی اختصار کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔[2]

تاریخ کے وقائع میں یہ واقعہ انتہائی روح فرسا' دل دوز و جاں سوز اور کربناک ہے کہ خلیفہ عادل اقلیم شہادت کے تاجدار سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو انتہائی

---

[1] وفا الوفا ج۱: ۳۵۷ [2] فتح الباری ج۱: ۵۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظلومیت اور بے کسی کے عالم میں شہید کر دیا گیا۔ ظالم بلوائیوں نے ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شمع حیات بجھا دی۔ اس جگر فگار موت پر عالم امکان بھی ماتم کدہ بن گیا۔ کائنات اراضی وسماوی نے خونِ ناحق پر آنسو کی ندیاں بہا دیں۔ کارکنانِ قضا وقدر نے پکار کر کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے' اب یہ قیامت کی صبح تک بے نیام ہی رہے گی۔ اور فتنہ وفساد کا جو دروازہ کھلا ہے یہ حشر تک کھلا رہے گا۔ ❶

خلیفہ عادل امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تجدید' تزئین اور توسیع کا عظیم الشان کام ابتدائے ربیع الاوّل ۲۹ھ/۶۴۹ء کو شروع کیا اور محرم الحرام ۳۰ھ/۶۵۰ء کے ابتداء میں دس ماہ کی جدوجہد اور محنت شاقہ سے پایہ تکمیل کو پہنچا اس طرح اپنی شہادت کے پانچ سال قبل اس یادگار خدمت کی انجام دہی سے عہدہ برآ ہو چکے تھے جبکہ آپ کی شہادت کا المناک سانحہ ۳۵ھ/۶۵۶ء میں رونما ہوا۔ ❷

اضافہ عثمانی رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے شمال' جنوب اور مغرب میں توسیع کی مشرق میں حسب سابق ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدسہ جو کہ آرام گاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ہے کی وجہ سے توسیع نہ کی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسجد کے مغرب میں واقع سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مکان کا نصف حصہ خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا تھا۔ اس مکان کا بقیہ نصف خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم کے عوض خرید کر مسجد میں شامل کیا۔ ❸

اسی سمت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ ذی شان مکان بھی واقع تھا جس کے دروازے کے متعلق رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ مسجد کی جانب جتنے دروازے ہیں انہیں بند کر دیا جائے''۔ ❹

---

❶ بخاری شریف کتاب الفتن ملخصا ❷ اخبار مدینہ: ۹۷' وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۶

❸ وفاء الوفاء ج۱: ۳۶۰ ❹ بخاری شریف ج۱: ۶۷، ۵۱۶، ۵۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فخر کون و مکان' سرور زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں حجرہ مطہرہ سے برآمد ہوئے' تکلیف کی شدت کے باعث سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

''کوئی شخص ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ جان و مال کے ساتھ مجھ پر احسان کرنے والا نہیں ہے''۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَ لٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ.

''اور اگر میں انسانوں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو خلیل بناتا۔ لیکن اسلامی دوستی افضل ہے''۔

اور وہ تمام کھڑکیاں جو مسجد کی طرف کھلتی ہیں انہیں بند کر دو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی بند نہ کی جائے۔[1]

ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں اپنے مکان میں مسجد کی جانب روشندان بنالوں تاکہ آپ کی تشریف آوری پر آپ کے دیدار پرانوار سے لطف اندوز ہوسکوں' مگر آپ نے ان کی درخواست مسترد فرمادی۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ اپنے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بڑی فراخ دلی سے اجازت عطا فرمادی ہے جبکہ ہمیں محروم فرما رہے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنی مرضی سے نہیں بلکہ حکم خداوندی سے اجازت دی ہے۔ مجھے اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔[2]

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب

---

[1] صحیح بخاری ج۱: ۶۷، ۵۱۶' صحیح مسلم ج۲: ۲۷۴ [2] وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے حبیب! آپ نے کچھ لوگوں کو مسجد کی طرف دروازے کھولنے کی اجازت دے رکھی ہے اور بعض کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! نہ میں نے اپنے حکم سے کھلے رہنے کی اجازت دی اور نہ ہی بند کرائے ہیں بلکہ یہ سب کچھ حکم خداوندی سے ہی کیا گیا ہے۔ ❶

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے تمام لوگوں کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن علماء کرام فرماتے ہیں یہ واقعہ بہت پہلے کا ہے۔ جبکہ آپ نے وصال سے صرف چند یوم پہلے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے کی اجازت دی تھی۔ ❷

اور علامہ بدرالدین عینی رقمطراز ہیں کہ امام ترمذی نے "قَالَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ" والی روایت کو غریب قرار دیا ہے۔ امام بخاری فرماتے وہی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ جس میں باب ابوبکر رضی اللہ عنہ کھلا رہنے کا فرمان ہے۔ امام حاکم نے اس روایت کے ایک راوی مسکین بن بکیر کو منفرد کہا ہے۔ جبکہ ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ راوی کا محض وہم ہے۔ ❸ یہ واقعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور برتری کا واضح ثبوت فراہم کرتا ہے۔

لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مستعار کے آخری ایام میں بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کے پیش نظر مذکورہ مکان ام المومنین سیدہ حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ہاتھ چار ہزار درہم میں فروخت کر کے وہ ساری رقم اپنے ہاں آئی ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت پر خرچ کر دی تھی۔

بعد ازاں جب سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تعمیر مسجد کی خدمت انجام دے رہے تھے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ آپ یہ مکان ہمیں

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۳۲' وفاء الوفاء ج ۱: ۳۴۰ ❷ زرقانی ج ۱: ۲۵۲ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۳۸

❸ عمدۃ القاری ج ۴: ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دیں۔ تاکہ مسجد کی توسیع بحسن وخوبی ہو جائے۔ ہم اس کے عوض اس سے کشادہ اور وسیع مکان آپ کو دے دیں گے۔ چنانچہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے خوشی کے ساتھ مکان تبدیل کر لیا۔ اور انہیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بے حد کشادہ حویلی دے دی گئی۔ ❶

مذکورہ مکان باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان واقع تھا' موجودہ تعمیر مسجد میں وہ جگہ دروازہ سے کافی اندر واقع ہے' جس کی نشاندہی کے لیے ایک تختی آویزاں تھی جس پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

هٰذِهٖ خَوْخَةُ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ.

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا بقیہ حصہ بھی خرید کر مسجد میں شامل فرما دیا۔ ❷

امام عادل موصوف نے مسجد کی دیواریں منقش پتھروں سے مضبوط بنوائیں۔ جن میں مٹی گارے کی جگہ چونا استعمال کیا' چھت ساگوان کی خوبصورت بنائی۔ اور ستون منقش پتھروں کے بنوائے جن میں لوہے اور سیسہ کے راڈ رکھے گئے۔ ستونوں کے لیے پتھروں کی تراش خراش اور ڈیزائن بنانے کی خدمت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انجام دی ستونوں کی بلندی سابقہ کھجور کے ستونوں کے برابر تھی۔ اور مسجد میں چونا کی سفیدی بھی کرائی' نیز مشرق اور مغرب میں دو کھڑکیاں بھی رکھی تھیں۔ آپ نے شمال کی طرف ۵۰ ذراع اضافہ کیا۔ جنوب میں موجودہ دیوار تک اور مغرب میں صرف ستونوں کی ایک صف کا اضافہ کیا۔ ❸

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر شریف سے مغرب کی جانب ساتویں ستون تک اضافہ کیا تھا۔ یعنی انہوں نے ستونوں کی دو صفیں بڑھا دی تھیں۔ جبکہ سیدنا عثمان

---

❶ فتح الباری ج ۷:۱۴' وفاء الوفاء ج ۱:۳۵۰' ۳۶۰ ❷ اخبار مدینہ ۹۸' وفاء الوفاء ج ۱:۳۶۰

❸ اخبار مدینہ: ۹۷ معالم دار الھجرۃ ۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مزید ایک صف کا اضافہ کیا۔ جس کی انتہا آٹھواں ستون ہے پھران کے بعد مغرب کی جانب ولید بن عبدالملک نے دوستونوں کا اضافہ کیا۔ جس کے بعد آج تک مغرب میں اضافہ نہیں ہوا۔[1]

حضور سرور کونین رحمتِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ منیفہ کی جالی شریف سے مسجد کی مغربی دیوار تک ستونوں کی کل ۱۳ صفیں ہیں۔ جالی شریف اور منبر شریف کے درمیان چار ستون ہیں۔ جبکہ منبر شریف سے مغرب میں پانچ ستونوں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کردہ مسجد کی آخری حد ہے۔ اور ان ستونوں کے اوپر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ "حَدُّ المسجد النبوی".

اس طرح منبر شریف سے مغرب میں پانچویں ستون کے بعد سے ساتویں ستون تک دوصفوں کا اضافہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا اور ساتویں سے آٹھویں تک سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد موجودہ مغربی دیوار تک ولید بن عبدالملک کا اضافہ ہے البتہ نئی توسیع کے لیے سعودی حکومت مصروف کار ہے۔

امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے تعمیر جدید میں حسب سابق چھ دروازے بحال رکھے۔ مشرق میں باب النبیؐ جسے باب جبرئیل کہا جاتا ہے اور باب النساء مغرب میں باب مروان جسے باب السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور باب عاتکہ جسے باب الرحمۃ بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ دو دروازے شمال کی جانب بھی تھے۔[2] مگر ان کے نام مذکور نہیں۔

تعمیر جدید اور اضافہ و توسیع کے بعد مسجد شریف کا طول و عرض کتنا ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق علامہ ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء اور امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں۔

طول ۱۶۰ ذراع (یعنی ۲۴۰ فٹ) اور عرض ۱۵۰ ذراع[3] (یعنی ۲۲۵ فٹ)

---

[1] وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۸ [2] اخبار مدینہ: ۹۸ معالم دار الھجرۃ ۴۷ وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۹

[3] اخبار مدینہ: ۹۸ معالم دار الھجرۃ: ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔❶

حالانکہ امام ابن النجار نے توسیع فاروقی کے بعد طول ۱۴۰ ذراع بیان کیا اور توسیع عثمانی میں ۵۰ ذراع کا اضافہ بھی تحریر کیا ہے۔❷ جس کے مطابق ۱۹۰ ذراع ہونا چاہیے۔

یونہی امام المراغی بھی اضافہ فاروقی کے بعد طول ۱۴۰ ذراع اور عرض ۱۲۰ ذراع بیان کرتے ہیں اور عثمانی اضافہ کے بعد ۱۶۰ ذراع اور ۱۵۰ ذراع تحریر کیا ہے۔❸

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے حسب دستور طویل جرح وقدح کے باوجود کوئی فیصلہ کن چیز پیش نہیں کی۔ البتہ ۱۶۰ ذراع طول ہی صحیح قرار دیا ہے۔ بعد کے مؤرخین نے بھی یہی طول وعرض بیان کیا ہے۔

امام کے لیے مقصورہ:

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء اور امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء وغیرہ کا بیان ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اندوہگیں شہادت کے واقعہ کے بعد سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے امام کے کھڑا ہونے کے لیے کچی اینٹوں سے ایک مقصورہ بنایا اور اس میں ایک دریچہ رکھا تاکہ امام کو مقتدی دیکھ سکیں۔ خلیفہ موصوف بھی اسی میں کھڑے ہوکر فریضہِ امامت انجام دیتے تھے۔❹

لیکن امام سمہودی نے مقصورہ کی اولیں تعمیر کے متعلق متعدد اقوال نقل کیے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن حطب سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم پہلا شخص ہے جس نے مسجد میں امام کے لیے منقش پتھروں سے مقصورہ بنوایا۔ اور مالک کی

❶ البدایہ والنہایہ ج ۲: ۱۵۳ ❷ اخبار مدینہ ۹۴، ۹۷

❸ معالم دارالھجرۃ: ۴۶، ۴۷ ❹ اخبار مدینہ: ۹۷، معالم دارالھجرۃ: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت میں ہے کہ جب یمانی نے مروان پر نیزہ سے حملہ کیا تو اس کے بعد انہوں نے مقصورہ بنوالیا تھا۔ جبکہ امام نووی فرماتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب ایک خارجی نے حملہ کیا۔ تو انہوں نے مسجد میں مقصورہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ بہرحال یہ مقصورہ ۶۵۴ھ/۱۲۶۵ء میں مسجد نبوی شریف میں پہلی آتش زدگی میں جل گیا تھا۔[1]

تعمیر عثمانی رضی اللہ عنہ کی خصوصیات:

- اضافہ فاروقی میں مسجد کا طول و عرض ۱۴۰×۱۲۰ ذراع تھا۔ جبکہ عثمانی اضافہ کے مطابق ۱۶۰×۱۵۰ ذراع ہو گیا۔
- قبل ازیں مسجد کا رقبہ ۳۵۷۵ مربع میٹر تھا' سیدنا عثمانؓ نے ۴۹۶ مربع میٹر اضافہ کیا جس سے مجموعی رقبہ ۴۰۷۱ مربع میٹر ہو گیا۔
- سیدنا عثمانؓ نے تمام دیواریں منقش پتھروں کی چونے سے بنوائیں۔
- سیدنا عثمانؓ نے ستون لکڑی کی بجائے منقش پتھروں کے بنوائے اور ان کے بیچوں بیچ لوہا اور سیسہ رکھا۔
- مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی بجائے عمدہ اور مضبوط ساگوان کی بنوائی۔
- مسجد کو پہلی بار چونا کرایا۔
- حسب سابق چھ دروازے رکھے۔
- امام کی حفاظت کے لیے مقصورہ تعمیر کرایا۔

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۳۶۲' ۳۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی مرتبہ توسیع:

ولید بن عبدالملکؒ کی تجدید واضافہ

خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی تعمیر وتوسیع کے بعد خلیفہ رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بعد ازاں سیدنا معاویہؓ' یزید بن معاویہؒ' مروان بن عبدالحکم اور عبدالملک بن مروان میں سے کسی نے بھی مسجد نبوی شریف کی تجدید یا توسیع کی خدمت انجام نہیں دی۔ جب ولید بن عبدالملک کا عہد خلافت شروع ہوا۔ تو موصوف نے ربیع الاوّل ۸۷ھ/۷۰۵ء ہشام بن اسماعیل مخزومی کو امارت مدینہ سے سبکدوش کر کے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو امارت کا عہدہ تفویض کیا۔ جبکہ اس وقت ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ❶

۸۸ھ/۷۰۶ء خلیفہ ولید بن عبدالملک نے امیر مدینہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام فرمان جاری کیا کہ مسجد نبوی شریف کی تجدید' توسیع اور آرائش وزیبائش کا کام شروع کر دیں۔ مسجد کے ملحقہ تمام مکانات خرید کر مسجد کشادہ کریں۔ اگر کوئی شخص مکان دینے سے انکاری ہو۔ تو معززین شہر سے اس کی قیمت کا صحیح اندازہ لگا کر اسے نقد ادا کر دیں اور جو آدمی معاوضہ لینے سے بھی انکار کرے۔ تو وہ رقم فقراء میں تقسیم کر دیں۔ اور مکان جبراً لے لیا جائے' اس معاملہ میں سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان ذی شان رضی اللہ عنہما کے عمل سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ازواج مطہراتؓ کے حجرے بھی منہدم کر کے وہ جگہ مسجد میں شامل کر لیں۔ ❷

اکثر حضرات نے اپنے مکانات بلا جبر واکراہ مناسب معاوضہ وصول کر کے

---

❶ تاریخ طبری اردو ج ۵: ۴۲۷

❷ البدایہ والنہایہ ج ۹: ۷۳ طبع دارالفجر ۶: ۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے حوالے کر دیئے۔

البتہ سیدنا عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدسہ فروخت کرنے سے انکار کیا۔ کیونکہ سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتوں سکونت سے اسے رونق بخشی تھی۔ مگر عمر بن عبدالعزیزؒ حکم شاہی کی بناء پر اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے اس لیے اس طرح مفاہمت ہوئی کہ مکان والی جگہ مسجد کا دروازہ بنا دیا جائے۔ جس سے موصوف کے خاندان کو مسجد میں آمد و رفت کی سہولت میسر ہو۔ اور مکان کا جتنا حصہ توسیع سے بچ جائے وہ ان کی ملکیت رہے مزید براں یہ کہ متاثرہ حصہ کے عوض دار العتیق بھی دیا جائے گا۔ ❶

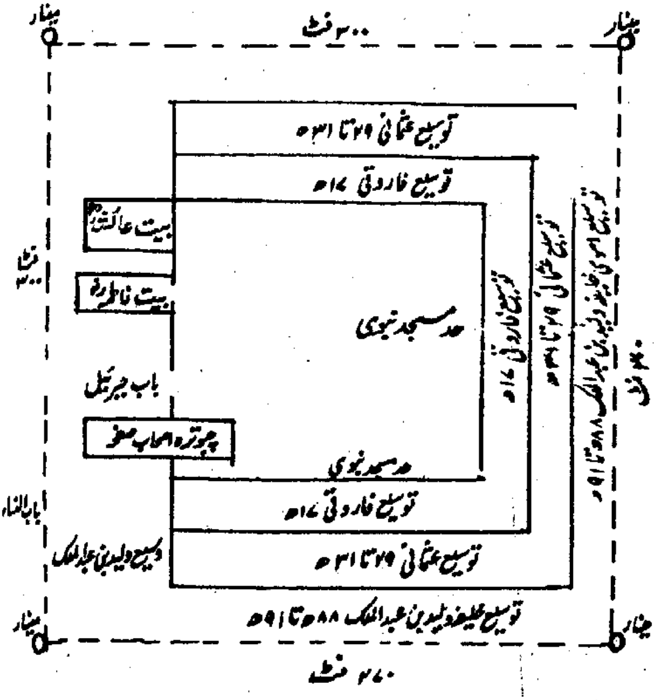

❶ اخبار مدینہ: ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے ۸۸ھ تا ۹۱ھ مسجد نبوی شریف کی مشرق' مغرب اور شمال کی جانب توسیع کی۔

پہلی مرتبہ مسجد نبوی کی محراب تعمیر کرائی اور چاروں کونوں پر مینار بنوائے۔

اہالیانِ مدینہ باسکینہ نے ایک عظیم مقصد کی خاطر اپنے مکانات کا نذرانہ پیش کر دیا۔ جس پر انہیں نہ تو بے گھر ہونے کا قلق تھا۔ اور نہ ہی تعمیر نو کی صعوبتوں سے رنجیدہ خاطر تھے۔ لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ خلیفہ نے ازواج مطہراتؓ کے حجرات طاہرات کے انہدام کا حکم بھی دیا ہے۔ تو وہ لوگ اس جگر فگار خبر سے دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ انہیں یہ کب گوارا تھا کہ جن مقدس مکانات کو سراج منیر ﷺ نے برسوں اپنی سکونت سے رونق بخشی ان کا وجود ہی معدوم کر دیا جائے۔ وہ اس المیہ کو نہ صرف اپنے لیے بلکہ پوری امت کے لیے ناقابل تلافی نقصان سمجھتے تھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جہاں شاہی فرامین میں لچک کا عنصر معدوم ہوتا ہے وہاں وقتی اور شخصی مصلحتوں کو مذہبی اور ملی عظیم تر مقاصد پر قربان کرنے کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے۔ چنانچہ ان متبرک حجروں کو مسجد میں تبدیل کرنے سے ایک ایسے عظیم المرتبت صدقہ نے جنم لیا۔ جس کے فیوضات سے ازواج مطہراتؓ تا ابد مستفیض ہوتی رہیں گی۔ ہم اس سلسلہ سے متعلق ان مسلمانوں کے احساسات اور تاثرات تاریخ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

امام حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء رقمطراز ہیں:

امام ابن جریر بیان کرتے ہیں۔ کہ ربیع الاوّل ۸۸ھ/۷۰۷ء میں ولید بن عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام فرمان جاری کیا کہ مسجد نبوی شریف کو شہید کر کے ازواج رسول اللہ ﷺ کے حجرے شامل کریں' اور ہر طرف سے اضافہ کریں تاکہ اس کا رقبہ ۲۰۰×۲۰۰ ذراع ہو جائے۔ جو شخص خوشی سے مکان بیچ دے اسے قیمت ادا کر کے خرید لیں اور جو خوش اسلوبی سے نہ دے معززین سے اس کی قیمت طے کرا کے اس کے حوالے کر دیں۔ سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہما کا رہنما اصول آپ کے لیے کافی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دس جید فقہا کرام' معززین اور اہالیان شہر کو جمع کر کے خلیفہ کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ یہ اندوہناک خبر سن کر وہ سخت رنجیدہ اور پریشان ہوئے اور کہنے لگے۔ اے کاش! یہ لوگ امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کے ان سادہ و بے نمود حجروں کو اسی حال میں چھوڑ دیتے تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرتیں۔ شہنشاہ کونین ﷺ اس دارفانی میں کس قدر سادگی کے ساتھ زندگی بسر فرما گئے ہیں۔ یہ حجرے جن کی دیواریں کچی اینٹوں کی' چھتیں کھجور کی ٹہنیوں کی اور وہ بھی بہت نیچی اور دروازوں پر ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں۔

اگر انہیں اسی حالت میں قائم رکھا جاتا تو حجاج' زائرین اور مسافران سادہ رہائش گاہوں کو دیکھ کر دنیا کی زیب و زینت سے متنفر ہوتے اور ضرورت سے زائد مکان بنانے پر دولت صرف نہ کرتے۔

لیکن جب حجرے منہدم کرنے کی کارروائی شروع کی گئی۔ تو اہالیان مدینہ کی رقت انگیز اور کربناک حالت قابل دیدنی تھی۔ ان کی آہ و فغاں اور چیخ و پکار سے دل دھل جاتے تھے۔ ہر آدمی اشک بار اور جگر فگار تھا۔ نالہ و فریاد اور غم و الم سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ رحمتِ کائنات ﷺ کا آج یوم الوصال ہے۔ ❶

حضرت عطاء کہتے ہیں جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ امہات المومنینؓ کے حجرے بھی منہدم کر کے مسجد میں شامل کر لیے جائیں گے۔ تو ہر گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی اور میں نے اس دن سے زیادہ کبھی لوگوں کو روتے نہیں دیکھا۔ ❷

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں۔ افسوس کہ حضور انور ﷺ کے حجروں کو باقی رکھا جاتا اور بعد میں آنے والے مسلمان جو مکانات و محلات بنانے میں بیحد اسراف کرائیں گے۔ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کی کچی کوٹھریوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے۔ ❸

سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہ کا حجرہ مقدسہ جو اس وقت ان کی اولاد در اولاد

---

❶ البدایہ والنہایہ ج ۹: ۴۷۵ ❷ معالم دار الھجرۃ: ۵۰ ❸ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زیر تصرف تھا۔ منہدم کر کے مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ اسی طرح شمال کی جانب سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تین حویلیاں جنہیں ''القرائن'' کہا جاتا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا دارالقراء اور سیدنا ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کئی مکانات اور مغرب کی سمت سیدنا طلحہ بن عبیداللہ' ابی سبرہ بن ابی رُہم' سیدنا عمار بن یاسر اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کے بعض مکانات بھی شامل کر لیے گئے۔ ❶

صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ صفر المظفر ۸۸ھ/۷۰۶ء میں مسجد نبوی شریف کے گرانے کا کام شروع ہوا۔ اسی اثناء میں ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی شریف کی مثالی اور قابل قدر تعمیر و توسیع کے لیے قیصر روم سے امداد طلب کی۔ تعمیر مسجد کے عظیم الشان منصوبہ سے موصوف کو آگاہ کیا کہ قدیم عمارت کے انہدام اور تعمیر جدید کے اخراجات کا پورا کرنا ہماری بساط سے باہر ہے۔ لہٰذا آپ بھی اس لافانی صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔

چنانچہ قیصر روم نے بڑی فراخ دلی اور فیاضی کے ساتھ ایک لاکھ مثقال سونا جس کا وزن (گیارہ من سے کچھ زائد بنتا ہے) ایک سو ماہر کاریگر' نفیس اور منقش پتھروں سے لدے ہوئے چالیس اونٹ اور قدیم مسمار شدہ شہروں اور قصبوں سے مینا کاری کیے ہوئے بہت سے پتھر ولید کے پاس بھیج دیئے۔ ❷

امام زرین کی روایت کے مطابق شاہ روم کے امدادی سامان کی تفصیل اس طرح ہے چالیس ماہرین فن تعمیر قبطی' بڑی تعداد میں فُسَیْفِسَاءَ (جواہرات کے ٹکڑوں سے مینا کاری کیے ہوئے پتھر) قندیلیں لٹکانے کے لیے کثیر تعداد میں چاندی کی زنجیریں اور اسی ہزار مثقال سونا۔ ❸ (پچھتر ہزار تولہ)

حضرت صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد

---

❶ وفاء الوفاء ج۱: ۳۶۶' ۳۶۷ ❷ تاریخ طبری اردو ج۵: ۳۴۶' تاریخ ابن خلدون اردو ج۲: ۲۴۳

❸ اخبار مدینہ ۹۸' دار الہجرہ: ۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف کے انہدام اور تعمیر کے کام کا مجھے نگران مقرر فرمایا۔

بنا بریں مسجد منہدم کرنے کے لیے مزدور اور کاریگر اہالیان مدینہ منورہ سے لیے گئے۔ یہ کام صفر المظفر ۸۸ھ/ ۷۰۶ء میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے ازواج مطہراتؓ کے مکانات گرائے گئے۔ اسی دوران شاہ روم کے بھیجے ہوئے کاریگر وغیرہ پہنچ گئے۔ جنھوں نے محنت' جاں فشانی اور پوری لگن سے کام شروع کر دیا۔❶

امام ابن زبالہ نے انہدام کی تاریخ ۹۱ھ/۷۰۹ء بیان کی ہے جبکہ تعمیر تین سال تک جاری رہی' اور دوسری روایت کے مطابق کام کی ابتداء ۸۸ھ/۷۰۶ء میں اور تکمیل ۹۱ھ/۷۰۹ء میں ہوئی۔❷

امام عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء رقمطراز ہیں:

کہ تعمیر مسجد کے لیے جب مشرقی دیوار کی بنیادیں کھودی جا رہی تھیں۔ تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں سے پاؤں نظر آئے۔ جنہیں دیکھ کر لوگ پریشان ہوئے کہ کہیں یہ پاؤں مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہوں۔ مگر تحقیق و تجسس سے معلوم ہوا کہ یہ پاؤں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں۔❸

قدمین شریفین کے ظاہر ہونے کا تفصیلی واقع گنبد خضرا کے ضمن میں ''مزارات طاہرات کی ترتیب'' کے عنوان سے بیان کیا جائے گا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد شریف کی بنیادیں پتھروں کی بنوائیں۔ دیواریں تراشیدہ منقش پتھروں کی چونے سے کھڑی کیں۔ ستون پتھر کے بنوائے جن میں لوہا اور سیسہ بھرا ہوا تھا۔ دیواروں پر جواہرات اور مرمر کے ٹکڑوں سے جاذب نظر اور دلربا مینا کاری کرائی۔ انہیں لگانے کے لیے خاص قسم کا مصالحہ بنوایا۔ چھت ساگوان کی بنوا کر سونے سے نقش و نگار کرایا۔

جو کاری گر دیواروں پر بیل بوٹے بنانے میں فن کی نفاست کا جتنا عمدہ

❶ تاریخ طبری اردو ج ۵: ۴۳۶ ❷ معالم دار الھجرۃ: ۵۱ ❸ البدایہ والنھایہ ج ۹: ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کرتا۔ سیدنا عمر فرطِ مسرت میں اسے یومیہ مزدوری کے علاوہ تیس درہم انعام عطا فرماتے۔ ❶

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ جب قبلہ والی دیوار بنوانے لگے تو قریش، انصار، عرب اور دیگر معززین کو بلالیا کہ ان کی موجودگی میں سنگ بنیاد رکھا جائے تاکہ کسی کے دل میں کوئی شبہ اور وسوسہ پیدا نہ ہونے پائے۔ چونکہ اس سے پہلے مسجد میں محراب کی علامت نہیں تھی اس لیے حضرت عمرؒ نے محراب بھی بنوائی۔ اور منڈھیر پر خوبصورت کنگرے بنوائے۔ اور پرنالے رانگ کے بنوائے۔

علاوہ ازیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے دیواروں پر مختلف سورتیں اور آیتیں لکھوائیں۔ قبلہ والی دیوار پر باب السلام سے باب جبرئیل تک سورۃ فاتحہ سورۃ والشمس اور قل اعوذ برب الناس لکھوائی۔ یونہی صحن مسجد کی قبلہ والی دیوار یعنی پیشانی پر خوبصورت اور بیش بہا قیمتی پتھروں کے جڑاؤ سے یہ عبادت کندہ کرائی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنَ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ، اَمَرَعَبْدَ اللّٰه امير المومنين بتقوىٰ اللّٰه و طاعته و العمل بكتاب اللّٰه عزوجل، و سنة نبيه محمد صلى اللّٰه عليه وسلم و بصلة الرحم و تعظيم ماصغر الجبابرة من حق اللّٰه سبحانه و تصغيرما عظموا من الباطل واحياما اماتوامن الحقوق و امات ما احيوا من العدوان والجوروان يطاع اللّٰه سبحانه و يعصى العباد في طاعة اللّٰه فالطاعة للّٰه سبحانه ولاهل طاعة. لاطاعته لاحد في معصية اللّٰه. يدعوالى كتاب اللّٰه سبحانهٗ و سنة نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم والى العدل في احكام

---

❶ اخبار مدینہ: ۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسلمین و القسم بالسویۃ فی فیھم و وضع الاخماس فی مواضعھا التی امر اللّٰہ سبحانہ بھا لذوی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل۔[1]

ولید بن عبدالملک کی تعمیر سے پہلے مسجد کے مینار بنانے کا طریقہ رائج نہیں تھا۔ ولید ہی نے سب سے پہلے مینار بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مسجد کے چاروں کونوں میں مینار بنا دیئے گئے۔ بعد ازاں جب خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مناسک حج سے فراغت کے بعد زیارت مدینہ باسکینہ کو آیا۔ موصوف نے مروان کے مکان میں قیام کیا اس دوران بادشاہ نے دیکھا کہ مینارہ باب السلام پر موذن کے چڑھنے سے اہل خانہ کی بے پردگی ہوتی ہے۔ بنابریں اس نے مینار کو مسجد کی چھت تک گرا دینے کا حکم دیا۔[2]

امام ابن زبالہ نے بقیہ تین میناروں کی بلندی ۶۰ ذراع بیان کی ہے جبکہ ان کی دوسری روایت کے مطابق بلندی کی تفصیل اس طرح ہے۔ جنوب مشرقی اور شمال مشرقی مینار ۵۵' ۵۵ ذراع اور شمال مغربی مینار ۵۳ ذراع بلند تھے۔ جبکہ ہر ایک مینار کی چوڑائی ۸×۸ ذراع تھی۔[3]

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد کو تین اطراف سے کشادہ کیا۔ حجرہ مقدسہ کو شامل کر لینے کے بعد مشرق سے مغرب تک چھ ستون' شمال کی جانب چودہ ستون' اور مشرق میں سات ستونوں کا اضافہ کیا۔[4]

تعمیر مکمل ہو جانے پر رقبہ حسبِ ذیل تھا:

شمالاً جنوباً طول: ۲۰۰ ذراع (۳۰۰ فٹ) شرقاً غرباً عرض قبلہ کی سمت ۲۰۰ ذراع (۳۰۰ فٹ) اور شمال کی طرف ۱۸۰' ذراع[5] (۲۷۰ فٹ)

---

[1] اخبار مدینہ ۱۰۱' ۱۰۲ [2] اخبار مدینہ ۱۰۰ [3] وفاء الوفاء ج ۱: ۳۷۳

[4] اخبار مدینہ: ۱۰۰ [5] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ تعمیر میں ایک جدت یہ بھی عمل میں لائی گئی کہ باب السلام کے اندر ستونوں کی پہلی قطار میں ایک چوکور ستون بطور مخصوص علامت کے بنایا گیا۔ جس کی چوکھٹ تقریباً دو فٹ تھی تا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اضافہ کی انتہا اور ولید بن عبدالملک کے اضافہ کی ابتداء معلوم ہو سکے' مغرب کی جانب بعد میں کسی نے بھی اضافہ نہیں کیا۔ ❶

خلیفہ ولید بن عبدالملک کی چاہت کے مطابق سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک اور قابل قدر کام یہ بھی کیا کہ پانی کا ایک فوارہ بنوایا جو باب السلام کے سامنے واقع تھا' جب ولید بن عبدالملک نے یہ نظارہ دیکھا تو بیحد مسرور ہوا۔ اور حکم دیا کہ اس کا پانی نمازیوں کے سوا کسی کو استعمال نہ کرنے دیا جائے۔

اس فقید المثال اور نادرہ روزگار تعمیر کی ابتداء ۸۸ھ/۷۰۶ء میں ہوئی اور تین سال کے مختصر سے عرصہ میں تعمیری مراحل طے کر کے ۹۱ھ/۷۰۹ء میں تکمیل پذیر ہوئی۔ ❷

جب یہ عالی شان تعمیر مکمل ہو گئی تو ۹۱ھ/۷۰۹ء میں خلیفہ ولید بن عبدالملک فریضہ حج ادا کرنے گیا۔ مناسک حج سے فارغ ہو کر حضور اقدس ﷺ کے دربار گوہر کی حاضری کے لیے مدینہ کریمہ میں بھی گیا۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ کو تعمیر جدید کی نفاست' تزئین اور نقش و نگار کا نظارہ کرایا۔ خلیفہ نے کام کی عمدگی اور حسن و خوبی پر داد تحسین دی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جس طرح قبلہ والی دیوار اور حجرہ منیفہ کی چھت انتہائی خوبصورت مزین اور دیدہ زیب بنائی گئی ہے۔ اس طرح پوری مسجد اور چھت کیوں نہیں بنائی۔ ❸

اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ عرض پرداز ہوئے۔ عالی مرتبت! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صرف قبلہ والی دیوار پر پینتالیس ہزار دینار اور مقصورہ شریف کی چھت پر چالیس ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں۔ اس قدر بیش بہا مصارف سے بچنے کی خاطر اسی پر

---

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۵۸ ❷ طبری ج ۵ ❸ معالم دار الھجرۃ: ۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتفا کیا گیا ہے۔[1]

جنوبی دیوار پر مینا کاری' طلائی نقش ونگار' قرآنی آیات اور اسماء نبوی بخط طغراء نہایت خوش خط مطلا لکھے گئے تھے۔ جس پر چالیس ہزار دینار کا غیر معمولی خرچہ ہوا تھا۔[2]

تعمیر ولید کی خصوصیات:

☆ اضافہ عثمانی کے باعث مسجد کا طول وعرض ۱۶۰×۱۵۰' ذراع ہو گیا لیکن (ولید بن عبدالملک کی تعمیر وتوسیع کے بعد پیمائش اس طرح ہے) تقریباً ۲۰۰×۲۰۰ ذراع۔

☆ اس سے پہلے مسجد کا رقبہ ۴۰۷۱ مربع میٹر تھا۔ خلیفہ ولید نے ۲۳۶۹ مربع میٹر اضافہ کیا جس سے مجموعی رقبہ ۶۴۴۰ مربع میٹر ہو گیا۔

☆ ولید نے امہات المومنینؓ کے حجرات مقدسہ کو منہدم کر کے مسجد نبوی کو کشادہ کیا۔

☆ ولید بن عبدالملک پہلا شخص ہے جس نے مسجد کی تزئین میں بیحد مبالغہ کیا۔ دیواریں اور چھت جواہرات اور آب زر کی مینا کاری سے مرصع کرائے۔

☆ مسجد میں محراب کی ابتداء ولید بن عبدالملک نے کی جبکہ اس سے پہلے مساجد میں محراب نہیں ہوتے تھے۔

☆ خلیفہ موصوف نے مسجد نبوی شریف کی دیواروں پر آیات قرآنی لکھنے کی طرح ڈالی۔

☆ موصوف نے پہلی مرتبہ مسجد نبوی شریف کے مینار تعمیر کرائے۔

---

[1] اخبار مدینہ: ۱۰۲

[2] آئینہ حرم: ۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں مرتبہ توسیع:

توسیع خلیفہ المہدیؒ عباسی

علماء مؤرخین کا بیان ہے کہ ولید بن عبدالملک کی توسیع کے بعد عرصہ تک کسی خلیفہ نے مسجد کی تعمیر و توسیع کی خدمت سرانجام نہیں دی۔ یہاں تک کہ ابوجعفر عبداللہ المنصور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اقتدار حاصل ہوا۔ خلیفہ موصوف کی خدمت میں مدینہ منورہ سے حسن بن زید نے لکھا کہ مسجد نبوی شریف جنوب مشرقی حصہ سے کشادہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خلیفہ نے جواباً کہا فی الحال توقف کریں۔ مگر اتفاق سے اسی دوران خلیفہ کا انتقال ہو گیا اور وہ کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کر سکا۔ پھر ۱۵۸ھ/ ۷۷۵ء میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المہدی کو جانشین مقرر کیا گیا۔ خلیفہ موصوف ۱۶۱ھ/۷۷۸ء میں فریضہ حج ادا کرنے کے بعد زیارت مدینہ کریمہ سے شرف بار ہوا۔ وہاں پہنچ کر جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کو مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا۔ اور اسے مسجد نبوی شریف کی تعمیر و توسیع کا حکم دیا۔ اور اس مقدس کام میں عبداللہ بن عاصم بن عمر بن عبدالعزیز اور عبدالملک بن شبیب الغسانی کو معاون مقرر کیا۔[1] لیکن ابھی اس عظیم المرتبت کام کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کہ نوشتہ ازل نے عبداللہ بن عاصم کا پروانہ موت پیش کر دیا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ عبداللہ بن موسیٰ الحمصی کے تقرر کا حکم صادر فرمایا۔[2]

چنانچہ ان کی نگرانی میں مسجد کی توسیع کا عظیم الشان کام شروع ہوا۔ مشرق، مغرب اور جنوب میں کوئی اضافہ یا تبدیلی کیے بغیر شمال میں ایک سو ذراع تک اضافہ کیا۔ اس حصہ کو کشادہ کرنے کی خاطر متعدد مکانات خریدے گئے، جن میں دار

---

[1] اخبار مدینہ: ۱۰۳، ۱۰۴ [2] وفاء الوفاء ج ۱: ۳۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن عوف جو دار ملیکہ کے نام سے شہرت رکھتا تھا' دار شرجیل بن حسنہ' بقیہ دار عبداللہ بن مسعود اور دار المسور بن مخرمہ الزہری شامل ہیں۔

جس طرح سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد کی پیشانی پر خلیفہ ولید بن عبدالملک کا نام وغیرہ لکھوایا تھا۔ اسی طرح خلیفہ مہدی کی توسیع کی تاریخ اور نام وغیرہ ان الفاظ میں تحریر کیا گیا:

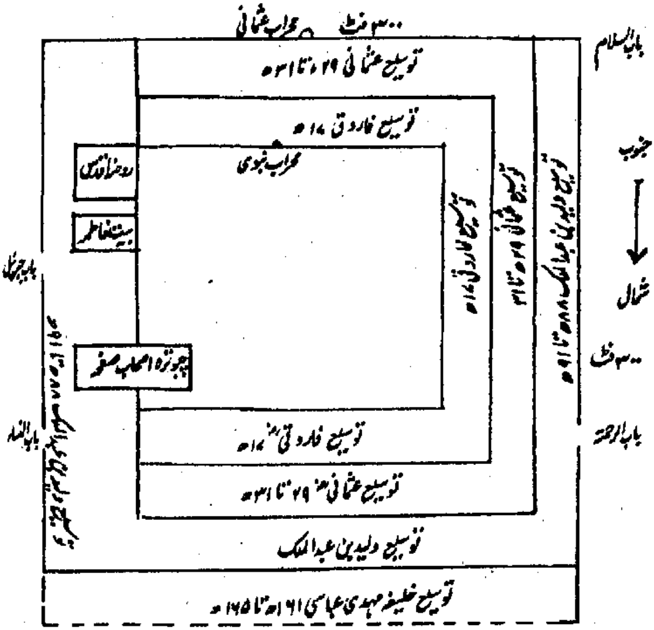

امر عبداللہ المھدی امیر المومنین اکرمہ اللہ واعز نصرہ بالزیادۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و احکام عملہ ابتغاء وجہ اللہ عزوجل والدار الاخرۃ احسن اللہ ثوابہ باحسن الثواب والتوسعۃ لمن صلی فیہ من اھلہ و ابنائہ من جمیع المسلمین فاعظم اللہ اجرامیر المومنین فیما نوی من حسنتہ فی ذلک و احسن ثوابہ بسم اللہ الرحمن الرحیم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں سورۃ فاتحہ اور آیت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ الی آخرہ لکھنے کے بعد یہ عبارت لکھوائی:

"وکان مبتدأما امربه عبداللّٰه المهدی امیرالمؤمنین اکرمه اللّٰه من الزیاده فی مسجد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی سنته اثنین و ستین و مائة و فرغ منه سنة خمس و ستین و مائة"[1]

اس عظیم الشان کام کی ابتداء ۱۶۲ھ/۷۷۹ء میں ہوئی اور ۱۶۵/۷۸۲ء میں بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچا۔[2]

امام ابن زبالہ کے بیان کے مطابق خلیفہ مہدی نے آل عمر کے مکان کا وہ دروازہ بند کر دیا۔ جو مسجد شریف میں کھلتا تھا۔ اور اس کی جگہ لوہے کی ایک کھڑکی لگا دی۔ جس کے لیے مسجد کے اندر تین زینے بھی بنوائے۔ اسی طرح مقصورہ شریف کے فرش کو مسجد شریف کے فرش کے برابر کر دیا۔[3]

خلیفہ مہدی کی توسیع وتعمیر کے بعد مسجد شریف کے طول میں ۱۰۰' ذراع یعنی ۱۵۰ فٹ کا اضافہ ہوا۔ اور مجموعی طول ۳۰۰ ذراع یعنی ۴۵۰ فٹ ہو گیا۔ قبل ازیں مسجد شریف کا مجموعی رقبہ ۶۴۴۰ مربع میٹر تھا جبکہ خلیفہ موصوف نے ۲۴۵۰ مربع میٹر کا اضافہ کیا۔ اس طرح مجموعی رقبہ ۸۸۹۰ مربع میٹر ہو گیا۔

مشہور روایات کے مطابق اس کے بعد کسی خلیفہ نے تعمیر یا اضافہ نہیں کیا۔ البتہ امام زین الدین مراغی نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ۲۰۲ھ/۸۱۷ھ میں خلیفہ مامون الرشید نے تعمیر کی خدمت انجام دی ہے جس کی تائید امام سہیلی کے قول سے بھی ہوتی ہے لیکن دیگر مؤرخین اس کا انکار کرتے ہیں۔ امام مراغی کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خلیفہ موصوف نے صرف تجدید کی ہو اور اضافہ وتوسیع نہ کی ہو۔ اس طرح دونوں روایات کی توجیہہ ہو سکتی ہے۔[4]

---

(1) اخبار المدینہ: ۱۰۴ (2) ایضاً (3) وفاء الوفاء ج۱: ۳۸۲ (4) معالم دار الهجرة: ۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ موصوف کی توسیع سے پہلے کی جانے والی توسیعات کے باعث مسجد نبوی شریف کا جنوبی حصہ عریض اور مشرق و مغرب کی سمت سے مسجد بیضوی ہوتی گئی اور مذکورہ بالا اضافہ سے شمال میں گولائی اور نمایاں ہوگئی۔

۵۷۶ھ/۱۱۸۰ء میں ملک الناصرالدین اللہ نے مسجد نبوی شریف کے ذخائر اور بعض آثار قدیمہ کی حفاظت کی غرض سے صحن مسجد میں ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا جس کے تیار ہو جانے پر حسب ذیل چیزیں محفوظ کر دی گئیں۔

مقصود کائنات ﷺ کی اُونی چادر اور تہبند' یہ دونوں چیزیں وصال کے وقت آپ کے وجود اطہر پر تھیں۔ دیباج کی کناری سے بنا ہوا طیالسی جبہ' مصحف عثمانی' غلاف کعبہ کا ٹکڑا۔ جائے نماز نبوی' جھنڈے' بعض ہتھیاروں کے دستے اور کئی ایک صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کی محفوظ شدہ چیزیں۔[1]

مسجد نبوی میں آتش زدگی:

خداوند قدوس کی شانِ بے نیازی انسانی عقل وفہم اور ادراک سے انتہائی بلند و بالا ہے' اللہ جل شانہ نے جن مقدس مقامات کی عزت وعظمت کو بڑھا کر انہیں ہم دوش عرش مجید کر دیا انہیں بھی ایسی ناگہانی آفات سے دو چار کیا۔ جن سے وہ پیوند زمین ہو کر رہ گئے اسی نوعیت کا دل دوز و جاں گداز واقعہ ۶۵۴ھ میں پیش آیا' جس میں مسجد نبوی شریف جل کر خاکستر ہوگئی۔

یکم رمضان المبارک ۶۵۴ھ/۱۲۶۵ء شب جمعہ کا واقعہ ہے کہ ابوبکر الفراش بن اوحد مسجد میں غربی جانب واقع گودام سے کچھ سامان نکالنے کی غرض سے چراغ لے کر داخل ہوا۔ اس کی غفلت کے نتیجہ میں چراغ سے سامان کو آگ لگ گئی۔ (یا چوہے کے چراغ الٹنے کے باعث آگ بھڑک اٹھی) اور آن واحد میں نہ صرف اس کمرہ میں پھیل گئی۔ بلکہ پوری مسجد شریف کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ خادم موصوف جل

[1] تاریخ الحرمین للعباس کرارہ: ۱۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لقمہ اجل بن گیا۔ مسجد مبارک لکڑی کے ستون جل جانے اور پتھر کے ستون گر جانے کے باعث منہدم ہوگئی اور جل کر راکھ بن گئی۔ حجرہ منیفہ اور منبر نبوی بھی آگ کے بے رحم شعلوں کی زد سے نہ بچ سکے۔ البتہ صحن میں واقع چبوترہ بالکل محفوظ رہا۔ بہت سے قرآن مجید' نادر اور نایاب کتابیں قیمتی اور تاریخی صندوق اور مسجد کی ہر ایک چیز جل گئی تھی۔ ❶

مؤرخین اور شعراء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں شیعہ مسجد نبوی شریف کے تقدس کو پامال کرنے میں بکثرت مصروف تھے۔ ان کے خلاف سنت اعمال اور صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کرنے کے باعث مسجد مقدس کے درودیوار بھی متاثر ہو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے مسجد کو ان اثرات سے پاک کرنے کی خاطر قدرتی طور پر اس المیہ سے دوچار کر دیا گیا۔ جیسا کہ علامہ جمال الدین یوسف بن تغری بردی المتوفی ۸۷۴ھ/۱۴۷۰ء نے بعض شعراء کا کلام نقل کیا ہے۔ ❷

معین الدین بن تولوالمغربی کہتے ہیں:

قل للروافض بالمدينة مالكم ... يقتادكم للذم كُلُّ سَفِيه
ماأصبح الحرم الشريف محرقا ... الاّ لسبِّكم الصحابة فيه

ایک اور شاعر یوں گویا ہوتا ہے:

لم يحترق حَرَمُ النبي لحادث ... يُخْشَى عليه ولاد هاه العار
لكنّها ايدى الروافض لَامَسَتْ ... ذَاكَ الجنابُ فطهرّته النار

علامہ ازرقی المتوفی ۹۱۱ھ نے بعض شعراء کے نام اور کلام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ روافض کی غلط کاریوں کی تفصیل بھی ذکر کی ہے۔ ❸

اس جان کاہ حادثہ اور ناقابل تلافی نقصان کی اطلاع فوری طور پر خلیفہ المستعصم باللہ ابی احمد عبداللہ بن المستنصر باللہ کو دی گئی لیکن جنگی مصروفیات کے

---

❶ معالم دار الہجرۃ: ۹۸ ❷ النجوم الزاہرۃ فی ملوک المصر والقاہرۃ ج ۷: ۳۶ ❸ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث خلیفہ کا جواب موصول ہونے میں طویل عرصہ گزر گیا۔ اسی دوران ٦٥٦ھ میں خلیفہ موصوف کو قتل کر دیا گیا بعد ازاں الملک المنصور نور الدین علی بن الملک المعز عز الدین ایبک الصالحی المصری اور ملک المظفر شمس الدین یوسف صاحب یمن کی طرف سے تعمیراتی سامان پہنچا اور تعمیر شروع ہوئی ابھی باب السلام تک کام ہوا تھا کہ ملک المنصور نور الدین علی کو معزول کر دیا گیا۔ جس کے باعث کام میں تعطل پیدا ہو گیا۔ اس کی جگہ ملک المظفر سیف الدین قطز المعزی یعنی محمود بن ممدود کو ٦٥٧ھ/ ١٢٥٩ء عنانِ حکومت سپرد کی گئی۔ ملک موصوف کی والدہ ماجدہ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی بہن تھیں۔

سلطان موصوف کے حکم سے ٦٥٨ھ/١٢٦٠ء میں صرف باب اسلام سے باب الرحمۃ تک تعمیر کا کام ہوا۔ پھر اسی سال الظاہر رکن الدین بیبرس الصالحی المعروف البند قداری مصر کے بادشاہ مقرر ہوئے۔ جن کے عہد حکومت میں باب الرحمت سے شمال میں مسجد کے انتہا تک اور مشرق میں باب النساء تک دیواریں مکمل کر کے پوری چھت بنائی گئی۔ جو آتش زدگی سے پہلے کی طرح دوہری چھت تھی (غالباً دوہری چھت سے مراد یہ ہے کہ جنوبی حصہ کی چھت مشرقی اور مغربی چھت کے برابر نہیں تھی بلکہ مشرقی اور مغربی چھت اونچی تھی)۔

اس طرح ٦٥٥ھ/١٢٥٧ء میں سلطان المستعصم باللہ کے عہد حکومت میں شروع ہونے والی تعمیر ٦٥٨ھ/١٢٦٠ء میں سلطان ظاہر رکن الدین بیبرس کے دور میں مکمل ہوئی۔ ❶

سلطان ظاہر رکن الدین نے مصر سے ترین کاریگر، لکڑی، لوہا، رصاص اور دیگر تعمیراتی سامان امیر جمال الدین محسن الصالحی کی سربراہی میں بھیجا اور دیگر اخراجات کے لیے نقدی بھی عنایت کی۔ ❷

---

❶ معالم دار الهجرة: ٢٠٧ ❷ وفاء الوفاء ج ١: ٤٣٢

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملوکِ مصر کی تعمیری خدمات:

عرصہ دراز کے بعد ملک الناصر محمد بن الملک المنصور رقلاوون الصالحی کے عہد حکومت میں ۷۰۵ھ/۱۳۰۵ء میں مسجد شریف کی چھت کی تجدید ہوئی اور شمالی چھت کی طرز پر مشرقی اور مغربی چھت بنا کر ایک ہی چھت کر دی گئی۔ ❶

۷۲۷ھ/۱۳۲۷ء میں ملک الناصر محمد مذکور نے مسجد کے جنوبی یعنی قبلہ والے حصہ میں دو برآمدوں کے اضافہ کا حکم دیا۔ جو مکمل ہو جانے سے بہت نفع بخش ثابت ہوئے۔

۸۳۱ھ/۱۴۲۷ء میں چھت کمزور ہو جانے کے باعث گرنے کا اندیشہ ہوا۔ تو سلطان الاشرف برسبائی نے ذیقعدہ ۸۳۱ھ میں چھت کی تجدید کرائی۔ یہ عظیم الشان خدمت قبرص کے امیر مقبل القدیدی کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی ۸۵۳ھ/۱۴۴۹ء میں چھت کمزور ہو جانے کے باعث ملک الظاہر جقمق نے امیر بردبک الناصر المعمار کے ذریعہ اس کی تجدید کرائی۔

۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء میں بھی سلطان موصوف نے کچھ ستون اور برآمدوں کی اصلاح' تجدید اور مرمت کی خدمت انجام دی۔ اسی طرح ۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء میں امیر جدہ خواجہ الشمسی شمس الدین ابن الزمن کی نگرانی میں بھی اصلاح و مرمت کا کام انجام دیا گیا۔ ❷

دوسری مرتبہ آتش زدگی کا سانحہ:

۱۳ رمضان المبارک ۸۸۶ ہجری کی شب کا واقعہ ہے کہ مسجد نبوی شریف اپنی بے مثال عظمتوں اور رفعتوں کے باوجود ایک مرتبہ پھر آگ کے بے رحم شعلوں کی نذر ہوگئی۔ ہوا یوں کہ مذکورہ رات کو بادو باراں کی شدت اور کڑک و چمک کا خوفناک سماں بپا تھا۔ اسی اثنا میں رات کے آخری حصہ میں رئیس المؤذنین' صدر المدرسین الشیخ

❶ معالم دار الہجرۃ: ۷۱ ❷ وفاء الوفاء ج۱: ۴۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشمسی شمس الدین محمد بن الخطیب اعلانِ سحری کے لیے منارہ شرقیہ یمانیہ (یعنی روضہ منیفہ کے قریب والے) پر چڑھے ہی تھے کہ آسمانی بجلی مینار پر گرنے سے آگ بھڑک اٹھی اور آنِ واحد میں ساری مسجد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مؤذن موصوف اس حادثہ میں جان بحق ہو گئے۔ امیر مدینہ شیخ زین الدین فیصل الجمازی اور دیگر شہری فوراً مسجد میں پہنچ گئے۔ آگ بجھانے کے لیے بھرپور کوشش کی گئی' لیکن آگ کی شدت کے سامنے ساری تگ و دو بیکار ثابت ہوئی۔ خطہ ارضی کا یہ مقدس و متبرک مقام آگ کا بحر عمیق دکھائی دیتا تھا' تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ کا سماں تھا۔ انتہائی بڑے بڑے شرارے گرد و نواح کے مکانوں پر گولہ باری کر رہے تھے۔ اور اس ناگہانی آفت سے بچاؤ کی کوئی تدبیر مفید ثابت نہ ہو سکی۔

حجرہ مقدسہ کی چھت' متعدد ستون' منبر مبارک' نادر اور نایاب قرآن مجید والا صندوق' نادر کتب کا علمی ذخیرہ اور بہت سے اشخاص آگ کی نذر ہو گئے۔ روضہ مقدسہ اور مسجد نبوی شریف کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ صحن میں واقع چبوترہ کے سوا ہر ایک چیز آگ کی چیرہ دستیوں کی نذر ہو گئی۔

اس اندوہناک حادثہ کی اطلاع ۷ ارمضان المبارک کو سلطان قایتبائی کی خدمت میں پہنچائی گئی۔ لیکن موصوف کی جانب سے ہدایات و انتظامات کیے جانے سے پہلے ہی امیر مدینہ' قضات' معززین اور عام باشندگان مدینہ منورہ نے ملبہ اٹھانے اور صفائی کا کام از خود شروع کر دیا۔ باب جبرئیل کے علاوہ دوسرے دروازوں کی جگہ عارضی دروازے بنائے گئے۔ پختہ اینٹوں سے وقتی طور پر منبر بنایا گیا اور محراب نبوی والی جگہ نماز پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔ مسجد مبارک کو ملبہ سے پاک صاف کر لینے کے بعد حجرہ مقدسہ اور اس کے گرد و نواح کی صفائی کا کام شروع ہوا۔ ابتداء میں حجرہ مقدسہ اور مسجد کے درمیان عارضی طور پر دیوار کا پردہ بنا دیا گیا تاکہ اس مقدس مقام کے در و دیوار کی خستہ و شکستہ حالت عوام کی نظروں سے اوجھل رہے۔

یہ روح فرسا واقعہ نقل کرنے کے بعد علامہ سمھودیؒ لکھتے ہیں: درحقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی عملی بد حالی کے باعث عبرت اور موعظت کی خاطر یہ حادثہ وقوع پذیر ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴾

''اور ہم ڈرانے کے لیے یہ نشانات ظاہر کرتے ہیں''۔

﴿ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴾

''ایسے واقعات سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو''۔[1]

سلطان قایتبائی جب اس اندوہناک سانحہ سے آگاہ ہوا۔ تو موصوف نے امیر سنقر جمالی کی سربراہی میں ایک سو ماہر کاری گر جن میں تعمیر کرنے والے' لکڑی اور لوہے کا کام کرنے والے' رنگ وروغن کرنے والے اور دیگر عمارتی کام کے ماہر شامل تھے اور سامان اٹھانے کے لیے کثیر تعداد میں خچر اور گدھے بھیجے' علاوہ ازیں الاشرفی الشجاعی شاھین اور امیر قاسم الفقیہ شیخ الحرم کے ہاتھ بیس ہزار دینار نقد ارسال کیے۔ اور بہت بڑی تعداد میں تعمیر کا سامان اور آلات بھی فراہم کیے' ادھر امیر خواجہ الشمسی شمس الدین بن زمن نے تین سو کاریگر اور دیگر خدمات انجام دینے والے اور باربرداری کے لیئے دو سو اونٹ اور ایک سو خچر فراہم کر لیے تھے۔ جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو تعمیر نو کے لیے پہلی دیواریں گرا کر نئے سرے سے بنانے کا فیصلہ ہوا۔

چنانچہ ماہ ربیع الاوّل ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء میں دوسری مرتبہ سلطان اشرف قایتبائی کی طرف سے تعمیر کا کام شروع ہوا۔ منارۂ رئیسہ جس پر بجلی گرنے کا سانحہ پیش آیا تھا اسے بنیادوں تک صاف کر دیا گیا۔ اسی طرح باب السلام تک قبلہ والی دیوار' باب جبرئیل تک مشرقی دیوار اور مغرب میں باب الرحمۃ تک دیواریں اکھاڑ دینے کے بعد تعمیر شروع کر دی گئی۔ معمولی سی توسیع کے ساتھ نئی دیواریں بنا کر منارہ رئیسہ بھی

[1] وفاء الوفاء: ۱/ ۴۵۵ تا ۴۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر کر دیا گیا اور روشنی کے لیے متعدد کھڑکیاں بنائی گئی۔ تمام برآمدوں پر برابر کی چھت بنائی گئی۔ نئی تعمیر میں ستونوں کے اوپر پختہ اینٹوں سے ڈاٹیں بنائی گئیں جب کہ پہلے ستون چھت تک بلند تھے۔ محراب عثمانی کو وسیع کر کے اس کے اوپر خوشنما گنبد بنایا گیا اور اسے نقش و نگار سے مرصع کر دیا گیا۔ مؤذن کے لیے اذان کی جگہ تعمیر کرائی۔

روضہ مقدسہ کی دیواروں پر ایک گنبد بنا کر اس کے اوپر بڑے گنبد تعمیر کرائے علاوہ ازیں باب السلام کے اندر بھی دو گنبد بنوائے۔ اور باب السلام کو سفید اور سیاہ سنگ مرمر کے حسین و جمیل امتزاج سے منقش کیا گیا۔❶ اس طرح اس پرشکوہ تعمیر پر سلطان اشرف قایتبائی نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ کیے۔ فجزاہ اللّٰہ احسن الجزاء۔❷

یہ عظیم الشان تعمیر ۸۹۰ھ/۱۴۹۵ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔❸ گویا کہ چار سال کا طویل عرصہ مسلسل کام جاری رہا۔

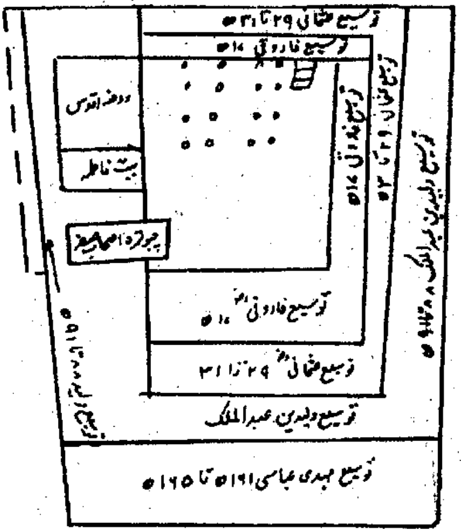

❶ وفاء الوفاء ج۱: ۳۵۵ تا ۳۶۴ ❷ تاریخ الحرمین للعباس کرارہ: ۱۷۴ ❸ المدینہ……… الیوم: ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر قایتبائی کی خصوصیات:

- ☆ پہلی مرتبہ برآمدوں کی ڈاٹیں بنائی گئیں۔
- ☆ روشنی کی خاطر متعدد کھڑکیاں بنائی گئیں۔ جب کہ اس سے پہلے کبھی بھی کھڑکیاں نہیں رکھی گئی تھیں۔
- ☆ مؤذن کا چبوترہ پہلی مرتبہ تعمیر ہوا۔
- ☆ روضہ اقدس کے گنبد بنوائے گئے۔

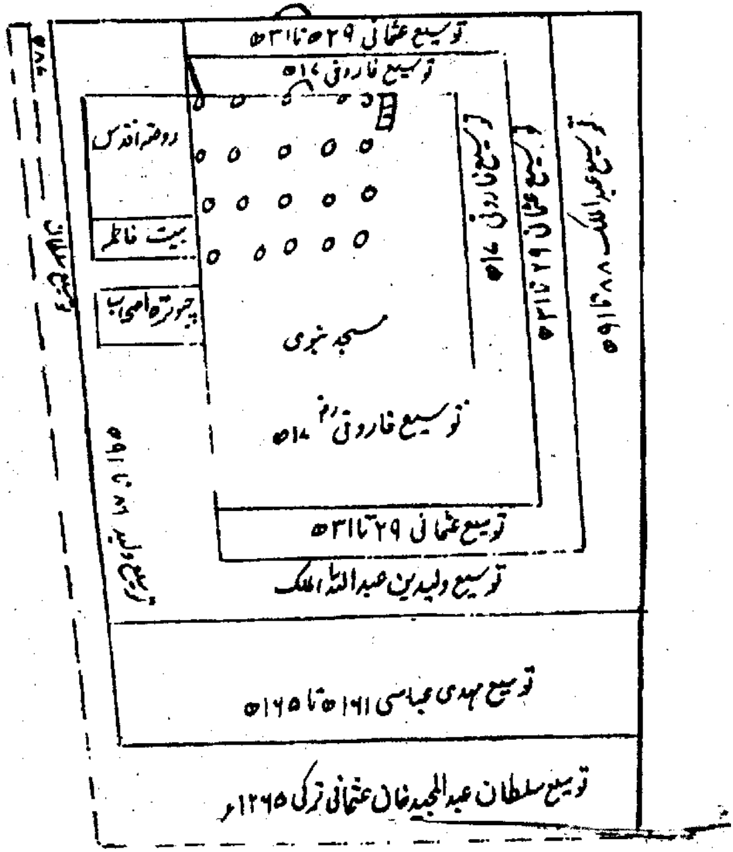

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسر المسجد نبوی

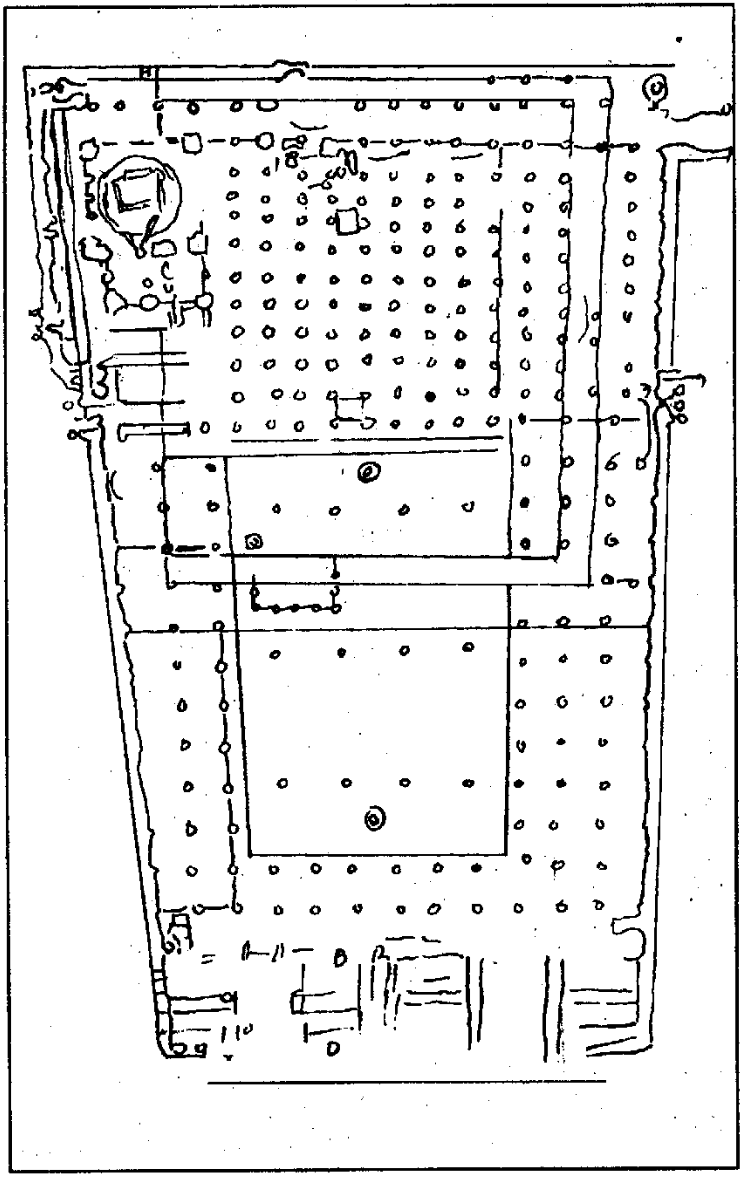

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی توسیع:

آلِ عثمانی کی تعمیری خدمات

آلِ عثمان کی خلافت کے دور میں بھی حرم نبوی ﷺ کی تعمیر و مرمت اور تزئین و آرائش کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی گئی ہیں۔ اگرچہ تعمیر کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں' تاہم اختصار اور اجمال کے ساتھ ان کا دل ربا تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء میں سلطان سلیمان خان نے مسجد نبوی شریف کی مغربی دیوار نئی بنوائی اور اسے نقش و نگار سے مزین کیا۔ علاوہ ازیں سلطان موصوف نے ۹۳۸ھ/۱۵۳۱ء میں مسجد کے وسط میں ایک نیا محراب بنوایا۔ جسے محراب سلیمانی یا محراب حنفی کہا جاتا ہے۔ ❶

۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں سلطان سلیم ثانی نے بھی تعمیر و مرمت کی خدمات انجام دیں۔

سلطان اشرف قایتبائی کی تعمیر کردہ مسجد شریف کی عظیم الشان عمارت کو اللہ تعالیٰ نے صدیوں تک دوام بخشا' ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء میں چار سو سال بعد جب چھت بوسیدہ ہوگئی اور گرنے کا اندیشہ ہونے لگا تو شیخ داؤد پاشا شیخ الحرم نے سلطان عبدالمجید عثمانی کو استنبول میں صورت حال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ سلطان موصوف نے کاریگر' انجینئر' تعمیراتی سامان اور دیگر ضروریات کی چیزیں بھیجنے کا حکم صادر کیا۔ ❷

طے پایا کہ مسجد کو بنیادوں سے از سر نو تعمیر کیا جائے' وادی عقیق سے پتھر منگوائے گئے اور کچھ حصہ مسجد کا منہدم کیا گیا۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو جاتی تو مزید کچھ

❶ آثار المدینہ: ۱۰۵ ❷ المدینہ.........الیوم: ۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ منہدم کر کے اس کی تعمیر شروع کر دی جاتی۔ اس طرح ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۸ء میں شروع ہونے والا تجدید و تعمیر کا عظیم المرتبت کام ۱۲۷۷ھ/۱۸۵۸ء تک دس سال کے طویل عرصہ میں بصد شان و شوکت کے ساتھ تکمیل پذیر ہوا۔ آج بھی مسجد نبوی شریف کا قدیم حصہ سلطان عبدالمجید کی تابندہ و پائندہ تعمیری یادگار کا دل کش منظر پیش کر رہا ہے۔❶ یہ مرقع حسن و تجمل ۱۲۹۳ مربع میٹر پر مشتمل ہے۔❷ سلطان موصوف نے صرف شمال کی جانب ہی اضافہ کیا تھا' اس طرف ایک نیا دروازہ بھی بنوایا۔ جو سلطان موصوف کے نام کی مناسبت سے ''باب المجیدی'' کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔❸

موصوف نے صحن مسجد میں واقع چبوترہ ختم کر کے حوض بنوایا۔ جس میں عین الزرقاء سے پانی لایا گیا۔ اور ایک خوبصورت فوارہ بھی نصب کر دیا۔ جو بصد دل فریب اور دیدہ زیب منظر پیش کرتا تھا۔❹

ترکوں نے تعمیر مسجد نبوی پر مال و زر ہی خرچ نہیں کیا' بلکہ اپنے خلوص' عشق اور احترام رسول اکرم ﷺ کو مجسم کر دیا اور ہر نقش محبت و خلوص کا آئینہ دار ہے۔ امتدادِ زمانہ کے باوصف اس تعمیر میں ترکوں کے دل دھڑکتے نظر آتے ہیں ہر پتھر اور ہر زاویے سے جناب رسالت مآب ﷺ کی محبت جھلک رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ترکوں نے تعمیر مسجد کے لیے اس بات کا التزام کیا کہ ہر معمار حافظ کلام پاک ہو۔ کام شروع کرنے سے پہلے ہر معمار غسل کرتا' دو نوافل ادا کرتا اور سرکار مدینہ ﷺ پر درود سلام بھیجتا۔ ہر ایک معمار تقویٰ کا پیکر اور پاکیزگی کا نمونہ تھا۔

سلطان موصوف نے ساری چھت کی نقاشی اور طلائی کا کام بے نظیر کرایا' چھت میں جابجا ۶' اور ۹ فٹ اونچے ہشت پہلو شیشے کے دوہرے دروازے ہیں جن پر دیدہ زیب خوبصورت گنبد بنوائے' ان ہی بلند و بالا دروازوں سے سورج کی روشنی مسجد مقدس کو ضیا بار کرتی ہے۔ در کی کمانیں بے جوڑ ایک ہی پتھر سے تراشی ہوئی

❶ تاریخ الحرمین للعباس کرارہ:۱۷۶ ❷ المدینۃ فی التاریخ:۸۴

❸ آثار المدینۃ:۱۰۷ ❹ المدینۃ فی التاریخ:۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔فولادی سلاخوں سے سیسہ پلا کر کمانوں کو باہم مربوط کر دیا گیا ہے۔آج بھی باب السلام سے باب الرحمۃ تک مغرب میں اور بشمول روضہ منیفہ باب جبرئیل سے باب النساء تک سرخ پتھر کی عمارت موصوف کی ناقابل فراموش یادگار ہے۔موصوف نے قبلہ والی دیوار میں رنگین آئینوں کے بلند و بالا روشن دان ''اگزاست فین'' کے قائم مقام بنوائے۔ ❶

تعمیر و تجدید کے مجموعی مصارف ساڑھے سات لاکھ عثمانی گنی اور جنی دونوں صحیح ہیں ہوئے تھے' جو سات کروڑ روپیہ کے مساوی ہیں۔ ❷

سلاطین عثمانیہ نے مسجد نبوی شریف کی ایسی پرشکوہ عمارت تعمیر کرائی جس کے درو بام پر گردشِ ایام اثر انداز نہ ہوسکی۔باب السلام سے مقام جبرئیل تک ساری دیوار قرآن پاک کے سنہری حروف سے مزین اور اسماء مقدس نہایت دیدہ زیب خطاطی میں نقش کیے گئے۔چھت میں واقع گنبدوں میں مختلف آیات و سورہ نہایت اعلیٰ خط میں تحریر کرائیں۔جن کے حسن و زیبائش میں نظر ڈوب کر رہ جاتی ہے۔ہر نقش محبت کا آئینہ دار' ہر سطر خلوص کا مظہر اور ہر گوشہ عقیدت کی تصویر ہے۔

اس قدیم تعمیر کو رنگارنگ' جاذب نظر اور خوشنما فانوسوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔جب بجلی کے قمقموں کی روشنی ان کے حسین و جمیل ٹکڑوں سے آنکھیں چار کرتی ہے۔تو ایک ایک شیشے کے ٹکڑے سے مختلف روشنیاں پھوٹتی نظر آتی ہیں' ذرا سی جنبش سے ہر ٹکڑا کبھی سبز' کبھی قرمزی اور کبھی نیلا نظر آتا ہے' جھل مل' جھل مل کرتے یہ فانوس زائرین کو دعوتِ نظارہ دیتے اور عقیدت و محبت کا نقش جمیل پیش کرتے ہیں۔ماہرین فن تعمیر کا اندازہ ہے کہ ترکوں کی اس عظیم الشان تعمیر کو پانچ سو سال تک شکست و ریخت کا کوئی اندیشہ نہیں۔

علاوہ ازیں سلاطین علویین نے بھی مختلف اوقات میں مسجد نبوی شریف اور روضہ محبوب کائنات ﷺ کی اصلاح و مرمت کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

❶ آئینہ حرم:۸۶تا۸۷ ❷ آئینہ حرم:۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں توسیع:

خاندانِ سعود کی تعمیری خدماتؒ

سعادت مند سلطان عبدالمجید عثمانی کی تعمیر کو ایک صدی گزرنے کے بعد مرمت و اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔ جس وقت خاندان سعود کا مہتاب سعادت نشان سرزمین حجاز کو اپنی تابندگی و درخشندگی سے جگمگانے لگا تو مسجد نبوی شریف کی پرشکوہ عمارت مجموعی حیثیت سے پائیدار ہونے کے باوجود کہن سالی اور گردشِ ایام کی ستم ظریفوں کا بزبانِ حال سے شکوہ کررہی تھی' دیواروں کا سینہ بعض مقامات سے شق' کئی ستون اور سرو قد مینار مخدوش حالت میں مدد کے طلب گار تھے اور مسجد تنگی داماں کی شکایت بھی کررہی تھی۔

ان حالات کے پیش نظر سلطان عبدالعزیز بن سعود نے ایک جامع اور عظیم الشان منصوبہ تیار کیا۔ اور حجاز کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی ماہر انجینئر طلب کیے۔ تاکہ مسجد نبوی کی شایان شان اور مسلمانان عالم کی دلی خواہش کے مطابق تعمیر کی خدمات انجام دی جاسکے۔ نیز یہ طے پایا کہ قدیم تعمیر کی قیمتی اور خوبصورت اشیا کو برقرار رکھا جائے۔ موصوف نے بڑی فراخدلی سے یہ اعلان کیا کہ اس منصوبہ کی تکمیل کی خاطر جتنی رقم درکار ہو شاہی خزانہ سے فراہم کی جائے۔

چونکہ ہر دور کا فن تعمیر جداگانہ' ہر زمانہ کی تعمیر کے نقوش فرزانہ ہوتے ہیں جیسے لباس کی وضع قطع تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ افکار و خیالات بھی تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ اسی طرح فن تعمیر بھی جدت کا خوگر ہوتا ہے۔ چنانچہ دورِ جدید کے انداز تعمیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پرانے دور سے جداگانہ فن تعمیر کا مظاہرہ دکھایا۔ تاریخ نے جب ماضی سے پلٹ کر دیکھا تو مسجد نبوی فن تعمیر کا نادر نمونہ اور موجودہ دور کی حسین ترین عمارت نظر آئی۔

مسجد کی زیبائش و آرائش اور تزئین و تحسین کا احاطہ کرنے سے قلم عاجز اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان اس کی شایانِ شان تعریف وتوصیف سے قاصر ہے۔ وہ پر کیف وسرور اور دلکش و دلربا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا دلفریب و دیدہ زیب نظارہ آنکھیں ہی کر سکتی ہیں۔ ورنہ دیکھے بغیر اس کی آرائش و زیبائش کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ مسجد کی یہ پرشکوہ عمارت اس پر شاہد عدل ہے کہ سلطان عبدالعزیز کے دل میں عشق رسول ﷺ کی آگ شعلہ زن اور اس کا دل حبِ رسول سے سرشار تھا اور موصوف اسلام اور حرمین شریف کا مخلص خدمت گار تھا۔

۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں سلطانِ موصوف نے اس فقید المثال منصوبہ اور ایمان افروز خوشخبری سے مسلمانان عالم کو آگاہ کرنے کی غرض سے ایک کھلا خط شائع کیا۔ جو ۴ صفر ۱۳۶۸ھ اور ۱۲ شعبان ۱۳۶۸ھ کو اخبار ''المدینہ'' میں شاعت پذیر ہوا۔ اس جامع منصوبہ کی تکمیل اور نگرانی کے لیے پچاس افراد پر مشتمل ایک مستقل شعبہ قائم کیا گیا۔ جو شعبہ تحریر' حسابات' خزانہ امانت اور انجینئرنگ پر محیط تھا۔ ایک ورکنگ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مدینہ باسکینہ کے معززین اور نامور حضرات شامل تھے' دکانوں اور مکانات کی قیمت کا صحیح تخمینہ لگا کر مالکان کو معاوضہ ادا کرنا اور ان کی خوشنودی کا خاص خیال رکھنا اس کمیٹی کے فرائض میں شامل تھا' پتھروں اور سنگِ مرمر کی تراش خراش کے لیے مکینیکل آلات پر مشتمل ایک کارخانہ ذوالحلیفہ میں قائم کیا گیا۔ ماہرین فن تعمیر کے زیر نگرانی چار سو سے زائد عملہ کام کرتا تھا۔

تعمیر میں سہولت بہم پہنچانے کی خاطر کرین' ہیوی گاڑیاں اور مختلف اقسام کے جدید ترین آلات بھی فراہم کیے گئے۔ جنہیں چالیس گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ مدینہ منورہ کی بندرگاہ ینبوع اسی کام کے لیے وقف کر دی گئی تاکہ جہاز عمارتی سامان لکڑی' لوہا' سیمنٹ وغیرہ پہنچاتے رہیں۔ جہازوں سے سامان ساحل تک پہنچانے کے لیے تیس سے زائد کشتیاں بھی مصروف کار تھیں۔ مختلف ممالک سے جہازوں کے ذریعہ لایا جانے والا سامان ۳۰۰۰۰ ٹن سے زائد تھا۔ مکینیکل آلات کی مرمت اور صفائی کے لیے بھی ایک فیکٹری قائم کی گئی جس میں کام کرنے والے مکینک' انجینئر کاریگر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدور تمام تر سعودی عرب کے باشندے تھے۔ ❶ اس جلیل القدر کام کے نگران اعلیٰ الشیخ محمد صالح قزاز اور الشیخ محمد بن لادن المتوفی ۱۳۸۲ھ مقرر ہوئے۔ ❷

جب تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو ۵ شوال ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء کو مسجد شریف کی بیرونی دیوار، ملحقہ مکانات اور دکانیں منہدم کرنے کا کام شروع ہوا، مسمار شدہ عمارتوں کا ملبہ شہر سے باہر منتقل کیا جانے لگا۔ ۱۴ شعبان ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء کو باب الرحمت کی جانب والی غربی دیوار کی بنیاد کھودنے کی ابتدا ہوئی جبکہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء کو باقاعدہ تعمیر شروع ہوئی۔ ایک پرہجوم اور باوقار تقریب میں تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

تعمیر کی مقدس خدمت انجام دینے میں ۱۲ مصری۔ ایک شامی اور ایک پاکستانی انجینئر تھے۔ جن کے ماتحت دو سو سے زائد مصری اور شامی ماہرین مصروف کار تھے۔ پاکستانی، سوڈانی، یمنی اور حضر موتی مزدوروں کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ پندرہ سو سعودی مزدور بھی خدمت پر مامور تھے۔

تعمیر جدید میں اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا کہ حتی المقدور قدیم تعمیر کے ساتھ مشابہت اور مطابقت کو برقرار رکھا جائے۔ اسی فارمولے کے پیش نظر نئی عمارت کو پرانی عمارت کے برابر اونچا رکھا گیا۔ البتہ امتیازی شان کو اجاگر کرنے کی خاطر سعودی تعمیر میں ستونوں کی رنگت کو ریاض الجنۃ کے ستونوں کے اہم آہنگ بنایا گیا ریاض الجنۃ میں واقع ستون سفید رنگ کے ہیں جبکہ بقیہ ستون سرخ ہیں۔ نئے ستون کنکریٹ کے بنے ہوئے ہیں جن کی بنیادیں نہایت گہری کھود کر کالے سنگ مرمر سے بے حد مضبوط بنائی گئیں۔ ستونوں اور چھت کے سنگم میں بے حد نفیس منقش پیتل کی عربی طرز کی جالیاں لگائی گئیں۔ جن پر خوبصورت قندیلیں آویزاں ہیں۔ ڈاٹیں ایسی عمدگی اور مضبوطی سے بنائی گئی ہیں کہ کسی بھی سمت دیکھنے میں ذرا برابر اونچ نیچ نظر نہیں آتا۔ چھت بھی نقش و نگار سے مرصع ہے۔

❶ تاریخ الحرمین للعباس کرارہ: ۸۸تا۹۰ ❷ المدینۃ المنورۃ فی التاریخ: ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھت میں کچھ روشندان رکھے گئے تھے تاکہ بوقت ضرورت مسجد کو ایئرکنڈیشن بنانے کے لیے برقی آلات نصب کیے جاسکیں۔ دیواروں میں عربی طرز کی خوشنما اور دلکش کھڑکیاں اور انتہائی منقش و مزین دروازے مسجد شریف کی خوبصورتی کو دوبالا کرتے ہیں۔ دروازوں پر مختلف آیات کندہ ہیں۔ ❶

سعودی تعمیر و توسیع کی تفصیلات:

دیواروں سے ملحق چوکور ستون	۴۷۴
گول ستون	۲۳۲
دروازے	۱۰
کھڑکیاں	۴۴
محراب دار ستونوں کی ڈاٹیں	۱۸۹
مغربی دیوار کی لمبائی	۱۲۸
شمالی دیوار کی لمبائی	۹۱ میٹر
مشرقی دیوار کی لمبائی	۱۲۸ //
دیواروں اور ستونوں کی بنیادوں کی گہرائی	۵ //
میناروں کی بنیادوں کی گہرائی	۱۷ //
میناروں کی بلندی	۷۰ //

راقم الحروف نے سعودی تعمیر کو ان اوصاف سے متصف پایا ہے۔

سعودی تعمیر میں ستونوں کی بناوٹ اس طرح ہے۔ سیاہ رنگ کے سنگ مرمر کی کرسی پر بلند و بالا سفید ستون ایستادہ ہیں جن کی چوٹی پر بے حد نفیس اور دیدہ زیب پیتل کی جالی ہے جس کے چاروں طرف مصنوعی پتھر میں تین تین ستارے ہشت پہلو بنے ہوئے ہیں ان کے بیچ و بیچ شیشے کے خول میں دو دو سفید ٹیوب لائٹ نصب

❶ تاریخ الحرمین للعباس کرارہ: ۱۹۰ تا ۱۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جن کی پیشانی پر یہ آیت مبارکہ لکھی ہوئی ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الی آخرہ. یہ ٹیوبیں جب رات کو جلتی ہیں تو سارے حرم میں خنک روشنی پھیل جاتی ہے اور حرم بقعہ نور بن جاتا ہے۔ جابجا روشنیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جیسے حرم کی دیواروں میں ستارے جڑ دیئے گئے ہوں۔

ستونوں کے چاروں طرف ایسی ہی جالی دار شمعیں نصب ہیں جبکہ ہر دو محرابی ڈاٹوں کے سنگم میں چھت کے قریب گول سفید ٹیوب لگی ہے جس کا قطر تقریباً ۱۹ انچ ہو گا' چند سال قبل تک پوری مسجد شریف میں سرخ قالین بچھے تھے۔ البتہ ریاض الجنہ کے امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے سبز قالین جلوہ نما تھے' مگر اب ساری مسجد میں سبز قالین پائے جاتے ہیں۔ تمام مسجد صناعی اور عقیدت کا حسین امتزاج معلوم ہوتی ہے۔ جنوبی دیوار کے ساتھ بہت سے ائیر کنڈیشن لگا دیئے گئے ہیں اور مزید لگانے کا پروگرام بھی ہے۔

مصارف کی تفصیلات:

خدام حرمین شریفین' کارپردازانِ سعودی حکومت نے مسجد نبوی زاداللہ تعظیماً وتشریفاً وتکریماً کی توسیع اور تعمیر نو کے لیے ملحقہ مکانات اور دکانیں خطیر رقم خرچ کر کے حاصل کیں' ہر شخص کو منہ مانگی قیمت سے نوازا' جبر و تشدد کی بجائے رضا و رغبت کو ترجیح دی گئی اور کسی کی حق تلفی کیے بغیر معقول معاوضہ ادا کر کے املاک حاصل کی گئیں جو سو دو کانوں اور دو سو مکانوں پر مشتمل تھیں۔ املاک کے مجموعی مصارف

املاک کے مجموعی مصارف	۳۰ ملین ریال	(تین کروڑ ریال)
تعمیر نو کے مصارف	۲۵ ملین رر	(اڑھائی کروڑ ریال)
میزان	۵۵ ملین رر	

تعمیر میں استعمال ہونے والے بعض سامان کی تفصیل اس طرح ہے:

لوہا	۱۵۰۰ ٹن
چپس	۲۵۰ رر
منقش وغیر منقش پتھر	۱,۵۰,۰۰۰ عدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں شروع ہونے والی عظیم الشان تعمیر اوّل ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں تکمیل پذیر ہوئی۔

مسجد نبوی شریف کی قبلہ والی دیوار کی حفاظت اور بنیادوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کی غرض سے باہر کی جانب کنکریٹ کا ایک مضبوط پشتہ بنایا گیا جس کی بنیادیں چار میٹر گہری ہیں۔

مسجد شریف میں آنے کے لیے چاروں طرف کشادہ اور صاف ستھری سڑکیں بنائی گئیں۔ جس کے باعث زائرین اور نمازی حضرات کو بے حد سہولت اور آسائش حاصل ہوگئی ہے۔ (1)

اس وسیع و عریض' دیدہ زیب اور پرشکوہ عمارت نے تعمیر کے مراحل ابھی طے کیے ہی تھے کہ حجاج اور زائرین کے بے پناہ ہجوم کے پیش نظر تنگی داماں کی شکایت کرنے لگی۔ منتظمین حرم نبوی اور ارباب اقتدار ایک مرتبہ پھر توسیع کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کرنے لگے۔ چنانچہ ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں شاہ فیصل شہید نے ایک اور جامع منصوبہ کے تحت مسجد نبوی شریف کی مغربی جانب توسیع کا حکم دیا۔ جس کے مطابق پچاس ملین ریال کے عوض ملحقہ تمام املاک خرید کر انہیں مسمار کر دیا گیا اور شارع العینی تک بازار' منڈیاں اور مکانات سب کو مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ یہ قطعہ اراضی شرقاً غرباً ۱۶۵ میٹر لمبا تھا۔ جبکہ اس کا مجموعی رقبہ ۵۵۰ مربع میٹر تھا۔

سعودی تعمیر میں قدیم عمارت کے مشرق' مغرب اور شمال کے بعض حصے منہدم کر کے از سر نو تعمیر کیے گئے اور بہت سا نیا رقبہ مسجد میں شامل بھی کیا گیا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

قدیم عمارت کا نوتعمیر شدہ رقبہ	۶۲۴۷ مربع میٹر
جدید تعمیر کا رقبہ	۶۰۲۴ // //

(1) تاریخ الحرمین للعباسی کردی: ۱۹۲۰ تا ۱۹۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی توسیع کا مجموعی رقبہ[1] ۱۲۲۷۱ // //

اس وقت مسجد نبوی شریف زاد اللہ تعظیماً وتکریماً کی توسیع وتعمیر کا ایک ایسا لامتناعی سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ جس سے مخبر صادق امام الانبیاء ﷺ کی اس پیشین گوئی کو تابندگی حاصل ہوتی ہے:

''اگر مسجد نبوی ذی الحلیفہ تک وسیع ہو جائے۔ تب بھی اس پر مسجد نبوی کا ہی اطلاق ہوگا''۔

آج سعودی حکومت جس جانفشانی خلوص' جذبہ ایمانی اور محنت شاقہ کے ساتھ مصروف کار ہے۔ وہ انتہائی قابل قدر اور لائق صد تحسین وتوصیف ہے۔ آل سعود مسلمانانِ عالم اور زائرین کی راحت رسانی اور ہر ممکنہ آسائش بہم پہنچانے کی خاطر مسجد شریف کی ترقی اور توسیع کے لیے شاہی خزانہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔

---

[1] المدینہ.........الیوم: ۴۲' آثار المدینہ: ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ فہد کی عظیم الشان تعمیر و توسیع

شاہ فہد کی تعمیر و توسیع کی تفصیلات پی ٹی وی کی فلم سے حاصل کی گئی ہیں' جسے بن لادن کمپنی نے تیار کیا تھا۔

جب سعودی عرب اور دنیا جہاں میں فضائی سفر کا سلسلہ عام ہو گیا' تو اس کے بعد حج اور عمرہ کرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ شروع ہو گیا۔ ۱۳۷۵ھ میں عازمین حج کی تعداد ایک لاکھ تھی' جو ۱۳۹۰ھ میں ۱۰ لاکھ ہوئی اور اس کے بعد ۲۰ لاکھ تک جا پہنچی' بعض ماہرین کی پیشین گوئی ہے کہ آئندہ عشرے میں عازمین کی تعداد پچاس لاکھ ہو جائے۔

۱۳۹۳ھ میں شاہ فیصل مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں عارضی طور پر جو شیڈ تعمیر کرائے تھے ان کا مستقل حل تلاش کرنا ابھی باقی تھا۔ چنانچہ ۱۴۰۲ھ میں خادم الحرمین شریفین شاہ فہد نے ایک مرتبہ پھر مسجد نبوی شریف کی توسیع کا فرمان جاری کیا' شاہ کی ذاتی نگرانی میں تین سال کے جائزے اور مطالعے کے بعد مسجد کی توسیع کا منصوبہ تیار کر لیا گیا' جس کے نتیجے میں مسجد کو اس کے موجودہ رقبے کے مقابلہ میں پانچ گنا توسیع دینا تھا' اور حضور نبی کریم ﷺ کے دور کی مسجد کے مقابلہ میں توسیع ایک سو گنا تھی۔

۹ صفر ۱۴۰۵ھ کو خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے اس عظیم الشان توسیعی منصوبے کا سنگ بنیاد رکھا اور اس منصوبے کی تکمیل کی مدت چھ سال مقرر کی' شاہ فہد کی خواہش تھی کہ ایک ایسا مرکز تیار کیا جائے جہاں زائرین اور عبادت گزاروں کے لیے بہترین سہولیات مہیا کی جاسکیں۔ چنانچہ ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا' جس میں رسول اللہ ﷺ کے دور کے پورے مدینہ منورہ کو مسجد میں شامل کر لیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم شہر صدیوں سے عازمین حج اور زائرین کی خدمت کر رہا تھا' لیکن ان کی بڑھتی ہوئی تعداد نے مسئلہ کو پیچیدہ بنا دیا۔ اور شہر میں جدید ترین سہولیات کے لیے مسجد نبوی کی توسیع بنیادی اہمیت کی حامل تھی۔ منصوبے کا پہلا ہدف قدیم عمارتوں کا انہدام تھا۔ منہدم کرنے کا تمام کام دھماکہ خیز مواد استعمال کیے بغیر ہی مکمل کر لیا گیا مٹی گارے سے بنائے ہوئے روائتی مکان آسانی سے گرا لیے گئے۔ لیکن کنکریٹ سے تعمیر کی گئی جدید عمارتوں کو منہدم کرنے کا کام کہیں زیادہ مشکل اور خطرناک تھا۔ اس کا حل انجینئروں نے یہ نکالا کہ ایسی عمارتوں کی بنیادوں کو ایک خاص حد تک کمزور کر لیا جائے' جس سے ان کا گرانا مشکل نہیں رہا۔ عمارتوں کو گرانے اور ملبہ صاف کرنے کا کام مقررہ مدت میں مکمل کرنے کی غرض سے اس عمل کو دن رات جاری رکھا گیا۔

اس کام کے دوران اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا کہ شہری سہولیات اور روزمرہ کی زندگی کم از کم متاثر ہو عارضی کار پارکنگ' پیدل چلنے والوں کے لیے فٹ پاتھ تعمیر کیے گئے' تاکہ نمازی حضرات آسانی اور سہولت کے ساتھ مسجد آ سکیں۔

۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ کو مسجد کی توسیع کے لیے بنیادوں کی کھدائی کے ساتھ ہی تعمیراتی کام کا آغاز ہوا۔ مسجد کے ارد گرد کا علاقہ صحرائی ہونے کے باعث غیر مستحکم تھا۔ اور عظیم الشان ڈھانچے کو سنبھالنے کے لیے بنیادوں کی تعمیر میں جدید ترین ٹیکنالوجی کی ضرورت تھی' اس لیے عمارت کی بنیادوں میں وزن کو برداشت کرنے والے آٹھ ہزار پانچ سو پچیس مضبوط ترین پایوں کے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

صحرائی زمین کی کھدائی بیحد دشوار تھی۔ بعض اوقات ٹھوس پتھریلی زمین تک پہنچنے کے لیے ۵۴ میٹر تک کھدائی کرنا پڑی۔ تعمیراتی انجینئر اور سروے ٹیم نے پوری منصوبہ بندی اور یکسوئی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔

شارٹ جونیئر دیو ہیکل مشینوں سے کام کا آغاز ہوا۔ کام کے اس مرحلے میں زمین کی ٹھوس تہہ میں کیمیائی مادے بڑی مقدار میں ڈالے گئے۔ اس عمل کے دوران انجینئرز زمین کی تہہ کے نمونے کا معائنہ کرتے رہے' تاکہ اصل چٹانوں تک پہنچنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کو یقینی بنایا جا سکے۔

جہاں بھاری ساختوں مثال کے طور پر نئے میناروں کی ضرورت تھی۔ جھٹکے برداشت کرنے والے جیکروں کے علاوہ فولادی کیسنگ استعمال کی گئی' فولادی کیسنگ کی اندرونی اور بیرونی جگہوں پر بھی کیمیائی مادے ڈالے گئے' تا کہ نئی عمارت کو ہر قسم کے معائب سے محفوظ رکھا جا سکے۔ انتہائی مضبوط فولاد کے بارہ میٹر لمبے بیلنگ کی شکل کے پنجرے بنائے گئے' اصل پوزیشن کو سنبھالنے کی غرض سے پنجروں کو کنکریٹ کی مدد سے نصب کیا گیا۔ بارہ میٹر کی لمبائی کی زمین کی تہہ میں اُتارنے کے بعد ویلڈنگ کر دی گئی۔

قریب ہی واقع پلانٹ میں ایک لاکھ مربع میٹر کا کنکریٹ تیار کرنے کا عمل جاری تھا' توسیعی منصوبے کے دوران ہر مرحلے کی مناسب انداز میں رہنمائی کی گئی' کنکریٹ کے معیار کی تصدیق کے لیے ستونوں میں الٹراسنک سنسر کا استعمال کیا گیا۔ مسجد نبوی شریف کی نئی عمارت کے وزن کو سنبھالنے کے لیے بیحد مضبوط اور بہترین ستون تعمیر کیے گئے' اس پوری نئی عظیم الشان عمارت کو مستحکم اور پائیدار بنانے کا انحصار کنکریٹ کی قوت پائیداری پر تھا۔ عمارت کا پورا ڈھانچہ ستونوں کا مرہون منت ہوتا ہے' ان کی بنیادوں میں کنکریٹ کے مقابلہ میں فولاد کا استعمال زیادہ کیا گیا ہے۔ تا کہ اس عظیم الشان ڈھانچے کو بیحد مضبوط بنایا جا سکے۔ تہہ خانے اور ستونوں کے لیے سریوں سے تیار کیے گئے اہم پنجروں کو بنیادوں سے اٹھائے گئے فولادی ٹاور کے ساتھ ویلڈ کر دیا گیا۔

وقفہ برائے نماز:

پورے تعمیراتی عرصے میں تعمیراتی کارکن دن میں پانچ مرتبہ اپنا کام عارضی طور پر روک دیتے اور دیگر افراد کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے۔

نہ صرف یہ کہ پورے تعمیراتی کام کے دوران مسجد میں لوگوں کی آمد و رفت کی سہولت برقرار رکھی گئی' بلکہ جب بھی ممکن ہوا زیر تعمیر عمارت نمازیوں کے لیے فراہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی۔

۵/شعبان ۱۴۰۹ھ مسجد نبوی شریف توسیع شدہ مغربی حصہ میں فرش کی رگڑائی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ ادھر متعلقہ عمارتوں کو منہدم کرنے کے کام کے آغاز سے چار سال کا عرصہ گذر چکا تھا' پرشکوہ عمارت کی بنیادیں پوری طرح مستحکم ہو چکی تھیں۔

جدید تعمیر کا ڈیزائن:

مسجد نبوی شریف کی جدید اور عالی شان تعمیر و توسیع کا ڈیزائن مصر کے ماہر تعمیرات جناب ڈاکٹر محمد کمال اسماعیل نے تیار کیا ہے۔

مصنوعی پتھر سازی:

مختلف رنگوں کے پتھروں کو آرائش کے لیے استعمال کیا گیا' اتنے عظیم الشان منصوبے کے لیے مناسب تعداد میں پتھروں کی فراہمی کے لیے اگر روائتی طریقے اختیار کیے جاتے تو پندرہ سال میں تعمیر مکمل ہوتی۔ تعمیراتی شیڈول کے مطابق ایسا میکینکی اور جدید طریقہ درکار تھا جس کی بدولت پتھر دو سال کے اندر دستیاب ہو جائیں' اس ضرورت کے پیش نظر تعمیراتی مقام سے بیس کلومیٹر دور مصنوعی پتھروں کی دنیا کی سب سے بڑی فیکٹری قائم کی گئی۔ پورے سعودی عرب سے مختلف قسم اور مختلف رنگوں کے پتھر حاصل کر کے انہیں توڑا گیا پھر ایک خاص عمل کے ذریعہ سیمنٹ میں شامل کیا گیا۔

تعمیراتی کام میں متعدد اقسام اور مختلف سائز کے پتھروں کی ضرورت تھی' بعض پتھروں کی تراش خراش ایک سے زائد مرتبہ کرنی پڑتی' آمیزہ کی آمیزش اور یکجاں کرنے اور ہوائی بلبلے ختم کرنے کے لیے بیحد احتیاط سے کام لیا گیا فیکٹری میں یومیہ ۷۵۰ پتھر تیار کیے جاتے تھے' جبکہ مجموعی طور پر پانچ لاکھ پتھر درکار تھے۔

ماہر کاری گر پتھروں میں بہترین نقش و نگار کندہ کرتے نقش نیگیٹو انداز میں تیار کیا گیا' تاکہ تعمیراتی پتھروں پر ان کا اصل نقش تیار ہو سکے' نقش و نگار کے عمل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعدد جدید اوزاروں سے مدد لی گئی۔ اس کے بعد پتھروں کو متعدد کیمیائی اجزاء لگا کر چوبیس گھنٹوں کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ عکس واضح اور پائیدار ہو جائے' پتھروں کی اس قدر احتیاط اور مہارت کے ساتھ تیاری نے توسیع شدہ حصے کو فن تعمیر کا ایک شاہکار بنا دیا۔ جس کی بدولت پوری عمارت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

محرابیں:

جدید توسیع شدہ عمارت میں ۲۳۱۲ محرابیں تعمیر کی گئیں' جن میں سے ۲۷ کھلے اور ۶۸ بند صحن میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چھت بھی اسی انداز میں تعمیر کی گئی اور اس کو منقش پتھروں سے آراستہ کیا گیا۔

جدید مینار:

نئی تعمیر و توسیع میں چھ مینار تعمیر کیے جانے تھے۔ شیڈول کے مطابق پہلے مینار کا کام شروع ہوا۔ اس مرحلے پر ایک مرتبہ پھر مصنوعی پتھروں کی ضرورت پیش آئی۔ پتھروں کی تیاری کے لیے جدید ترین نظام کے باوجود پتھروں کے بڑے ٹکڑوں کو میناروں کی چھت تک ہاتھ سے ہی لے جانا پڑا۔ میناروں کا حسن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا ہر انداز اسلامی طرز تعمیر کے دریچے کھولتا نظر آتا ہے۔

باب فہد پر اسلامی فن تعمیر کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ دونوں میناروں کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ یہ مینار ۱۰۴ میٹر بلند ہیں۔ بلند و بالا خوشنما میناروں کی بنیادیں ۵۰ میٹر گہری کھودی گئی تھیں۔

سعودی مٹریئل کا استعمال:

جدید توسیعی منصوبے میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ زیادہ تر تعمیراتی سامان ملک ہی کا ہو' اور بیرون ملک سے درآمد نہ کرنا پڑے۔ تاہم بوقت ضرورت درآمدی اشیاء کا استعمال بھی کیا گیا۔ سعودی عرب میں اعلیٰ معیار کے گرینائٹ یا سنگلاخ کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں' اس کی دو اقسام سرخی مائل اور سرمئی گرینائٹ کے استعمال کا فیصلہ کیا گیا' اس کے ذخائر "القسیم کے صحرا" میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرینائٹ کا شمار ایشیاء کی سخت ترین چٹانوں میں ہوتا ہے۔ اور اسے کاٹنا انتہائی دشوار ہوتا ہے' توسیعی منصوبے کے لیے خاص طور پر قائم کی گئی فیکٹری میں گرینائٹ کی سلوں کو درست کیا جاتا تھا۔ یہ فیکٹری دنیا میں اپنی نوعیت کی سب سے بڑی فیکٹریوں میں شمار ہوتی ہے۔

اس میں ہر مہینے ۶۰۰ مربع میٹر گرینائٹ کو نمٹانے کی گنجائش ہے' پہلے گرینائٹ کو جسامت اور معیار کے اعتبار چھانٹا اور درجہ بندی کی جاتی' اور ساتھ ہی درجہ بندی کے اعتبار سے ایک کوڈ نمبر دے کر انہیں کمپوٹر سسٹم میں فائل کر دیا جاتا ہے' جو پیداوار کے تمام مرحلوں کے دوران دیکھا جا سکتا ہے۔

گرینائٹ کی سلوں کو کاٹنے کا عمل دن رات جاری رہا۔ کٹائی اور پالش کے بعد ہر ٹکڑے کا پوری طرح معائنہ کر کے روانہ کر دیا جاتا۔ پھر آخری معائنے کے بعد تمام اینٹوں پر انفرادی اور تعمیراتی علاقے کے کوڈ نمبر ڈالے گئے' تا کہ تعمیر کے دوران انہیں درست مقام پر نصب کرنے میں سہولت رہے۔

بنیادوں کا استحکام:

جدید تعمیر و توسیع میں ہر پہلو کے لیے تفصیلی منصوبے تیار کیے گئے تھے' چنانچہ چار دیوار کو مضبوط و مستحکم بنانے کی غرض سے اینٹوں کے استعمال کا فیصلہ کیا گیا' ایک لاکھ بیس ہزار اینٹوں کی ضرورت پیش آئی' اس کے علاوہ شاندار قسم کی مزید گیارہ ہزار اینٹوں کی ضرورت تھی۔

مسجد کی توسیع چوتھی قسم کے لیکرو گرینائٹ کو شہر کے جنوب میں واقع نہران کے نخلستان سے لایا گیا۔ یہاں سرخ رنگ کا گرینائٹ پایا جاتا ہے' گرینائٹ کو طویل مربع اینٹوں کی صورت میں کاٹا گیا' اور پھر ستون کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔ پھر ان ستونوں پر پالش کی گئی تا کہ گرینائٹ کے چمکیلے سرخ رنگ کو واضح کیا جا سکے۔ ہر ایک آئیٹم کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرنے کے بعد مدینہ منورہ روانہ کرنے سے پہلے ان کو حتمی طور پر چکایا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکنے والے گنبد:

توسیعی منصوبے کے ڈیزائن میں ۲۷ وسیع اور کھلے صحن بھی شامل تھے' خادم حرمین شاہ فہد نے فیصلہ کیا کہ انہیں اس طرح ڈھانپ دیا جائے' کہ صحنوں کی چھتوں کو موسم کی مناسبت سے کھولا یا بند کیا جا سکے۔ چنانچہ ایک جرمن مسلمان ڈاکٹر محمود مراشکو کوان کے جاندار گنبدوں کے ڈیزائن کی تیاری کا کام سونپا گیا۔ انہوں نے اس منصوبے کے چیف آرکیٹیکٹ ڈاکٹر کمال اسماعیل کی سرکردگی میں پورے منصوبے کا قریبی مشاہدہ کیا' ان کے جاندار گنبدوں کے ڈیزائن کو توسیعی منصوبے میں شامل کرنے کے لیے ہمدردی سے غور کیا گیا۔

ڈاکٹر کمال اسماعیل نے سرکتے گنبدوں کا اچھوتا تصور پیش کیا تھا۔ دونوں ہی تصورات عملی اور جمالیاتی طور پر درست تھے' اس لیے دونوں تصورات کو یکجا کر کے گنبدوں کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ علاوہ ازیں وہ مسجد کے گنبد خضرا کی روائتی برتری کے لیے کسی قسم کا چیلنج نہیں تھے' بلکہ اس کے معاون و مددگار تھے' حتمی ڈیزائن کو سٹیکچر اور خود ان کی تجاویز کے سلسلہ میں معاونت کے لیے کمپیوٹر کے جدید ترین پروگراموں کو استعمال کیا گیا۔

جب خادم الحرمین الشریفین جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ میں اپنے سالانہ دورے پر مسجد نبوی شریف آئے' تو سرکنے والا ایک گنبد ان کی منظوری کے لیے تیار تھا۔ سرکتے گنبد کے ایک نمونے کی پیشکش کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور شاہ فہد نے اس کی منظوری دے دی' پھر بقیہ ۲۶ گنبدوں کی تعمیر کا کام فوری طور پر شروع کر دیا گیا۔

گنبد ایک بٹن دبا کر کھولا یا بند کیا جاتا ہے۔ گنبد عمدہ قسم کے فولاد سے ریلوے لائن کی طرز سے ٹریک اور پہیے تیار کیے گئے' جنہیں اتنا مضبوط بنایا گیا کہ وہ گنبد کا وزن سنبھال سکیں' ایک پہیے کو ۲۰ ٹن کا وزن اٹھانا پڑتا ہے ہر ایک پہیے کو ہاتھ سے جوڑا گیا' تاکہ گنبدوں کو کھولنے اور بند کرنے کا عمل کسی رکاوٹ' فنی خرابی اور دشواری کے بغیر انجام پائے' اور محفوظ اور پائیدار بھی ثابت ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید ماہرین کو گنبد کی اندرونی ساخت کی لیمینیشن کے لیے بلوایا گیا' اس کام میں بے حد مہارت کے ساتھ ساتھ احتیاط کی بھی ضرورت تھی۔ تاکہ کسی قسم کی خرابی کا امکان نہ رہے۔ گنبد کے پچھلے حصے کی مضبوطی کے لیے پلائیوڈ کا استعمال کیا گیا۔ حتمی طور پر جوڑنے سے پہلے کینیڈا کے کارکنوں نے لکڑی کو چھیل کر ہموار کیا۔ گنبدوں کو اچھی طرح ''انسولیٹ'' کرلیا گیا اور واٹر پروف جھلی سے ڈھانپ دیا گیا۔ جسے دو اعلیٰ معیار کی پولیمر اور اور بی وی سی فلم سے بنایا گیا تھا۔ اور ایک ساتھ لیمونیٹ کر دیا گیا تھا۔

سرکنے والے گنبدوں کے ''کلس'' سویزرلینڈ میں بنوائے گئے' جو ٹھوس پیتل سے تیار کیے گئے تھے اور بغیر پالش کے چھوڑ دیا گیا۔ ہر ایک کلس پر ۲۳ قیراط سونا (ایک قیراط کا ون ۲۱۲۵ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح ۲۳ قیراط سونے کا وزن ۸۷۵ و۴۸ کلوگرام) چڑھایا گیا۔ یوں ۲۷ گنبدوں پر کلس سونے کی تاج کی طرح خوشنما نظر آتے ہیں۔ (ہر گنبد ۱۶۶۵ میٹر اونچا اور ۸۰ ٹن وزنی ہے)[1]

مراکش کی لکڑی:

گنبدوں میں استعمال ہونے والی لکڑی مراکش کی سیڈار لکڑی اس مقصد کے لیے مثالی قرار دی جاتی ہے' جو بیحد مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔ اس قسم کے درختوں کا انتخاب ماہرین نے کیا' بڑی احتیاط کے ساتھ اس کے شہتیر کاٹے گے۔ مراکش کے انجینئر حضرات نے لکڑی پر نقش و نگار کندہ کرنے کا سارا کام ہاتھوں سے انجام دیا' نقش و نگار بنانے کے کام میں صفائی کی غرض سے پولی کاربن کے خصوصی اسٹینسلو استعمال کیے گئے۔ لکڑی کے بڑے شہتیروں کو مراکش سے جرمنی بھیجا گیا جہاں انہیں جدید ترین مشینوں کے ذریعہ کاٹا اور موڑا جا سکتا تھا۔ تاکہ بنیادی ڈیزائن کے اہم حصوں کو بنایا جا سکے۔

مسجد نبوی شریف کی زیبائش و آرائش کے لیے جیومیٹری کی اشکال کے بارڈر بنائے گئے اور ان پر سونے کی پتیاں لگائی گئیں' ڈیزائن کی مثالی خوبصورتی کے لیے قیمتی

[1] تاریخ مدینہ منورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کا پتھر ''امیزانائیٹ'' استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور کینیا میں عمدہ معیار کا پتھر تلاش کر لیا گیا۔ اور اس مقصد کے لیے ''کان'' کو خاص طور پر دوبارہ کھول دیا گیا۔ ''امیزانائیٹ'' کو اس کے مخصوص اور دلفریب رنگ کی وجہ منتخب کیا گیا تھا' ان قیمتی پتھروں کی حتمی طور پر پالش کی گئی اور لکڑی کے سونا چڑھے ہوئے ڈیزائن میں مخصوص مقامات پر نصب کر دیا گیا۔

اسلامی فن تعمیر:

مساجد کی زیبائش و آرائش کے لیے سنگ مرمر کا استعمال اسلامی فن تعمیر کی ایک دیرینہ روایت چلی آ رہی ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے منفرد معیار اور مختلف رنگوں کے لیے متعدد اقسام کے سنگ مرمر احتیاط کے ساتھ منتخب کیے گئے۔ برازیل کے چوکروسا سنگ مرمر سے آرائشی ستون بنائے گئے۔ اٹلی کے کرارا سنگ مرمر سے مینار بنے۔

چھت پر یونان کا سنگ مرمر نصب کیا گیا' جسے ٹیسس کہتے ہیں' یہ خالص سفید سنگ مرمر ہر اعتبار سے سورج کی حرارت کو جذب کرنے کی خوبی کا حامل ہے۔ اور ہمیشہ ٹھنڈا رہتا ہے۔ سیڑھیوں میں بھی اٹلی کا سنگ مرمر استعمال کیا گیا۔

ستونوں کی آرائش:

مسجد کے اندرونی حصے کی خوشنمائی کے لیے صحنوں کے ستونوں میں کرارا سنگ مرمر کا انتخاب کیا گیا۔ کرارا سنگ مرمر پوری دنیا میں مشہور ہے۔ خاص طور پر ماہرین تعمیرات اسے اس کی شفافیت' حسن اور پائیداری کے باعث پسند کرتے ہیں' اٹلی کے اس علاقہ میں تقریباً دو ہزار سال سے سنگ مرمر بڑے پیمانے پر نکالا اور پروسیس کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے وہاں سنگ مرمر کی انتہائی معیاری تجربہ کار اور مستحکم صنعت قائم ہو گئی ہے۔ بڑی بڑی مشینوں کے ذریعہ سنگ مرمر کی مختلف سائز کی سلیں کاٹی گئیں۔

کاریگروں کے لیے سنگ مرمر کو گولائی کے حصوں کے لیے موڑنا بہت بڑا چیلنج تھا۔ دو ہزار ایک سو ستر ستونوں کو گولائی میں ڈھانپنا تھا۔ پہلے مشین نے سنگ مرمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کر دوی شکل دی جسے ''خول'' کہا جاتا ہے۔ پھر اس ''خول'' کو مخصوص قسم مشین کی میں نصب کر دیا گیا۔ جسے خاص طور اس منصوبے کے لیے تیار کیا گیا تھا' مکمل خودکار طریقے سے پچیس ہزار خولوں کی کسائی' پالش اور کٹائی کی گئی۔ پالش عام طور پر ہاتھ سے ہی کی گئی۔ کیونکہ سنگ مرمر کی پائیداری کے لیے پالش کا معیار بڑا نازک سا ہوتا ہے۔ ستر مختلف حصے ہر ستون کی بنیادوں میں لگائے گئے۔

خوشنما فرش:

مسجد نبوی شریف کے فرش کے لیے سنگ مرمر کی آٹھ ہزار طویل مستطیل ٹائیلیں درکار تھیں۔ مختلف حلقوں کے فرش سرسٹھ مختلف ٹکڑوں سے بنائے گئے۔ جن میں اٹلی' سپین' پرتگال اور یونان کا پائیدار سنگ مرمر استعمال ہوا۔ فرش میں مختلف طرز استعمال کیے گئے' فرش کے آرائشی حصوں نے ہر حصے کو واضح کر دیا۔ انتہائی جدید ترین کمپیوٹر فٹ ویئر نے حتمی ڈیزائنوں کی تیاری میں مدد کی۔ مجموعی طور پر پچھتر ہزار مربع میٹر کے فرشی ٹائل بچھائے گئے۔

سنہری دروازے:

مسجد نبوی شریف کے دیدہ زیب' دلفریب' خوشنما سنہری دروازے اعلیٰ معیار کی لکڑی سے تیار کیے گئے۔ جدہ میں لکڑی کی فیکٹری قائم کی گئی۔ جس میں ہزاروں لکڑی کے ٹکڑے حسب ضرورت تیار کیے گئے' جن سے دروازے بنائے گئے' ان پر خوبصورت نقش و نگار کندہ کیے گئے اور ان پر جدہ میں قائم شدہ فیکٹری میں تیار کردہ ٹھوس پیتل نصب کر دیا گیا۔

فرانس کی ایک فونڈری نے دروازوں پر نقش و نگار کی خدمات انجام دیں' دروازوں کی تیاری کے بعد ۲۳ قیراط سونے کا پانی چڑھایا گیا۔ ہر دروازے کا وزن ۱/۲-۲ ٹن ہے۔ مگر ایسی عمدگی سے نصب کیے گئے ہیں کہ ایک انگلی سے کھولے اور بند کیے جاسکتے ہیں۔ ہر دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کلمہ توحید ٹھوس پیتل میں ایسی نفاست سے کندہ کیا گیا ہے کہ دروازہ بند کرنے پر جوڑ نظر نہیں آتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبوی میں قدیم چھ صحنوں میں دو' دو برقی چھتریاں نصب کی گئی ہیں' جو بٹن دبا کر کھولی اور بند کی جاتی ہیں۔ یہ چھتریاں تین سو مربع میٹر سایہ فراہم کرتی ہیں' ان میں ایسا کپڑا لگایا گیا ہے جو سورج کی حرارت کو جذب کرتا ہے۔

زیر زمیں کار پارکنگ:

مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے والے زائرین اور نمازی حضرات کے لیے کار پارکنگ کا مسئلہ بیحد مشکل تھا۔ نئی توسیع میں اسے نہایت خوش اسلوبی سے حل کر دیا گیا۔ مسجد نبوی شریف کی جنوب کی جانب زیر زمیں ایک انتہائی وسیع کار پارکنگ بنائی گئی ہے' جس کے دو راستے پائے جاتے ہیں۔ ایک مسجد نبوی شریف کے شمال مشرقی کونے میں اور دوسرا شمال مغربی سمت واقع ہے' پارکنگ دو منزلہ ہے اور اس میں تقریباً چار ہزار کاریں پارک کی جاسکتی ہیں۔

عظیم الشان توسیع کے بعد کل رقبہ:

توسیع کے بعد گراونڈ فلور	۸۲۰۰۰ مربع میٹر
تہ خانوں کا رقبہ	۲۹۰۰۰ // //
چھت پر جگہ	۶۷۰۰۰ // //
وضو خانے	۴۵۲۰ عدد
غسل خانے	۱۸۰۸ //
بیت الخلاء	۴۵۲ //
شاور	۱۱۳ //
تہ خانوں میں جانے والی بڑی برقی سیڑھیاں	۳۴ //
چھوٹی سیڑھیاں	۹۶ //
تہ خانوں کی اونچائی	۲/۱ ۴ [1] میٹر

[1] نوائے وقت میگزین ص ۲۱ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۸۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عظیم الشان توسیع سے پہلے مسجد نبوی شریف کا رقبہ ۸۲۰۰۰ مربع میٹر تھا اور توسیع کے بعد ۱,۶۵,۵۰۰ مربع میٹر ہو گیا ہے۔ جو قدیم مدینہ منورہ شہر کے رقبے کے تقریباً برابر ہے۔ ❶

مسجد نبوی شریف کی شمال' مغرب اور جنوب کی سمت زیر زمین بیت الخلا بنائے گئے ہیں جن میں سے بعض چار منزلہ ہیں اور بعض دو منزلہ۔ دوسری اور چوتھی منزل کے لیے خودکار برقی سیڑھیاں (ایکسلیٹر) ہیں۔ جبکہ پہلی اور تیسری منزل کے لیے عام سیڑھیاں ہیں۔

مسجد نبوی شریف کے دو اطراف شمال اور مغرب میں دور دور تک کھلا کشادہ اور وسیع و عریض فرش بنا دیا گیا ہے۔ جو ہجوم کے زمانہ میں نماز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نمازیوں کی گنجائش:

شاہ فہد کی عظیم الشان توسیع اور تجدید کے بعد مسجد نبوی شریف میں بیک وقت پانچ لاکھ نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مسجد کے اندر اور تہ خانوں میں	۲,۷۵۰۰۰	نمازی
مسجد کے باہر وسیع صحنوں میں	۲,۵۰,۰۰۰	//
مسجد کی مرمری چھت پر	۹۰,۰۰۰	// ❷

اس توسیع و تجدید کے منصوبے کا سنگ بنیاد ۱۹۸۵ء میں خادم الحرمین الشریفین کے ہاتھوں رکھا گیا تھا۔ جو ۱۹۹۲ء میں تکمیل پذیر ہوا۔

۳۰ ملین سعودی ریال آس پاس کی زمین حاصل کرنے کے معاوضہ میں ادا کیے

❶ ابواب تاریخ مدینہ منورہ ص ۲۲۲

❷ ابواب تاریخ مدینہ منورہ ص ۲۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ جبکہ ۳۰ ملین ریال مسجد نبوی شریف کی توسیع و تجدید پر صرف ہوتے۔ ●

ائیر کنڈیشنڈ سسٹم:

مسجد نبوی شریف مکمل طور پر ائر کنڈیشنڈ بنا دی گئی ہے۔ مسجد سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر چھ پلانٹ لگائے گئے ہیں' جہاں سے ایک ٹنل کے ذریعہ یخ بستہ ہوا مسجد تک پہنچتی ہے اور مسجد میں مطلوبہ ٹمپریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ ان مشینوں کی پیداواری صلاحیت ۱۷۰۰۰ ٹن ہے۔

ان میں سے پانچ مستقل طور پر استعمال میں رہیں گے' جبکہ چھٹا اچانک ضرورت پڑنے پر کام آنے کے لیے بند رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ ۲.۵ میگاواٹ کے جنریٹر صرف مسجد کے استعمال کے لیے الگ سے بجلی پیدا کرتے ہیں۔ ●

تعمیراتِ مسجد نبوی تاریخ کے آئینہ میں:

مسجد نبوی شریف کے یوم تاسیس سے اس وقت تک ۱۴۰۷ھ سال گزر چکے ہیں۔ اتنا طویل زمانہ بیت جانے کے باوجود صرف چند مرتبہ اس کی تعمیر و تجدید اور توسیع کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں قارئین پڑھ چکے ہیں۔ لیکن ان نادر تاریخی دستاویزات کا اجمال تاریخ کے حسین آئینہ میں قارئین کے سامنے پیش کرنا ادبی ذوق کی تکمیل کا موجب ہوگا:

① پہلی مرتبہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کے پہلے سال فرمائی۔ اس وقت اس کی بنیادیں پتھروں کی' دیواریں کچی اینٹوں کی' ستون کھجور کے تنوں کے اور چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ طول شمالاً جنوباً ۳۵ میٹر اور عرض شرقاً غرباً ۳۰ میٹر تھا۔

② ۷ ہجری / ۶۲۸ء میں نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ تعمیر و توسیع فرمائی۔ جس سے طول اور عرض برابر ہوگیا۔ ۱۰۰×۱۰۰ ذراع کی پیمائش کے مطابق کل رقبہ ۲۴۷۵ مربع میٹر ہوگیا

www.KitaboSunnat.com

● تاریخ مدینہ منورہ ص ۲۲۸ ● ابواب تاریخ مدینہ ص ۲۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ ١٧ہجری/ ٦٣٨ء سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے توسیع اور تجدید فرمائی۔ آپ نے ۵ میٹر جنوب' ۱۰ میٹر مغرب اور ۱۵ میٹر شمال میں اضافہ فرمایا جو مجموعی طور پر ۱۱۰۰ مربع میٹر تھا۔ اس طرح کل رقبہ ۳۵۷۵ مربع میٹر ہو گیا۔

④ ۲۹ھ/ ۶۴۹ء میں سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے نہایت مضبوط اور عالیشان تعمیر وتوسیع کی خدمت انجام دی۔ مشرق' مغرب' شمال اور جنوب میں اضافہ فرمایا۔ جنوب کی سمت موصوف کے اضافہ کے بعد آج تک اضافہ نہیں ہوا آپ نے ۴۹۶ مربع میٹر اضافہ کیا جس کے بعد کل رقبہ ۴۰۷۱ مربع میٹر ہو گیا۔

⑤ ۸۸ھ/ ۷۰۶ء میں ولید بن عبدالملک نے مغرب اور مشرق میں معمولی اضافہ کیا اور امہات المومنین ؓ کے حجرات کو مسجد میں داخل کیا۔ تعمیر کی تکمیل ۹۱ھ/ ۷۰۹ء میں ہوئی ۲۳۶۹ مربع میٹر کا اضافہ کیا بنا بریں کل رقبہ ۶۴۴۰ مربع میٹر ہو گیا۔

⑥ ۱۶۱ھ/ ۷۷۷ء میں خلیفہ مہدی عباسی نے شمال کی جانب اضافہ کرایا جس کی تکمیل ۱۶۵ھ/ ۷۸۱ء میں ہوئی۔ یہ اضافہ اور توسیع ۲۴۵۰ مربع میٹر پر مشتمل تھی۔ جس کے باعث کل رقبہ ۸۸۹۰ مربع میٹر تک جا پہنچا۔

⑦ ۶۵۵ھ/ ۱۲۵۷ء میں مسجد میں آتش زدگی کے باعث خلیفہ المستعصم نے تجدید کا کام شروع کرایا جو سلطان الظاہر بیبرس البندقداری کے عہد سلطنت میں مکمل ہوا۔

⑧ ۷۰۵ھ/ ۱۳۰۵ء۔ ۷۰۶ھ/ ۱۳۰۶اور ۷۲۹ھ/ ۱۳۲۹ء میں ملک الناصر محمد بن قلاون نے مشرقی اور مغربی چھت تبدیل کرائی اور جنوبی چھت کے دو برآمدوں کا اضافہ کیا۔

⑨ ۸۳۱ھ/ ۱۴۲۷ء میں ملک اشرف برسبائی نے مذکورہ دونوں برآمدوں کی تجدید کرائی۔

⑩ ۸۳۵ھ/ ۱۴۳۱ء ملک الظاہر نے روضہ مقدسہ اور مسجد کی چھت کا بعض حصہ نیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوایا۔

⑪ ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء میں ملک قایتبائی نے تعمیر و توسیع کی خدمت سرانجام دی موصوف نے ۱۲۰ مربع میٹر اضافہ کیا۔ جس کے باعث مسجد نبوی شریف کا مجموعی رقبہ ۹۰۱۰ مربع میٹر ہو گیا۔

⑫ ۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء میں سلطان سلیمان نے مینارہ سلیمانیہ سے باب رحمت کے برابر میں غربی دیوار مکمل بنوائی۔ سلطان موصوف نے ۹۳۸ھ/۱۳۳۴ء میں محراب سلیمانی اور محراب نبوی کی تعمیر بھی کرائی۔

⑬ ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں سلطان سلیم الثانی نے تعمیر مسجد کی خدمت انجام دی۔

⑭ ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۸ء میں سلطان عبدالمجید نے عظیم الشان تعمیر شروع کرائی جس کا سلسلہ ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا' اور اس تعمیر میں شمال کی جانب دروازہ بنوایا جو ''باب المجیدی'' سے موسوم ہوا' سلطان موصوف نے ۱۲۹۳ مربع میٹر کا عظیم الشان اضافہ کیا اور مسجد نبوی شریف ۱۰۳۰۳ مربع میٹر کی وسعت کی حامل ہوگئی۔ اور اسے عروس المساجد بنا دیا۔

⑮ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں شاہ عبدالعزیز آل سعود نے کچھ ترمیم اور اصلاح کی خدمت انجام دی۔ اور توسیع کا فرمان جاری کیا۔

⑯ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں مصری حکومت کے محکمہ اوقاف نے ترمیم و اصلاح کرائی۔

⑰ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء شاہ عبدالعزیز آل سعود نے تعمیر و توسیع کا فقید المثال کام شروع کرایا جو انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ اوائل ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء کو تکمیل پذیر ہوا۔ آل سعود کی توسیع ۶۰۲۴ مربع میٹر پر محیط تھی۔ جس نے مسجد نبوی شریف کے دامن کو ۱۶۳۲۷ مربع میٹر وسعتوں کا حامل بنا دیا۔❶

❶ [illegible] ۱۴۰ تا ۱۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توسیعی مراحل اوران کی پیمائش:

مسجد نبوی شریف کی عدیم النظیر عمارت جو اپنے دامن میں لامحدود وسعتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ بارہا تجدید و توسیع کے مراحل طے کر چکی ہے اور ابھی کتنے طے کرنے ہیں یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے' اس وقت تک مختلف ادوار کی توسیع کی پیمائش انتہائی اختصار کے ساتھ ہم علامہ عبدالقدوس انصاری کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں موصوف جلالۃ الملک شاہ فیصل بن عبدالعزیز الشہید کی توسیع تک کی تفصیلات ''مکتب توسعۃ السعودیۃ'' میں مرقوم ۵ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کے مطابق بیان کی ہیں:

①	حضور انور ﷺ کے دور کی پیمائش	۲۴۷۵	مربع میٹر
②	امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اضافہ	۱۱۰۰	// //
③	امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اضافہ	۴۹۶	// //
④	خلیفہ ولید بن عبدالملک کا اضافہ	۲۳۶۹	// //
⑤	مہدی عباس	۲۴۵۰	// //
⑥	ملک اشرف قایتبائی	۱۲۰	// //
⑦	سلطان عبدالمجید عثمانی	۱۲۹۳	// //
	میزان	۱۰۳۰۳	// //
⑧	سعودی حکومت کا پہلی مرتبہ اضافہ	۶۰۲۴	// //
	کل میزان	۱۶۳۲۷	// //

سعودی توسیع کے بعد پیمائش کی نوعیت حسب ذیل ہے:

عمارت کی سعودی توسیع	۶۰۲۴	مربع میٹر
ہر سہ اطراف میں جن حصوں کی دوبارہ توسیع ہوئی ان کی مجموعی پیمائش	۶۲۴۷	// //
	۱۲۲۷۱	مربع میٹر سعودی توسیع [1]

① آثار المدینہ: ۱۱۰، ۱۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

ملحقاتِ مسجد نبوی شریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ...... ریاض الجنۃ

☆ ...... ستونہائے رحمت

☆ ...... منبر نبوی شریف

☆ ...... محراب نبوی شریف

☆ ...... اذان کی ابتداء

☆ ...... مینار پر انوار

☆ ...... صفہ و اصحابِ صفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض الجنہ

محبوب دو عالم ﷺ کی مسجد مقدس کا ایک عظیم المرتبت حصہ عظمت شان اور رفعت مقام میں منفرد حیثیت کا حامل ہے جسے آپ کی زبانِ وحی ترجمان سے ریاض الجنہ کا لقب نصیب ہوا' اس منبع رشد و ہدایت اور مرکز انوار و تجلیات کے مشرق میں سرور کون و مکان' سلطان زمین و زمان ﷺ کا حجرۂ منیفہ اور مغربی انتہا پر منبر مبارک جلوہ نما ہے۔ سید الاتقیاء والابرار' حبیب پروردگار ﷺ کا فرمان ذی شان ہے:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي. ❶

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے:

مَا بَيْنَ قَبْرِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. ❷

''میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے''۔

مَابَيْنَ قَبْرِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. ❸

''میرے گھر اور مصلی کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے''۔

سیدنا عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَابَيْنَ مِنْبَرِيْ اِلٰى حُجْرَتِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. ❹

---

❶ بخاری شریف ج ۲: ۱۵۹' ۲۵۳' ایضاً ج ۲: ۹۷۵' ۱۰۹۰' مسلم شریف ج ۱: ۴۴۶ ❷ سنن الکبریٰ ج ۵: ۲۴۶' کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۰ ❸ کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۰ ❹ کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میرے منبر سے میرے حجرے تک جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے"۔

گھر سے مراد حبیبہ حبیبِ خدا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ حجرہ مقدسہ ہے جس میں سید کائنات، رحمت موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل البرکات کی قبر مبارک بنی ہوئی ہے۔ ❶

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

وَ مَا بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَ بَيْتِ عَائِشَةِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. ❷

"میرے منبر اور عائشہ کے گھر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے"۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں نماز پڑھنے کا خواہش مند ہو تو اسے میری قبر اور میرے منبر کے درمیان نماز پڑھ لینی چاہیے"۔ ❸

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی تشریح میں علما کرام کے تین اقوال ہیں۔ اوّل یہ کہ اس مقدس خطہ میں عبادت جنت کے باغ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ دوسرا یہ کہ اللہ جل مجدہ کی خصوصی رحمتوں کا مورد ہونے کے اعتبار سے یہ حصہ ایسا ہی ہے۔ جیسا جنت کا باغ، جس طرح جنت میں اللہ کریم کی بے پناہ رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح اس مقام پر بھی ہمہ وقت رحمتوں کی بارش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور تیسرا قول اس طرح ہے کہ یہ جگہ درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے۔ جو دنیا میں منتقل کیا گیا اور قیامت کے دن یہ حصہ جنت میں چلا جائے گا۔ اکثر علماء کرام کے نزدیک تیسرا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔ ❹

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۲ء لکھتے ہیں:

---

❶ نسیم الریاض ج ۳: ۶۱ ❷ جمع الفوائد ج ۱: ۲۰۲ ❸ کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۰

❹ شرح صحیح مسلم ج ۱: ۴۴۶ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَرَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فِي نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ حُصُوْلِ السَّعَادَةِ.

''سعادت کے حصول اور خصوصی رحمتوں کے نزول کے باعث یہ قطعہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ کی مانند ہے''۔

ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ اس میں عبادت جنت کے حصول کا باعث ہے۔ اگرچہ اس پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ عبادت جہاں کی جائے' وہ جنت کا موجب ہوتی ہے۔ پھر اس قطعہ کی کیا تخصیص ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطہ شرف ومجد میں دوسرے مقامات سے افضل اور برتر ہے' اس میں مومن انسان' جنات اور فرشتے بکثرت ذکر خداوندی میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ جنت کے باغ سے مماثلت اور مطابقت رکھتا ہے اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن یہ خطہ اراضی اسی طرح جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ❶

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء فرماتے ہیں:

اس قطعہ میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم معلم انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے علمی وروحانی استفادہ کرتے تھے۔ اس لیے یہ مثل جنت ہے' جیسا حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ریاض الجنہ سے گزرو تو کچھ کھا لیا کرو''۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ ریاض الجنہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔ ❷

علامہ قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء فرماتے ہیں' اس میں تین احتمال پائے جاتے ہیں۔ یہ مقدس خطہ جسے ریاض الجنہ کہا جاتا ہے' حجر اسود کی مانند جنت کی چیز ہے یا یہ جگہ جنت میں منتقل ہو جائے گی۔ جس طرح حضور اقدس ﷺ نے اسطوانہ حنانہ کو جنت میں منتقل کر دیا تھا' یا یہ کہ اس جگہ عبادت وبندگی جنت کا موجب ہوگی۔ ❸

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں:

میرے نزدیک صحیح قول یہی ہے کہ قیامت کے روز یہ حصہ بعینہٖ جنت میں چلا جائے گا۔ ❹

---

❶ فتح الباری ج ۴: ۱۰۰' ج ۱۱: ۴۷۴ ❷ اخبار مدینہ: ۸۳

❸ ارشاد الساری ج ۲: ۳۴۷ ❹ اخبار المدینہ: ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مقدس و متبرک' معزز و محترم قطعہ مسجد نبوی شریف میں اعجاز و امتیاز کی نرالی شان کا مظہر ہے اگرچہ ساری مسجد حسن و تجمل کا پیکر اور آرائش و زیبائش کا حسین مرقع ہے۔ مگر اس حصہ کی تزئین اور لطافت و نظافت کو انتہائی نفیس سبز قالین نکھارتے ہیں اور اس میں واقع سفید ستون منارہ نور کے مترادف ہیں۔

ریاض الجنہ میں نوافل پڑھنے اور تلاوت کرنے والوں کا ہر وقت جمگھٹا رہتا ہے' مختلف اقسام کے قلمی اور مطبوعہ دیدہ زیب و خوشنما قرآن مجید جنوب کی سمت بنی ہوئی الماریوں میں رکھے رہتے ہیں' ریاض الجنہ اور فاروقی و عثمانی اضافہ مسجد کے درمیان ایک میٹر بلند پیتل کا دل کش جنگلہ حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ اسی قطعہ میں محراب النبیؐ (جہاں امام الانبیا ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرماتے تھے) بھی ہے۔ اور آٹھ عظیم الشان ستون اس حصہ کی عظمت کو دوبالا کرتے ہیں۔ جن کی تعریف و تحسین آپؐ کے فرمان عالی شان سے ظاہر ہے۔ [1]

اس جنت نظیر خطہ میں بیش بہا قیمتی اور دیدہ زیب فانوس دلربا روشنی سے اسے بقعہ نور بنائے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل تک اس میں سبز قالین امتیازی نشان کی عکاسی کرتے تھے' لیکن ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء سے سرخ قالین بچھا دیئے گئے ہیں۔

ریاض الجنہ کا طول ۲۲ میٹر اور عرض ۱۵ میٹر ہے۔ [2]

ستون ہائے رحمت:

ریاض الجنہ میں واقع آٹھ ستون مثالی اور تاریخ نوعیت کے حامل ہیں' جنہیں ستونہائے رحمت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ستون نور کا مینار' فضیلت کا مرکز' سعادتوں کا مظہر' سرور و کیف کا مصدر' قبولیت دعا کی جگہ اور نجات و مغفرت کا آئینہ دار ہے' یہ تاریخی ستون ان ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اسطوانہ حنانہ' اسطوانہ عائشہؓ' اسطوانہ ابی لبابہؓ' اسطوانہ سریر' اسطوانہ محرس' اسطوانہ وفود' اسطوانہ تہجد' اور اسطوانہ جبرائیل'

---

[1] رحلۃ الحجازیہ: ۲۴۱ [2] رحلۃ الحجازیہ: ۲۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان ستونوں کے پاس بڑے اہتمام سے نوافل ادا کرتے تھے۔ ❶

ان ستونوں کے پاس نوافل پڑھنا اور دعا کرنا مستحسن اور مقدس عمل ہے' بشرطیکہ سہولت کے ساتھ ایسا کرنا ممکن ہو۔ البتہ فرض نماز کے لیے صف اوّل کا التزام کرنا ضروری ہے۔ اور نفل نماز کے لیے ریاض الجنہ کے مخصوص ستون زیادہ موزوں ہیں۔ ❷

اسطوانہ حنانہ:

اسے اسطوانہ حنانہ اور اسطوانہ مخلقہ بھی کہا جاتا ہے۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف تیار ہونے سے پہلے کھجور کے جس تنے سے سہارا لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کے فراق کے باعث اس نے رونا اور چلانا شروع کر دیا تھا۔ اس رونے ہی کی وجہ سے اسے حنانہ کہا جاتا ہے۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل' منبر نبوی کے ضمن میں ملاحظہ فرمائی جائے اور اسے مخلق کہنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرکب خوشبو ''خلوق'' اسے بہت زیادہ لگائی جاتی تھی۔ اس وجہ سے اسے مخلق کہا جاتا ہے یہ ستون محراب نبوی کے متصل امام کے دائیں جانب واقع ہے۔ ❸

اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

اسے اسطوانہ القرع اور اسطوانہ مہاجرین بھی کہا جاتا ہے امام ابن زبالہ فرماتے ہیں:

تحویل قبلہ کے بعد محراب کی جگہ مقرر ہونے سے پہلے بارہ پندرہ دن تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ مصلیٰ بچھایا تھا۔ ❹

اکثر مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نشست اس جگہ رہتی' نوافل اور ذکر میں مصروف رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اسے اسطوانہ مہاجرین بھی کہا جاتا ہے۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری ج۱:۷۲ ❷ وفاء الوفاء ج۱:۲۶۳ ❸ وفاء الوفاء ج۱:۲۶۳

❹ اخبار المدینہ:۹۱ ❺ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد بیان کیا:

"کہ مسجد نبوی شریف میں ایک جگہ بہت زیادہ بابرکت ہے' اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے تو انہیں اس جگہ پر نماز پڑھنے کے لیے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ جگہ دریافت کرنا چاہی مگر انہوں نے بتانے سے پہلوتہی کی۔ بعد ازاں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انہوں نے اس جگہ کی نشاندہی فرما دی۔ جس پر موصوف فوراً وہاں جا پہنچے اور نفل پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس ستون کا علم ہو گیا۔ اسی وجہ سے اسے اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ ❶

ایک روایت کے مطابق دعا کی قبولیت کے لیے یہ جگہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ❷

اسطوانہ ابی لبابہ رضی اللہ عنہ:

اسے اسطوانہ توبہ بھی کہا جاتا ہے' یہ ستون اسطوانہ عائشہؓ کے متصل مشرق حجرہ منیفہ سے دوسرا ہے جبکہ منبر مبارک سے چوتھا ہے قبلہ کی جانب سے تیسرا اور شمال کی طرف سے پانچواں ہے۔ اس ستون اور حجرہ مقدسہ کے درمیان بیس ذراع (یعنی ۳۰ فٹ) کا فاصلہ ہے۔ ❸

سیدنا ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ انصاری قبیلہ اوس کے چشم و چراغ اور نقباء انصار میں سے تھے۔ بتقاضائے بشریت ان سے ایک غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کی پاداش میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اس لیے ان کے نام سے یہ ستون مشہور ہوا اس واقعہ کی تفصیلات یوں ہیں۔

جب قبیلہ بنو قریظہ کے یہود نے رسالت مآب ﷺ سے عہد شکنی کا ارتکاب کیا تو آپ نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو کیس روز تک جاری رہا' بالآخر تنگ آ کر

---

❶ اخبار المدینہ: ۹۱' معالم دار الہجرۃ: ۵۸' فتح الباری ج ۱: ۵۵۷ ❷ ایضاً ❸ معالم دار الہجرۃ: ۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے وطن چھوڑ کر ملک شام چلے جانے کی اجازت چاہی۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے ان کی شرارتوں کے پیش نظر اجازت نہ دی بلکہ ارشاد فرمایا کہ صلح کی صورت صرف یہ ممکن ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تمہارے متعلق جو فیصلہ کریں اس پر راضی ہو جاؤ۔

انہوں نے درخواست کی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بجائے یہ کام ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے' چونکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال اور جائیداد بنوقریظہ میں تھے۔ اس لیے ان سے امید وابستہ تھی کہ وہ ہمارے معاملہ میں رعایت کریں گے۔ آپ نے ان کی درخواست پر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو بنوقریظہ کے سب مردوزن ان کے قدموں پر گر پڑے اور سخت گریہ وزاری اور آہ و بکا کرنے لگے۔ اور منت سماجت کر کے کہنے لگے کہ اگر ہم حضور اقدس ﷺ کے حکم پر اتر آئیں تو کیا ہمارے معاملہ میں کچھ نرمی فرمائیں گے چونکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ ان کے معاملہ میں نرمی برتنے کی رائے نہیں ہے۔ بنابریں کچھ ان لوگوں کی گریہ زاری اور کچھ اپنے اہل وعیال کی محبت سے متاثر ہو کر بتقاضائے بشریت حلق کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تم سب قتل کر دیئے جاؤ گے۔ گویا اس طرح حضور انور ﷺ کا راز فاش ہو گیا۔ مگر فوراً رقت طاری ہو گئی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں خیانت ہو گئی ہے۔ اس بے ساختہ حرکت سے اس قدر ندامت اور پشیمانی کا غلبہ ہوا کہ واپس آ کر اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ ایک وزنی زنجیر سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو گی اسی طرح بندھا رہوں گا۔ خواہ اسی حالت میں موت آ جائے۔ چنانچہ سات روز مکمل اسی طرح بندھے کھڑے رہے ان کی بیوی اور بیٹی ان کی نگہداشت کرتی تھیں۔ انسانی ضرورت اور نماز کے وقت کھول دیتیں اور فارغ ہونے کے بعد پھر باندھ دیتی تھیں' کھانے پینے کے قریب تک نہ جاتے تھے یہاں تک کہ غشی طاری ہو جاتی۔ بھوک کی شدت اور ضعف کے باعث شنوائی جاتی رہی اور قریب تھا کہ بینائی بھی جواب دے جائے۔

جب حضور اقدس ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا۔ اگر وہ پہلے ہی بارگاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت پناہی میں حاضر ہو جاتے تو میں ان کے لیے غفور الرحیم سے استغفار کرتا لیکن اب تو انہوں نے اپنے آپ کو بارگاہِ خداوندی میں باندھ رکھا ہے۔ اس لیے اذنِ خداوندی کے بغیر میں بھی نہیں کھول سکتا۔

ان کی ندامت اور خلوص دل کا ثمرہ تھا کہ قرآن مجید نے ان کی توبہ قبول ہونے کا مژدہ سنایا اور یہ توبہ قرآن مجید کا جزو بن گئی۔ چنانچہ سات روز کے بعد سحری کے وقت جبریل امین یہ آیات لے کر تشریف لائے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ﴾ الخ [1]

شفیع المذنبین رحمت اللعالمین ﷺ اس وقت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ مذکورہ ستون بھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے قریب واقع تھا۔ ام المومنین فرماتی ہیں۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کے چہرہ پر ضیا پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر عرض کیا۔ آپؐ بڑے مسرور اور شاداں نظر آ رہے ہیں' ارشاد فرمایا کہ رب ذوالمنن نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

یہ خوش آئند خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بشارت سنائی اور زنجیر کھولنے کی پیش کش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اب رحمت کائنات ﷺ خود آزاد فرمائیں گے۔ چنانچہ آپؐ نمازِ صبح کے لیے تشریف لائے تو اپنے دست اطہر سے انہیں کھول دیا۔[2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضور اقدس ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے تو اس ستون کے پاس آپ کے لیے بستر یا چارپائی بچھائی جاتی اور آپ ستون سے تکیہ لگاتے تھے۔[3]

جس جگہ ان جلیل القدر صحابی کے آنسو اپنی فروگذاشت پر گرے۔ وہ جگہ

---

1. سورہ انفال: ۲۷ 2. تفسیر معارف القرآن ج ۴: ۲۱۵' اخبار مدینہ ۸۹' ۹۰

3. سنن ابن ماجہ: ۱۲۷' السنن الکبریٰ ج ۵: ۲۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت وفضیلت کا تابندہ نشان بن گئی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ محبوب کائنات ﷺ نے اس جگہ کو اپنی مجلس کے لیے منتخب فرمایا۔ غرباء و مساکین' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی ستون کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے تھے۔

اسطوانہ سریر:

یہ ستون حجرہ مقدسہ مطہرہ کی جالی کے ساتھ ملا ہوا ہے اور اسطوانہ ابی لبابہؓ کے متصل مشرق کو ہے' منبر شریف سے مشرق کو چوتھا ہے۔ حبیبہ حبیب خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ چار پائی اور چٹائی جس ستون کے قریب بچھاتے تھے۔ وہ اسطوانہ سریر کے نام سے موسوم ہوا۔ آپ کی چارپائی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی۔ جسے محل اعتکاف پر بچھا دیا جاتا اور چٹائی جس پر آپ رات بسر فرماتے دن کو اسے پاؤں مبارک کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔❶ سرور کون و مکان' سلطانِ زمین و زمان ﷺ کے لیے نہ تو گاؤ تکیہ تھا' نہ ہی استراحت کے لیے نرم و گرم بستر' جو ذاتِ بابرکات وجہ تخلیق کائنات تھے' انہوں نے دنیا کے خزانے پائے استحقار سے ٹھکرا دیئے اور سادگی کو پسند فرمایا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اعتکاف کے دوران دروازے کی طرف سر مبارک کر لیتے تھے اور میں آپ کو کنگھی کرتی تھی۔❷

اسطوانہ محرس:

اسے اسطوانہ حرس اور اسطوانہ علی رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔ حرس کے معنی پاسبانی کے ہیں۔ حبیب کبریا ﷺ رات کے وقت جب دولت کدہ میں تشریف لے جاتے تو اس مقام پر صحابہؓ میں سے کوئی آدمی پہرہ دینے کی غرض سے آ بیٹھتے۔ عموماً یہ خدمت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انجام دیتے اور اکثر اوقات نوافل بھی اسی ستون کے پاس پڑھتے تھے۔ اس لیے ان کے نام سے منسوب ہو گیا۔❸

❶ وفاء الوفاء ج ۱:۳۱۷ ❷ بخاری شریف ج ۱:۲۷۱ ❸ معالم دار الہجرۃ ۶۰' وفاء الوفاء ج ۱:۳۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسطوانہ وفود:

یہ اسطوانہ محرس سے شمال میں پہلا ستون ہے۔ سلطان عرب ﷺ کی خدمت اقدس میں نواحی بستیوں اور مختلف ممالک کے وفود باریابی کے لیے حاضر ہوتے' تو اس ستون کی جگہ حضور اقدس ﷺ انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرماتے۔ آپ کا دربار گوہر بار سادگی کا مرقع' پاکیزگی کا مظہر' نور کا سرچشمہ' اخلاق کا منبع اور لطف و کرم کا خزینہ تھا۔ جو ظاہری شان و شوکت سے بے نیاز تھا۔ بنا بریں اس کا نام اسطوانہ وفود مشہور ہوا' نیز جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعتیں بھی اس مقام پر خدمت اقدس میں حاضری دیتی تھیں۔●

اسطوانہ تہجد:

یہ ستون سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے شمال میں واقع ہے اس کے بالمقابل اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے۔ اس مقام پر سید الاولین و الآخرین خاتم النبیین ﷺ نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ رات کے وقت چٹائیوں کا حجرہ بنا لیتے اور اس میں نماز تہجد پڑھتے اور صبح انہیں اٹھا لیتے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی آپ کے ساتھ مل کر نماز تہجد پڑھنے لگے مگر چند دن بعد آپ تہجد کے لیے باہر تشریف نہ لائے۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس بات کا خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں تم پر تہجد فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو' لہٰذا نفل نماز گھروں میں پڑھو۔●

اسطوانہ جبریل:

یہ ستون اس وقت جالی مبارک کے اندر واقع ہے' جس کے باعث اس سے تبرک حاصل کرنا ممکن نہ رہا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سیدنا جبریل حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے اور عموماً اس جگہ تشریف فرما ہوتے تھے۔●

● وفاء الوفاء، ج ١: ٣٩٤ ● مسلم شریف ج ١: ٢٦٦ ● وفاء الوفاء، ج ١: ٣٢١

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منبر نبوی شریف

سرورِ کونین، رحمت دارین ﷺ منبر بننے سے پہلے موجودہ محراب کے قریب غربی جانب کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ سے مشرف فرماتے تھے۔ جب طویل قیام کے باعث تھکان محسوس ہوتی تو وہاں نصب شدہ کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لیتے۔ لیکن جب ضعفِ پیری کے باعث تھکان زیادہ محسوس ہونے لگی اور مجمع بھی بڑھ گیا، تو منبر بنانے کی تجویز پیش ہوئی۔ کتب احادیث اور تواریخ میں اس تجویز کے چند محرکات بیان ہوئے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر میں جب کبر سنی کے باعث ضعف زیادہ ہو گیا تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اگر ارشاد فرمائیں تو میں آپ کے لیے ایک ایسا منبر تیار کردوں۔ جیسا میں نے ملکِ شام میں بنتے دیکھا ہے تاکہ آپ اس پر سکون و طمانیت سے بیٹھ سکیں۔ آپ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور منبر بنانے کی اجازت مرحمت فرمادی چنانچہ آپ کے لیے دو زینوں کا منبر تیار کرلیا گیا۔ [1]

حضرت ابو زناد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رحمتِ کائنات ﷺ جمعہ کے روز کھجور کے تنے کے پاس خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

اِنَّ الْقِیَامَ قَدْ شَقَّ عَلَیَّ وَ شَکَا ضُعْفًا فِیْ رِجْلَیَّ.

''مجھ پر قیام شاق گزرتا ہے۔ اور میرے پاؤں میں ضعف آ گیا ہے''۔

اس پر فلسطین کے باشندے تمیم داریؓ نے گذارش کی، یا رسول اللہ ﷺ میں آپؐ کے

[1] سنن ابوداؤد شریف کتاب الجمعہ باب فی اتخاذ منبر ج ۱: ۱۰۸

www.KitaboSunnat.com

لیے ایک منبر بنا دوں جیسا کہ میں نے ملک شام میں دیکھا ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے اصحاب الرائے کا اجلاس طلب فرمایا اور اس معاملہ میں ان سے مشورہ لیا' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کلاب نامی میرا ایک غلام بہت اچھا کاریگر ہے آپ نے فرمایا اسے کہو منبر بنا دے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غلام کو غابہ (جنگل کا نام) میں آثلہ کی لکڑی کاٹنے بھیج دیا (یہ لکڑی سخت اور مضبوط ہوتی ہے) چنانچہ کلاب نے لکڑی لا کر منبر بنایا۔ جس کے دو درجے اور ایک نشست گاہ تھی۔ پھر منبر اس مقام پر رکھا گیا جہاں آج بھی نصب ہے' حضور اقدس ﷺ جمعہ کے روز اس پر راحت وطمانیت سے تشریف فرما ہوتے۔ [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' مسجد پر چھت ڈالنے سے پہلے آپ کھجور کے خشک تنے کے پاس نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور اسی تنے کے پاس خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ صحابہؓ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا۔ ہم آپؐ کے لیے کوئی ایسی چیز بنا دیں' جس پر کھڑے ہو کر آپ جمعہ کو خطبہ دیں تاکہ لوگ آپ کا دیدار کر سکیں اور ارشادات عالیہ بھی سن سکیں آپ نے اس رائے کو پسند فرما کر اجازت عنایت فرمائی اور آپ کے لیے تین زینوں کا منبر تیار کر لیا گیا۔ [2]

سیدنا عباس بن سہل بن سعد الساعدی اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کے روز ایک دو شاخہ لکڑی سے تکیہ لگا لیتے تھے جو آپ کے مصلیٰ کے قریب واقع تھی' صحابہؓ نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کوئی ایسی چیز بنا لیں جس پر آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھیں اور لوگ آپ کا دیدار بھی کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا کر لو۔ حضرت سہل کہتے ہیں مدینہ منورہ میں صرف ایک ہی ماہر کاریگر تھا۔ میں اسے ساتھ لے کر جنگل کو

---

[1] طبقات ابن سعد عنوان منبر رسولؐ ج ۲' اخبار مدینہ ۷۹-۸۰

[2] سنن ابن ماجہ: ۱۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور آثل کی لکڑی لا کر منبر تیار کرا دیا۔ ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ روایت "شرف المصطفیٰ" کے حوالہ سے نقل کی ہے، لیکن اس میں حضرت سہل بن سعدؓ کے غلام کا نام "میمون" بیان کیا ہے جبکہ امام ابن سعد نے غلام کا نام ذکر نہیں کیا۔ ❷

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ میرا ایک غلام نجار ہے۔ کیا میں آپ کے لیے کوئی ایسی چیز بنوا دوں جس پر آپ بیٹھ کر خطبہ دیں، آپ نے ارشاد فرمایا۔ جس طرح تجھے پسند ہو۔ ❸

دوسری روایت میں ہے:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اس عورت کے پاس آدمی بھیجا کہ اسے کہو اپنے غلام نجار سے لکڑی کا منبر بنوا دے تاکہ میں اس پر بیٹھوں۔ ❹

حضرت ابو حازم بن دینار سے روایت ہے کہ کچھ آدمی حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ باہم اختلاف کر رہے تھے کہ منبر کی لکڑی کس درخت کی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت سہلؓ سے اس کی حقیقت دریافت کی تو حضرت سہلؓ نے کہا۔ خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ منبر کس درخت کی لکڑی کا ہے اور بخدا پہلے ہی دن جب اسے رکھا گیا تو میں نے دیکھا تھا اور مجھے اس دن کا بھی علم ہے جبکہ پہلی مرتبہ حضور اقدس ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوئے تھے۔

حضور اقدس ﷺ نے انصار کی فلاں عورت کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اپنے بڑھئی غلام کو کہو کہ میرے لیے لکڑی کا ایسا منبر بنا دے جس پر میں بیٹھ کر لوگوں سے خطاب کر سکوں۔

چنانچہ اس انصاری عورت نے اپنے غلام کو ایسا کرنے کو کہا۔ وہ غابہ

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: عنوان منبر رسولؐ ❷ فتح الباری کتاب الجمعہ باب الخطبۃ علی المنبر ج ۲: ۳۹۸

❸ بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ ج ۱: ۶۴ ❹ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جھاؤ کے درخت کی لکڑی لایا اور اس سے منبر تیار کر کے اس عورت کے پاس لے آیا۔ پھر مذکورہ عورت نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منبر پہنچا دیا۔ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے منبر اس مقام پر رکھ دیا گیا جہاں آج بھی موجود ہے۔ ❶

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ غلام نے تین زینوں کا منبر بنایا تھا۔ ❷ مذکورہ انصاری عورت کے غلام کا نام ''مینا'' بیان کیا گیا ہے۔ ❸

امام نووی المتوفی ٦٧٦ھ/١٢٧٧ء فرماتے ہیں:

وہ بڑھئی اسی عورت کا غلام تھا' جس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں منبر بنانے کی پیش کش کی تھی۔ بعد ازاں آپؐ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس خاتون سے اجازت طلبی کے بعد غلام کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ ❹

ایک روایت میں ہے کہ جس بڑھئی نے منبر بنایا تھا۔ اس کا نام ''باقوم'' تھا اور اسی کاریگر نے قریش کے دور میں کعبہ شریف تعمیر کیا تھا۔ ❺

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ٨٥٢ھ/١٤٢٢ء فرماتے ہیں:

ان روایات کو آپس میں یوں مطابقت دی جا سکتی ہے کہ مدینہ منورہ میں لکڑی کے کام میں مہارت رکھنے والا ایک ہی بڑھئی تھا اور دیگر حضرات اس کے معاون کے طور پر کام کرتے ہوں گے۔ ❻

علامہ احمد شہاب الدین الحقانی نے مذکورہ غلام کے نام کے متعلق متعدد روایات نقل کی ہیں ایک روایت کے مطابق اس کا نام قبیصہ المخزومی بیان ہوا اور اس کا نام صباح بھی بتایا جاتا ہے جو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ نیز اس کا نام باقوم یا باقول تھا اور وہ سیدنا سعید بن العاص کا غلام تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تمیم

---

❶ بخاری شریف ج ١: ١٢٥' ٣٤٩' مسند ابوداؤد ج ٢: ٢٠٥ ❷ مسلم شریف کتاب المساجد باب جواز صلوٰۃ الامام علی موضع ارفع من المامومن ج ١: ٢٠٦ ❸ فتح الباری ج ٢: ٣٩٨' وفاء الوفاء ج ١: ٢٨٠
❹ شرح مسلم شریف ج ١: ٢٠٦ ❺ مصنف عبدالرزاق ج ٣: ١٨٣ ❻ فتح الباری ج ٢: ٣٩٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الداری کا غلام تھا۔ ایک روایت میں اسے سعد بن عبادہ کا غلام بیان کیا گیا ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق وہ ایک انصاری عورت کا غلام تھا۔●

علاوہ ازیں علامہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابن سعد کی تصریح کے مطابق منبر سن ۷ ہجری میں بنایا گیا۔ مگر یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ اس سلسلہ کی روایات میں حضرت عباس اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جبکہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں اور سیدنا تمیم داری ؓ ۹ ھ میں مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے اور امام ابن نجار نے منبر بنانے کی قطعی تاریخ ۸ ہجری قرار دی ہے۔●

محدث کبیر علامہ خلیل احمد انبھٹوی رقم طراز ہیں:

ابوداؤد شریف کی روایت میں منبر کے دو زینوں کا ذکر ہے اور مسلم شریف میں تین زینے بیان کیے گئے ہیں۔ بظاہر تضاد پایا جاتا ہے لیکن درحقیقت جن روایات میں دو زینے بیان کیے گئے ہیں ان میں نشست گاہ کا ذکر نہیں۔ جبکہ نشست گاہ سمیت تین ہی درجے تھے۔●

بعض تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لکڑی کا منبر تیار ہونے سے پہلے عارضی طور پر مٹی گارے سے منبر بنایا گیا جس پر حضور اقدس ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔●

منبر مبارک کی تعریف وتوصیف میں حضور انور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِیْ رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ.●

”میرے منبر کے پائے جنت کے درجات ہیں“۔

قَوَائِمُ مِنْبَرِی رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ.●

”میرے منبر کے پاس جنت کے مراتب ہیں“۔

● نسیم الریاض ج ۳: ۶۰ ● فتح الباری ج ۲: ۳۹۹ ● بذل المجہود ج ۲: ۱۷۸ ● فتح الباری ج ۲: ۳۹۹ ● مصنف عبدالرزاق ج ۳: ۱۸۲ ● سنن الکبریٰ ج ۵: ۲۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وُضِعَ مِنۡبَرِیۡ عَلٰی تُرۡعَةٍ مِنۡ تُرَعِ الۡجَنَّةِ. وَ مَا بَیۡنَ مِنۡبَرِیۡ وَ بَیۡتِیۡ رَوۡضَةٌ مِنۡ رِیَاضِ الۡجَنَّةِ.①

''میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر رکھا جائے گا اور میرے منبر اور گھر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے''۔

مَابَیۡنَ قَبۡرِیۡ وَ مِنۡبَرِیۡ رَوۡضَةٌ مِنۡ رِیَاضِ الۡجَنَّةِ، وَ اِنَّ مِنۡبَرِیۡ لَعَلٰی حَوۡضِیۡ.②

''میری قبر اور منبر کے درمیانی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے''۔

مَابَیۡنَ بَیۡتِیۡ وَ مِنۡبَرِیۡ رَوۡضَةٌ مِنۡ رِیَاضِ الۡجَنَّةِ وَ قَوَائِمُ مِنۡبَرِیۡ رَوَاتِبُ فِی الۡجَنَّةِ.③

''میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرے اس منبر کے پائے جنت کے درجات ہیں''۔

مِنۡبَرِیۡ هٰذَا عَلٰی تُرۡعَةٍ مِنۡ تُرَعِ الۡجَنَّةِ.④

''میرا یہ منبر جنت کے دروازے پر ہے''۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا' تمہیں معلوم ہے کہ ''الترعہ'' کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترعہ دروازہ کو کہا جاتا ہے۔⑤

امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں کہ ابوعبید القاسم بن سلام کہتے ہیں کہ ''الترعہ'' میں تین قول پائے جاتے ہیں:

① کسی بلند جگہ باغ کا ہونا۔

---

① کنز العمال ج ۱۲: ۳۳۵' ۲۶۱۔ ایضاً ۲۶۰: ۲۶۱ ② کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۰' ۲۶۱' مصنف عبدالرزاق ج ۲: ۱۸۲ ③ سنن الکبریٰ ج ۵: ۲۴۷ ④ ایضاً ⑤ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② دروازہ

③ زینہ[1]

علامہ ابن منظور المصری نے بھی یہی معنی مراد لیے ہیں۔[2] موصوف مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ مِنبَرِیْ ھٰذَا عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ.

یعنی:

مِنبَرِیْ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ.[3]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ منبر پر جلوہ افروز تھے اور فرمایا کہ میرے پاؤں اس وقت جنت کے دروازے پر رکھے ہوئے ہیں۔[4] ایک روایت میں یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں:

اِنَّ قَدَمَیَّ عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْحَوْضِ.[5]

''بے شک میرے دونوں پاؤں حوض کے ایک دروازے پر ہیں''۔

امام محمد بن مکرم ابن المنظور المصری المتوفی ۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء فرماتے ہیں:

آپ کے ارشادات کا مطلب یہ ہے کہ منبر مبارک کے قریب نماز اور ذکر و تسبیح میں مشغولیت جنت میں جانے کا موجب ہے۔ اس اعتبار سے گویا کہ وہ آدمی جنت کے ایک حصہ میں بیٹھا ہوا ہے۔[6]

خشک تنے کی گریہ وزاری:

شفیع المذنبین رحمت للعالمین ﷺ کے لیے جب منبر تیار ہو گیا۔ تو آپ خلاف معمول جمعہ کے دن خشک تنے کے پاس سے گزر کر منبر پر رونق افروز ہوئے ہی تھے کہ وہ خشک لکڑی فراق محبوبؐ میں زار و قطار رونے لگی کیونکہ وہ اس سعادت عظمیٰ

---

① اخبار مدینہ:۸۱ ② لسان العرب ج ۸:۳۲' تحت لفظ ترع ③ ایضاً ④ معالم دار الھجرۃ:۶۵

⑤ ~~لسان العرب ج ۸:۳۳~~ ⑥ لسان العرب ج ۸:۳۳' زیر لفظ ترع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس سرچشمہ راحت سے محروم ہو گئی وہ مقدس و معجز جسم اس سے مس نہ ہوا تھا۔ جو سعادت اور عظمت کی نعمت بے پایاں اسے حاصل تھی۔ اس سے وہ یکسر محروم ہو گئی۔ اس دل فگار صدمہ کی شدت سے اس کا وجود شق ہو گیا اور رونے کی ایسی ہیبت ناک آواز آنے لگی۔ جیسے گابھن اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ اس حیرت انگیز اور محیر العقول واقعہ سے تمام حاضرین پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ جس خشک تنے سے تکیہ لگایا کرتے تھے' منبر آ جانے کے بعد ہم نے اس سے ایسی آواز سنی جیسے گابھن اونٹنی ولادت کے وقت آواز نکالتی ہے۔ چنانچہ سرور کون و مکان ﷺ منبر سے اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا اور وہ خاموش ہو گیا۔ [2]

سیدنا جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ اس رقت انگیز منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فَصَاحَتِ النخلةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ. وہ لکڑی بچے کی طرح چلا اٹھی۔

رحمت کائنات ﷺ نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگایا اور وہ بچے کی طرح سسکیاں بھرتی ہوئی خاموش ہو گئی۔ وہ لکڑی ذکر خداوندی کے سننے سے محرومی پر گریہ وزاری کر رہی تھی۔ [3]

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کا آخری حصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب سرور کون و مکان فخر زمین و زمان ﷺ کھجور کے تنے کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف فرما ہونے لگے۔ تو اس لکڑی نے چلانا شروع کر دیا۔ اس کی آواز گائے کے بچھڑے کی طرح تھی اور تین مرتبہ یہ خوفناک

---

[1] سنن دارمی ج ۱: ۲۴' وفاء الوفاء ج ۱: ۳۷۶

[2] بخاری شریف کتاب جمعہ ج ۱: ۱۲۵' ۵۰۶

[3] بخاری شریف کتاب المناقب باب علامة النبوة ج ۱: ۵۰۶۔ سنن الکبریٰ ج ۳: ۱۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز سنی گئی جس پر لوگ کھڑے ہو گئے۔ بعض آدمی ایڑھیاں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ کیا ہو گیا ہے پھر حضور اقدس ﷺ نے اس پر اپنا دستِ شفقت پھیرا جس پر وہ خاموش ہو گیا۔ ❶

سرورِ کونینؐ رحمت دارین ﷺ نے فرمایا:

اگر میں اس تنے کو تسلی اور تشفی دے کر خاموش نہ کراتا تو وہ اس جاں گداز صدمہ میں قیامت تک روتا رہتا۔ ❷

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنن دارمی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔

سرورِ کون و مکان سلطانِ زمین و زمان ﷺ نے جب اس خشک تنے کو پیار اور محبت سے چپ کرا دیا تو اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اگر تیری چاہت ہو تو تجھے سابقہ حالت پر لوٹا دیا جائے اور پھر سرسبز و شاداب اور پر از میوہ و بہار ہو جائے۔ اور اگر تیری خواہش ہو تو تجھے بہشت جاوداں میں بٹھا دیا جائے جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو کر جنت کی ابدی بہاروں سے لطف اندوز ہو۔ تیرا پھل جنت میں اولیاء واتقیاء اصفیاء واز کیاء کھائیں۔

اس نے جواب میں عرض کیا' یا نبی الرحمتؐ، میں جنت میں جانا پسند کرتا ہوں پھر آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اس نے جنت الخلد کو اختیار کر لیا ہے۔ ❸

قاضی عیاض الاندلسی المتوفی ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء مذکورہ بالا روایت کا آخری جملہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں:

اِخْتَارَدَارَ الْبَقَاءِ عَلٰی دَارِالْفَنَاء۔ ❹

---

❶ اخبار مدینہ:۸۰ ❷ ابن ماجہ:۱۰۲' مصنف عبدالرزاق ج ۳: ۱۸۶' سنن دارمی ج ۱:۲۵' ۳۵ الشفا قاضی عیاض ج۱:۹۹ فتح الباری ج۶:۶۰۲ ❸ سنن دارمی ج۱:۲۳' فتح الباری ج۶:۶۰۳
❹ الشفا قاضی عیاض ج۱:۲۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس نے جہان فانی پر عالم جاودانی کو ترجیح دی''۔

چنانچہ اسی جگہ یا منبر کے نیچے گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا گیا اور اب وہ جنت کی لازوال نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔[1]

حضرت خواجہ حسن بصریؒ جب یہ حدیث پڑھتے یا بیان فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا' وہ ارشاد فرماتے: اے بندگانِ خدا' کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ ایک خشک لکڑی محبوبِ انس و جاں ﷺ کے فراق میں زار و قطار رونے لگی' کیا تم اس سے کہیں زیادہ اس بات کے مستحق نہیں کہ حبیب پروردگار مدنی تاجدار ﷺ کی ملاقات کی خاطر ہر وقت فکرمند اور گریہ کناں رہو۔[2]

کھجور کے خشک تنے کے رونے کا واقعہ مشہور و معروف ہے اور اسلاف نے تواتر کے ساتھ اسے نقل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔[3]

قاضی سلمان منصور پوری نے راویوں اور کتابوں کے نام تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ جن میں یہ واقعہ مذکور ہے' صحیح بخاری' صحیح مسلم' صحیح ابن خزیمہ' صحیح ابن حبان' مسند شافعی' مسند احمد' سنن نسائی' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' مستدرک حاکم' بیہقی' طبرانی اور ابو یعلیٰ نے اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس روایت و درایت کے عینی شاہد ہیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

سید القراء ابی بن کعب المتوفی ۱۹ھ' جابر بن عبداللہ المتوفی ۷۲ھ' خادم الرسول انس بن مالک المتوفی ۹۲ھ' عاشق السنہ عبداللہ بن عمر فاروق المتوفی ۷۳ھ' ابن عم النبی عبداللہ بن عباس المتوفی ۶۸ھ' سہل بن سعد الساعدی المتوفی ۹۱ھ' ابوسعید سعد بن مالک الخدری المتوفی ۷۸ھ' بریدہ بن الخطیب سلمی المتوفی ۶۳ھ' ام المومنین سیدہ ام

---

[1] معالم دار الهجرة:۶۱' وفاء الوفاء ج۱:۲۷۶ [2] الشفا قاضی عیاض ج۱:۲۰۰' فتح الباری ج۶:۶۰۲

[3] شفا ج۱:۲۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمہ المتوفی ۵۹ھ اور مطلب بن ابوروداعہ القرشی رضی اللہ عنہم۔[1]

آج اگر ہم اپنے عشق و محبت کا جائزہ لیں زبان و دل کے تفاوت کو پرکھیں' تو معلوم ہو گا کہ ہم سرور کون و مکاں سلطانِ زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا دعویٰ زبان تک محدود رکھتے ہیں' اسے دل کی گہرائیوں اور روح کی پہنائیوں میں بہت کم جگہ دی ہے۔ ورنہ اس خشک لکڑی سے کہیں زیادہ ہمارے سینے متاع سوز لیے ہوتے ہماری آنکھوں کے چشمے کبھی خشک نہ ہوتے' ہماری زبان و دل بیک وقت عشق نبویؐ سے سرشار رہتے۔ ہر لحہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بیتاب رکھتی۔ مگر افسوس ہماری زبانیں اس نام نامی کی تلاوت سے پوری طرح آشنا نہیں۔

مولانا رومی اس واقعہ کو اس طرح پیش فرماتے ہیں:

استن حنانہ از ہجر رسول ناله می زد ہمچو ارباب عقول

وہ تنہ جسے استوانہ حنانہ کہا جاتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے اس طرح رو رہا تھا جیسے ارباب عقول یعنی انسان روتا ہے۔

در تحیر ماندہ اصحابِ رسول کز چہ می نالد ستوں با عرض و طول

اس آواز گریہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعجب میں پڑ گئے کہ یہ ستون اپنے پورے حجم طول و عرض سے کس طرح رو رہا ہے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں گفت جانم از فراقت گشت خوں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی جدائی کے صدمہ سے میری جان خون ہو رہی ہے۔

از فراق تو مرا چوں سوخت جاں چوں ننالم بے توای جان جہاں

آپ کی جدائی سے میری جان اندر ہی اندر جل رہی ہے پھر اس آتش غم کے ہوتے ہوئے آپ کے فراق سے میں کیوں نہ آہ و فغاں کروں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی

---

[1] رحمۃ للعالمین ج ۲: ۱۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین سے اونچا کر دیا جائے۔ چنانچہ گورنر موصوف نے کاریگر بلا کر چھ زینے بنوائے اور ان کے اوپر حضور اقدس ﷺ کا منبر مبارک نصب کر دیا اس طرح منبر شریف نشست گاہ سمیت نو درجات کا ہو گیا۔ منبر شریف میں نہ تو اس سے پہلے کسی نے اضافہ کیا تھا اور نہ ہی بعد میں“۔ ❶

امام ابن النجار کے اس آخری جملہ سے معلوم ہوتا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ منبر چھ سو سال تک موجود رہا اس میں کسی نے بھی اضافہ یا کمی نہیں کی اگرچہ بعد کے سلاطین وامراء نے اس میں اضافہ ضرور کیا ہے جس کی تفصیلات عنقریب بیان ہونے والی ہیں۔

علامہ احمد شہاب الدین الخفاجی رقم طراز ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جب زیارت مدینہ منورہ کو آئے تو منبر مبارک پر قباطی چادر چڑھائی' پھر شام لوٹ جانے کے بعد امیر مدینہ مروان کو لکھا کہ منبر شریف بلند کر دو۔ چنانچہ امیر موصوف نے منبر میں چھ درجے بڑھا دیئے اس طرح کل نو درجے ہو گئے۔ ❷

علامہ محمد بن ابوبکر البشاری فرماتے ہیں۔

میں نے اخبار مدینہ میں پڑھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر مبارک کو محراب شریف کے قریب نصب کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ محراب ومنبر کا قرب ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ لیکن منبر مبارک اکھاڑ کر قریب کیا جانے لگا۔ تو مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور گڑگڑاہٹ کی خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ جس کی وجہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ❸

محدث شہیر امام عبدالرزاق المتوفی ۲۱۱ھ/۸۲۶ء سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔

”باقوم نجار نے حضور اقدس ﷺ کے لیے تین زینوں کا منبر بنایا تھا۔ بعد

---

❶ اخبار مدینہ: ۸۱ ❷ نسیم الریاض ج ۳: ۶۱ ❸ احسن التقاسیم فی معرفت الاقالیم: ۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین سے اونچا کر دیا جائے۔ چنانچہ گورنر موصوف نے کاریگر بلا کر چھ زینے بنوائے اور ان کے اوپر حضور اقدس ﷺ کا منبر مبارک نصب کر دیا اس طرح منبر شریف نشست گاہ سمیت نو درجات کا ہو گیا۔ منبر شریف میں نہ تو اس سے پہلے کسی نے اضافہ کیا تھا اور نہ ہی بعد میں"۔ ❶

امام ابن النجار کے اس آخری جملہ سے معلوم ہوتا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ منبر چھ سو سال تک موجود رہا اس میں کسی نے بھی اضافہ یا کمی نہیں کی اگرچہ بعد کے سلاطین و امراء نے اس میں اضافہ ضرور کیا ہے جس کی تفصیلات عنقریب بیان ہونے والی ہیں۔

علامہ احمد شہاب الدین الخفاجی رقم طراز ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جب زیارت مدینہ منورہ کو آئے تو منبر مبارک پر قباطی چادر چڑھائی' پھر شام لوٹ جانے کے بعد امیر مدینہ مروان کو لکھا کہ منبر شریف بلند کر دو۔ چنانچہ امیر موصوف نے منبر میں چھ درجے بڑھا دیئے اس طرح کل نو درجے ہو گئے۔ ❷

علامہ محمد بن ابوبکر البشاری فرماتے ہیں۔

میں نے اخبار مدینہ میں پڑھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر مبارک کو محراب شریف کے قریب نصب کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ محراب و منبر کا قرب ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ لیکن منبر مبارک اکھاڑ کر قریب کیا جانے لگا۔ تو مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور گڑگڑاہٹ کی خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ جس کی وجہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ❸

محدث شہیر امام عبدالرزاق المتوفی ۲۱۱ھ/۸۲۶ء سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔

"باقوم نجار نے حضور اقدس ﷺ کے لیے تین زینوں کا منبر بنایا تھا۔ بعد

---

❶ اخبار مدینہ:۸۱ ❷ نسیم الریاض ج۳:۶۱ ❸ احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم:۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے اس میں اضافہ کردیا تو اس وقت سورج کو گہن لگ گیا"۔ ❶

علامہ اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء نے واقدی سے اس سلسلہ کی دو روایات نقل کی ہیں۔

① یحییٰ بن سعید بن دینار نے اپنے باپ سے یوں روایت بیان کی ہے کہ سن ۵۰ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر مبارک اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا مبارک کو دمشق لے جانے کا ارادہ کیا۔

جب سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ کا یہ اقدام صحیح نہیں ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ طیبہ سے باہر نہ لے جائیں۔ انہوں نے اس مشورہ کو قبول کرلیا اور منتقلی کا ارادہ ترک کردیا اور صحابہ سے اس پر معذرت کرلی البتہ منبر میں چھ درجے بڑھادیے۔ ❷

② واقدی کی دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جب مذکورہ ارادہ سے منبر کو حرکت دی گئی تو سورج کو گہن لگ گیا۔ ❸

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنر مدینہ مروان بن الحکم کو لکھا کہ منبر مبارک کو زمین سے اونچا کردیا جائے۔ جس پر موصوف نے بڑھئی بلائے اور اس کے نیچے چھ درجے بڑھا کر زمین سے اونچا کردیا اس طرح منبر کے نو درجے ہو گئے۔ اور ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ مروان نے منبر مبارک کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تو سورج کو اس قدر شدید گہن لگ گیا کہ ستارے نظر آنے لگے شہر سخت اندھیرے میں ڈوب گیا اور تند و تیز

❶ مصنف عبدالرزاق ج ۳: ۱۸۲ ❷ البدایہ والنہایہ ج ۸: ۴۵۰

❸ البدایہ والنہایہ ج ۸: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھکڑ چلنے لگے۔"[1]

"سیدنا سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا منبر شریف کو حرکت دینے سے صرف یہ دیکھنا مقصود تھا کہ کہیں لکڑی کو دیمک تو نہیں کھا گئی۔"[2]

مذکورہ بالا روایات باہم سخت متضاد اور مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر ممتاز صحابی کی کردارکشی کا موجب بھی ہیں۔ حالانکہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ انہوں نے کسی سیاسی غرض یا ذاتی مفاد کے باعث ان مقدس چیزوں کو شام منتقل کرنے کا عزم کیا ہو۔ بعید نہیں کہ محض بنوامیہ کو بدنام کرنے ہی کی خاطر روایات میں قطع وبرید سے کام لیا گیا ہو کیونکہ کسی معتبر روایت سے دمشق منتقل کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ منبر میں اضافہ آپ نے یقیناً کرایا ہے کیونکہ آپ کے دور تک نمازیوں کی بہتات کے پیش نظر مسجد نبوی شریف میں تین مرتبہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ابتداء میں صرف ۷۰×۶۰ ذراع تھی جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اضافے کے بعد ۳۰۰×۱۵۰ ذراع پر محیط تھی۔ ان حالات کے باعث لوگوں تک خطیب کی آواز پہنچانے کی غرض سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں اضافہ کرکے امت پر احسان عظیم فرمایا۔ یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اگر شرعی نقطہ نگاہ سے یہ طرز عمل صحیح نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسا کبھی نہ ہونے دیتے لیکن جیسا کہ امام ابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء رقمطراز ہیں کہ:

"صحابہ کرام کی خاموشی اس اضافہ کے جواز کی بین دلیل ہے۔"[3]

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء فرماتے ہیں:

کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اضافہ شدہ منبر جب عرصہ دراز کے بعد بوسیدہ ہو

---

[1] معالم دار الهجرة: ۶۶، ۶۷ [2] وفاء الوفاء ج ۱: ۴۸۲ [3] العواصم من القواصم: ۱۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تو خلفاء بنو عباس میں سے بعض نے اس کی تجدید کرائی کیونکہ امام ابن النجار نے ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء میں منبر کی جو پیمائش بیان کی ہے وہ اس قدیم منبر کی پیمائش سے مطابقت نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں امام موصوف کے زمانہ میں موجود منبر واقعہ آتشزدگی سے پہلے کا بنا ہوا تھا۔ کیونکہ موصوف کا انتقال ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء میں ہوا۔

جب کہ آتش زدگی کا المیہ یکم رمضان المبارک ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء کو پیش آیا تھا۔ امام ابن نجار کی بیان کردہ پیمائش اس طرح ہے۔

طول تین ذراع ایک بالشت اور تین انگل ہے۔ منبر کے نیچے سنگ مرمر کی چوکی رکھی ہوئی ہے جس کے باعث زمین سے منبر کی چوٹی تک بلندی ۵ ذراع ایک بالشت اور چار انگل ہے اس زمانہ میں منبر کے باہر دو زینے اور بڑھا کر دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ جو جمعہ کے دن کھولا جاتا ہے۔ ❶

ابن جبیر الاندلسی کی تصریح کے مطابق امام ابن نجار کا بیان کردہ منبر ۵۶۳ھ/۱۱۶۷ء میں بنایا گیا تھا کیونکہ اس کی ہیئت اور کیفیت وہی تھی جو ابن نجار نے بیان کی ہے۔ ❷

جو منبر سرور کون ومکاں' سلطان زمین وزماں ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے تین زینے تھے۔ آپ منبر پر رونق افروز ہوتے وقت تیسرے درجے پر بیٹھتے اور دوسرے درجہ پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ بعد میں امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو آپ فخر دو عالم ﷺ کے پاؤں مبارک والی جگہ یعنی دوسرے زینے پر بیٹھتے اور پہلے زینہ پر پاؤں رکھتے تھے۔ ان کے بعد خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس ادب کو ملحوظ رکھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں والی جگہ یعنی پہلے زینے پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھ لیتے تھے۔ پھر جب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت شروع ہوا تو انہوں نے

---

❶ معالم دار الهجرة: ۶۷، بحوالہ اخبار مدینہ ۸۲ ❷ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۸۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ سال تک سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نشست کو اختیار کیا۔ یعنی پہلے درجہ پر بیٹھ کر زمین پر پاؤں رکھتے تھے مگر چھ سال بعد اس ہیئت کو تبدیل کر کے تیسرے زینے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کو اختیار کر لیا۔ ❶

اس عمل کی توجیہہ اس طرح کرتے تھے کہ پہلے اور دوسرے زینہ پر بیٹھنے سے یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ میں شیخین کی برابری کا دعویدار ہوں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات' مساوات اور برابری کے شبہ سے بالا و اعلیٰ ہے۔ اس لیے آپ کی نشست گاہ کو اختیار کیا۔ ❷

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک کا طول دو ہاتھ ایک بالشت اور تین انگل' عرض ایک ہاتھ' درمیان والا حصہ جس کے ساتھ تکیہ لگاتے تھے' ایک ہاتھ لمبا اور وہ بازو جن پر آپ خطبہ کے لیے بیٹھتے وقت ہاتھ رکھتے تھے وہ ایک بالشت اور دو انگل اونچے تھے۔ ❸

منبر مبارک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ منبر کی یہ کیفیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر' سیدنا فاروق اعظم' سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قائم رہی۔ ❹

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک جب مسجد میں رکھا گیا تو قبلہ والی دیوار اور منبر کے درمیان صرف اتنا سا فاصلہ تھا' جس سے بکری گزر سکتی ہو۔ ❺

مروان بن الحکم نے منبر مبارک کے درجات اور تختوں میں اضافہ کیا۔ انہوں نے چھ درجات بڑھائے اور دس لکڑیاں لگا دیں تا کہ منبر اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائے اس

---

❶ اخبار مدینہ:۸۱' معالم دار الھجرۃ:۶۵ ❷ وفاء الوفاء ج۱:۲۸۲ ❸ اخبار مدینہ ۸۱'۸۲
❹ معالم دار الھجرۃ:۶۶ ❺ بخاری شریف ج۲:۱۰۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ سے منبر شریف کا طول ۶ ذراع یعنی ۹ فٹ ہو گیا۔

بعدازاں سنگ مرمر کی ۲/۱ ۱ فٹ بلند چوکی پر منبر شریف رکھا گیا۔ جس سے مجموعی بلندی ۷ ذراع اور ایک بالشت ہو گئی' جبکہ منبر شریف کی اپنی بلندی صرف ۶ ذراع ۹ فٹ تھی۔ ❶

۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء میں جب مسجد نبوی شریف میں آتشزدگی کا روح فرسا حادثہ پیش آیا (جس کی تفصیلات ص ۳۲۷ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں) تو اس سانحہ میں جہاں مسجد مبارک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا' وہاں منبر شریف بھی نذر آتش ہو گیا' جو تھوڑا بہت حصہ جلنے سے بچ گیا اسے صندوق میں بند کر کے اسطوانہ حنانہ کے قریب دفن کر دیا۔

۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں ملک مظفر شاہ یمن نے صندل کی لکڑی کا عالیشان منبر بنوا کر بھیجا۔ جو ۶۶۶ھ/۱۲۶۸ء تک دس سال مسجد نبوی شریف کی زینت بنا رہا۔ پھر ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے ۶۶۶ھ/۱۲۶۷ء میں نیا منبر بھیجا اور پہلا منبر ہٹا دیا گیا اس منبر کا طول چار ذراع تھا جبکہ دہلیز سے چوٹی تک ۷ ذراع سے بھی زائد بلندی تھی اور ۷ زینے تھے۔ ❷ اس منبر پر ۱۳۲ سال خطبہ پڑھا جاتا رہا۔ بالآخر لکڑی بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو گئی۔ جس کے باعث ۷۹۷ھ/۱۳۹۵ء ملک ظاہر برقوق سلطان مصر نے نیا منبر بھیجا۔ جو ۲۳ سال مسجد نبوی شریف کی زینت بنا ۸۲۰ھ/۱۴۱۷ء میں ملک مؤید نے نیا منبر نصب کرایا۔ ۸۸۶ھ رمضان المبارک میں مسجد نبوی شریف ایک مرتبہ پھر آگ کے بے رحم شعلوں کی لپیٹ میں آ گئی جس میں منبر شریف بھی جل کر خاکستر ہو گیا۔ اہالیان مدینہ نے عارضی طور پر پختہ اینٹوں کا منبر بنا لیا۔ بعدازاں ۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء ملک اشرف قایتبائی نے نیا منبر بنوا کر نصب کرایا۔ ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء میں عثمانی بادشاہ سلطان مراد خان نے سنگ مرمر کا خوبصورت' نفیس' دیدہ زیب

---

❶ وفا الوفاء ج ۱: ۳۸۴، ۳۸۶ ❷ معالم دار الھجرۃ: ۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلفریب اور عجائبات قدرت کا نادر نمونہ منبر بنوا کر بھیجا۔ جس کے بارہ زینے تھے۔ جن میں سے تین دروازہ کے باہر اور ۹ زینے اندر تھے اور ملک قاتیبائی والا منبر مسجد قبا میں منتقل کر دیا گیا۔❶

علامہ عبدالقدوس انصاری رقم طراز ہیں:

۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں منبر شریف بارہ زینوں پر مشتمل ہے جس کے اندر ۹ اور دروازے سے باہر تین زینے ہیں۔ منبر کے اوپر انتہائی خوشنما اور دلکش چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے۔ جو سنگ مرمر کے زیب اندام چار ستونوں پر قائم ہے۔ دروازے کے اوپر دلفریب و دیدہ زیب کنگرے بنے ہوئے ہیں۔ منبر شریف انتہائی نفیس' نادرہ و فاخرہ آب زر کی مینا کاری سے مرصع اور مزین ہے۔ دروازے پر بے حد عمدہ خط میں متعدد اشعار کندہ ہیں۔❷

سلطان مراد خان کے مذکورہ منبر کو اللہ تعالیٰ نے ایسی لازوال عزت وعظمت سے نوازا کہ اس وقت تک یعنی محرم الحرام ۱۴۰۸ھ/اکتوبر ۱۹۸۷ء تک ۴۱۱ سال گزر جانے کے باوجود یہ مسجد کی رونق اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اس کے استحکام اور مضبوطی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ البتہ اس کی تزئین و آرائش میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ راقم اثم ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جب اس کی زیارت سے مشرف ہوا تو اس کے بارہ زینے موجود پائے۔ دروازے کے باہر تین اور ۹ اندر ہیں۔ اندر والے زینوں پر سرخ قالین بچھا ہوا ہے دروازے کے کواڑوں پر پیتل کی گرل لگی ہوئی اور پیشانی پر پیتل کے بنے ہوئے حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ خطیب صاحب کے لیے سب سے اوپر والے زینے پر لاؤڈ سپیکر کا مائیک رکھا ہے اور گنبد کے اندر برقی پنکھا لگا ہوا ہے۔ دروازہ صرف جمعہ کے دن خطیب صاحب کے لیے کھولا جاتا ہے۔ عام اوقات میں مقفل رہتا ہے۔ اس کی حفاظت اور نگہداشت کے لیے ایک سپاہی موجود رہتا ہے۔

---

❶ ~~مرآۃ الحرمین ج ۱: ۴۵۱~~ ❷ آثار المدینہ ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت اس کی عزت وشان کو دوبالا کرے اور اس کی زیارت سے ہر کسی کو بار بار مشرف فرمائے۔

خلاصۂ کلام:

۸ھ	پہلا چوبی منبر حضور انور ﷺ کے لیے بنایا گیا۔
۵۰ھ	سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مروان بن الحکم نے چھ زینوں کا اضافہ کیا۔
۵۶۳ھ/۱۱۶۷ء	میں نیا منبر بنایا گیا۔
۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء	آتش زدگی میں منبر مبارک جل گیا۔
۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء	میں ملک مظفر شاہ یمن نے نیا منبر بھیجا جو ۶۶۶ھ/۱۲۶۸ء تک رہا۔
۶۶۶ھ/۱۲۶۸ء	ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے منبر ارسال کیا جو ۱۳۲ سال موجود رہا۔
۷۹۷ھ/۱۳۹۵ء	ملک ظاہر برقوق سلطان مصر نے منبر بنوایا جو ۲۳ سال رہا۔
۸۲۰ھ/۱۴۱۷ء	ملک مؤید نے منبر بھیجا۔
۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء	میں دوسری مرتبہ منبر آتشزدگی کی نذر ہو گیا۔
۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء	ملک اشرف قاتیبائی نے منبر بنوایا۔
۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء	میں ملک سلطان مراد خان عثمانی نے سنگ مرمر کا منبر نصب کرایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرابِ نبویؐ شریف

مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے بعد عرصہ دراز تک محراب کی علامت نہیں تھی۔

پہلی مرتبہ مساجد کے محراب سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے بنوائے تھے' پہلے پہل کسی ایک جگہ امام کے لیے جائے نماز بچھا دی جاتی تھی۔ یوں ہی حضور انور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ پھر آپ کی چاہت کے مطابق کعبۃ اللہ قبلہ قرار دے دیا گیا۔ حضرت جبرئیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی شریف کے درمیان حائل درختوں' پہاڑوں اور تمام پردوں کو ہٹا دیا گیا جس کے باعث حضور اقدس ﷺ کعبہ شریف کو سامنے دیکھ رہے تھے جبرئیل نے عرض کیا۔ آپ اپنا چہرہ مبارک قبلہ سمت فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے میزاب کعبہ کی سیدھ میں قبلہ متعین کرلیا' پھر جبرئیل امین نے وہ تمام اشیاء اپنی اپنی جگہ لٹا دیں۔ ❶

تحویل کعبہ کے بعد چودہ پندرہ دن تک حضور اقدس ﷺ کا مصلیٰ اسطوانہ عائشہ کے سامنے بچھایا جاتا رہا۔ بعدازاں محراب والی جگہ متعین ہوئی۔ ❷

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کھجور کے اس خشک تنے کے پاس امامت کے لیے کھڑے ہوتے۔ جس کے ساتھ خطبہ کے وقت تکیہ لگایا کرتے تھے۔ ❸

امام سمہودی بیان فرماتے ہیں:

''امام الانبیاء ﷺ تین متفرق جگہوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے رہے۔

---

❶ اخبار مدینہ: ۷۰ ❷ وفاء الوفاء ج ۱: ۲۶۲ ❸ سنن ابن ماجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحویل قبلہ سے پہلے جس جگہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے وہ جگہ اس طرح معلوم کی جا سکتی ہے کہ آدمی اسطوانہ عائشہ کی سیدھ میں شمال کی جانب اتنے فاصلہ پر کھڑا ہو کر باب جبرئیل دائیں کندہ کے برابر ہو جائے تو وہ جگہ آپ کے مصلیٰ کی ہو گی۔ بعدازاں جب قبلہ بیت اللہ شریف مقرر ہو گیا تو آپ نے جنوب کی طرف رُخ کر کے اسطوانہ عائشہ کے سامنے کچھ دن نماز پڑھائی۔ پھر اسطوانہ حنانہ کے پاس کھڑے ہو کر امامت کرانے لگے۔ چنانچہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۸۸ھ/۷۰۶ء میں اسی مقام پر محراب بنوادی۔ لیکن نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں محراب کی علامت نہیں تھی"۔ ❶

اس وقت مسجد نبوی شریف میں چار خوشنما اور دل کش محرابیں پائی جاتی ہیں۔ محراب نبوی' محراب عثمانی' محراب تہجد اور محراب حنفی یا محراب سلیمانی۔

علامہ محمد بسیب البتونی رقمطراز ہیں:

امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ نے موجودہ محراب والی جگہ ۱۵ شعبان سن ۲ ہجری کو پہلی مرتبہ نماز پڑھائی تھی۔ اس وقت محراب نبوی بے حد خوبصورت' دیدہ زیب اور انتہائی دلکش میناکاری سے مرصع ہے جو "آیۃ من آیاتِ اللّٰہ" کا صحیح مصداق ہے۔ نقش ونگار اور صنعت کے اعتبار سے فقید المثال ہے۔ ❷

علامہ عبدالقدوس انصاری لکھتے ہیں:

محراب نبوی سرخ سنگ مرمر اور سرمیائی رنگ کے حسین امتزاج سے مزین ہے۔ پیشانی پر قرآنی آیات خط ثلث میں آبِ زر سے لکھی ہوئی اس کی زیبائش کو دوبالا کرتی ہیں۔ محراب کے دونوں جانب دو حسین و جمیل ستون اس کے حسن کو نکھارتے ہیں۔ محراب کے غربی حصہ میں "ھذا مصلی رسول اللّٰہ ﷺ" لکھا ہوا

---

❶ وفاء الوفاء ج۱:۲۶۴ ❷ رحلۃ الحجازیہ:۲۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔❶ محراب کے اوپر ایک دائرہ میں "ھذا محراب رسول اللہ ﷺ" لکھا ہوا ہے' محراب کے دونوں جانب ایک انچ موٹی' پیتل کی خمدار خوشنما سیڑھی بنی ہوئی ہے جو محراب کے استحکام اور زیبائش کا کام دیتی ہے۔ محراب کے دونوں جانب گزرگاہوں کے اوپر کمان نما آہنی تختی پر ریاض الجنہ والی سمت یہ حدیث شریف لکھی ہوئی ہے "ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ" اور اسی تختی کی قبلہ سمت "من زار قبری و جبت لہ شفاعتی صدق رسول اللہ" لکھا ہے۔ مغربی گزرگاہ کے اوپر اندر کی جانب یہ حدیث لکھی ہوئی ہے "ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرھا" اور اس تختی کے دوسری سمت یہ حدیث مرقوم ہے "قال علیہ السلام شفاعتی یوم القیامۃ حق' فمن لم یومن بھالم یکن اھلھا"۔

الحاج محمد صبغۃ اللہ نے اس جگہ حسب ذیل حدیث کا ذکر کیا ہے جو غالباً تبدیل کر دی گئی ہے:

من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی۔❷

محراب حنفی یا محرب سلیمانی:

یہ محراب منبر نبوی شریف سے مغرب میں واقع ہے۔ ۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء میں الشیخ طوغان نے بنوایا تھا۔ عہد نبوی سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ ایام حج کے علاوہ امام محراب نبوی میں امامت کراتے اور ایام حج میں ہجوم کے باعث محراب عثمانی میں کھڑے ہوتے تھے' لیکن شیخ طوغان کی خواہش تھی کہ حنفی مسلک کے لوگ علیحدہ امام کی اقتداء میں نئے محراب میں نماز پڑھیں چنانچہ وہ دولت مصریہ کے زمانہ میں اس کوشش میں کامیاب ہو گیا' کہ شافعی مسلک کے امام محراب نبوی میں اور حنفی مسلک کے امام نئے محراب میں جماعت کرائیں جبکہ نماز تراویح بیک وقت دونوں محرابوں میں پڑھائی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء تک سلطان محمود کے دور تک جاری رہا۔ بعد ازاں

❶ آثار المدینہ ۹۴ ❷ الملکیہ باخبار مدینہ: ۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد علی پاشا جب زیارت مدینۃ المنورہ کے لیے آیا تو اس کی مخلصانہ کوششوں کے باعث یہ طے پایا کہ بجائے دونوں محرابوں میں ہر ایک نماز علیحدہ علیحدہ دو امام پڑھائیں۔ مناسب ہو گا کہ ایک دن رات کی نمازیں شافعی مسلک کے امام محراب نبوی میں پڑھائیں اور سب لوگ ان کے پیچھے نماز ادا کریں۔

۹۳۸ھ/ ۱۵۳۱ء میں اس محراب کی تعمیر جدید سلطان سلیمان نے کرائی۔ اسے سفید اور سیاہ سنگ مرمر کے حسین امتزاج سے بنوایا جو خوبصورتی میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس کے بعد یہ محراب سلیمانی کے نام سے مشہور ہو گیا' محراب کی پیشانی پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم. قدنری تقلب وجهک فی السماء تا وجوهكم شطره. قل صدق اللّٰه فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفًا و ما كان من المشركين الخ صدق اللّٰه العظيم و صدق نبيه الكريم. التائبون العابدون تا وبشر المومنين. صدق اللّٰه. اللّٰهم صلى على سيدنا محمد و آله.[1]

مسجد نبویؐ کے دروازے:

رحمتِ کائنات فخر موجودات ﷺ نے جب مسجد شریف تعمیر فرمائی تو اس کے صرف تین دروازے تھے۔ چونکہ تعمیر مسجد کے وقت قبلہ بیت المقدس تھا اس لیے ایک دروازہ جنوب میں دوسرا مشرق میں جسے باب عثمان اور باب جبرئیل بھی کہا جاتا تھا اور مغرب میں باب عاتکہ جسے باب الرحمۃ بھی کہتے تھے' بنائے گئے۔ بعد ازاں جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قبلہ مقرر ہو گیا تو آپ نے جنوبی دروازہ بند کر کے اس کے برابر شمالی دروازہ بنا دیا۔[2] جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ دروازے محض گزرگاہ کی حیثیت رکھتے تھے' چوکھٹ اور کواڑ نہیں تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور

---

[1] رحلۃ الحجازیہ: ۴۲۹ تا ۴۷۰ [2] اخبار مدینہ: ۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انور ﷺ نے جب مسجد نبوی شریف تعمیر فرمائی' تو ایک دروازہ صرف عورتوں کے لیے رکھا اور حکم دیا کہ اس دروازہ سے کوئی مرد داخل نہ ہو۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس دروازہ سے نہ کبھی داخل ہوتے دیکھا اور نہ ہی نکلتے دیکھا۔[1]

ممکن ہے جس دروازہ کا نام مؤرخین نے بیان نہیں کیا وہی باب النساء ہو۔ مگر بعد میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مشرق کی جانب اس نام سے نیا دروازہ بنا دیا ہو۔

۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں سلطان محمود نے باب النساء کے اندر مسجد کے کچھ حصہ میں لکڑی کی جالی نصب کرا دی تاکہ عورتیں علیحدہ اور پردہ میں نماز پڑھیں' تاہم جالی میں چار گزرگاہیں بھی بنوائیں' جن سے آمدورفت میں آسانی ہو۔[2]

علامہ عبدالقدوس انصاری نے ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں مذکورہ جالی کا ذکر کیا ہے۔ جس پر سبز اور زرد رنگ کیا ہوا ہے۔ لیکن سعودی توسیع کے دوران اسے ختم کر دیا گیا تھا۔[3]

راقم الحروف نے ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں زرد المونیم کی بنی ہوئی خوبصورت جالی دیکھی جو تقریباً دو میٹر اونچی تھی جبکہ ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۸ء وہ جگہ کھلی تھی غالباً ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء میں جالی بنائی گئی ہے۔ ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۸ء کو جب زیارت سے مشرف ہوا تو ایک نئے دروازہ کا اضافہ بھی پایا۔ جنوب مشرقی کونے میں باب جبریل کے جنوب میں نیا دروازہ بنایا گیا ہے تاکہ سلام پیش کرنے کے بعد لوگ اس دروازہ سے سہولت کے ساتھ باہر جا سکیں۔

اس طرح آپ کے دور اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں بھی تین دروازے تھے۔ لیکن جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعمیر و توسیع کی خدمت سرانجام دی تو

---

[1] مسند ابوداؤد طیالسی ج ۲: ۲۰۵ [2] مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۶۷ [3] آثار المدینہ: ۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازوں میں بھی اضافہ کر دیا۔ جیسا کہ امام ابن النجار لکھتے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چھ دروازے بنوائے۔ مشرقی دیوار میں باب عثمان کے علاوہ ایک دروازہ اور بنوایا۔ مغربی دیوار میں باب عاتکہ کو قائم رکھا اور دار مروان بن الحکم کے قریب ایک نیا دروازہ بنایا گیا اسی طرح شمالی دیوار میں بھی دو نئے دروازوں کا اضافہ کر دیا۔ ❶

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء لکھتے ہیں:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مشرق کی جانب باب عثمان کو برقرار رکھا اور باب النساء کا اضافہ کیا اور مغرب میں باب عاتکہ کے علاوہ باب السلام بنایا اور دو دروازے شمال کی جانب بھی بنائے۔ ❷

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے توسیع اور تجدید کے وقت دو دروازے بند کر دیئے اور چار باقی رکھے۔ ❸

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱٦ھ رقمطراز ہیں۔

ولید بن عبدالملک نے توسیع مسجد کے وقت ۲۰ یا ۲۴ دروازے رکھے تھے لیکن بعدازاں ان کی تعداد خاصی کم کر دی گئی۔ ❹

بَـــابُ الـنَّـبِـيِّ: یہ دروازہ حضور اقدس ﷺ کے حجرہ انور کے برابر میں ہونے کی وجہ سے اس نام کے ساتھ شہرت پذیر ہوا۔ بعد میں اسے بند کر دیا گیا اور دیوار میں لکڑی کی جالی دار کھڑکی بنا دی گئی' جس سے لوگ آپ ؐ کے حجرہ انوار کی زیارت کر لیتے تھے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسی کے قریب جنازہ پڑھانے کا اہتمام کیا تھا۔ کیونکہ مسجد میں جنازہ پڑھانے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ ❺

بَابُ عَلِيٍّ: چونکہ یہ دروازہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے حجرہ کے سامنے واقع

---

❶ آثار المدینہ: ص ۹۴ ❷ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۹۵ ❸ آثار المدینہ: ۱۰۴

❹ معالم دار الہجرۃ: ۷۵ ❺ معالم دار الہجرۃ: ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس لیے اس نام سے موسوم ہوا۔ مگر بعد میں حجرہ منیفہ کی دیوار بناتے وقت اسے بند کر دیا گیا۔❶

بَابُ عثمانؓ : اسے باب جبرئیل بھی کہا جاتا ہے اور اسی دروازہ سے یعنی اسی راستہ سے حضور اقدس ﷺ مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اسے باب عثمان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے سامنے سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا مکان واقعہ تھا اور اسی سمت میں آل عثمان کے دیگر مکانات بھی تھے۔ اسی نسبت سے یہ باب عثمان کے نام سے مشہور ہوا۔❷

اسے باب جبرئیل کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غزوہ احزاب کے بعد غزوہ بنو قریظہ کا پیغام خداوندی لے کر جب جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو وہ گھوڑے پر سوار تھے اور اسی دروازہ کے قریب کھڑے تھے اس بنا پر اسے باب جبرئیل کہا جانے لگا۔❸

بَابُ رَیْطَة : اسی کو باب النسا کہتے ہیں۔ یہ دروازہ ریطہ بنت ابی العباس السقاح کے مکان کے بالمقابل واقع ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا۔ مگر اسے باب النسا سے دائمی شہرت نصیب ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور اقدس سراپا رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دروازہ عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے تو بہتر رہے گا۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب تجدید و توسیع کی خدمت انجام دی تو مشرق کی سمت باب جبرئیل سے کچھ فاصلہ پر جو دروازہ رکھا اسے باب النساء کے نام سے نوازا۔ اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کے احترام کے پیش نظر اس دروازہ سے نہیں گزرتے تھے۔❹

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء کا بیان ہے کہ اس دروازہ پر

---

❶ معالم دار الہجرۃ:۷۶ ❷ معالم دار الہجرۃ:۷۵ ❸ وفاء الوفاء ج۱:۴۹۸ ❹ معالم دار الہجرۃ:۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تختی پر الفُسَیفسَاء سے آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ ❶

مشرقی دیوار میں پانچواں دروازہ اسماء بنت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے مکان کے سامنے تھا لیکن امام الناصر لدین اللہ نے جب ۵۸۹ھ/ ۱۱۹۳ء میں مشرقی شمالی مینار کی تجدید کرائی اور دیوار بھی نئی بنائی گئی تو یہ دروازہ بند کر دیا گیا۔ ❷

البتہ امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء کا کہنا ہے کہ علامہ ابن جبیر الاندلسی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دروازہ اور دوسرے دروازے بھی ۵۸۰ھ/۱۱۸۴ء سے پہلے بند ہو چکے تھے کیونکہ ابن جبیر کا سفر ۵۸۰ھ/۱۱۸۴ء میں ہوا ہے اور انہوں نے ان دروازوں کا ذکر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بند ہو چکے تھے۔ ❸

علاوہ ازیں امام زین الدین مراغی بیان کرتے ہیں کہ شمالی دیوار میں بھی چار دروازے تھے مگر اس وقت ان میں سے صرف باب التقایۃ باقی ہے جسے امام الناصر الدین اللہ کی والدہ ماجدہ نے ۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء میں تعمیر کرایا تھا۔ مغربی دیوار میں آٹھ دروازے تھے چھ بند کر دیئے گئے اور دو کھلے رہے۔ اس سمت واقع باب عاتکہ' عاتکہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہؓ کے مکان کی طرف ہونے کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہوا۔ اسی کو بعد میں باب الرحمۃ کہا جانے لگا۔ ❹

باب الرحمۃ : یہ قدیم وقت سے یعنی نبی کریم ﷺ کی تعمیر کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔ امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء فرماتے ہیں اسے باب الرحمۃ کہنے کی وجہ یہ ہے۔ فخر کائنات ﷺ ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں مصروف تھے کہ مغربی دروازہ سے ایک آدمی داخل ہوا' اور اس نے بارش نہ ہونے کے باعث خشک سالی کا شکوہ کیا اور بارانِ رحمت کے لیے دعا کی التماس کی۔ رحمت کائنات ﷺ نے دعا فرمائی اور فوری طور پر بارش شروع ہوگئی جو مسلسل ایک ہفتہ جاری رہی۔ پھر آمدہ جمعہ کو وہ شخص اسی

❶ معالم دار الہجرۃ:۷۷ ❷ ایضاً ❸ وفاء الوفاء ج ۱ ۵۰۰ ❹ معالم دار الہجرۃ:۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ سے آیا اور بارش کی بندش کے لیے استدعا کی جسے اللہ پاک نے قبول فرمالیا۔ چونکہ مذکورہ شخص اس دروازہ سے داخل ہوا اور بارش کی رحمت کا موجب بنا اس لیے اس دروازہ کو باب الرحمۃ کہا جانے لگا۔

باب السلام: اسے باب المروان بن الحکم اور باب الخشوع بھی کہا جاتا تھا۔ یہ دروازہ جسے ولید بن الملک نے بنوایا تھا۔ مروان بن الحکم کے مکان کے سامنے ہونے کی وجہ سے باب المروان سے مشہور ہوا۔[1]

مزید تفصیلات کے لیے وفاء الوفا جلد اوّل باب بتیس ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ فرید وجدی نے سعودی تعمیر سے پہلے حسب ذیل پانچ دروازوں کا ذکر کیا تھا۔ مغرب میں باب السلام اور باب الرحمت' شمال میں باب المجیدی اور مشرق میں باب النساء اور باب جبرئیل۔ باب جبرئیل جنت البقیع کی سمت واقع ہونے کی وجہ سے اسے باب البقیع بھی کہا جاتا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور سے یہ طریقہ جاری ہے کہ نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی شریف کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور نمازِ فجر سے پہلے کھولے جاتے ہیں۔

سلطان عبدالمجید خان نے باب الرحمت اور باب السلام کے قریب وضو کے لیے جگہ بنوائی تھی۔[2]

آج کل نماز عشاء سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سحری کی اذانِ تہجد کے ساتھ ہی کھول دیئے جاتے ہیں۔ البتہ موسم حج اور رمضان المبارک میں ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

علامہ عبدالقدوس الانصاری اس وقت موجود دروازوں کی کیفیت اس طرح بیان فرماتے ہیں:

سعودی تعمیر و تجدید سے قبل مسجد نبوی شریف کے پانچ دروازے تھے۔

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۵۰۳ [2] دائرۃ المعارف ج ۸: ۵۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنوب مغرب میں باب السلام جسے باب مروان بھی کہا جاتا تھا۔ اس کے شمال میں باب الرحمۃ جسے باب عاتکہ کہا جاتا تھا۔ مشرقی دیوار میں باب النساء جو باب الرحمۃ کے بالمقابل تھا اور اسے باب ریطہ بھی کہتے تھے۔ باب جبرئیل جو کہ باب النساء کے جنوب میں واقع تھا اور شمال مشرقی کونے میں باب المجیدی۔ جسے سلطان عبدالمجید عثمانی نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ تمام دروازے خوبصورتی' تزئین و آرائش' مضبوطی اور موٹائی کے اعتبار سے بے حد قابل تعریف تھے۔

بعد ازاں جب سعودی حکومت نے مسجد کی قابل قدر توسیع و تعمیر کی خدمت انجام دی تو پانچ دروازوں کا اضافہ کر دیا۔ اس طرح اس وقت کل دس دروازے ہیں۔ باب الصدیقؓ اس کے تین بڑے در ہیں اور یہ باب السلام اور باب الرحمت کے درمیان واقع ہے۔ باب الملک یہ دروازہ بھی تین در پر مشتمل ہے اوز باب الصدیق کے شمال میں مغربی دیوار میں ہے۔ باب عمر بن الخطاب شمال مغربی کونے میں باب عثمانؓ بن عفان شمال مشرقی کونے میں اور باب عبدالعزیز جو کہ مشرقی دیوار میں باب النساء کے جنوب میں واقع ہے۔ ❶

اذان کی ابتداء:

اسلامی عبادات وحدت و اجتماعیت کا ایک مثالی مظاہرہ ہیں۔ اسی مقصد کے حصول کی خاطر نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔ اس قدرتی اجتماع کے لیے شریعت مطہرہ نے جو دل نشیں طریقہ اختیار کیا وہ بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ اس کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی۔ ہم احادیث کی روشنی میں اس کے پس منظر کو دیکھتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ کریمہ میں ہجرت کر کے آئے تو از خود نماز کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ بعد میں ایک مجلس مشاورت میں یہ بات زیر بحث آئی کہ نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کی کیا ترکیب اختیار کی جائے' کسی نے ناقوس

❶ آثار المدینۃ' ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجانے' کسی نے آگ روشن کرنے اور کسی نے نرسنگھا پھونکنے کا مشورہ دیا۔ لیکن سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ ایک آدمی بازاروں میں جا کر الصلوٰۃ جامعۃ کی صدا لگا دیا کرے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف یہی تجویز پسند آئی اور آپ نے اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھیں اور لوگوں میں جا کر نماز کا اعلان کریں۔[1]

کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہنے کے بعد پھر اس موضوع پر عہد رسالت مآب میں مشورہ ہوا۔ چنانچہ ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے' ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی۔ کسی نے آگ روشن کرنے کی تجویز پیش کی۔ کسی نے نرسنگھا پھونکنے کا مشورہ دیا اور کسی نے ناقوس کی رائے دی لیکن آپ نے ان میں سے کسی بھی مشورہ کو قبول نہ کیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک غیر مذہب کا شعار تھا' مجوسی آگ جلاتے' یہودی نرسنگھا پھونکتے اور عیسائی ناقوس بجاتے تھے۔ اس طرح اس مجلس میں کوئی بات طے ہوئے بغیر مجلس برخواست ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ بہت فکر مند ہوئے اسی فکر اور سوچ بچار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے گھر واپس لوٹے اور بستر پر لیٹ گئے۔ پھر نیم خوابی اور نیم بیداری کی حالت میں دو سبز چادریں زیب تن کیے ایک شخص دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں ناقوس ہے' انہوں نے پوچھا ناقوس فروخت کرو گے؟ اس شخص نے مقصد دریافت کیا۔ جواب دیا کہ نمازیوں کو بلاؤں گا۔ وہ شخص کہنے لگا اگر تم کہو تو اس سے بہتر صورت بتا دوں۔ انہوں نے کہا بتا دیں۔ اس مرد خدا نے اذان اور اقامت کے کلمات مرتب طور پر بتا دیئے۔ عبداللہ بن زیدؓ نے نیند سے بیدار ہونے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّھَا لِرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ. خدا نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔

---

[1] جامع ترمذی شریف ج ۱: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید تم جاؤ اور بلالؓ جو تم سے بلند آواز ہیں انہیں بتاؤ اور وہ ان کلمات کو پکاریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب اس آواز کو سنا تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.[1]

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا' میں نے بھی وہی دیکھا جو انہیں دکھلایا گیا۔ یہ سن کر آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا''۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی دو سبز چادریں پہنے مسجد کی دیوار پر کھڑا یہ کلمات کہہ رہا ہے۔ اذان کے کلمات پورے کرنے کے بعد تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ گیا۔ پھر کھڑے ہو کر وہی کلمات دہرائے اور ان میں قد قامت الصلوٰۃ کا دو مرتبہ اضافہ کیا۔ صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب بیان کیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے مگر آپ کو اطلاع دینے میں انصاری سبقت لے گئے اور مجھے عرض کرنے میں حجاب محسوس ہوتا رہا۔[2]

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ اس واقعہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''یہ واقعہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ احکام شرعیہ کا مدار حکمتوں اور مصلحتوں پر ہے۔ حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اعلام اور آگاہی تک محدود نہ رہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ شعائر دین میں ایک مستقل شعار بھی ہو۔ اس طرح سے جو لوگ غافل ہوں یا خبردار ہوں لیکن مسجد سے

---

1. سنن دارمی ج ۱: ۲۱۴' ابوداؤد ج ۱: ۵۱۔ سنن الکبریٰ ج ۱: ۳۹۰' ۳۹۱
2. مصنف عبدالرزاق ج ۱: ۴۶۱' ابوداؤد شریف ج ۱: ۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور رہتے ہیں ان تک بھی اس اعلان کو پہنچا دیا جائے اور اس شعائر دین کی عزت و توقیر کی جائے' اور جو جماعت اسے قبول کرے' اس کے متعلق یہ علامت قرار پا جائے کہ یہ دین الٰہی کے تابع ہیں' یہی وجہ ہوئی کہ کلمات اذان ذکر اللہ اور شہادتیں سے مرتب ہیں اور ان میں ایسے کلمات بھی ہیں جن میں صراحتاً نماز کی طرف دعوت پائی جاتی ہے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان اور اقامت کے جو کلمات تلقین کیے گئے وہ دو مرتبہ ادا ہوئے تھے۔[2] بنا بریں سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مجھے اذان کے کلمات اس طرح سکھائے' مجھ سے فرمایا کہو:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر. اشھدان لا الہ الا اللّٰہ. اشھدان لا الہ الا اللّٰہ. اشھدان مُحمَّد رسول اللّٰہ. اشھدان مُحمَّد رسول اللّٰہ. حیّ علی الصلوٰۃ. حیّ علی الصلوٰۃ. حیّ علی الفلاح. حیّ علی الفلاح. اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر. لا الہ الا اللّٰہ.[3]

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے انیس کلمے اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔[4]

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو اس طرح اذان کہنے کی اطلاع کروں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی تمام کلمات دو دو مرتبہ ادا کیے جائیں اور صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا دو مرتبہ اضافہ کیا جائے اور اقامت کے کلمات بھی دو دو مرتبہ دہرائے

---

❶ حجۃ اللہ البالغہ باب الاذان: ج۱: ۱۹۱

❷ سنن دارمی ج۱: ۲۱۴' ابوداؤد ج۱: ۵۱ وغیرہ ❸ مسلم شریف ج۱: ۱۶۵

❹ ترمذی شریف ج۱: ۴۸' نسائی شریف ج۱: ۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور ان میں قد قامت الصلوۃ کا اضافہ کیا جائے۔❶

مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کے لیے ایک جگہ متعین نہیں تھی بلکہ متعدد مقامات پر اذان دی جاتی رہی ہے جیسا کہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی نجار کی ایک معزز خاتون کا کہنا ہے کہ مسجد نبوی شریف کے گرد و پیش واقع تمام مکانات میں میرا مکان زیادہ بلند تھا۔ اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبح تڑکے وہیں آ جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے۔ جب صبح طلوع ہوتی تو اسی مکان کے اوپر اذان دیتے تھے۔ ان کا روزمرہ کا معمول تھا جسے کبھی ترک نہیں کیا تھا۔❷

علامہ ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں کہ مؤرخین کا بیان ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے قبلہ سمت واقع ایک ستون پر سیڑھی کے ذریعہ چڑھتے اور اس پر کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے۔ مذکورہ سیڑھی حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے مکان میں ۶۴۳ھ تک موجود تھی۔❸

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے متصل سیدہ حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے مکان میں واقع مینار پر چڑھ کر اذان کہتے تھے۔❹

الشیخ ابراہیم رفعت پاشا لکھتے ہیں:

عہد نبوی اور عہد خلفاء راشدین میں موذن کے لیے جگہ متعین نہ تھی۔ مسجد کے مغرب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مکان جسے دار العشرہ کہا جاتا تھا میں واقع ایک ستون پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آذان کہتے تھے' جس پر سیڑھی کے ذریعہ چڑھتے تھے۔ ولید بن عبدالملک کے عہد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد نبوی کے چاروں

---

❶ مصنف عبدالرزاق ج ۱: ۴۶۱' ایسی ہی روایت نسائی شریف ج ۱: ۶۶ میں بھی ہے مگر اس میں عتاب بن اسید کا ذکر نہیں ❷ سنن الکبریٰ ج ۱: ۴۲۵' کتاب الصلوۃ باب اذان فی المنارہ

❸ اخبار مدینہ: ۸۶ ❹ اخبار مدینہ: ۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونوں میں مؤذنے یعنی اذان کے لیے مینار بنوائے۔ باب السلام کے قریب والا مؤذنہ جس سے دار مروان کی بے پردگی ہوتی تھی سلیمان بن عبدالملک نے منہدم کرادیا تھا۔[1]

معلوم ہوتا ہے کہ قرونِ اولیٰ سے مسجد نبوی کے تمام میناروں پر اذان دینے کا طریقہ رائج چلا آ رہا تھا۔ سعودی حکومت کے دوران مدینہ منورہ میں برقی نظام قائم ہو جانے کے باعث مسجد نبوی شریف میں لاؤڈ سپیکر بھی نصب کر دیئے گئے، جن پر اذان کہی جانے لگی۔ پہلے مکبرہ سے مؤذن اذان شروع کرتا تھا۔ اس کے وقفہ کے دوران چاروں میناروں سے لاؤڈ سپیکر پر اذان کی آواز گونجتی تھی۔ اسی طرح پوری اذان مسجد شریف میں پانچ جگہوں سے کہی جاتی تھی۔ البتہ مغرب کی اذان بیک وقت پانچ جگہوں سے ایک آواز کے ساتھ کہی جاتی تھی، لیکن ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں بعض حضرات کی پیہم کوششوں سے مسجد انتظامیہ نے یہ طریق ختم کر دیا ہے اب صرف مکبرہ سے اذان دی جاتی ہے۔

مکبرہ یا مقصورہ مبلغین:

محراب نبوی کے سامنے ۲.۵۰ سنٹی میٹر اونچا ایک مقصورہ بنا ہوا ہے جو آٹھ خوبصورت ستونوں پر قائم ہے۔ جنوب مغرب میں اوپر چڑھنے کے لیے زینہ ہے جس کا دروازہ مقفل رہتا ہے اس پر لاؤڈ سپیکر کے علاوہ براڈ کاسٹ کے آلات بھی نصب ہیں موذن اور مکبر اذان اور اقامت کے علاوہ چند مخصوص رفقاء سمیت اسی پر نماز پڑھتے ہیں۔ بعض احتیاطی تدابیر کے پیش نظر چند سالوں سے پولیس کا ایک سپاہی نگرانی پر مامور ہے۔

مینار پر انوار:

حضور اقدس ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں مسجد نبوی شریف کے

[1] مرآۃ الحرمین: ۴۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مینار نہیں تھے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۰۱ھ/۷۱۹ء نے جب مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کی خدمت سرانجام دی تو ان کے قابل ستائش کارناموں میں سے یہ بھی قابل قدر کارنامہ تھا کہ مسجد کے چاروں کونوں میں مینار بنوائے۔ مروان بن الحکم کے مکان کے قریب باب السلام پر جو مینار بنایا گیا تھا۔ اس پر چڑھنے سے مکان کے اندر نظر پڑتی تھی۔ چنانچہ سلطان سلیمان بن عبدالملک حج کے بعد زیارت مدینہ منورہ کو حاضر ہوا اور مروان امیر مدینہ کے مکان میں قیام کیا۔ سلطان موصوف نے دیکھا کہ موذن جب مینار پر اذان کے لیے چڑھتا ہے' تو وہ سامنے نظر آتا تھا' اس لیے سلطان نے اس مینار کو منہدم کر دینے کا حکم دیا تا کہ اہل خانہ کی بے پردگی نہ ہو۔ بعد ازاں زمانہ دراز تک تین مینار ہی مسجد کی زینت بنے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مؤرخین نے تین میناروں کا ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ امام ابن زبالہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کے تین مینار تھے۔ جن میں سے ہر ایک ۶۰ ذراع (یعنی ۹۰ فٹ) بلند تھا۔ موصوف دوسرے مقام پر ان کی تفصیل اس طرح لکھتے ہیں۔ جنوب مشرقی مینار ۵۵ ذراع (۸۲ فٹ ۹/ انچ) شمال مشرقی مینار ۵۵ ذراع اور شمال مغربی مینار ۵۳ ذراع (۷۹ فٹ ۹/ انچ) بلند ہیں۔ جبکہ ہر ایک مینار ۸×۸ ذراع چوڑا ہے۔

علامہ ابن جبیرؒ اپنے دور میں میناروں کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔ جنوب مشرق میں محراب کے قریب مینار واقع ہے۔ جب کہ شمال مشرق اور جنوب مغرب میں دو بہت چھوٹے مینار ہیں۔

بعد میں کسی وقت مذکورہ دونوں مینار بھی بلند کر دیئے گئے جیسا کہ علامہ سمہودی کے زمانہ میں مؤذنہ رئیسہ یعنی جنوب مشرقی مینار سطح زمین سے چاند تک ۷۷ ذراع (یعنی ۱۱۵ فٹ ۹/ انچ) بلند تھا۔ ایک مرتبہ اس پر بجلی گرنے سے اکثر حصہ منہدم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعمیر جدید کی گئی اور دوسرے مینار سے اونچا کر دیا گیا۔ پھر اس میں کچھ خلل واقع ہو جانے کی وجہ سے سلطان اشرف الشجاعی شاہین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجمالی نے منہدم کر کے تعمیر نو کا حکم دیا۔ بنا بریں پانی کی سطح تک گہری بنیادیں کھود کر بیحد مضبوط کرایا اور بلندی میں اضافہ کر کے ۱۲۰ ذراع (۱۸۰ رفٹ) اونچا کر دیا۔

مینار سنجاریہ جو شمال مشرقی کونے میں تھا۔ ۷۰ ذراع (۱۰۵ فٹ) اور شمال مغربی مینار جو مینار الخشبیہ کے نام سے مشہور تھا ۷۲ ذراع (۱۵۸ فٹ) بلند تھا۔ ان کی یہ پیائش مینار کی چوٹی پر نصب ہلال سے مسجد کے باہر سطح زمین تک تھی۔

۷۰۶ھ/۱۳۰۶ء میں سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون کے حکم سے باب السلام پر چوتھا مینار بھی تعمیر کر دیا گیا۔ جس کی بلندی ۹۵ ذراع تھی۔ ❶ (۱۴۲ فٹ ۹ رانچ)

الشیخ عبدالقدوس الانصاری ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۲ء میں حسب ذیل پانچ میناروں کا ذکر کرتے ہیں۔ جنوب مشرق میں مینار الرئیسہ جسے سلطان قایتبائی نے بنوایا تھا۔ منارہ باب السلام جنوب مغرب میں واقع ہے باب مجیدی پر منارہ سلیمانیہ' اس کے شمال میں منارہ الشکیلیہ اور منارہ باب الرحمت۔ یہ مینار سب سے چھوٹا تھا اور جدید توسیع میں ختم کر دیا گیا۔ ❷

۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں جب شاہ فیصل شہید نے توسیع کی قابل قدر خدمت انجام دی تو شمال مشرق اور شمال مغرب میں نئی طرز کے دو مینار بھی بنوائے جبکہ جنوب مشرق اور جنوب مغرب والے مینار سابقہ حالت میں قائم رکھے۔ اس طرح اس وقت مسجد نبوی شریف کے چار مینار ہیں دو قدیم اور دو جدید ہیں۔

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۷۳، ۳۷۴ ❷ آثار المدینہ: ۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفہ اور اصحابؓ صفہ

صُــفَّہ' سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے اور اس سے مراد مسجد نبوی شریف میں واقع وہ سایہ دار جگہ ہے۔ جہاں فقراء مہاجرین اقامت پذیر تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ وَالصُّفَّةَ الظُّلَّةُ. ❶

امام نووی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

اصحاب صفہ زہد و تقویٰ کے پیکر' غریب و نادار ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں اقامت گزین تھے۔ مسجد کے آخر میں مسجد سے علیحدہ ایک سایہ دار جگہ بنی ہوئی تھی جس میں وہ رہتے اور سوتے تھے۔ ❷

توحید کے ان سرمستوں کو نہ بھوک کی پرواہ تھی نہ لباس کا ہوش' وہ بادہ الست سے مخمور' ابدی و سرمدی کیف سے سرشار رہتے تھے۔ دنیوی ہوس اور اس عارضی عیش و نشاط کا خیال' ان کے قلب مطہرہ پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ انہوں نے اپنی زندگی کی متاع عزیز' اسلام کی سربلندی و سرفرازی اور سرور کونین ﷺ کی خوشنودی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ علائق دنیا سے اس طرح کنارہ کشی اختیار کی کہ پھر دنیوی عیش و طرب' جاہ و جلال اور مال و منال انہیں اپنی طرف راغب نہ کر سکا۔ وہ قدسی نفوس اور صاحب تقویٰ برگزیدہ انسان اس سادہ سی مسجد کی زینت تھے۔ جن کے دامن ایمان کی تابانیوں' دین کی سرشاریوں ذکر و فکر کی لذتوں' تسبیح و تہلیل کی حلاوتوں اور جلوہ محبوب ﷺ کی کیف سامانیوں سے جگمگا رہے تھے۔

مسجد کے شمال مشرق میں مساکین مہاجرین کے لیے ایک چھپر بنا ہوا تھا۔

---

❶ لسان العرب ردیف' ج ۹: ۱۹۵ ❷ تہذیب الاسماء واللغات ج ۴: ۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے صفہ کہا جاتا تھا اور وہاں قیام کرنے والے غرباء کو اصحابِ صفہ کا لقب ملا۔ اس وقت وہ چبوترہ کی شکل میں ہے۔ جو زمین سے نصف میٹر بلند' ۱۲ میٹر لمبا اور ۸ میٹر چوڑا ہے اس کے چاروں طرف تانبے کا جالی دار گھیرا بنا ہوا ہے اس سے ۴ میٹر کے فاصلہ پر جنوب کی طرف اغوات کا چبوترہ اور مشرق میں گودام ہے اس کے ساتھ ہی ایک چبوترہ شیخ حرم یعنی امام صاحب کی نشست گاہ بنی ہوئی ہے۔[1] صفہ کے جنوب میں مقصورہ شریف کے متصل ایک اور تھڑا بنا ہوا ہے جس میں محراب تہجد واقع ہے۔[2]

ضعفاء مہاجر مسلمین اور فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہیں بلکہ امرا و اغنیاء سے کہیں زیادہ رضا الٰہی پر شاکر اور مسرور تھے۔ ان کی رہائش کے لیے رحمت کائنات ﷺ نے یہ جگہ مخصوص فرمائی تھی۔ چونکہ ان کے نہ تو اہل و عیال تھے اور نہ ہی کوئی جائے پناہ۔ نہ انہیں تجارت کے گورکھ دھندوں سے سروکار تھا اور نہ ہی زراعت و باغبانی کی روح فرسا مشقت سے شناسائی دوسرے لفظوں میں شہنشاہ کونین ﷺ جن کا طرہ امتیاز ''الفقر فخری'' تھا ان کی یہ خانقاہ تھی اور اصحاب صفہ ارباب توکل اور ارباب تبتل کی ایک فاقہ مست جماعت تھی جو تزکیہ نفس اور علم و دانش کے حصول کی خاطر فیضان مصطفوی سے فیض یاب ہونے کی غرض سے ہر گھڑی خدمت عالیہ نبویہ میں حاضر رہتی تھی۔ علوم قرآن و حدیث کے حصول کا شوق انہیں کشاں کشاں معلم انسانیت ﷺ کی بارگاہ معارف پناہ میں لاتا اور وہ روحانی غذا اور لذت سے ایسے محظوظ ہوتے کہ پھر اس در کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔

ان قدسی نفوس نے اپنی آنکھوں کو محبوب کائنات ﷺ کے رخ زیبا کے دیدار پرانوار کے لیے' کانوں کو آپ کے کلمات طیبات کی سماعت کی خاطر اور جسم و جان کو آپ کی صحبت و معیت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ وہ اسلام کے معزز مہمان تھے۔[3]

---

[1] آثار المدینہ: ۹۹ [2] رحلۃ الحجازیہ: ۲۴۰ [3] فتح الباری ج ۱۱: ۲۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دل کے اغنیاء اور ایمان کے اصفیاء جن کے افلاس و ناداری کی وجد آفریں اور فکر انگیز داستان ان ہی میں سے ایک فرد فرید سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہ بند تھا یا کمبل جسے اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کے آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک' اور ہاتھ سے اسے تھامے رکھتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے''۔ ❶

سیدنا مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ میں بسا اوقات بھوک کی شدت کے باعث اپنا شکم اور سینہ زمین پر لگا دیتا (تاکہ زمین کی نمی اور ٹھنڈک سے بھوک کی حرارت میں کچھ کمی آجائے) اور بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تاکہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔

ایک روز سر راہ جا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ میں نے ان سے ایک آیت قرآنی کا مطلب دریافت کیا۔ غرض تو یہ تھی کہ وہ میری صورت اور ہیئت دیکھ کر کھانا کھلانے کے لیے اپنے ہمراہ لے جائیں گے۔ لیکن وہ چلے گئے اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے ان سے بھی ایک آیت کا مطلب دریافت کیا مگر وہ بھی گزر گئے۔

کچھ دیر بعد ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے چہرہ کو دیکھتے ہی پہچان گئے اور دلربا مسکراہٹ کے ساتھ شگفتہ دہن ہوئے ''اے ابوہریرہؓ'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب آپ گھر تشریف فرما ہوئے تو ایک پیالہ دودھ رکھا دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا' گھر والوں نے کہا فلاں نے آپ کو ہدیہ بھیجا

❶ بخاری شریف باب نوم الرجال فی المسجد ج۱:۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا ابوہریرہ اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ اَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْإِسْلَامِ.

''اور اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے''۔

نہ تو ان کا گھر بار اور نہ ہی ان کے پاس مال و زر تھا۔غرض یہ کہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

رحمت کائنات ﷺ کے پاس جب کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے۔اور خود اس میں سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے (اس لیے کہ آپ پر صدقہ حرام تھا) اور اگر ہدیہ آتا تو خود بھی اس میں سے کچھ تناول فرماتے تھے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے۔

اس وقت آپ کا یہ حکم کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔میرے نفس کو کچھ شاق گذرا اور اپنے دل سے کہہ رہا تھا کہ یہ اتنا سا دودھ اصحابِ صفہ کے لیے کیسے کافی ہوگا؟ اس دودھ کا تو سب سے زیادہ حقدار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا۔پھر یہ کہ اصحابِ صفہ کے آنے کے بعد مجھ ہی کو اس کی تقسیم کا حکم دیں گے اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لیے اس میں سے کچھ بچ جائے لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا چارہ نہ تھا۔

چنانچہ اصحابِ صفہ کو بلا لایا اور پھر آپ کے ارشاد کے مطابق ایک ایک کو پلانا شروع کیا۔ جب سب نے سیراب ہو کر پی لیا۔تو میری طرف دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا بالکل درست ہے۔آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو۔میں نے پینا شروع کیا اور آپ برابر یہ فرماتے رہے ''اور پیو اور پیو'' یہاں تک کہ میں بول اٹھا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا۔اب بالکل گنجائش نہیں۔اس پر آپ نے میرے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور بسم اللہ شریف پڑھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر باقی ماندہ سب نوش فرمالیا۔ ❶

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر تھے اس لیے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر تقسیم فرما دیتے تھے' جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اور جس کے ہاں تین کا ہو وہ چوتھے کو اپنے ہمراہ لے جائے۔ ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ میں بھی اہل صفہ میں شامل تھا۔ شام کے وقت ہم سب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے آپ ایک ایک دو دو کو اغنیاء صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد فرما دیتے اور جو باقی رہ جاتے انہیں اپنے ساتھ شریک طعام فرماتے' کھانے سے فارغ ہو کر ہم لوگ مسجد میں سو جاتے۔ ❸

محمد بن سیرین فرماتے ہیں جب شام ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو لوگوں پر تقسیم فرما دیتے کوئی دو آدمی لے جاتا اور کوئی تین اور کوئی دس آدمی لے جاتا۔ یونہی سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہر روز اسی اسی آدمی اپنے ہمراہ لے جا کر انہیں کھانا کھلاتے۔ ❹

سیدنا معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بھی اصحاب صفہ میں شامل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اصحاب صفہ کو انصار پر تقسیم فرما دیتے تھے ایک ایک' دو دو اور تین تین ایک انصار کے ساتھ چلے جاتے جب چار فقراء اور پانچویں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ جاتے تو آپ ارشاد فرماتے تم میرے ساتھ چلو۔ ❺

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جن حضرات کے باغات ہیں وہ اپنے ہر دس خوشوں میں سے ایک خوشہ مساکین کے لیے

---

❶ بخاری شریف کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ج ۲: ۹۵۵، ۹۵۶

❷ بخاری شریف کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب السمر مع الاھل والضیف ج ۱: ۸۴' باب علامات النبوت فی الاسلام ج ۱: ۵۰۶' نیز ج ۲: کتاب الآداب ۹۰۶ ❸ فتح الباری ج ۱۱: ۲۸۷' کتاب الرقاق

❹ حلیۃ الاولیاء ج ۱: ۳۴۱ ❺ فتح الباری ج ۱۱: ۲۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں لایا کریں۔ ❶

چنانچہ انصار باوقار اپنے باغات سے فقراء و مساکین اصحابِ صفہ کے لیے کھجور کے خوشے لا کر سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش فرماتے' جوان کے نگران اور منتظم تھے۔ صفہ ہی کے قریب دو ستونوں سے بندھی ہوئی ایک رسی سے لٹکا دیتے۔ جنہیں اصحابِ صفہ چھڑی سے جھاڑ کر بوقت ضرورت کھاتے تھے۔ ❷

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحابِ صفہ بعض اوقات بھوک کی شدت کے باعث اس قدر لاغر اور ضعیف ہو جاتے تھے کہ نماز کی حالت میں بھی بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔ باہر سے آنے والے بدوی انہیں دیوانہ اور مجنوں سمجھتے۔ لیکن محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے دامان شفقت میں پناہ دینے اور ان کی دلجوئی اور دلداری سے عزم و ثبات میں پختگی سے ہمکنار فرماتے اور انہیں ان وجد آفریں اور ایمان افروز کلمات سے نوازتے۔

اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کریم نے تمہارے لیے کیسے کیسے انعامات تیار کر رکھے ہیں تو تم آرزو کرتے کہ یہ فقر و فاقہ کا سلسلہ اور بھی طویل ہو جائے۔ ❸

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی   خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسماں و کرسی و عرش   خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ کی شان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری امت کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت' ذی شان شخصیات کے متعلق ملاء اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ پیغام رسانی کی ہے کہ وہ حضرات ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کر کے مسرور و محفوظ ہوتے ہیں مگر خداوند ذوالجلال کے عذاب و عقاب کی شدت کے

---

❶ طحاوی شریف ج ۲: ۱۷۳ ❷ اخبار مدینہ: ۸۸

❸ ترمذی شریف ابواب الزہد باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲: ۶۲' حلیۃ الاولیاء ج ۱: ۳۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف سے ان کے دل مغموم و محزون ہیں۔ وہ شب و روز خدا کے مقدس اور پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں ذکر و فکر میں مصروف و مشغول اور منہمک رہتے ہیں ان کی زبانیں رحمتِ خداوندی کی امید و رجاء کی آئینہ دار اور مالک حقیقی کے دیدار کے لیے ان کے قلوب اضطراب سیمابی میں مبتلا ہیں۔

لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر بے حد بھاری اور گراں ہے زمین پر نہایت وقار اور طمانیت اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں۔ ان میں تکبر غرور اور خود آرائی کا نام و نشان تک نہیں۔ ان کی چال سے تواضع انکساری اور مسکنت جھلکتی ہے۔

تلاوت قرآن ان کا ورد زبان' پرانے اور بوسیدہ کپڑے زیب تن کیے رب کریم کی خصوصی رحمتوں سے ہر وقت مالا مال ہوتے رہتے ہیں۔ حفاظت خداوندی ان پر سایہ فگن ہے۔ ان کی روحیں دنیا میں ہیں مگر دل آخرت کی لگن میں۔ فکر آخرت نے انہیں دنیا کی عارضی خوشیوں سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ قبر اور آخرت کے لیے ہر وقت رخت سفر باندھے تیار کھڑے ہیں۔ ایسے ہی قدسی نفوس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ذَالِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْد ﴾

''یہ وعدہ اسی کے لیے ہے جس کے دل میں میرے سامنے پیش ہونے اور میرے عذاب کا خوف شعلہ زن ہے''۔ ❶

اصحابِ صفہ کی تعداد میں کمی زیادتی ہوتی رہتی تھی۔ ان میں سے کسی کی شادی ہو جانے' سفر اختیار کر لینے اور موت و مرگ کے باعث کمی ہو جاتی تھی اور اسی طرح نئے طالبان حق غربت و مسکنت کے باعث ان میں شامل ہوتے رہتے تھے اسی لیے مختلف روایات کے پیش نظر اگر ایک وقت میں ان کی تعداد ستر تھی تو کسی وقت وہ چار سو تک کی عظیم جماعت پر مشتمل ہوتے تھے۔ جیسا کہ عارفِ سہروردی نے عوارف میں ان کی تعداد چار سو تک لکھی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمٰی ابن اعرابی اور امام حاکم نے ان

❶ مستدرک حاکم ج ۳: ۳۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسماء اور احوال کو شرح وبسط کے ساتھ قلمبند کیا ہے اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ اولاولیا میں سب کے نام تفصیل سے ارقام فرمائے ہیں:

یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبوگائی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی

مسجد نبویؐ کے خدمت گار:

مسجد نبویؐ شریف کی مختلف نوعیت کی خدمات سرانجام دے کر کتنے ہی خوش نصیب حضرات ہمیشہ سے دارین کی سرفرازی حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ خدام نبویؐ خواہ امام الانبیاء ﷺ کے ورثہ امامت کی پاسداری خدمت انجام دینے والے ہوں یا ہادی انس و جاں ﷺ کی دعوت وارشاد کے امین مسجد نبویؐ کے خطبا ہوں یا معلم انسانیت ﷺ کی تعلیم وتبلیغ کو چاردانگ عالم میں پہنچانے والے مسجد نبویؐ کے مبلغین اور مدرسین ہوں یا داعی اعظم ﷺ کی دعوت کو بصورت موذن ومکبر جاری و ساری رکھنے والے ہوں اور خواہ اس دربار گوہر بار کے جاروب کش خدام ہوں۔ ہر ایک فرد مفوضہ خدمت کی انجام دہی کو دنیا کے تخت وتاج سے بھی عزیز رکھتا ہے اور اس اعزاز کو اپنے لیے مایہ افتخار سمجھتا ہے کیونکہ مسلمان کے سامنے امام الانبیاء ﷺ کا یہ فرمان ذی شان ہے:

''جب تم کسی آدمی کو مسجد کی خدمت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو''۔❶

فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مسجد کی صفائی کر کے خس وخاشاک نکال دے گا اللہ کریم اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا''۔❷

امامت اور خطابت کا منصب علم وتقویٰ کے اعتبار سے یقیناً بلند اور عظیم المرتبت ہے۔

❶ مشکوۃ شریف:٦٩ ❷ ابن ماجہ باب تطہیر مسجد:٥٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مسجد نبوی شریف کے جاروب کش کی قدر و منزلت بھی انتہائی قابل رشک ہے۔

کیونکہ مسجد کی صفائی پر قیامت کے دن گراں قدر معاوضہ عطا ہوگا۔ یہ خدمت باعث ذلت نہیں باعث عزت و رضائے الٰہی ہے اور یہ ایسی عظیم الشان خدمت ہے جسے خود سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انجام دیا اور آپ کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی انجام دیتے رہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک سیاہ فام صحابیہ مسجد نبوی شریف میں جھاڑو دینے کی خدمت ہمیشہ انجام دیا کرتی تھیں۔ یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ اس کی وجہ سے رسول الثقلین ﷺ اس بڑھیا کی بے حد قدر فرماتے تھے۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں راتوں رات دفن کر دیا اور ان کے انتقال کی اطلاع حضور اقدس ﷺ کو نہ دی۔ آپؐ نے جب اسے مسجد کی خدمت سے غیر حاضر پایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ وہ انتقال کر گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

''حضورؐ آپ استراحت فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہ کیا''۔ ❶

آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتائی جائے۔ چنانچہ آپؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ ❷

بعض روایات میں مذکورہ خادم کے مرد یا عورت ہونے کا شبہ ظاہر کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ وہ عورت تھی اور اس کی کنیت ''ام محجن'' تھی۔ ❸

لوگوں نے یہ خیال کیا ہوگا کہ ایک معمولی آدمی کے لیے حضور اقدس ﷺ کو کیوں بے آرام کیا جائے اور رات کے اندھیرے میں جنازہ کے ساتھ جانے کی

---

❶ سنن ابن ماجہ: ۱۱۰، کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر ❷ بخاری شریف ج ۱: ۱۷۸

❸ بحوالہ فتح الباری ج ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلیف نہ دی جائے مگر آپ کی نگاہ میں اس کی اس حیثیت سے بڑی وقعت اور قدر تھی کہ اسے خادم مسجد نبوی ہونے کا شرف حاصل تھا۔

ابتدائی زمانہ میں یہ تمام خدمات رضا کارانہ طور پر انجام دی جاتی رہیں۔ لیکن وقت اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ ان انتظامات میں بھی تبدیلی ضروری تھی۔ چنانچہ ایک مستقل شعبہ کے تحت ان تمام خدمات کا نظم ونسق چلایا جانے لگا۔ پھر مختلف اوقات میں کتنے ہی خوش نصیب لوگ مسجد نبوی شریف کی خدمت گزاری سے سرفراز ہوتے چلے آئے ہیں۔ بعض اوقات ان کی مجموعی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر جاتی رہی' جیسا کہ علامہ البتنونی نے لکھا ہے۔

مسجد نبوی شریف کے ہزاروں خدمت گار ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

منصب	تعداد	منصب	تعداد
خطیب	۴۶	خاکروب	۵۱
امام	۳۸	دربان	۲۱
نائب امام	۶۲	ستار اور درزی وغیرہ	۱۰
موذن	۵۰	پانی پلانے والے	۴
نائب موذن	۲۶	صفائی وروشنی کرنے والا عملہ	۵۷۰ ❶

اسی طرح موجودہ دور میں بھی ایک بہت بڑی تعداد ان خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہے بلکہ سعودی حکومت نے حرمین شریفین کے آئمہ کرام کو ایک اور باوقار منصب ''قضاۃ'' کا بھی تفویض کیا ہے' جس سے ان کی عزت وتکریم اور قدر ومنزلت دوبالا ہو جاتی ہے۔

اغوات:

خدام مسجد نبوی میں ''اغوات'' یا ''طواشی'' بھی شامل ہیں' طواشی ہیجڑے کو

---

❶ رحلۃ الحجازیۃ: ۲۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے جبکہ آغا کی جمع اغوات ہے۔ عجمی لوگ حرم کے طواشی کو آغا جیسے ذی وقار نام سے یاد کرتے ہیں۔ زمانہ دراز سے یہ طریقہ جاری ہے کہ جن لوگوں کے گھر اولاد خنثی پیدا ہوتو وہ حرمین شریفین کی خدمت کے لیے انہیں آزاد کردیتے ہیں۔ ان کا تعلق شریف اور معزز خاندانوں سے ہوتا ہے سر پر سفید پٹکہ اور سفید لمبا کرتا ان کا مخصوص لباس ہے۔

۵۵۷ھ/۱۱۶۲ء میں سلطان نور الدین شہید نے پہلی مرتبہ مسجد نبوی شریف کی خدمت کے لیے بارہ طواشی بھیجے۔ جو سب کے سب حافظ قرآن اور متقی پرہیزگار تھے۔ یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔ جیسا کہ مشہور عالم سیاح علامہ ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء میں لکھتا ہے۔ مسجد نبوی شریف کے خدام میں کچھ حبشی نوجوان بھی ہیں۔ جن کے لباس سے وقار و متانت ٹپکتی ہے۔ ان کے رئیس کو ''الشیخ الخدام'' کہا جاتا ہے۔[1]

ابن بطوطہ نے اغوات کا تذکرہ بڑی تکریم کے ساتھ کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

> ''مسجد شریف کے خدام میں نوجوان حبشی اور دوسری اقوام کے لوگ بھی شامل ہیں جو نہایت حسین' پاکیزہ صورت اور خوش پوش ہیں ان کی ہیئت اور وضع امرائے کبار جیسی ہے''۔[2]

الشیخ ابراہیم رفعت پاشا رقمطراز ہیں:

> ''۱۳۱۹ھ میں مسجد نبوی میں اغوات کی تعداد ۱۵۷ ہے ملک صالح عماد الدین نے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے ۷۴۰ھ میں تین گاؤں وقف کیے تھے' بعد میں مغربی اور سوڈانی حکمران بھی مسجد نبوی کی خدمت کے لیے اغوات بھیجتے رہے جس کی بناء پر بعض اوقات ان کی تعداد دو سو تک پہنچ جاتی رہی''۔[3]

---

[1] تاریخ القویم ج ۴: ۲۶۲ [2] سفرنامہ ابن بطوطہ اردو [3] مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبویؐ میں روشنی کا نظام:

اسلام کے عہد اوّلین میں سادگی مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھی۔ جو ہر ایک کام میں آشکارا اور نمایاں نظر آتی تھی۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی جیسی عظیم المرتبت عبادت گاہ کی تعمیر میں بھی اس شعار کو قائم رکھا اور اس میں روشنی کرنے کا انداز بھی بڑا سادہ تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجور کی شاخوں کی مشعل بنا کر لاتے اور مسجد نبوی شریف میں روشنی کرتے تھے۔ مدتوں یہی طریقہ رائج رہا۔ بعد ازاں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا فتح نامی ایک تجارت پیشہ غلام بیت المقدس سے زیتون کا تیل اور قندیل لایا۔ جسے مسجد میں میں روشن کیا گیا۔ جب فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قندیل کی روشنی دیکھی تو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کس کا کارنامہ ہے عرض کیا گیا کہ فتح نامی غلام یہ چیزیں بیت المقدس سے لایا ہے۔ اس پر آپؐ نے اس کا نام تبدیل کر کے سراج رکھ دیا۔ جس کے معنی چراغ جلانے والے کے ہیں۔[1]

اور سیدنا ابی ہند رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے لیے ملک شام سے قندیلیں، تیل اور قندیلیں لٹکانے کے لیے زنجیر لائے تھے۔ پھر انہیں مسجد میں آویزاں کرایا اور شب جمعہ کو روشن کی گئیں جب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ مسجد روشنی سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔ ارشاد فرمایا یہ کس کا کارنامہ ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ انتظام تمیم الداریؓ نے کیا ہے۔ آپ کی زبان حق ترجمانی سے گہر فشانی ہوئی۔

نَوَّرْتَ الْاِسْلَامَ نَوَّرَ اللّٰهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ: امانة لَوْ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةٌ تَزَوَّجْتُكَهَا.

”تم نے مسجد اسلام کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں

---

[1] اسد الغابہ ج ۲: ۲۶۳، تذکرہ سراج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں منور فرمائے۔ افسوس! اگر میری (کوئی بیٹی باقی ہوتی) کوئی بیٹی ہوتی تو اس خوشی میں تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا‘‘۔

یہ سن کر حضرت نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے ہاں بیٹی ہے جس کا نام مغیرہ ہے اگر آپؐ اس کا نکاح تمیم الداری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے مغیرہ سے ان کا نکاح کر دیا۔[1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مساجد میں روشنی کا انتظام کیا تھا۔[2]

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اور بھی وسیع پیمانے پر روشنی کے نظام کو فروغ دیا۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مسجدوں میں قندیلوں کی روح پرور جگمگاہٹ دیکھ کر فرمایا:

نَوَّرَ اللّٰهُ عَلٰى قَبْرِ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا مَسَاجِدَنَا.

’’سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہماری مساجد کو روشن کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائے‘‘۔[3]

مسجد مقدس کو منور کرنے کی خاطر مختلف اوقات میں مسلمان بادشاہوں اور اصحابِ ثروت کی طرف سے بیش بہا قیمتی اور نفیس قندیلیں مسجد کی نذر کی جاتی رہیں‘ جیسا کہ علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

امام ابن نجار نے سونے و چاندی کی چھوٹی بڑی چالیس قندیلوں کا تذکرہ کیا ہے جو حجرہ مقدسہ اور مسجد شریف کی قبلہ والی دیوار کے درمیان آویزاں تھیں۔ قاضی عبدالرحمٰن بن صالح نے مختلف سالوں میں ۱۵‘ ۱۴‘ اور ۲۱ قندیلوں کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح سلطان ناصر فرج کی والدہ محترمہ نے ایک ہزار مثقال وزنی بیش

---

[1] تفسیر قرطبی ج ۱۲: ۲۷۴‘ سورۃ النور [2] ابن ماجہ باب تطهير المساجد و تطييبها: ۵۵

[3] اسد الغابہ تذکرہ عمر رضی اللہ عنہ ج ۴: ۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہا قیمتی قندیل بھیجی اور سلطان موصوف کی ہمشیرہ محترمہ نے ۱۵۰۰ مثقال وزنی قندیل کا نذرانہ پیش کیا علاوہ ازیں چار بہت بڑی قندیلیں جن میں متعدد چھوٹی قندیلیں بھی نصب تھیں بھیجیں جن کا مجموعی وزن ۳۷۲۰ مثقال تھا یہ تمام قندیلیں سونے اور چاندی کی تھیں اور جواہرات سے مرصع تھیں۔ [1]

یوسف بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کی قندیلوں کے لیے زیتون کا تیل شام سے ہی آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۴۶ھ/۷۶۳ء میں جعفر بن سلیمان امیر مدینہ نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا اور مدینہ منورہ کے بازار ہی سے اس ضرورت کو پورا کیا جانے لگا۔ بعد میں ۱۹۷ھ/۸۱۲ء میں امیر مدینہ داؤد بن عیسیٰ نے بیت المال سے تیل فراہم کرنے کا فیصلہ کیا۔

جبکہ امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں حکومت مصر کے اوقاف سے زیتون کا تیل ۱۷ قنطار مصری سالانہ آتا ہے۔ جب کہ ایک قنطار کا وزن ۱۳۰' رطل ہے نہ صرف تیل مصر سے آتا ہے کہ بلکہ چھوٹی بڑی ۱۶۰ شمعیں ہر سال آتی ہیں علاوہ ازیں ایک سو مثقال ند سلگھانے کے لیے ہمراہ ہوتی تھی۔ [2] یہ عود' عنبر' لوبان اور صندل کا مرکب نفیس ترین خوشبو ہوتی تھی۔

۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء میں حسب ذیل قندیلیں مسجد نبوی زادھا اللہ تعظیما وتکریما کی زینت بنی ہوئی تھیں۔ سلطان اشرف کی طرف سے ۱۸ سونے کی قندیلیں اور دیگر آرائشی سامان بھیجا گیا جن کا وزن ۷۰۰۰ مثقال تھا۔ سلطان الکلرجہ شہاب الدین احمد نے ۴۶۰۰ مثقال وزنی سونے کی قندیل ہدیہ بھیجی۔ [3] مزید تفصیل کے لیے وفاء الوفاء ج افصل ۲۵ ملاحظہ ہو۔

۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء میں محمد علی والی مصر نے ایک بہت بڑا شمعدان خالص سونے کا اور دو چاندی کے بھیجے جن پر یہ عبارت کندہ تھی: العبد المذنب محمد علی والی مصر ۱۲۲۸ھ

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: فصل ۲۵ [2] اخبار مدینہ: ۱۱۰ [3] وفاء الوفاء ج ۱: فصل ۲۵ ج ۱ ص ۵۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح عباس پاشا اوّل نے چاندی کے شمعدان اور چاندی کے دو جھاڑ حجرہ مطاہرہ کے نذر کیے۔ ان میں سے ایک محراب عثمانی میں لٹکایا گیا۔ جس میں ۳۶ بتیاں جلتی تھیں اور دوسرا جھاڑ جو ۳۰ بتیوں پر مشتمل تھا اسے مواجہہ شریف کے سامنے آویزاں کیا گیا۔ ❶

علامہ رفعت پاشا لکھتے ہیں:

''حجرہ منیفہ کے چاروں طرف ۱۰۶ قندیلیں آویزاں ہیں۔ ان میں سے جو قندیلیں مواجہہ شریف کی طرف ہیں وہ خالص سونے کی ہیں اور یاقوت' الماس اور بیش بہا قیمتی جواہرات سے مرصع ہیں۔ جبکہ دیگر قندیلیں مسجد کی قندیلوں کی طرز کی ہیں اور سونے کی زنجیروں سے لٹکائی گئی ہیں حجرہ مقدسہ کے اوپر دائرہ میں بھی بے انتہا قیمتی جواہرات سے مزین قندیلیں لگی ہوئی تھیں۔ ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں سلطان عبدالمجید خان نے سونے کے دو شمعدان جو قد آدم کے برابر بڑے الماس اور جواہرات سے مزین تھے' نذرانہ بھیجے جن کی قیمت تین لاکھ جنی تھی۔ ان میں سے ایک سر مبارک اور دوسرا قدمین شریفین کی طرف لٹکائے گئے''۔ ❷

راقم الحروف نے ۱۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو حسب ذیل قندیلیں اور لائٹیں شمار کی ہیں۔

مسجد شریف کے قدیم حصہ میں کل ۵۲ قندیلیں آویزاں ہیں جن میں سے ۱۹' قندیلیں سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے اضافہ شدہ حصہ میں ۵ روضہ مقدسہ کے مشرقی حصہ میں ۳ محراب تہجد کے سامنے ہیں ان میں سے ۵ قندیلیں بہت بڑی ہیں ایک محراب نبوی کے سامنے دوسرے منبر نبوی کے قریب مشرق میں جبکہ ۳ قندیلیں محراب سے ستونوں کی پانچویں سطر کے بعد شمال میں آویزاں ہیں۔

قدیم حصہ میں جگ نما مرتبان محض خوبصورتی کے لیے ۲۵۵ آویزاں ہیں اور ۲۰۰ ٹیوب لائٹیں ہیں۔ جبکہ سعودی تعمیر میں ستونوں کے اوپر پیتل کے خول میں تقریباً

---

❶ تاریخ حرمین ندوی: ۲۳۰ ❷ مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۰۰' ٹیوب لائٹیں نصب ہیں۔

۱۲ر جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ یکم فروری ۱۹۸۸ء کو جب راقم الحروف زیارت سے شرف بار ہوا تو مسجد نبوی شریف کے قدیم حصہ میں روشنی کا روح پرور نظام دیکھنے میں آیا۔ سابقہ تمام قندیلوں' ٹیوب اور بلبوں کو یکسر ختم کر کے بالکل نئے انداز کی ٹیوب اور عالیشان قندیلیں آویزاں ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۶۰' قندیلیں ستونوں کے درمیان شمالاً جنوباً آویزاں ہیں۔ ان میں سے مواجہہ شریف کے سامنے۔ محراب نبی کے سامنے اور محراب عثمان کے سامنے بڑی بڑی قندیلیں ہیں۔ جن پر جابجا کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح شمالاً جنوباً ستونوں کی لائنوں کے اندر دو۔ دو جگ آویزاں ہیں ان پر بھی کلمہ شریف لکھا ہے۔ جبکہ شرقاً غرباً ستونوں کے درمیان نئی طرز کے شہتیر جن پر پیتل کے عالیشان خول چڑھے ہوئے ہیں کے ساتھ دو۔ دو ٹیوب پلاسٹک کے مستطیل ڈبوں میں میں لگی ہوتی ہیں۔ جن کی شمالی اور جنوبی سمت میں اللہ اکبر لکھا ہے۔ ٹیوبوں کی مجموعی تعداد ۶۵۰ ہے جبکہ جگ نما لائٹیں بھی ۶۵۰ عدد ہیں۔

مسجد نبوی میں خوشبو کا اہتمام:

سید کائنات ﷺ کا وجود باجود خود بھی عنبر افشاں اور مشک بیز تھا اور آپ کی نفاست پسند طبیعت کو خوشبو بے حد مرغوب تھی جس کا استعمال بڑے اہتمام کے ساتھ فرماتے بنابریں مساجد کو معطر کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''مسجدیں بناؤ اور انہیں پاک وصاف اور معطر رکھو''۔ ❶

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسجدوں کے دروازوں پر طہارت خانہ بناؤ اور جمع میں خوشبو کی دھونی

---

❶ ترمذی شریف ابواب السفر باب فی تطیب المساجد ج۱: ۱۳۰' ابوداؤد کتاب الصلوۃ ج۱: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کرو۔“ ❶

مسجد نبوی شریف میں پہلی مرتبہ خوشبو استعمال کرنے کا جو واقعہ پیش آیا اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف کی قبلہ والی دیوار کے قریب بلغم پڑی دیکھی۔ جس سے آپ کو سخت اذیت پہنچی اور اس اذیت و ناگواری کا اثر چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہا تھا یہ دیکھ کر ایک انصاری خاتون اٹھیں اور اسے کھرچ کر صاف کر دیا اور اس جگہ کو خوشبو لگا کر معطر کر دیا۔ آپ نے خوشی کے لہجے میں ارشاد فرمایا: اس خاتون نے کتنا ہی عمدہ کام کیا ہے۔ ❷

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہر جمعہ کو دوپہر کے وقت مسجد کے اندر بڑے اہتمام کے ساتھ خوشبو کی دھونی دی جاتی تھی اور آپ نے ہر شہر کی تمام مساجد میں دوپہر کے وقت خوشبو کی دھونی دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ ❸

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن جب منبر شریف پر رونق افروز ہوتے تو ان کے فرزند ارجمند سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ ❹

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مال غنیمت میں عود کا ایک بنڈل آیا۔ جسے آپ نے حسب دستور مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہا۔ مگر مقدار تھوڑی ہونے کے باعث تقسیم نہ کر سکے اس لیے حکم دیا کہ اسے انگیٹھی میں رکھ کر مسجد میں سلگایا جائے تاکہ تمام مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔ پھر ان کے بعد تمام خلفاء نے اس انتظام کو برقرار رکھا۔ ❺

یونہی ایک مرتبہ ملک شام سے چاندی کی ایک انگیٹھی خلیفۃ المسلمین سیدنا

---

❶ ابن ماجہ ابواب المساجد ما یکرہ فی المساجد: ۵۴ ❷ نسائی شریف ج۱: ۴۷ باب المساجد عنوان تخلیق المساجد ❸ زاد المعاد ج۱: ۱۰۴ بحوالہ اسلام میں نظام مساجد: ۲۰۶

❹ بذل المجہود ج۱: ۲۶۳ ❺ اخبار مدینہ: ۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ آپؓ نے فرمایا: اس سے مسجد میں خوشبو سلگانے کا کام لیا جائے۔ پھر اسے آپ کے سامنے رکھ دیا جاتا تھا۔ شب جمعہ اور جمعہ کے دن بالخصوص خطبہ کے دوران دھونی دی جاتی تھی۔ عرصہ دراز تک وہ انگیٹھی موجود رہی۔ بعد میں ابراہیم بن یحییٰ بن محمد گورنر مدینہ نے اس کی جگہ نئی سادہ انگیٹھی بنوائی جبکہ ۶۴۳ھ میں منقش اور خوبصورت انگیٹھی استعمال کی جاتی رہی۔ ❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف میں خوشبو کی دھونی دینے کا مستقل انتظام کیا تھا اس اعتبار سے وہ اس کام کے موجدین میں شمار ہوتے ہیں۔ ❷

۱۷۰ھ/۷۸۶ء میں خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ ماجدہ "الخَیزُرَانُ" زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئی تو اس نے جماعت کے وقت نمازیوں میں خوشبو کی دھونی دینے کے علاوہ حجرہ منیفہ کے گرداگرد دھونی دینے کا حکم بھی دیا' اوران اخراجات کو شاہی خزانہ سے پورا کرنے کا حکم صادر کیا۔ ❸

حرمین شریفین زادھما اللّٰہ تعظیمًا و تکریمًا کے لیے بے حد قیمتی اور نفیس قسم کی خوشبو کے تحفے تمام سلاطین و امراء کی طرف سے باقاعدگی سے آتے رہے خلافت عثمانیہ میں قسطنطنیہ سے مختلف اقسام کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ اللہ رب العزت نے جب سے حرمین شریفین کی خدمت آل سعود کو تفویض فرمائی ہے۔ تو وزارت مالیات نے اس خدمت کے لیے مخصوص فنڈ کا انتظام کیا اور ہر سال بیش بہا قیمتی خوشبو اور عطریات پر ہزاروں ریال خرچ کیے جانے لگے۔ ❹

علاوہ ازیں لوگ از خود بڑی کثرت سے خوشبو نچھاور کرتے ہیں۔ محراب نبوی' منبر نبوی کے علاوہ نمازی حضرات میں انتہائی قیمتی قسم کی خوشبو کا سپرے کیا جاتا ہے۔ جس سے پوری مسجد نبوی عطر فشاں اور مشک بار ہو جاتی ہے۔

---

❶ اخبار مدینہ: ۸۴ ❷ تحقیق النصرہ: ۸۸ ❸ اخبار مدینہ ❹ تاریخ القویم ج ۴: ۱۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو اور طہارت کا انتظام:

نبی مکرم ﷺ نے جہاں تعمیر مساجد کی ضرورت اور اہمیت کو بیان فرمایا۔ وہاں وضو اور طہارت کے انتظام کا بھی خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:

> ''مساجد کے دروازوں پر طہارت خانے بناؤ اور مساجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرو''۔❶

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو اور طہارت کے لیے ایک عمومی جگہ بنا رکھی تھی۔ جہاں کالے گورے سب ہی وضو کیا کرتے تھے۔❷

علامہ رفعت پاشا لکھتے ہیں:

> ''مسجد کے شمال میں چار کمروں پر مشتمل دو بڑے کمرے بیت الخلا کے لیے ہیں جن کے درمیان وضو کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ بالائی منزل میں غسل خانے اور حمام ہیں جن کا راستہ مسجد کے اندر بنی ہوئی سیڑھی کے ذریعہ جاتا ہے''۔❸

---

❶ ابن ماجہ ابواب المساجد ما یکرہ فی المساجد: ۵۴

❷ ابن ابی شیبہ ج۱: ۱۲۹　❸ مرآۃ الحرمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

مساجد مدینہ کریمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ...... مسجد قبا

☆ ...... مسجد قبلتین

☆ ...... مسجد ذوالحلیفہ

☆ ...... مسجد غمامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ کی قدیم وجدید مساجد

خالق کائنات نے مقصودِ کائنات ﷺ کو بے شمار خصائص وکمالات اور امتیازات سے سرفراز فرمایا۔ ان میں سے بعض کا ذکر آپ کے اس ارشاد میں پایا جاتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں میں فضیلت مرحمت فرمائی۔ مجھے جوامع الکلم عطا کیا (یعنی تھوڑے الفاظ زیادہ معانی) میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی۔ مال غنیمت میرے لیے حلال قرار دیا۔ میرے لیے ساری زمین کو پاک اور نماز کی جگہ بنایا گیا۔ اور مجھے ساری مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور میں سلسلہ نبوت ختم کرنے والا ہوں۔'' [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا طُهُوْرًا. فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ. [2]

''میرے لیے ساری زمین نماز کی جگہ اور پاک بنا دی گئی ہے۔ لہٰذا میرے امتی جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے نماز پڑھ لیں''۔

مسلمانوں کی اجتماعی عبادت اور ان کی پراگندہ اور منتشر قوتوں کی شیرازہ بندی جیسے عظیم مقصد کی خاطر مساجد کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ ان بکھرے ہوئے موتیوں کو سلک مروارید میں پرو کر اللہ تعالیٰ کے حضور ایک صف اور ایک جماعت

---

[1] صحیح مسلم شریف ج:1 199' مسند ابوعوانہ ج:1 395

[2] صحیح بخاری شریف ج:1 48' اور 62' صحیح مسلم شریف ج:1 199

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر بغل گیر کر دیا جائے تا کہ کمال نیاز مندی کے ساتھ پانچوں وقت وفاداری کا مظاہرہ کریں۔ مساجد کو بیوت اللہ ہونے کا جو شرف حاصل ہے۔ اس کے باعث مسجد کی سادہ اور معمولی سی عمارت کا مقابلہ عالیشان اور پرشکوہ شاہی محلات بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مساجد کا وجود گناہ کی الائشوں اور ظاہری نجاستوں سے پاک، منزہ اور صاف ہوتا ہے اور ان کی تعمیر کا مقصد وحید اجتماعی عبادت ہے اور عبادت کے انوار و برکات کی وجہ سے شاہی محلات کی فقید المثال عمارات آرائش و زیبائش میں یگانہ روزگار ہونے کے باوجود مساجد کے تقدس کے ساتھ دور کی مناسبت بھی نہیں رکھتیں۔

آیئے! ہم مساجد کی رفعت شان اور عزت وعظمت کا تذکرہ مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں دیکھیں اور کتاب اللہ میں تلاش کریں۔ اس میں شک نہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہر شئی کا مالک وہی ہے۔ لیکن ''مساجد'' کے متعلق خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ یہ ''میری ہیں''۔

﴿ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ [1]

''مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو ہرگز نہ پکارو''۔

﴿ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ﴾ [2]

''اللہ تعالیٰ نے ان گھروں کی تعظیم کا حکم دیا اور ان میں اس کا نام لیا جائے''۔

﴿ وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﴾ [3]

''اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خاص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو''۔

رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو شہروں اور بستیوں میں مسجدیں بہت زیادہ پسندیدہ ہیں۔ جبکہ

---

[1] سورۃ جن ۷۲:۱۸ [2] سورۃ النور:۳۶ [3] اعراف:۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منڈیاں اور بازار اسے سخت ناپسند ہیں۔"❶

آپ کا فرمان ذی شان ہے:

"مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور یہ آسمان والوں کو ایسی منور دکھائی دیتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان میں ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔"❷

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

"بیشک مسجدیں زمین میں اللہ کے گھر ہیں اور اللہ رب العزت کے ذمہ ہے کہ وہ مساجد میں آنے والوں کا اکرام کرے۔"❸

آپ نے ارشاد فرمایا:

"مسجدیں خانہ خدا ہیں اور یہ جس کا گھر ہیں۔ اسی نے ان میں آنے والوں کے لیے مہربانی آرام اور پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچانے کی ضمانت دے رکھی ہے۔"❹

اسلام کا نیر تاباں جب مدینہ منورہ زادھا اللہ تنویراً کو مستنیر کرنے لگا اور پھر مدینہ باسکینہ کی ضیا گستریوں سے اطراف واکناف عالم منور ہونے لگے' تو سرورکون و مکاں' فخر زمین و زماں ﷺ نے مساجد کے انوار و برکات سے مسلمانوں کے قلوب کو مجلی کرنے کی خاطر قیام مساجد کے احکامات صادر فرمائے اور یہ شرف ومجد بھی مدینہ باسکینہ ہی کو نصیب ہوا کہ تاریخ اسلام کی اوّلین مسجد اسی سرزمین پر تعمیر ہوئی اور اسی شہر میں پہلی مرتبہ نماز جمعہ ادا کی گئی۔

آپ کی ہدایات کے مطابق سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں مدینہ منورہ میں کتنی ہی مساجد معرض وجود میں آ گئیں تھیں۔ اگرچہ انہیں "مساجد البیت" سے تعبیر کیا جاتا تھا مگر فخر عالم ﷺ کی ہجرت سے پہلے ہی ہر قبیلہ محلہ اور شہر کی

---

❶ صحیح مسلم شریف ج۱:۲۳۶' مسند ابوعوانہ ج۱:۳۹۰ ❷ جمع الفوائد ج۱:۶۹

❸ مصنف عبدالرزاق ج۱۱:۲۹۶' جمع الفوائد ج۱:۶۹ ❹ کنز العمال ج:۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملحقہ تمام بستیوں میں ایسی مساجد موجود تھیں جن کی تفصیلات کتب احادیث' رجال اور تاریخ میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا کو ایسی لازوال شہرت نصیب ہوئی کہ باقی مساجد تاریخ کے افق پر دھندلا سا نشان دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مسجد نبوی کو بدر منیر کی سی تابندگی و درخشندگی سے نوازا گیا تو مدینہ منورہ کی دیگر مساجد کو بھی اس بات پر بجا طور پر ناز ہے۔ کہ ان کے ریگ زاروں پر سید عالم ﷺ کی جبین نیاز سجدہ ریز ہوئی اور ان کے فرش خاکی پر محبوب دو عالم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کے انمٹ نقوش آج تک ثبت ہیں۔

چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَقَدْ لَبِثْنَا بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ اَنْ يَّتَقَدَّمَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسِنِيْنَ نَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ وَ نُقِيْمُ الصَّلَاةَ.❶

''ہم رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے کئی سال پیشتر مدینہ میں مسجدیں تعمیر کرتے اور ان میں نماز پڑھتے تھے''۔

ایک دفعہ فخر دو عالم ﷺ نے بڑے دلنشین انداز سے فرمایا:

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو آسودہ ہو کر کھا پی لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یہاں دنیا میں جنت کے باغات کون سے ہیں؟

ارشاد ہوا: ''مساجد''

پھر دریافت کیا کہ آسودہ ہو کر کھانے سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' کا ورد کر لیا کرو۔❷

رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ بِمَنْزِلَةِ الْكَعْبَةِ.❸

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجدیں کعبہ شریف کی طرح برگزیدہ ہیں''۔

---

❶ فتح الباری ج ۷: ۲۴۵ ❷ مشکوٰۃ شریف باب المساجد: ۷۰ ❸ شرح سیر کبیر ج ۴: ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین نے مساجد مدینہ کی تعداد مختلف ادوار میں مختلف بیان فرمائی ہے۔
اس کی دو وجوہ تھیں' قدیم زمانہ میں وسائل کی کمی کے باعث تعمیر مساجد کا انتظام معقول نہ ہونے کی وجہ سے جو مسجد منہدم ہو جاتی۔ سالہا سال گزر جانے کے باوجود اس کی تجدید تعمیر کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ بعض اوقات ایسی تاریخی مساجد کے نشانات بھی مٹ جاتے تھے جیسا کہ امام سمہودی نے بعض مساجد کا محل وقوع بہت سی تحقیق و تجسس کے بعد دریافت کیا علاوہ ازیں آبادی نہ ہونے کی وجہ سے بھی بعض مساجد کی تعمیر جدید کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ لیکن موجودہ دور میں جہاں آبادی روز افزوں ترقی پذیر ہے وہاں وسائل کی بے پناہ فراوانی ہے۔ اس لیے تعمیر مساجد کے لیے مستقل فنڈ اور محکمہ قائم کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مساجد کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے۔
بعض مؤرخین کی بیان کردہ تعداد سپرد قلم کی جاتی ہے۔

امام زین الدین المراغی التوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء کے دور میں ۲۹ مساجد تھیں

امام محمد بن محمود	//	۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء	//	۳۰	//
امام سمہودی التوفی		۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء	//	۲۶	مساجد تھیں

علامہ عبدالقدوس انصاری نے ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں صرف قدیم ۱۲ بیان کی ہیں

عبدالسلام ہاشم			۲۸	//	//
ابراہیم بن علی العیاشی	قدیم وجدید		۴۰	//	//
محمد صالح البلیہشی نے	۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء	//	۱۲۴	//	//

سیدنا بکیر بن الاشج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کے گرد و نواح میں قبائل بنو عمرو' بنو ساعدہ' بنو عبیدہ' بنو سلمہ' بنو رائج' بنو زریق' اسلم' جہینہ اور بنو سنان کی نو مساجد آباد تھیں جن میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر جماعت شروع ہوتی تھی۔ ❶
جس وقت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پاسکینہ میں اقامت گزین

❶ سنن دار قطنی کتاب الصلوۃ باب تکرار مساجد ج ۲:۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو پھر تعمیر مساجد کا لامحدود سلسلہ شروع ہو گیا جس کی ابتدا آپ نے بنفس نفیس مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر سے فرمائی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا:

ببناء المسجد فی الدور وان ینظف و یطیب. ❶

''محلوں میں مسجدیں تعمیر کرو اور انہیں صاف وستھرا اور معطر رکھو''۔

اس اذنِ عام کے بعد مساجد کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ جن مکانات کو پہلے ''مساجد البیت'' کہا جاتا تھا وہ مستقل مسجد کی صورت اختیار کر گئے' بعض نئے مکانات کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا اور بہت سی نئی مساجد بھی تعمیر ہو گئیں اور ان کی ''رسم افتتاح'' کے لیے امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی جاتی کہ آپ نماز پڑھا کر مسجد کا افتتاح فرمائیں۔ تاکہ یہ انوار و برکات سے معمور ہو جائیں۔ جیسا کہ سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے۔

سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی کمزور یا ختم ہو جانے پر انہوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زبانی درخواست پیش کی کہ میں جس جگہ امامت کراتا ہوں بارش کے ایام میں میرے گھر اور اس جگہ کے درمیان سیلاب آ جاتا ہے اور بینائی نہ ہونے کی وجہ سے نماز پڑھانے سے قاصر رہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے مسجد کا درجہ دے دوں۔

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے آپ نے تشریف فرما ہونے کا وعدہ کر لیا۔ دوسرے دن علی الصباح آپ پہنچ گئے اور دریافت فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کس مقام پر نماز پڑھنا چاہتے ہو؟ عتبان رضی اللہ عنہ کی

---

❶ ترمذی شریف ابواب السفر باب فی تطیب المساجد ج ۱: ۱۳۰' ابوداؤد شریف کتاب الصلوۃ ج ۱: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشاندہی پر آپ نے دو رکعت جماعت سے ادا کیں اور اس جگہ کو مسجد کی حیثیت دے دی گئی۔ ❶

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے وقت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ بہت سی مساجد موجود تھیں۔ ❷

سیدنا محمود بن لبید الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہو جانے کے بعد انہوں نے یہ درخواست پیش کی تھی۔ ❸

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حوالی مدینہ میں انصار کی جو بستیاں آباد تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن ان میں عام اعلان کرا دیتے تھے۔ کہ جو لوگ روزہ دار ہیں وہ اپنا روزہ پورا کر لیں اور جو افطار کر چکے ہیں۔ وہ بقیہ دن کا روزہ رکھ لیں۔ چنانچہ صحابہؓ اپنے چھوٹے روزہ دار بچوں کو لے کر مسجد میں پہنچ جاتے تھے۔ ❹

ان روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ باسکینہ میں تشریف فرما ہونے سے پہلے اور بعد میں بہت سی مساجد قائم ہو گئی تھیں اور ان سبھی میں آپ نے کسی نہ کسی وقت نماز ادا فرمائی۔ آپ نے انصار کی بستیوں کا دورہ کرنے کا معمول بنا رکھا تھا اور ان کی مساجد میں نماز پڑھتے تھے تاکہ وہ مساجد انوار و برکات سے معمور ہو جائیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء ابی غسان سے روایت بیان کرتے ہیں۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب مساجد مدینہ کی تعمیر جدید کی خدمت انجام

---

❶ بخاری شریف ج۱:۶۰۷ ❷ فتح الباری ج۱:۵۲۲

❸ موطا امام مالک باب مساجد البیت ج۱:۷۷۰ ❹ مسلم شریف ج۱:۳۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی، تو انہوں نے لوگوں سے وہ مساجد دریافت کیں۔ جن میں مقصود کائنات ﷺ نے کسی نہ کسی وقت نماز پڑھی ہو۔ چنانچہ انہیں تراشیدہ اور منقش پتھروں سے تعمیر کرا دیا تاکہ آئندہ آنے والے لوگ اس امتیازی علامت سے انہیں پہچان سکیں۔ اگرچہ اس وقت ان میں سے بعض کے نشانات مٹ چکے ہیں۔ [1]

پہلے ان مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جن کی تاریخ قدیم ہے اور ان میں سے بعض میں حضور اقدس ﷺ نے نماز بھی ادا فرمائی تھی۔ اس کے بعد دور حاضر کی جدید تعمیر شدہ مساجد کا ذکر ہوگا۔

---

[1] فتح الباری ج ۱: ۵۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقبت مسجد قباء

ظہور اسلام کے بعد مساجد کی تاریخ میں مسجد قبا کو نہ صرف اولیت کا شرف حاصل ہے بلکہ فخر دو عالم ﷺ کے دست اطہر سے تعمیر ہونے کا اسے اعزاز بھی ملا اور اس پر مستزاد یہ کہ مقصود کائنات ﷺ اس کی زیارت کو باقاعدگی کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی زیارت سے شرف بار ہونے کی ترغیب و تحریص دی۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَا كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَ رَاكِبًا۔❶

"نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا کی زیارت کو پیدل اور کبھی سواری پر تشریف لے جاتے تھے"۔

آپ کے اس عمل کی پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی باقاعدگی کے ساتھ اس کی زیارت سے فیض بار ہوتے رہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز چاشت ہمیشہ مسجد قباء میں ادا کرتے تھے کیونکہ حضور اقدس ﷺ ہر سنیچر کو اس کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔❷

ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی سوموار اور جمعرات کے دن مسجد قباء میں نفل ادا کرے اسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔❸ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ لِعُمْرَةٍ۔❹

---

❶ صحیح بخاری شریف ج۱: ۵۹، صحیح مسلم شریف ج۱: ۴۴۸

❷ صحیح مسلم ج۱: ۴۴۸، سنن الکبریٰ ج۵: ۲۴۸ ❸ کنز العمال ج۱۲: ۲۶۵

❹ سنن ترمذی ج۱: 21، سنن الکبریٰ ج۵: ۲۴۸، ابن ابی شیبہ ج۲: ۳۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مسجد قبا میں نفل نماز پڑھنا عمرہ کے ثواب کے برابر ہے''۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''جس آدمی نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا''۔ ❶

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے اچھی طرح وضو کیا اور مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نیت سے چل دیا' اس کے سوا اس کا کوئی اور مقصد نہ ہو' وہ علی الصباح نماز ہی کے لیے گیا ہو۔ پھر مسجد قباء میں پہنچ کر چار رکعت نماز ادا کرے تو اسے بیت اللہ کا عمرہ کرنے والے کے مانند اجر ملے گا۔ ❷

ابن ابی شیبہ نے سہل بن حنیف سے یہ روایت بیان کی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح کی روایت نقل کی ہے۔ ❸

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مسجد قبا کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''میرے نزدیک مسجد قبا میں دو رکعت نفل ادا کرنا بیت المقدس کی زیارت سے بھی زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے''۔ ❹

امام ابن زبالہ زید بن اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں:

''اللہ کا شکر ہے کہ مسجد قباء ہمارے قریب تعمیر ہوئی اور اگر یہ کسی دور دراز ملک میں ہوتی تب بھی ہم اس کی زیارت کے لیے اونٹوں کے جگر فنا کر دیتے''۔ ❺

سیدنا عمر بن خطابؓ کا ارشاد ہے اگر مسجد قباء زمین کے کسی انتہائی دور مقام پر واقع ہوئی تب بھی ہم اس کی زیارت کے لئے سفر کرتے اور اونٹوں کے جگر فنا کر دیتے۔ ❻

﴿ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴾ ❼

''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی' وہ زیادہ اس

---

❶ ابن ماجہ: ۱۰۲ ❷ معارف السنن ج ۳: ۳۲۱ ❸ ابن ابی شیبہ ج ۲: ۳۷۳ ❹ ابن ابی شیبہ ج ۱: ۳۷۳' سنن الکبری ج ۵: ۲۴۹ ❺ مصنف عبدالرزاق ج ۵: ۱۳۳ ❻ کنز العمال ج ۴: ۱۴۰ ❼ سورۃ توبہ ع ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں وہاں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیت اہل قبا کے حق میں نازل ہوئی۔ ❶

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں قبا تشریف لے گئے۔ اور ان سے دریافت فرمایا: تمہارا کون سا پسندیدہ اور قابل تعریف عمل ہے جس کی وجہ سے قرآن مجید نے تمہاری تعریف وتحسین کی ہے۔

وہ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے حبیب! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں ہمیں بہت زیادہ محبوب عمل تو کوئی معلوم نہیں۔ البتہ ہم رفع حاجت سے فارغ ہو کر پانی سے استنجا کرتے ہیں اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی نظافت اور طہارت پسندی کے باعث اللہ کریم نے تعریف فرمائی ہے۔ ❷

دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

"ہم رفع حاجت سے فراغت کے بعد ڈھیلہ استعمال کر کے مزید طہارت کے لیے پانی بھی استعمال کرتے ہیں"۔ ❸

ایک مرتبہ دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر باہم اختلاف ہوا کہ مذکورہ آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے وہ کون سی ہے؟ ان میں سے ایک قبیلہ خدری سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی عمرو بن عوف میں سے تھا۔ خدری کا موقف تھا کہ اس سے مراد مسجد نبوی شریف ہے۔ جبکہ بنی عمرو کا آدمی اسے مسجد قبا قرار دیتا تھا چنانچہ دونوں اپنے نزاع کا فیصلہ کرانے حبیب کبریا اشرف انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دونوں کا بیان سن کر ارشاد فرمایا:

---

❶ ابوداؤد شریف ج۱: ۶، ❷ ترمذی شریف ج۲: ۱۳۶، سنن الکبریٰ ج۱: ۱۰۵، روح المعانی ج۶ پ۱۱: ابن کثیر ج۲: ۳۸۹ ❸ روح المعانی ج۲ پ۱۱: ابن کثیر ج۲: ۳۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ هٰذَا يَعْنِيْ مَسْجِدَهٗ۔ ❶ اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔

جبکہ بخاری شریف میں ہجرت کے واقعہ کے ضمن میں مسجد قبا کی تعمیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَ اَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی۔ ❷

ان روایات میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے لیکن امام عماد الدین ابن کثیر نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس اشکال کو رفع فرما دیا۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ جب مسجد قباء کی بنیاد تقویٰ پر ہونا یقینی ہے تو مسجد نبوی شریف اس سے کہیں زیادہ اس وصف سے متصف اور حقدار ہے۔ ❸ گویا کہ مسجد نبوی شریف بدرجہ اولیٰ اس کی اہل ہے۔

تعمیر مسجد قباء:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مقصود کائنات ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو چودہ دن تک قباء میں قیام فرمایا۔ ❹ اسی دوران آپ نے اسلام کے تابناک باب کی ابتداء تعمیر مسجد سے فرمائی۔

ابتداء میں جب حضور اقدس ﷺ بنی عمرو بن عوف کے رئیس کلثوم بن عدم کے گھر فروکش ہوئے تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ان ہی کے مکان میں نماز ادا فرماتے رہے۔ بعد ازاں آپؐ نے حضرت کلثوم بن الھدام کی ایک افتادہ زمین میں جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ مسجد قبا کی رسم تاسیس ادا فرمائی۔ جسے بارگاہ احدیت میں ایسی قبولیت حاصل ہوئی کہ اس کی رفعت و عظمت شان کا تذکرہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے:

---

❶ ترمذی شریف ج ۲: ۱۴۱ صحیح مسلم شریف ج ۱: ۴۴۷

❷ صحیح بخاری شریف ج ۱: ۵۵۵ ❸ تفسیر ابن کثیر ج ۲: ۳۸۹

❹ صحیح بخاری شریف ج ۱: ۵۶۰ صحیح مسلم شریف ج ۱: ۲۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المَسْجِد اُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى. وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

تاریخ تعمیر مسجد قبا:

یہ تفصیل پہلے صفحہ میں بیان ہو چکی ہے کہ سرور کونین رحمت دارین ﷺ بروز دوشنبہ ۸ ربیع الاوّل ۱۳ نبوت مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ عیسوی قبا میں قدم رنجہ فرما ہوئے اور تین دن بعد مسجد قبا کی تعمیر شروع فرما دی اس طرح ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳ نبوت مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی کو مسجد قبا کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

تعمیر مسجد میں شاہ کونین ﷺ بھی عام مزدوروں کے شانہ بشانہ مصروف کار رہے۔ بڑے بڑے وزنی پتھر اٹھاتے وقت جسد عنبریں خم کھا جاتا مگر اس جلیل القدر کام میں تساہل گوارہ نہ کیا۔ عقیدت مند بڑی لجاجت اور مروت کے ساتھ عرض کرتے۔ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ چھوڑ دیں ہم ایسے وزنی پتھر اٹھائیں گے۔ آپ ان کی دلداری کرتے ہوئے وہ پتھر تو چھوڑ دیتے مگر اسی کے برابر کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔

شاعر اسلام سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی دیگر حضرات کے ساتھ اس کار خیر میں شریک تھے۔ جس طرح مزدور لوگ تھکن مٹانے کے لیے کچھ گنگنایا کرتے ہیں۔ اسی طرح عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ دوران کام اشعار پڑھنے میں مصروف رہتے۔ جن کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں:

افلح من یعابع المساجد	مسجد تعمیر کرنے والا کامیاب ہے
ویقرء القران قائما وقاعدا	جو اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے
و لا یبیت اللیل عنہ و اقدا	اور رات عبادت میں جاگ کر گزارتا ہے

اس خوش کن اور دلفریب ردیف کے ہر ہر قافیہ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ بھی آواز ملاتے جاتے تھے۔

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۱۸۱ ج ۲: ۱۶ ❷ وفاء الوفاء ج ۱: ۱۸۱ ج ۲: ۱۶ ❸ وفاء الوفاء ج ۱: ۱۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زرعہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے مسجد قباء کی تعمیر کے لیے حرہ شرقی سے پتھر لائے گئے تھے۔❶

جب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانے لگا تو مقصود کائنات ﷺ نے اپنے دست مبارک سے پہلا پتھر رکھا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ پتھر رکھا ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے صدیق رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھا پھر عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور اس کے ساتھ نصب کر دیا۔ اس موقع پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد انہیں اسی ترتیب میں خلافت عطا کی جائے گی امام حاکم فرماتے ہیں۔ ہذا حدیث صحیح الاسناد۔❷

امام سہیلی المتوفی ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء یہ روایت قدرے وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

شمال کی جانب پہلا پتھر حضور اقدس ﷺ نے رکھا پھر سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کے ساتھ پتھر رکھا پھر سیدنا فاروق اعظم نے صدیق رضی اللہ عنہما کے پتھر کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پتھر رکھا۔ بعد ازاں ہر کس و ناکس پتھر رکھتا گیا۔❸

وہ قدسی صفات حضرات معمار اور مزدور کی خدمت ایک ساتھ خود ہی انجام دے رہے تھے۔ جنہوں نے بے حد ذوق و شوق اور خلوص کے ساتھ عہد رسالت کی پہلی مسجد تعمیر کی۔

ابن شیبہ کی روایت کے مطابق مسجد قباء کا طول اور عرض ۶۶ ذراع اور بلندی ۱۹ ذراع تھی جبکہ صحن ۵۰ ذراع لمبا اور ۲۶ ذراع چوڑا تھا۔

امام ابن النجار بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ھ/۷۰۹ء میں مسجد نبوی شریف کی توسیع کے بعد قبا کی توسیع اور تعمیر جدید کی خدمت بھی سرانجام دی۔ موصوف نے چونا وغیرہ سے پتھروں کی چنائی کرائی۔ پتھر کے بے حد مضبوط ستون

---

❶ کنز العمال ج ۴: ۱۴۱ ❷ مستدرک حاکم ج ۳: ۳۱۳ ❸ روض الانف ج ۲: ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوائے۔ جن کے درمیان میں سوراخ کر کے لوہے کی سلاخیں اور سیسہ وغیرہ ڈالا۔ پھران پر انتہائی دلفریب نقش ونگار کرایا چھت ساج کی عمدہ لکڑی سے بنوائی۔ برآمدوں کے درمیان صحن رکھا اور پہلی مرتبہ مسجد کا مینار بھی بنوایا۔❶ محراب پر نصب ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۳۵ھ/۱۰۴۳ء میں ابویعلی الحسینی نے بھی تجدید مسجد کی خدمت انجام دی تھی۔❷ اس عالیشان عمارت کے منہدم ہو جانے کے بعد جمال الدین الاصبہانی جو شاہان موصل میں سے ایک بادشاہ کا وزیر تھا۔ نئی تعمیر کرائی جس کا طول اور عرض ۶۸ ذراع (۱۰۲ فٹ) تھا۔ بلندی ۲۰ ذراع (۳۰ فٹ) اور مینار بھی بنوایا تھا۔❸

وزیر موصوف کا پورا نام جمال الدین محمد بن علی بن ابی المنصور الاصبہانی المعروف بالجواد تھا۔ اس نے تعمیری خدمات ۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء میں انجام دی تھیں۔❹

بعد میں ۶۷۱ھ/۱۲۷۲ء میں تجدید ہوئی۔ ۷۳۳ھ/۱۲۳۲ء میں ناصر الدین بن قلادون نے جزوی طور پر بعض حصے نئے تعمیر کرائے۔ ۸۴۰ھ/۱۴۳۶ء میں سلطان اشرف برسبائی نے ابن قاسم المحلی کے ہاتھوں تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا۔❺

امام سمہودی نے ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء میں سلطان اشرف برسبائی کی تعمیر شدہ مسجد کا حدود اربعہ اس طرح بیان کیا ہے۔

مشرق سے مغرب تک شمالی دیوار ۲/۱ ۶۹' ذراع (تقریباً ۸۴ فٹ) اور قبلہ سے شمال کی طرف چوڑائی ۷۹ ذراع (یعنی تقریباً ۱۱۸ فٹ) چھت کی بلندی ۱۹ ذراع (۲/۱ ۲۸ فٹ) جبکہ صحن شرقاً غرباً ۵۱ ذراع اور شمالاً جنوباً ۴/۱ ۲۶ ذراع۔❺

۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں علامہ رفعت پاشا نے لکھا ہے کہ موجودہ مسجد ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء کی تعمیر شدہ ہے جو ۴۰×۴۰ میٹر طویل وعریض ہے دیواروں کی بلندی ۶ میٹر ہے۔ پتھر کے بنے ہوئے ۲۶ ستون ہیں۔❻

---

❶ اخبار مدینہ: ۱۱۳ ❷ ایضاً ❸ ایضاً ❹ معالم دار الہجرۃ: ۳۶ ❺ وفاء الوفاء ج ۲: ۲۵
❺ وفاء الوفاء ج ۲: ۲۵ ❻ مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں علامہ عبدالقدوس الانصاری مسجد قباء کی پیمائش اس طرح بیان کرتے ہیں۔ مسجد مربع شکل ہے اور اس کا ہر ضلع ۴۰ میٹر ہے۔ اس میں ۲۹ ستون ہیں۔ چھت میں گنبد بنے ہوئے ہیں چھ برآمدوں پر مشتمل ہے۔ مسجد کے باہر دیواروں کی حفاظت کی غرض سے شمال' جنوب اور مشرق میں ستون نما پشتے بنے ہوئے ہیں۔ برآمدوں میں ایک چھوٹا سا کمرہ سامان رکھنے کے لیے بنا ہوا ہے۔ صحن کے غربی حصہ میں ایک قبہ نما جگہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ اس مقام پر حضور اقدس ﷺ نے اونٹنی باندھی تھی۔ ❶

۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں سعودی حکومت کی وزارت حج و اوقاف کے زیر اہتمام مسجد کی تجدید و توسیع شمال کی جانب کی گئی اور حسب سابق جنوب مشرقی کونے میں مینار بھی بنوایا۔ تعمیر پر مجموعی مصارف کا تخمینہ آٹھ لاکھ ریال ہے۔ ❷ سعودی شاندار توسیع کے بعد اب مسجد قبا کا رقبہ ۱۳۰x۱۳۰' مربع میٹر ہو گیا ہے۔ ❸

لیکن ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ/۲۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ایک مرتبہ پھر تعمیر و توسیع ہوئی جو پہلی پیمائش سے تقریباً تین گنا زیادہ ہے۔ مسجد کے شمال اور مشرق و مغرب میں توسیع کی گئی اور عورتوں کے لیے شمال کی جانب الگ حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس وقت مشرق' مغرب اور شمال میں دو دو بڑے اور چار چار چھوٹے دروازے ہیں۔

محراب مسجد قباء:

جس وقت فخر دو عالم ﷺ نے مسجد قبا کی تعمیر فرمائی تھی۔ اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا۔ لیکن سولہ یا سترہ ماہ بعد جب بیت اللہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا۔ ❹ تو مسجد قباء کا محراب بھی تبدیل ہو گیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد قبا میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے آواز بلند کہا کہ آج رات حضور

---

❶ آثار المدینہ: ۸۳ ❷ ایضاً: ۸۷ ❸ المدینہ.........الیوم: ۷۳

❹ صحیح مسلم شریف ج ۱: ۲۰۰' بخاری ج ۲: ۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدس ﷺ کو حکم خداوندی ملا ہے کہ کعبۃ اللہ کو اپنا قبلہ بنا لو۔ لہٰذا تم سب نمازی اپنا منہ کعبہ شریف کی طرف پھیر لو جس پر ہم سب بیت المقدس کی طرف سے کعبۃ اللہ کی طرف نماز ہی میں پھر گئے۔

راقم الحروف ۱۳۹۸ھ/۱۸/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جب مسجد قبا کی زیارت سے مشرف ہوا تو اس وقت محراب وغیرہ کی صورت حال یوں تھی جب تحویل قبلہ کا حکم صادر ہوا تو اس کے بعد شمالی دیوار کی بجائے جنوبی دیوار میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرنے کی غرض سے مصلّٰی کی جگہ مقرر کر دی گئی۔ جیسا کہ نقشہ میں دی گئی تفصیلات سے ظاہر ہے۔ اس طرح بیت المقدس کی طرف منہ کر کے جس جگہ نماز پڑھی جاتی رہی وہاں محراب بنا ہوا ہے جو کہ صحن مسجد میں واقع ہے اور مکبر کے چبوترہ کے قریب ہے اس کے اوپر پتھر پر یہ عبارت کندہ ہے:

هذا محل نزول الاية الفرقانيه.

قائم اوّل بودند کل ای مقتدی اثر رسول۔

اس محراب پر ایک مختصر سا گنبد بنا ہوا ہے۔ اس محراب کے قریب مشرق میں مؤذن کے لیے سیڑھیاں ہیں جبکہ اذان کی جگہ برآمدہ میں ہے۔ ❶

تحویل قبلہ کے بعد جہاں حضور اقدس ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی وہاں بھی محراب بنا دی گئی ہے جو مسجد کی جنوبی اور شمالی محراب کے درمیان مائل بغرب ہے۔ اس کے اوپر سنگ مرمر کے دو پتھروں پر یہ آیت کندہ ہے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾

اس کے نیچے دوسرے دو پتھروں پر یہ حدیث شریف لکھی ہوئی ہے:

❶ صحیح بخاری شریف ج ۲: ۶۲۵، صحیح مسلم شریف ج ۱: ۲۰۰ ❷ سورۃ توبہ ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ اَتَى مَسْجِدَ قُبَاء فَصَلَّى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ.

منبر مسجد قبا: مسجد قبا میں منبر کا تذکرہ قدیم تواریخ میں نہیں ملتا' پہلی مرتبہ جس منبر سے اس مسجد کو زینت بخشی گئی وہ سلطان اشرف قایتبائی کا تھا' جو موصوف نے ۸۸۸ھ/۱۴۸۲ء کو مسجد نبوی شریف کی نذر کیا تھا۔ پھر جب سلطان مراد خان عثمانی نے ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء کو فاخرہ اور نادرہ روزگار منبر کا مسجد نبوی شریف کے لیے ہدیہ بھیجا تو پہلا منبر مسجد قبا میں منتقل کر دیا گیا۔❶

راقم الحروف ۱۸/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منبر کی زیارت سے مشرف ہوا۔ یہ سنگ مرمر سے تعمیر شدہ آٹھ زینوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پیشانی پر شیشے کے فریم میں یہ آیت تحریر ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

منبر کے دروازہ پر بھی کچھ لکھا ہوا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جا سکا۔

مسجد قباء کے ستون:

مؤرخین میں سب سے پہلے امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء نے مسجد قبا کے ستونوں کا تذکرہ کیا تھا۔ موصوف نے ۳۹ ستون بیان کیے تھے۔ جبکہ ہر دو ستونوں کے درمیان ۷ ذراع (۱۰½ فٹ) کا فاصلہ تھا۔❷

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ ان کی تفصیلات اس طرح بیان کرتے ہیں۔

امام ابن نجار کی بیان کردہ تعداد اب بھی پائی جاتی ہے۔ مسجد سات برآمدوں پر مشتمل ہے جن میں ستونوں کی ترتیب اس طرح ہے قبلہ کی جانب یعنی جنوب میں ستونوں کی تین صفیں ہیں جبکہ ہر صف میں شرقاً غرباً سات ستون ہیں۔ اس طرح شمال کی جانب ۱۴ ستون ہیں۔ رحبہ کے قریب مغربی سمت میں دو اور مشرقی

---

❶ آثار المدینہ: ۸۱ ❷ اخبار المدینہ: ۱۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب دو ستون ہیں۔ کل تعداد ۳۹ ہے۔ ❶

علامہ عبدالقدوس الانصاری نے ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں ۲۹ ستون بیان کیے ہیں۔ ❷

۱۸/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جب راقم الحروف نے مسجد قبا کی زیارت کی تو اس وقت ستونوں کی تعداد ۳۷ پائی۔ ۱۴۰۷ھ کی تعمیر و توسیع میں بھی ۳۷ ستون بنائے گئے ہیں جبکہ جنوبی حصہ میں چھت پر تین عظیم الشان گنبد بھی بنائے گئے ہیں۔

مینار مسجد قباء: مسجد قبا کا مینار غالباً سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے پہلے پہل بنایا تھا۔ ❸ بعد کے مؤرخین نے اس کی بلندی کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔ امام ابن شیبہ نے ۵۰ ذراع (۷۵ فٹ) بلند اور تقریباً ۹ ذراع (۱۳½ فٹ) چکور بیان کیا ہے اور ابن النجار نے مینار کی بلندی جنوب کی طرف سے ۱۰' ذراع اور مغرب کی جانب ۸ ذراع بیان کی ہے جبکہ مسجد کی بلندی ۲۱ ذراع تحریر کی ہے۔ مسجد کی تعمیر و تجدید کے ساتھ مینار کی تجدید بھی ہوتی رہی۔ ❹ سعودی تعمیر میں مینار چوکور نہیں بلکہ گول ہے۔

شاہ فہد کی توسیع:

۱۴۰۶ھ/۱۹۵۸ء میں شاہ فہد نے مسجد قباء کی توسیع کا فرمان جاری کیا' اور مسجد کو اپنے ذاتی خرچہ پر تعمیر کرنے کا تہیہ کیا۔ توسیع کا کام ادارہ بن لادن کو تفویض کیا گیا' جس کو اب ان کے لڑکے چلا رہے ہیں۔ محمد بن لادن وہی مستاجر ہیں۔ جنہوں نے ملک عبدالعزیز کے عہد میں مسجد نبوی کی تعمیر کا ٹھیکہ لیا تھا۔

۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء میں توسیع کا کام مکمل ہوا' اور جدید توسیع شدہ مسجد کا افتتاح شاہ فہد کے دست مبارک سے عمل میں آیا۔

اس توسیع کے بعد مسجد قباء کا رقبہ چھ ہزار ایک سو (۶۱۰۰) مربع میٹر ہو گیا ہے۔ مسجد کے سامنے ۴۰۰۰ مربع میٹر کا ایک کھلا میدان بھی ہے۔ پہلے مسجد قباء کا رقبہ

---

❶ وفاء الوفاء ج ۲:۲۶ ❷ آثار المدینہ: ۸۱ ❸ آثار المدینہ: ۸۴ ❹ وفاء الوفاء ج ۲:۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ۱۲۲۵ مربع میٹر تھا۔

نئی تعمیر میں چار میناروں کے علاوہ ۶ گنبدوں کا اضافہ ہوگیا ہے۔ مسجد کے امام' موذن اور دوسرے خدام کی قیام گاہوں کے علاوہ ۹۰ حمام اور بیت الخلاء بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔ مسجد کی جدید تعمیر و توسیع پر ۹۰ ملین سعودی ریال خرچہ آیا۔ ❶

مسجد نبوی سے قباء کا فاصلہ:

مسجد قبا مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب کوئی تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے میانہ روی سے پیدل چلنے والا آدمی تقریباً ۴۰ منٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ راستہ تنگ' ٹیڑھا اور سخت دشوار گزار تھا۔ یہ پیچ در پیچ راستہ گڑھوں اور چھوٹے چھوٹے درختوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس کی توسیع اور اصلاح کے لیے پہلی مرتبہ ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں فخری پاشا نے بہت کام کیا۔ زائرین کی سہولت کے لیے اس کے دونوں جانب سایہ دار درخت لگائے۔ بعد ازاں ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں عبدالعزیز بن ابراہیم جو کہ امیر مدینہ المنورہ کا وکیل تھا اس نے بہت سی اراضی خرید کر راستہ کشادہ کیا اور اس کی اصلاح پر کافی رقم خرچ کی۔ ❷

اس کے بعد جب سعودی حکومت نے دوسری سڑکیں کشادہ' پختہ اور عمدگی کے ساتھ بنوائیں تو قبا کو جانے والی سڑک کو دورویہ بنا دیا۔ جو بہت کشادہ اور نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے۔

مسجد قباء میں ابتدائی زمانہ میں سیدنا سالم مولیٰ خذیفہ رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا گیا۔ آپ مہاجرین اوّلین بشمول سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ ❸

ابن زبالہ سے روایت ہے کہ بعد میں سیدنا سعد بن عدیم بن قیس بن النعمان مسجد قباء میں امام مقرر ہوئے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سیدنا فاروق

---

❶ ابواب تاریخ مدینۃ المنورہ: ص ۹۶' ۹۷ ❷ آثار المدینہ: ۸۳ ❸ اخبار مدینہ: ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعظم رضی اللہ عنہ کے دور تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہے پھر ان کے وصال کے بعد سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے مجمع ابن حارثہ کو بطور امام تعینات کر دیا۔❶

مسجد جمعہ:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سید دو عالم ﷺ قبا میں چودہ روزہ قیام کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہوئے آپ کی روانگی جمعہ کے دن سورج کافی بلند ہو جانے پر ہوئی تھی۔ جب آپ قبیلہ بنوسالم میں وادی ''رانونا'' تک پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو چکا تھا بناء بریں آپ نے اپنے ہم سفر ایک سو افراد کی معیت میں وہیں جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔❷ اس لحاظ سے مدینہ منورہ میں آپ کا پہلا جمعہ تھا۔ بعد میں اس مقام پر بنائی جانے والی مسجد کا نام ''مسجد الغُبَیب'' ''مسجد الوادی اور'' ''مسجد الجمعۃ'' مشہور ہوا۔

اس بستی میں سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اقامت پذیر تھے جن کی مسجد میں رحمت کائنات ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ لیکن وہ مسجد جمعہ کے علاوہ اس سے غربی جانب حرہ کی طرف واقع اور نسبتاً چھوٹی تھی۔❸

علامہ سمہودی لکھتے ہیں:

ایک روایت کے مطابق آپؐ نے قبیلہ بنوسالم بن عوف جو وادی ذی ضلب میں آباد تھا کے پاس جمعہ ادا کیا۔ اور امام ابن اسحاق کی روایت میں وادی رانونا میں جمعہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ جبکہ امام ابن زبالہ ''الغبیب'' میں جمعہ پڑھنا بیان کرتے ہیں۔ بظاہر ان روایات میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ذی ضلب اور رانونا دونوں نالوں کا پانی ''مسجد الغبیب'' کے مقام پر اکٹھا ہوتا تھا۔ اس لیے تینوں روایات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے ''مسجد جمعہ'' والی جگہ ہی قبیلہ بنو سالم میں نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔❹

دسویں صدی ہجری تک مدینہ منورہ سے قبا جانے والے راستہ کے دائیں

❶ وفاء الوفاء ج ۲:۲۱ ❷ اخبار مدینہ: ۶۸ ❸ معالم دار الہجرۃ: ۳۸ ❹ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۱، ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب مسجد جمعہ واقع تھی اس راستہ میں کئی تبدیلیاں اور اصلاحات ہوئیں' بنابریں اس وقت یہ مسجد راستہ کے بائیں جانب پائی جاتی ہے۔❶

مسجد جمعہ کے اوّلین تعمیر کنندگان میں عبدالصمد العباسی امیر مدینہ بھی تھا جسے خلیفہ مہدی عباسی نے ۱۵۹ھ/۷۷۶ء میں معزول کر دیا تھا۔❷

بعد میں کئی عجمی امراء اور روساء نے بھی اس کی تعمیر و تجدید کی خدمت سر انجام دی پھر خواجہ الرئیس الجواد المفضل شہاب الدین قانونی نے اس کی تجدید کرائی۔

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء نے اس کا طول شمالاً جنوباً ۲۰ ذراع (۳۰ فٹ) اور شرقاً غرباً محراب والی دیوار ۱۶ ذراع (۲۴ فٹ) بیان کیا ہے۔❸

الشیخ عبدالقدوس الانصاری لکھتے ہیں:

مسجد کا طول ۸ میٹر' عرض ۴ میٹر ۵۰ سنٹی میٹر اور بلندی ۵ میٹر ۵۰ سنٹی میٹر ہے۔ اس کا گنبد سرخ اینٹوں کا گچ سے بنایا گیا ہے۔ دیواریں پتھر کی بہت مضبوط بنی ہوئی ہیں۔ روشنی اور ہوا کے لیے چار کھڑکی نما روشندان ہیں۔ شمال کی جانب ۸x۶ میٹر صحن ہے۔ جس کے باہر دو میٹر بلند دیوار بنی ہوئی ہے۔ دروازہ بغیر کواڑ کے اور ڈاٹ نما ہے جس کے دونوں جانب سفید سنگ مرمر کے مستطیل پتھر نصب ہیں۔ جن پر آنکھوں کو خیرہ کرنے والے نقش و نگار ہیں اور یہ عبادت بھی کندہ ہے:

امر ببناء هذا المسجد المبارک الجمعة مولانا امیر المومنین السلطان الملک المظفر السلطان بایزید بتاریخ......

اس عبارت میں تاریخ درج نہیں ہے۔ البتہ سلطان بایزید سلاطین عثمانیہ میں سے تھا' جس کا دور حکمرانی ۸۸۶ھ اور ۹۱۸ھ کے درمیان تھا۔ اس اعتبار سے مسجد جمعہ کی موجودہ عمارت تقریباً ساڑھے چار سو سال پرانی ہے جس کی زیارت سے میں (علامہ عبدالقدوس الانصاری) بروز منگل ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

---

❶ آثار المدینہ: ۸۸ ❷ ایضاً ❸ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف بار ہوا۔

مسجد تجدید کی خواستگار اور گنبد گر جانے کی تیاری میں ہے' دیواریں کمزور ہو چکی ہیں صحن تک پہنچنے کے لیے پتھر کے بنے ہوئے زینے بھی گرنے شروع ہو گئے ہیں۔ ❶

راقم الحروف ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء کو جب زیارت مدینۃ الرسول سے مشرف ہوا۔ تو اس وقت مسجد جمعہ کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ پائی۔ راستہ کچا اور ناہموار تھا۔ علامہ انصاری کے بیان کردہ زینے موجود نہ تھے۔ سڑک سے کافی نشیبی جگہ مسجد واقع تھی۔ لیکن ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مسجد نو تعمیر شدہ پائی جو انتہائی عمدہ' خوبصورت اور صاف ستھری تھی۔ پختہ سڑک کے برابر سطح مسجد رکھی گئی۔ چھت گنبد دار' مسجد برقی قمقموں اور پنکھوں سے آراستہ تھی۔

مسجد غمامہ یا مصلی العید:

سرور کون و مکاں فخر زمین و زماں ﷺ کی یہ عیدگاہ تھی' عیدین کی نماز اس جگہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے اسے مسجد مصلی العید کہا جاتا ہے۔ البتہ علامہ عبدالقدوس انصاری کی تحقیق کے مطابق ''مسجد غمامہ'' کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ نام عوام کا مشہور کردہ ہے۔ ❷

مسجد نبوی کے باب السلام سے جنوب مغربی کونے میں تقریباً پندرہ سو فٹ کے فاصلہ پر یہ مسجد واقع ہے۔ حضور انور ﷺ نے ۲ھ میں پہلی مرتبہ عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز اس جگہ ادا فرمائی تھی۔ اس مقام سے قبلہ سمت کثیر بن الصلت بن معاویہ الکندی کی حویلی تھی۔ موصوف کی ولادت حضور انور ﷺ کے زمانہ میں ہوئی۔ لیکن ان کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔ ان کا اصل نام ''قلیل'' تھا۔ جسے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تبدیل کر کے ''کثیر'' رکھا۔ ❸

---

❶ آثار المدینہ حاشیہ ۸۸-۹۱ ❷ ایضاً حاشیہ ۱۲۲ ❸ فتح الباری ج ۱: ۴۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف نے یہ جگہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے خرید کر تعمیر کی تھی۔ عیدگاہ کے قرب کی وجہ سے یہ "مصلی العید" کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔❶

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے' پہلے نماز عید ادا کرتے پھر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جس میں پند ونصائح اور احکامات صادر فرماتے' اگر کوئی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اسے رخصت کرتے۔❷

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۲ء لکھتے ہیں' اس عیدگاہ سے مدینہ منورہ کی وہی مشہور جگہ مراد ہے جو باب السلام سے کوئی ایک ہزار ذراع کے فاصلہ پر واقع ہے۔❸

مدینہ منورہ کے مؤرخ جلیل علامہ سمہودی نے اسی کو مسجد المصلیٰ قرار دیا ہے اور اسی مقام پر سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے عید پڑھنے کا ذکر بھی کیا ہے' مگر اس وقت مستقل طور پر مسجد تعمیر نہیں ہوئی تھی صرف کھلی جگہ تھی بعد میں سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے پہلی مرتبہ اس جگہ مسجد تعمیر کرائی۔❹

الشیخ عبدالقدوس الانصاری لکھتے ہیں:

نویں صدی ہجری تک اسی مسجد میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پڑھی جاتی رہی۔ لیکن معلوم نہیں کہ اس جگہ کی بجائے مسجد نبوی شریف میں کن وجوہ کی بناء پر عیدین کی نماز پڑھی جانے لگی۔ ممکن ہے کہ مسجد نبوی شریف کشادہ ہونے کی وجہ سے اس میں عید کی نماز شروع کی گئی ہو کیونکہ اس میں پورے شہر کے لوگ سما سکتے ہیں۔❺

۷۶۲ھ/۱۳۶۱ء میں سلطان الناصر حسن بن سلطان محمد بن قلادون الصالحی نے عزالدین شیخ حرم کو اس کی تجدید کا حکم دیا۔ ۸۶۱ھ/۱۴۵۷ء میں امیر

---

❶ وفاء الوفاء ج۲:۳ ❷ بخاری ج۱:۱۳۱' مسلم ج۱:۲۹۰ ❸ فتح الباری ج۱:۴۴۹

❹ وفاء الوفاء ج۲:۶ ❺ آثار المدینۃ:۱۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برویک نے اس کی اصلاح کرائی مسجد کا دروازہ محراب کے محاذات میں شمال کی طرف تھا اور دروازہ کے اندر داہنی جانب چند زینے بنے ہوتے تھے' جنہیں امیر برویک نے ختم کردیا۔❶

تیرھویں صدی ہجری میں سلطان عبدالمجید العثمانی نے اس کی تجدید کرائی اور دیوار میں نصب ایک لکڑی پر یہ عبارت کندہ کرائی:

"بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. انما یعمر مساجد اللّٰہ الایۃ اللّٰھم شفع النبی فی مجددہ السلطان عبدالمجید خان عزنصرہ".

اسی طرح چودھویں صدی ہجری میں سلطان عبدالحمید خان الثانی نے اس کی تعمیری خدمت انجام دی۔ جو ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء تک صحیح حالت میں قائم تھی' پھر سعودی حکومت نے اس میں بہت سی اصلاحات وترامیم کرائیں۔

یہ مسجد تراشیدہ مضبوط پتھروں کی بنی ہوئی ہے۔ ڈاٹ نما دیواریں اپنی طرز میں عجوبہ روزگار ہیں' چھت ۱۲' میٹر بلند اور عالیشان قبوں پر مشتمل ہے۔ قبے بے حد عمدہ صاف شفاف سفید سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم ہیں' دیدہ زیب محراب کے پہلو میں خوبصورت منبر نصب ہے۔ شمالی دیوار کے اندر مبلغین کا حجرہ اور شمال مغربی کونے میں مینار ہے۔ مسجد کا طول ۲۶/ میٹر' عرض ۱۳' میٹر' بلندی ۱۲ میٹر اور دیواروں کی چوڑائی ایک میٹر ۵۰ سنٹی میٹر ہے۔❷

راقم الحروف نے ۱۳۹۸ھ ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۸' کو مسجد غمامہ کی بعض چیزیں اس طرح پائی ہیں۔

مسجد کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوکر دائیں اور بائیں دو اور دروازے ہیں۔ داہنی جانب والے دروازہ کے دائیں کواڑ پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اور بائیں کواڑ پر وَمَاتوفیقی اِلَّا بِاللّٰہ النجارٗ

❶ وفاء الوفاء ج ۲: ۷ ❷ آثار المدینہ: ۱۲۲ تا ۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطار ۱۳۷۳ھ

یونہی بائیں دروازے کے دائیں کواڑ پر لکھا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بائیں کواڑ پر اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْن.

مسجد کے باہر برآمدہ پانچ بڑے دروازوں پر مشتمل ہے۔ جو موٹی پیتل کی گرل کے بنے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے اندر داہنی جانب بلندی پر اذان کی جگہ بنی ہوئی ہے جس پر چڑھنے کے لیے دس سیڑھیاں ہیں۔ اندر بیس ٹیوب لائٹیں اور ۱۹ پنکھے لگے ہیں۔

منبر مسجد غمامہ:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سرور کونین' رحمت دارین ﷺ کی معیت میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ بغیر منبر کے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ پھر مجھے مروان بن الحکم کے عہد میں عیدین کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہم نے اس وقت عیدگاہ میں منبر موجود پایا جو کثیر بن صلت نے بنوایا تھا۔ جب مروان منبر پر چڑھنے لگا تو میں نے منع کرنے کی کوشش کی۔ اس نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ ❶

اس روایت سے بعض علما نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ عید کا خطبہ بغیر منبر کے پڑھا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر بغیر منبر کے خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور عیدگاہ میں منبر پر خطبہ سب سے پہلے مروان بن حکم حالانکہ حضور اقدس ﷺ اور خلفاء الراشدین نے بھی عید کا خطبہ منبر پر پڑھا تھا' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نماز استسقا کے لیے عیدگاہ تشریف لائے آپ انتہائی عاجزی اور انکساری اور متانت کے ساتھ چل رہے تھے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ نماز پڑھائی اور تفرع کے ساتھ دعا فرمائی۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری ج۱:۱۳۱' صحیح مسلم ج۱:۲۹۰ ❷ ابوداؤد باب الصلوۃ الاستسقاء ج۱:۱۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لوگوں نے قحط کی شکایت کی۔ جس پر آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور نماز استسقاء پڑھنے کے لیے ایک دن کا وعدہ کرلیا۔ چنانچہ آپ وقت موعود پر عیدگاہ تشریف لائے منبر پر چڑھ کر تقریر فرمائی اور دعا فرمائی بعد میں دو رکعت نماز پڑھائی۔ ❶

اسی طرح کی ایک روایت جامع ترمذی میں بھی ہے جس میں عیدگاہ میں منبر پر تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے۔

جس میں منبر کے متعلق یہ صراحت بھی موجود ہے کہ وہ کثیر بن صلت نے پختہ اینٹوں سے بنوایا تھا لکڑی کا اس لیے نہیں بنوایا کہ عیدگاہ کھلی فضا میں واقع ہونے کی وجہ سے بارش اور دھوپ سے لکڑی خراب ہو جائے گی۔ جبکہ مسجد کے اندر لکڑی کا منبر محفوظ رہتا ہے۔ ❷

ان روایات سے واضح ہو گیا کہ مسجد غمامہ میں حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک سے منبر موجود تھا۔

راقم الحروف نے ۱۳۹۸ھ/۲۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء میں جس منبر کی زیارت کی وہ لکڑی کا بنا ہوا کافی بلند تھا۔ جس کے اندر دس زینے تھے جن پر قالین بچھا تھا۔ منبر کے دروازے پر یہ عبارت کندہ تھی۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

جس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ اسے سلطان سلیمان نے تعمیر کرایا تھا۔

مسجد الفضیخ:

یہ مسجد، مسجد قباء سے مشرقی جانب حرۃ الشرقیہ کے قریب عوالی کے علاقہ میں واقع ہے ❸ جو مسجد شمس کے نام سے بھی مشہور ہے۔ سیدنا ہشام بن عروہ اور سیدنا حارث

❶ ابوداؤد باب الصلوۃ الاستسقاء ج ۱: ۱۱۶۰ ❷ فتح الباری ج ۲: ۴۵۰ وفاء الوفاء ج ۲: ۹۰۸ ❸ آثار المدینہ: ۱۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن فضیل سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس مسجد میں نماز پڑھی تھی۔ ❶

اس کا نام مسجد شمس کیوں مشہور ہوا؟ اس کی کوئی معقول وجہ کسی کتاب میں مرقوم نہیں سوا اس خیال کے کہ اس کا محل وقوع بلند جگہ ہونے کی وجہ سے سورج طلوع ہوتے ہی اس پر کرنیں پڑتی ہیں۔ ❷ اور یہ بھی محض مفروضہ ہے کہ اس مقام پر سورج غروب ہونے کے بعد لوٹ آنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ ❸

اس کا نام مسجد الفضیخ مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری اور چند صحابہؓ اس مقام پر فضیخ نام کا کوئی منشی مشروب پیتے تھے لیکن جب حرمت شراب کا حکم نازل ہونے پر جب انہیں اس کا علم ہوا تو انہوں نے فضیخ کے مشکیزہ کا منہ کھول کر سارا مشروب ضائع کر دیا تھا۔

جب حضور اقدس ﷺ نے یہود کے قبیلہ بنو نضیر کا محاصرہ کیا تو اس مقام پر آپ کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ جس میں آپ نے چھ دن تک نماز ادا فرمائی۔ ❹

علامہ سمہودی نے اس کا طول و عرض ۱۱×۱۱ ذراع بیان کیا ہے ❺ یعنی ۲/۱ ۱۶ فٹ

علامہ انصاری کے مطابق ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں مسجد کا طول ۱۹ میٹر، عرض ۴ میٹر اور چھت ۵ قبوں پر مشتمل ہے۔ محراب کے قریب دو زینوں کا منبر مٹی گارے اور پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ ❻

الشیخ محمد صالح البلیہشی نے ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں مسجد کا مجموعی رقبہ ۶۱، ۴۷۹ مربع میٹر بیان کیا ہے۔ ❼

مسجد البحیر یا مسجد سجدہ:

قدیم زمانہ میں اس کے قریب ''البحیر'' نامی کھجوروں کا باغ تھا اس نسبت سے یہ نام مشہور ہوا۔ اور مسجد سجدہ کی وجہ تسمیہ آئندہ بیان کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں

---

❶ اخبار مدینہ: ۱۱۵ ❷ آثار المدینہ: ۱۴۱ ❸ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۳ ❹ معالم دار الہجرہ: ۱۳۷
❺ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۴ ❻ آثار المدینہ: ۱۴۱ ❼ المدینہ.........الیوم: ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن علامہ سمہودی نے مطلق نام ذکر نہیں کیا نہ اس کے موجب بیان کیا اور عصر حاضر کے مؤرخ الشیخ محمد صالح البلیہشی نے صرف یہی نام لکھا ہے۔ نیز وزارت اوقاف کے زیر اہتمام مسجد پر آویزاں تختی پر بھی ''مسجد ابوذر'' لکھا ہوا ہے۔

الشیخ ابراہیم بن علی العیاشی نے اس مسجد کے چار نام لکھتے ہیں۔ مسجد الاسواف' مسجد السجدہ' مسجد ابی ذر غفاری اور مسجد البحیری۔ ❶

لیکن شیخ عبدالقدوس الانصاری لکھتے ہیں:

کسی تاریخ کی کتاب میں کوئی متعین نام نہیں مل سکا۔ محل وقوع کی مناسبت سے ''البحیر'' اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ طویل سجدہ کرنے کی بنا پر ''مسجد سجدہ'' کے نام موزوں معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ سیدنا ابوذر غفاری کی طرف نام کی نسبت یہ محض عوام الناس کی اختراع ہے۔ ❷

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی شریف کے صحن میں سو رہا تھا۔ اچانک آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں بھی دبے پاؤں پیچھے ہولیا۔ آپ ایک باغ میں تشریف لے گئے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر بہت ہی طویل سجدہ کیا مجھے فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں روح پر فتوح اعلیٰ علیین کو پرواز تو نہیں کر گئی۔ اتنے میں آپ نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور فرمایا عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ آپ نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کی روح پاک پرواز نہ کر گئی ہو۔

شفیع المذنبین رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے میری امت کو ایک ایسے عظیم الشان انعام سے نوازا ہے جس کے شکرانہ میں اتنا طویل

---

❶ المدینہ بین الماضی والحاضر ۳۲۷ ❷ آثار المدینہ: ۱۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کیا۔ جبرئیل امین نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پہنچایا کہ جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیاں عطا فرمائیں گے اور دس گناہ معاف کر دیں گے۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ کی خدمت میں سلام پیش کرے گا اسے میں بھی سلام سے نوازوں گا۔[1]

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے اس کا حدود اربعہ ۸×۸ ذراع بیان کیا ہے[2] یعنی ۱۲ مربع فٹ۔

علامہ انصاری ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں لکھتے ہیں یہ مسجد صرف مختصر سی چار دیواری پر مشتمل ہے جس کا طول وعرض ۴×۴ میٹر اور دیواروں کی بلندی صرف ایک میٹر ہے۔[3] الشیخ ابراہیم بن علی العباشی بیان کرتے ہیں۔

۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء کو میں نے علامہ سمہودی کی بیان کردہ کیفیت کے مطابق مسجد پائی لیکن ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں سید علوی سقاف نے اس کی تعمیر جدید کرائی مگر تاحال چھت نہیں ہے البتہ مینار موجود ہے۔[4]

جبکہ الشیخ محمد صالح البلیشی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں لکھتے ہیں۔ اس مسجد کو جدید طرز سے تعمیر کر دیا گیا ہے موجودہ رقبہ ۵۵٦٫۸ میٹر ہے اور وضو اور طہارت کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔[5]

مسجد نبوی حرام:

سلع پہاڑ کے غربی دامن میں مسجد فتح سے جنوب کی جانب یہ مسجد واقع تھی۔ حضور اقدس ﷺ انصار کی بستیوں میں تشریف لے جاتے اور ان کی مساجد میں نماز

---

[1] مشکوٰۃ شریف: ۸۷ [2] وفاء الوفاج ۲: ۵۵ [3] آثار المدینہ: ۱۳۹

[4] المدینہ بین الماضی والحاضر: ۳۲۷ [5] المدینہ..........الیوم: ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے تھے۔ چنانچہ مسجد بنی حرام میں بھی آپ نے نماز پڑھی۔ مسجد بنی حرام کے قریب شرقی جانب پہاڑ کے اوپر ایک غار واقع ہے۔ جسے غار بنی حرام یا غار سلع کہا جاتا ہے اور بعض لوگ اسے غار سجدہ بھی کہتے ہیں۔ غزوہ خندق کے موقع پر حضور انور ﷺ نے اس غار میں ایک رات استراحت بھی فرمائی تھی۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کو امہات المومنینؓ میں سے کسی کے ہاں نہ پایا۔ حضرت معاذ آپ کی تلاش وجستجو میں چل نکلے۔ جن مقامات پر آپ عموماً تشریف فرما ہوا کرتے تھے وہاں تلاش کیا مگر کوئی اتہ پتہ نہ چل سکا۔ بالآخر سلع پہاڑ کی نشاندہی کی گئی حضرت معاذ فوراً وہاں پہنچے' متلاشی نگاہیں چہار سو دوڑائیں مگر جمال جہاں آراء سے ضیابار نہ ہوسکیں۔ آپ نے غار میں جھانکا تو سرور کون ومکان' سلطان زمین و زمان ﷺ کو بارگاہ کبریا میں سجدہ ریز پایا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اس مقام کی جلالت و ہیبت اور امام الانبیاء ﷺ کی شان اجتبائی کی تاب نہ لا سکے اور فوراً وہاں سے ہٹ گئے۔

کچھ دیر بعد جرأت کر کے پھر جھانکا مگر تاجدار مدینہ ﷺ ابھی تک جبین نیاز خاک پر نہادہ تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فکر مند ہوئے کہ کہیں روح پاک قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی ہو۔ مگر اسی اثنا میں حضور پاک ﷺ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ بشارت سنائی کہ اللہ رحیم و کریم فرماتے ہیں کہ آپ اپنی امت کے متعلق مطمئن رہیں' آپ کی دل آزاری نہیں کی جائے گی اس نعمت عظمی کا شکر بجا لانے کی خاطر میں نے اتنا طویل سجدہ ادا کیا۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کے ساتھ

---

[1] وفاء الوفاء ج ۲: ۸۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابقت رکھتی ہے۔ رحمت کائنات ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ﴾ الآیۃ.

اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اور زار و قطار رونے لگے۔ ادھر اللہ کریم نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ جاؤ اور حضرت محمد ﷺ سے دریافت کرو کہ آپ کو کس چیز نے رلا دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے باخبر بھی ہے۔ جبرئیلؑ نے حاضر خدمت ہو کر دریافت کیا تو آپ نے اپنی بات کا اظہار فرمایا۔ اس پر اللہ کریم نے جبرئیلؑ کو دوبارہ خدمت اقدس میں بھیج کر یہ خوشخبری سنائی:

﴿ انا سنرضيك في امتك و لا نسؤك ﴾[1]

"ہم امت کے معاملہ میں آپ کو راضی کر دیں گے اور مایوس نہیں کریں گے"۔

مسجد بنی حرام کا اس وقت مجموعی رقبہ ۵'۲۲۳ مربع میٹر ہے۔[2]

مسجد اجابہ:

قبیلہ اوس کے ایک انصاری خاندان بنو معاویہ بن مالک بن عوف کی بستی میں یہ مسجد واقع تھی۔ بعض مؤرخین نے اس خاندان کی نسبت بنو نجار کی طرف بیان کی ہے۔ مگر علامہ سمہودی اسے غلط قرار دیتے ہیں۔[3]

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی قدر سے روایت بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ سید دو عالم ﷺ عوالی کی طرف تشریف لے گئے اور جب بنو معاویہ کی مسجد کے پاس پہنچے تو مسجد میں دو رکعت پڑھیں اور ہم نے بھی جماعت سے نفل ادا کیے پھر آپ دیر تک اپنے رب سے دعا مانگتے رہے اور ارشاد فرمایا: میں نے

---

[1] صحیح مسلم شریف ج۱: ۱۱۳ [2] المدینہ..........الیوم ۷۵ [3] وفاء الوفاء ج۲: ۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے تین چیزیں طلب کی تھیں جن میں سے دو کے متعلق دعا قبول ہوئی اور تیسری کے حق میں دعا قبول نہ ہوئی۔

میں نے دعا کی پروردگار میری امت کو قحط کے عذاب سے ہلاک نہ کرنا دوسری التجا یہ تھی کہ میری ساری امت کو غرقابی سے بچانا اور تیسری درخواست تھی کہ مسلمان آپس میں لڑائی نہ کریں۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک بن الحارث بیان کرتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں انصار کی بستی قبیلہ بنو معاویہ میں تشریف لائے اور دریافت کیا کہ تمہیں وہ جگہ معلوم ہے جہاں تمہاری اس مسجد میں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔

میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے اشارہ سے وہ جگہ بتائی۔ پھر انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی تین دعائیں کی تھیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ ان دعاؤں سے مجھے بھی آگاہ کریں۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی یہ دعا فرمائی اے اللہ میری امت پہ کفار کو غلبہ نہ دینا۔ دوسری دعا یہ تھی کہ میری امت کو قحط کے ذریعہ ہلاک نہ کرنا یہ دونوں دعائیں شرف قبولیت سے نوازی گئیں اور تیسری دعا جو قبول نہ ہوئی وہ یہ تھی کہ میری امت آپس میں جنگ وجدال اور قتل وقتال نہ کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق فرمائی۔ ❷

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ان عظیم وجلیل دعاؤں کی قبولیت کے باعث اس مسجد کا نام ''مسجد اجابہ'' مشہور رہوا۔ نیز اسے مسجد بنی معاویہ بھی کہا جاتا ہے۔ ❸

علامہ سمہودی کے بیان کے مطابق شرقاً غرباً اس کا طول ۲۵ ذراع (۳۷ فٹ

---

❶ مسلم شریف ج ۲: کتاب الفتن: ۳۹۱

❷ موطا امام مالک کتاب سیرہ النبی باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲: ۵۱۹ ❸ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶' انچ) اور شمالاً جنوباً عرض ۲۰ ذراع (۳۰ فٹ) تھا۔❶ جبکہ شیخ عبدالقدوس الانصاری بیان کرتے ہیں کہ موجودہ طرز تعمیر دولت عثمانیہ کی ہے جس کی چھت گنبد نما ہے' طول ۱۰ میٹر اور عرض ۸ میٹر ہے۔❷

مسجد قبلتین:

مورخ شہیر امام سمہودی کی تحقیق کے مطابق یہ مسجد اس مقام پر واقع ہے جہاں قبیلہ بنی سواد بن غنم بن کعب اقامت گزین تھا۔❸ وادی عقیق الکبریٰ والصغریٰ کے مابین میدان میں ایک ٹیلہ پر مسجد قبلتین واقع ہے جو حرۃ الوبرہ کے شمال مغرب میں ہے۔❹ اور امام ابن نجار کہتے ہیں بیر رومہ یعنی بیر عثمان کے قریب واقع ہے۔❺

یہی وہ مسجد ہے جس میں نماز کے دوران تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ جس کی وجہ سے دو رکعت بیت المقدس اور دو رکعت بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ادا کی گئیں۔ اسی وجہ سے یہ مسجد قبلتین کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔❻

امام ابن سعد بیان کرتے ہیں مقصود کائنات ﷺ ایک مرتبہ قبیلہ بنو سلمہ کی ایک عورت ام بشر بن البراء بن معرور کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ اسی اثنا میں ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرما رہے تھے۔ پہلی دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کر کے ادا کر چکے تھے کہ کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر لینے کا حکم آ گیا۔ اس پر آپ فوراً کعبہ شریف کی طرف گھوم گئے اور بقیہ دو رکعات کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے پوری فرمائیں۔ یہ واقعہ ہجرت کے سترھویں مہینے ۱۵؍ رجب بروز دوشنبہ کو پیش آیا تھا۔❼

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور اقدس ﷺ سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے

---

❶ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۸ ❷ آثار المدینہ: ۱۳۷ ❸ وفاء الوفاء ج ۲: ۴۷ ❹ آثار المدینۃ: ۱۳۱

❺ اخبار مدینہ: ۱۱۵ ❻ وفاء الوفاء ج ۲: ۴۸ ❼ طبقات ابن سعد ج ۲: عنوان تحویل قبلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے مگر آپ اس بات کے خواہشمند تھے کہ بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا جائے چنانچہ آپ صحابہ کے ساتھ نماز عصر پڑھ رہے تھے کہ تحویل قبلہ کا حکم آ گیا۔ ❶

علامہ عماد الدین ابن کثیر التوفی ۷۷۴ھ صحیحین کی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے دوسرے سال رجب میں پیش آیا ہے۔ ❷

علامہ سمہودی لکھتے ہیں:

۸۹۳ھ اس کی تجدید الشجاعی شاہین الجمالی نے کرائی تھی۔ ❸

الشیخ عبدالقدوس الانصاری بیان کرتے ہیں کہ مسجد داخلی اور خارجی دو حصوں میں منقسم ہے داخلی حصہ قبہ دار اور محراب کعبۃ اللہ کی جانب ہے جبکہ خارجی حصہ کا محراب شمال کی طرف ہے مسجد کا طول ۹ میٹر' ۲۰ سنٹی میٹر اور عرض ۴ میٹر ۵۰ سنٹی میٹر اور اونچائی بھی ۴ میٹر ۵۰ سنٹی میٹر ہے۔ تراشیدہ پتھروں سے بنی ہوئی یہ مسجد دولت عثمانیہ کی تعمیری یاد تازہ کر رہی ہے اس کی تجدید و اصلاح کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں۔ اندازہ یہ ہے کہ الشجاعی شاہین الجمالی ۸۹۳ھ کی تعمیر کردہ عمارت سلطان سلیمان خان تک قائم رہی پھر موصوف نے ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء میں اس کی تجدید کرائی جس کی دلالت ایک پتھر پر کندہ عبارت سے ہوتی ہے اور اب ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء تک قائم ہے۔ ❹

الشیخ ابراہیم بن علی العیاشی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء اس کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں یہ واحد مسجد ہے جس میں اب تک تحویل قبلہ کا اشارہ موجود ہے۔ اس کی بنیادیں پتھر کی اور دیواریں پختہ اینٹوں سے بنائی گئی ہیں اور چھت کھجور کے تنوں اور شاخوں پر مشتمل ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو بعض اوقات نمازیوں پر چھت گر جاتی ہے اور مسجد کے دروازہ سے بارش کا پانی باہر نکلتا ہے لیکن اس وقت اس کی شکستگی اور

---

❶ صحیح بخاری شریف ج۱: ۱۰' ج۲: ۶۴۴' صحیح مسلم شریف ج۲: ۲۰ ❷ البدایہ والنہایہ ج۳: ۲۳۵

❸ وفاء الوفاء ج۲: ۴۹ ❹ آثار المدینہ: ۱۳۱، ۱۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسیدگی کو وزارت اوقاف نے تبدیل کر دیا ہے اور اسے اچھی طرح پختہ اور مضبوط تعمیر کر کے ایک چھوٹا سا مینار بھی بنا دیا ہے۔❶

راقم الحروف نے ۱۳۹۸ھ/۱۹/ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو مسجد کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ اندر داخل ہونے کے لیے مغرب کی جانب سترہ زینے اور شمال میں تین زینے ہیں۔ مختصر سے صحن کے بعد مسجد ہے۔ محراب کے ساتھ بلندی پر خطبہ پڑھنے کی جگہ بنی ہوئی ہے جس کی ۱۲ سیڑھیاں ہیں۔ چھ ستونوں پر چھت قائم ہے۔ ۱۰ ٹیوب لائٹ اور ۹ پنکھوں سے مزین ہے۔ شمال مشرق میں ایک مینار ہے جس کے نیچے تقریباً ۸ مربع فٹ کمرہ بنا ہوا ہے۔

مسجد بنی ظفر:

یہ مسجد قبیلہ بنو ظفر میں واقع تھی۔ جس کا محل وقوع جنت البقیع سے مشرقی جانب حرہ شرقیہ کی طرف ہے۔ قدیم زمانہ میں اس کا راستہ جنت البقیع کے مشرقی کونے میں واقع سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں کی قبر کے پاس سے گزرتا تھا۔❷

الشیخ عبدالقدوس الانصاری بیان کرتے ہیں کہ یہ مسجد مدینہ منورہ سے مشرق میں ہے اور جنت البقیع کے دروازے سے صرف پندرہ منٹ کا راستہ ہے اور اس وقت بھی یہ مسجد قائم ہے اس کا طول اور عرض ۷۰.۳×۷۰.۳ میٹر ہے۔❸

الشیخ ابراہیم بن علی العیاشی نے اس کے تین نام اور بھی ذکر کیے۔ مسجد الفعلہ' مسجد بغلہ اور مسجد المائدہ' شیخ موصوف کہتے ہیں ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں اس کی شکستہ عمارت میں تین محراب ہیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں ایک ساتھ تین مسجدیں بنی ہوئی تھیں اس وقت چھت منہدم ہو چکی ہے۔❹

---

❶ المدینہ بین الماضی والحاضر: ۸۲ ❷ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۷ ❸ آثار المدینہ: ۱۳۴، ۱۳۵

❹ المدینہ بین الماضی والحاضر: ۳۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبرانی میں ایک روایت اس طرح پائی جاتی ہے:

ایک مرتبہ سید عالم ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت معاذ بن جبل اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد بنو ظفر میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں ایک چٹان پر بیٹھ گئے۔ پھر ایک آدمی کو تلاوت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ اور فرمایا اے اللہ ان لوگوں کے درمیان میں موجود ہوں اور جنہیں میں نے ابھی دیکھا ہی نہیں ان کی کیفیت کیا ہوگی۔ ❶

بخاری شریف میں یہ صراحت بھی ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تلاوت کی فرمائش کی اور انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا۔ کیا میں آپ کو قرآن سناؤں، جبکہ آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے، اس پر آپ یوں شگفتہ دھن ہوئے کہ میری خواہش ہے کہ دوسروں سے تلاوت قرآن سنوں۔

تعمیل ارشاد میں آپ نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کر دی اور جب مذکورہ آیت تلاوت کی تو دیکھا کہ آپ کے آنسو جاری تھے اور آپؐ نے فرمایا: بس، بس۔ ❷

الشیخ عبدالقدوس الانصاری بیان کرتے ہیں کہ امام سمہودی نے جس چٹان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں نے بھی اسے دیکھا ہے وہ سنگ مرمر کا ایک بڑا پتھر ہے۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہے:

"خلد اللہ ملک الامام ابی جعفر المستنصر باللہ امیر المومنین عمر سنة ثلاثین و ستمائة".

---

❶ فتح الباری ج ۲: ۳۷، وفاء الوفاء ۲: ۳۷

❷ بخاری شریف ج ۲: ۶۵۹، ۷۵۵، ۷۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن کچھ عرصہ بعد مجھے مصر کے ایک کتب خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ پتھر وہاں موجود تھا' ایک وزیر سے میں نے حقیقت حال دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ مدینہ منورہ کا کوئی شخص یہ پتھر مصر میں لایا تھا اور کثیر رقم کے عوض فروخت کر دیا۔●

یہ بات بھی مشہور ہے کہ جس چٹان پر حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے اگر کوئی اولاد کی خواہشمند عورت اس پر بیٹھے تو اسے حمل ہو جائے گا۔●

مسجد ذباب یا مسجد رایہ:

یہ مسجد جس پہاڑ پر واقع ہے اس کا نام ''ذباب'' ہے اسی نسبت سے مسجد کا نام بھی ذباب شہرت پذیر ہوا۔ نیز اس جگہ فخر دو عالم ﷺ نے غزوہ خندق کے دوران خیمہ نصب فرمایا تھا اور اسے مسجد رایہ کہنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی موقع پر یزید بن ہرمز جو اپنے قبیلہ کا سردار تھا' اس نے دشمن کے مقابلہ کے وقت اس جگہ جھنڈا گاڑھا تھا۔●

یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو ثنیۃ الوداع سے جبل احد کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ اس مسجد کے منہدم ہونے پر امیر جانبک النیر وزی نے ۸۴۵ھ یا ۸۴۶ھ میں تجدید کرائی تھی۔ اور اسی حالت میں چودھویں صدی ہجری میں موجود تھی۔ پتھروں کی بنی ہوئی یہ مسجد اندر اور باہر سے پلستر شدہ ہے اس کے اضلاع ۴ مربع میٹر اور بلندی ٦ میٹر ہے۔●

مسجد السقیا:

مسجد سقیا بیر السقیا کے قریب حرۃ الوبرہ کی جانب واقع ہے اور اس کے نزدیک ہی باب العنبر یہ ہے۔

● آثار المدینہ ۱۳۴، ۱۳۵ ● الکفایہ ج ۱ فتح القدیر ج ۳: ۹۷

● وفاء الوفاء ج ۲: ۵۱، ۵۲ ● آثار المدینہ ۱۲۸ تا ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ طیبہ سے نکلے جب سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے حرۃ سقیا کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ وضو کر کے قبلہ رو کھڑے ہو کر اہالیان مدینہ باسکینہ کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ عَبْدُكَ وَ خَلِيْلُكَ وَ دَعَا لِاَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ اَدْعُوْكَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَ صَاعِهِمْ مِثْلَ مَابَرَكْتَ لِاَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ۔ ❶

"اے اللہ سیدنا ابراہیمؑ تیرے بندے اور خلیل تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ والوں کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ اور میں تیرا بندہ اور رسول ہوں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ ان کے مد اور صاع میں دوگنا برکت عطا فرما۔ اہل مکہ کی نسبت"۔

امام احمد المتوفی ۲۴۱ھ/۸۵۵ء ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زمینوں میں حرہ کے دامن میں سقیا کے مکانات کے پاس نماز پڑھی اور پھر مذکورہ بالا دعا فرمائی۔ ❷

جبکہ ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر آپ ﷺ نے اسلامی لشکر کے ساتھ السقیا کے مقام پر مسجد میں نماز پڑھی اور اہالیان مدینہ کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ ❸

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں اس مسجد کا محل وقوع دریافت کرنے میں سخت دقت پیش آئی مگر تلاش بسیار کے بعد میں نے اسے دریافت کر لیا اور زمین

---

❶ ترمذی شریف ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل مدینہ ج ۲:۲۲۹

❷ وفاء الوفاء ج ۲:۴۹ ❸ وفاء الوفاء ج ۲:۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مدفون بنیادوں اور دیواروں کا کھوج لگالیا۔ بعدازاں انہی بنیادوں پر لوگوں نے مسجد تعمیر کر دی جس کا طول وعرض ۷×۷ ذراع ہے۔❶

موجودہ تعمیر دولت عثمانیہ کی یادگار ہے چھت گنبد نما ہے اور مجموعی رقبہ ۷۷'۱۵ مربع میٹر ہے۔❷

مسجد ذی الحلیفہ:

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء رقمطراز ہیں کہ مدینہ باسکینہ سے چار یا چھ میل کے فاصلہ پہ جگہ واقع ہے' اور حلیفہ تصغیر ہے الحلفہ کی جس کا واحد الحلفاء ہے۔ آج کل یہ مقام بیرِعلی کے نام سے مشہور ہے اور یہ اہالیان مدینہ منورہ کی میقات بھی ہے۔❸

علامہ ابراہیم بن علی العیاشی لکھتے ہیں:

یہ مقام شجرۃ کے نام سے بھی شہرت رکھتا ہے۔ یہاں وادی عقیق کے شرقی اور غربی جانب باغات اور کنوئیں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس وقت یعنی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء میں بھی مجموعی طور پر تیس سے زائد کنوئیں موجود ہیں۔

یہ جگہ مسجد نبوی شریف کے جنوب مغرب میں کوئی نو کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور مسجد غمامہ سے چھ شرعی میل کا فاصلہ ہے۔ اس مقام پر میقات کی علامت کے طور پر ایک برج نما دیوار بنی ہوئی ہے۔ نیز اس مقام کو حلیفہ الحرم اور لمعرس بھی کہا جاتا ہے۔❹

اس سلسلہ کی احادیث میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہیں صرف ذی الحلیفہ کہیں صرف معرس اور کسی جگہ مسجد الشجرۃ لیکن یہ ایک ہی مقام پر واقع تین مختلف جگہوں کے نام ہیں جن کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہے۔

---

❶ وفاء الوفاء ج۲: ۵۰ ❷ المدینہ الیوم: ۷۵ ❸ معالم دار الہجرہ: ۱۵۷

❹ المدینہ بین الماضی والحاضر: ۴۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر جاتے وقت الشجرہ کے راستہ سے جاتے اور معرس کے راستہ سے داخل ہوتے تھے اور جب مکۃ المکرمہ تشریف لے جاتے تو مسجد الشجرہ میں نماز پڑھتے اور جب واپس تشریف فرما ہوتے۔ تو ذی الحلیفہ میں نماز پڑھتے اور بطن وادی میں رات بسر فرماتے تھے۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ میں رات بسر فرمائی اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔ ❷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے جاتے وقت ذی الحلیفہ پہنچے تو وہاں مسجد میں دو رکعت پڑھیں۔ ❸

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں:

کہ ذی الحلیفہ کی بڑی مسجد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ مسجد کی قبلہ والی دیوار ڈاٹوں کی صورت میں بنی ہوئی اور اس کے شمال مغربی کونے میں مینار بھی تھا۔ جو کہ طول زمانہ کی وجہ سے منہدم ہو گیا۔ اس کے قبلہ کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد اور بھی تھی اور دونوں کے درمیان تیر مارنے کے برابر فاصلہ تھا۔ ❹

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں مسجد ذی الحلیفہ کے منہدم ہو جانے کے بعد ۸۶۱ھ/۱۴۱۳ء میں مصری حکومت کی طرف سے المقر زینی زین الدین نے اسے قدیم بنیادوں پر تعمیر کرایا۔ البتہ نیا مینار مغربی کونے میں بنوایا۔ اور مسجد سطح زمین سے کچھ اونچی کر دی تا کہ جانور وغیرہ داخل نہ ہو سکیں۔ اس لیے مسجد میں داخل ہونے کے لیے مشرق و مغرب اور شمال میں تین تین زینے بنا دیئے۔

---

❶ بخاری شریف ج۱:۲۰۷ ❷ مسلم شریف ج۱:۳۷۸

❸ مسلم شریف ج۱:۳۹۴ ❹ معالم دار الہجرۃ:۱۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کا طول اور عرض برابر ہے یعنی ۵۲×۵۲ ذراع (۷۸×۷۸ فٹ)

الشیخ ابراہیم بن علی العیاشی فرماتے ہیں کہ میں پہلی مرتبہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں مسجد ذی الحلیفہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس وقت اس کی عمارت پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی تھی۔ جبکہ چنائی مٹی گارے کی تھی۔ چھت کھجور کے تنوں اور شاخوں کی تھی۔ مستطیل شکل کی یہ مسجد کھڑکیوں اور روشندانوں کے بغیر تھی۔ بارش میں چھت بہت زیادہ ٹپکتی تھی۔

راقم الحروف نے ۱۳۹۸ھ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں مسجد کو طرز جدید سے تعمیر شدہ پایا' جو ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں مکمل ہوئی۔ انتہائی خوبصورت اور عالیشان مسجد ہے جس کے اندر ۳۲ ستون ہیں تین دروازے اور ہر چہار اطراف میں کل ۲۲ کھڑکیاں ہیں۔ روشنی کے لیے ۱۶۸ عدد ٹیوب لائٹ لگی ہیں جبکہ ۴۴ پنکھے ہوا کے لیے موجود ہیں۔ مشرق میں مسجد سے علیحدہ طہارت خانے اور وضو کی جگہ بھی بنی ہوئی ہے۔ شمال مغربی کونے میں خوبصورت مینار ہے۔ باہر کے بڑے دروازہ پر یہ عبارت تحریر ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا کشافة کعب بن مالک التوسطة ۱۳۹۸ھ

اور دروازہ کے اوپر ایک کونے میں موٹے حروف سے یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ہے:

مسجد المیقات ۹۷-۱۳۹۸ھ متوسطة سعد بن الربیع.

کچھ عرصہ قبل مسجد ذی الحلیفہ کے شمال مغرب میں موجود سڑک کے کنارے غربی سمت ایک نئی مسجد بھی تعمیر ہوگئی ہے۔ اور اکثر حجاج اسی میں حرام کے نوافل پڑھتے اور عمرہ کی نیت کرتے ہیں۔

مسجد فتح:

سلع پہاڑ کے غربی حصہ پر مسجد فتح واقع ہے۔ اس کے جنوب میں بھی چند

● وفاء الوفاء ج ۲: ۱۶۴ ● المدینہ بین الماضی والحاضر: ۲۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساجد پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو مساجد فتح کہا جاتا ہے اور یہ قول بھی ہے کہ اس مسجد میں سورۃ فتح نازل ہوئی تھی۔ ❶

امام سمہودی لکھتے ہیں کہ اس مسجد میں دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار فرمایا تھا۔ اس لیے اسے مسجد فتح کہا جاتا ہے اور یہ قول بھی ہے کہ اس مسجد میں سورۃ فتح نازل ہوئی تھی۔ ❷

۵ ہجری کا واقعہ ہے کہ تمام قبائل عرب نے اجتماعی طور پر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ جب حضور اقدس ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ اپنے تحفظ اور دفاع کے پیش نظر ۸ ذیقعدہ ۵ھ کو تین ہزار قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں نکل کھڑے ہوئے۔ مدینہ منورہ کے تین اطراف میں نخلستان کا سلسلہ قدرتی طور پر شہر پناہ کا کام دیتا تھا اور صرف شمالی سمت خالی تھی۔ چنانچہ آپ نے اسی علاقہ میں تقریباً تین میل لمبی خندق صرف بیس دنوں میں تیار کر لی۔ بعد ازاں ایک ماہ تک محاصرہ رہا' جب مسلمانوں پر شدت کی انتہا ہو گئی تو تاجدار مدینہ شاہ حرم ﷺ متواتر تین دن مسجد فتح میں نہایت عاجزی' انکساری اور الحاح سے دعا فرماتے رہے کہ پروردگار احزاب کو شکست فاش دے کر مسلمانوں کو فتح و نصرت سے سرخرو فرما۔ پیر' منگل اور بدھ تین دن تک دعا کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ تیسرے دن ظہر اور عصر کے درمیان مجیب الدعوات نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا' آپ شاداں و فرحاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فتح کا مژدہ جاں فزا سنایا لڑائی کا یہ دن اس قدر سنگین تھا کہ کفار نابکار ہر جانب سے پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ سخت تیر اندازی کے باعث حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن بھر اس طرح مصروف جہاد رہے کہ نماز کے لیے بھی لمحہ بھر کی مہلت نہ میسر آ سکی اور چار نمازیں قضا ہو گئیں جنہیں

---

❶ وفاء الوفاء ج ۳:۲ ۳۹ ❷ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشاء کے وقت ادا کیا گیا۔ ❶

حضور انور ﷺ رحمت للعالمین ہونے کے باوجود کفار نابکار کی طرف سے کربناک اذیت پہنچنے اور نماز جیسی محبوب و مرغوب عبادت کے ترک ہو جانے پر بدعا کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ مُنَزِّلَ الْکِتَاب مُجْرِی السَّحَابِ وَ ھَاذِمَ الْاَحَاذِبِ اَھْزِمْھُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ.

دوسری روایت میں اس طرح ہے:

اَللّٰھُمَّ مُنَزِّلَ الْکِتَابِ اَھْزِمْ الْاَحْزَاب اَللّٰھُمَّ اَھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ. ❷

ابن زبالہ کی روایت میں آپ کی دعا حسب ذیل الفاظ پر مشتمل ہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَۃ فَلَا مُکْرِمَ لِمَنْ اَھَنْتَ وَ لَا مُھِیْنَ لِمَنْ اَکْرَمْتَ، وَ لَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَ لَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ، وَ لَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَ لَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَ لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَ لَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَ لَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَ لَا رَافِعَ لِمَنْ خَفَضْتَ وَ لَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ، وَ لَا خَارِقَ لِمَا سَتَرْتَ وَ لَا سَاتِرَ لِمَا خَرَقْتَ وَ لَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ. وَ لَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ. ❸

اس موقع پر حضور اقدس ﷺ مسجد فتح کے شمال والے زینوں سے داخل ہوئے تھے۔ ❹

امام مطری بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہونے کے لیے شمال اور مشرق کی طرف دو دو زینے بنے ہوئے ہیں اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب اس مسجد کی تجدید کرائی تو اس کے اندر تین ستون بنوائے تھے اس کے درمیان والے ستون کی جگہ حضو

---

❶ بخاری شریف ج ۱ ❷ ایضاً ❸ معالم دار الہجرۃ: ۱۴۱ ❹ وفاء الوفاء ج ۲: ۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انور ﷺ نے مذکورہ دعا فرمائی تھی۔ امام مطری کی روایت کے مطابق یہ مسجد برآمدہ نما تھی یعنی صرف تین ستون پر چھت تھی بغیر دیواروں کے۔

امام سمہودی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ ۹۱۱ھ میں بھی مسجد صرف چھت ہی پر مشتمل ہے۔ البتہ مرور زمانہ کی وجہ سے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کی عمارت منہدم ہو جانے پر امیر سیف الدین حسین بن ابی الھیجاء نے ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء میں اس کی تجدید کرائی تھی۔ موصوف ملوک مصر کے عبیدین کے وزراء میں سے تھے۔

اس کا طول شمالاً جنوباً ۲۰ ذراع یعنی ۳۰ فٹ اور عرض شرقاً غرباً ۱۷ ذراع ۲۵ ۱/۲ فٹ تھا۔❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ جنگ احزاب کے دن مسجد فتح میں تشریف لائے اور ہاتھ اٹھا کر لشکر قریش کے لیے بددعا کی لیکن اس موقع پر وہاں نماز ادا نہیں فرمائی۔ بعد ازاں جب تشریف لائے تو نماز بھی ادا فرمائی اور بددعا بھی کی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا اور تند و تیز ہوا کے ذریعہ کفار کو ناکام و نامراد اور ذلیل و خوار کر دیا۔

مساجد فتح:

مسجد فتح جو کہ سلع پہاڑ کے غربی حصہ پر واقع ہے کے جنوب میں بھی کچھ مساجد پائی جاتی ہیں۔ جن کی تعداد مختلف ادوار میں مختلف رہی ہے۔ مدینہ منورہ کے جلیل القدر مورخ امام محمد بن محمود بن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں کہ مسجد فتح کے جنوب میں تین مساجد اور بھی پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے پہلی مسجد جو مسجد فتح کے قریب ہے بالکل منہدم ہو چکی ہے اور دوسری دونوں پتھروں اور چونا سے تعمیر شدہ ہیں اور ان مساجد میں بھی فخر عالم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔❷

امام موصوف نے ان تین مساجد کے نہ تو نام ذکر کیے ہیں اور نہ ہی ان کی

---

❶ وفاء الوفاء ج ۲: ۴۵ ❷ اخبار مدینہ: ۱۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب بیان کی ہے اسی طرح امام زین الدین المراغی التوفی ۸۱۶ھ نے بھی تعداد تو تین ہی بیان کی ہے۔ البتہ نام اور ترتیب اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

مسجد فتح کے قریب پہلی مسجد امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے اور دوسری جو اس کے شمال میں واقع ہے سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ البتہ تیسری مسجد جس کا ذکر ابن نجار نے کیا ہے۔ وہ بالکل مسمار ہوگئی ہے اب اس کے نشانات بھی باقی نہیں رہے۔❶

لیکن امام مراغی نے بھی تیسری مسجد کا نام ذکر نہیں کیا۔ پھر ان کے بعد امام سمہودی التوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء نے ان کی ترتیب اور نام اس طرح لکھے ہیں۔

امام ابن نجار اور امام مطری نے جن مساجد کا ذکر کیا تھا۔ ان کے متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور دوسری مسجد علی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے اور تیسری مسجد جس کے متعلق امام مطری نے لکھا ہے کہ اس کے نشانات بھی منہدم ہو چکے ہیں وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ مسجد سلمان رضی اللہ عنہ میں غزوہ احزاب کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔❷

بعد کے کسی مورخ نے اس کے علاوہ کوئی قول نقل نہیں کیا۔ حتی کہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء میں الشیخ رفعت پاشا مصری نے بھی صرف دو مساجد کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

مسجد فتح کے نیچے جنوب میں دو مساجد اور بھی ہیں۔ جنوب میں پہلی مسجد سلیمانؓ فارسی اور اس کے جنوب میں مسجد علیؓ ہے۔ ان کی پیمائش امام سمہودی کے مطابق بیان کی۔❸

۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں الشیخ لبیب البتونی نے بھی صراحتاً دو مساجد کا ہی ذکر کیا ہے۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں الشیخ عبدالقدوس الانصاری ترقی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المساجد الخمسه الموجود بجنوبی مسجد الفتح.❹

---

❶ معالم دار الہجرہ: ۱۴۰ ❷ وفاء الوفاء ج ۲: ۴۳، ۴۴ ❸ مراۃ الحرمین ج ۱: ۴۱۷ ❹ آثار مدینہ: ۱۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاضل موصوف نے تین کی بجائے پانچ کا ذکر کیا ہے مگر ان کے نام اور ترتیب بیان کرنے سے صرف نظر کر گئے ہیں۔

مورخین کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء تک مسجد فتح کے علاوہ تین مساجد پائی جاتی تھیں۔ البتہ الشیخ انصاری کے بیان سے شبہ گزرتا ہے کہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء کے قریب دو مساجد کا اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ یہ کس نے اور کب تعمیر کیں اور کس مناسبت اور غرض سے بنائی گئیں؟ اس کی صراحت کسی مورخ نے نہیں کی۔

۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء الشیخ محمد صالح البلیہشی نے مزید ترقی کر کے سات مساجد بیان کی ہیں اور انہیں قدیم زمانہ کی تعمیر گردانا ہے۔ مگر نام صرف پانچ مساجد کے ذکر کیے ہیں۔

مسجد سلمان رضی اللہ عنہ فارسی' مسجد علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب' مسجد سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ، مسجد عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور مسجد السیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔●

راقم الحروف ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں جب مدینہ باسکینہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو اس وقت مسجد فتح کے علاوہ مسجد سلمان رضی اللہ عنہ فارسی' مسجد علی رضی اللہ عنہ، مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مسجد عمر رضی اللہ عنہ تعمیر شدہ تھیں جبکہ مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا محض ایک تھڑے کی شکل میں تھی۔

مسجد کا نام اور مقام انتہائی قابل تعظیم و تکریم اور واجب الاحترام ہے اور اس کی عظمت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ تاہم بلا دلیل کسی مقتدر شخصیت کی طرف نسبت کرنا کہ انہوں نے اس مقام پر نماز پڑھ کر اس کی فضیلت کو آشکارا کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ تاریخ میں خیانت کے مترادف ہے۔ اور ایسی غلطی اس مقدس شہر کے مؤرخ کی شایان شان نہیں ہے بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسجد سیدنا سلمان فارسی' مسجد سیدنا علی اور مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہم یہ تینوں عہد صحابہ میں بھی موجود تھیں ان

● المدینہ............الیوم:۱۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رحمت کائنات ﷺ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ البتہ مسجد عمر اور مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہما دونوں ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء کے بعد بنائی گئی ہیں انہیں کس غرض و غایت کے پیش نظر بنایا گیا جبکہ وہاں آبادی بھی نہیں۔ اس حقیقت کا حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے مؤرخین اس کی وضاحت سے خاموش ہیں۔

مسجد بنو قریظہ:

مسجد بنو قریظہ مسجد شمس سے کافی فاصلہ پر مشرقی جانب حرۃ شرقیہ کے قریب واقع تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے جب ۵ھ/۶۲۷ء میں یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو اس مسجد کے قریب آپ نے قیام فرمایا تھا۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

یہود بنو قریظہ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم تسلیم کر لیا اور قلعہ سے اتر آئے۔ ادھر فخر دو عالم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو سید عالم ﷺ نے انصار کو ارشاد فرمایا اپنے سردار کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ یا آپؐ نے یوں فرمایا تم سب میں جو بہتر ہے اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

اس کے بعد آپؐ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو آگاہ فرمایا کہ بنو قریظہ تمہارے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اتر آئے ہیں جس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سنایا کہ ان میں جو آدمی لڑائی کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور عورتوں' بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا سعد رضی اللہ عنہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔[1]

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء نے اس حدیث کی تشریح میں یہ صراحت کر دی ہے کہ اس سے وہ مسجد مراد ہے جو دیار بنی قریظہ میں واقع تھی اور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کے دوران نماز کے لیے مقرر فرمائی تھی۔[2]

---

[1] صحیح بخاری شریف ج ۲: ۵۹۱' صحیح مسلم شریف ج ۲: ۹۵ [2] فتح الباری ج ۷: ۴۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤرخ شہیر امام ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ مسجد کے قریب ایک عورت کے مکان میں بھی حضور انور ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ جسے بعد میں توسیع کے وقت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد میں شامل کر لیا تھا۔ مسجد کا طول اور عرض ۲۰ ذراع (۳۰ × ۳۰ فٹ) اور ۱۶ ستون تھے۔ جن میں سے بعض گر گئے اور اسی وجہ سے چھت بھی موجود نہیں تھی اور اس کا انداز تعمیر مسجد قبا کی مانند تھا۔ ❶

امام سمہودی امام مطری کی روایت اس طرح نقل کرتے ہیں:

ساتویں صدی ہجری میں مسجد کی لمبائی اور چوڑائی ۴۵ ذراع (۶۷ فٹ ۶ انچ) دیوار ڈاٹ نما تھی اور مسجد قبا کی مانند اس کا بھی مینار تھا۔ جو امتداد زمانہ کے باعث گر گیا۔ اگرچہ اس کے نشانات موجود ہیں اور اس کے چاروں طرف نصف قدم آدم کے برابر دیوار باقی رہ گئی ہے۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد کو امام مطری کی بیان کردہ کیفیت کے مطابق پایا ہے اس کی پیمائش کی جو موصوف کی بیان کردہ پیمائش سے مطابقت رکھتی تھی اس کی شمالاً جنوباً دیوار ۴۳ ذراع اور شرقاً غرباً ۴۴ ذراع سے قدرے زیادہ ہے ۸۹۳ھ/۱۴۸۸ء میں شیخ الحرم النبوی جناب الشجاعی وشاہین الجمالی نے اس کی دیواروں کی تجدید کرائی تھی۔ ❷

راقم الحروف علامہ شیر علی شاہ مدظلہ کی معیت میں ۱۳۹۸ھ ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو بعد نماز عصر بنو قریظہ کا قلعہ دیکھنے گیا۔ قلعہ کی دیواریں بڑی مضبوط اور چوڑی تھیں۔ دیواریں چھ بالشت یعنی ۴½ فٹ چوڑی تھیں۔ دیواروں میں لگائی جانے والی بعض چٹانوں کی پیمائش اس طرح ہے۔ ۷½ بالشت لمبی چار بالشت اونچی اور ۵ بالشت موٹی۔ قلعہ کے بعض برج شکستہ حالت میں اب بھی موجود ہیں' لیکن مذکورہ مسجد بنو قریظہ کا وجود نہیں پایا گیا۔ قلعہ کے مغرب میں ٹیوب ویل لگا ہوا تھا جس سے وہاں

---

❶ اخبار مدینہ: ۱۱۶ ❷ وفاء الوفاء ج ۲: ۳۴، ۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود انگور اور کھجور کے باغات کی آبپاشی کی جاتی ہے۔قلعہ کے جنوب میں ڈیم بنا ہوا تھا جس کے دروازہ پر ۱۳۸۴ھ تا ۱۳۸۶ھ کی تاریخ تعمیر کندہ تھی۔

مسجد مشربہ ام ابراہیم:

مسجد مشربہ ام ابراہیم مسجد نبوی شریف سے جنوب مشرق کی جانب تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔اوراس کے قریب ہی مشرقی جانب حرہ زہرہ ہے۔اس مقام پر ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش اور باغ تھا۔آپ کے پاس حضور ﷺ تشریف لاتے اور اس جگہ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔چونکہ سیدہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن اطہر سے حضور انور ﷺ کے فرزند ارجمند سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو بچپن میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے اسی نسبت سے اس مقام اور مسجد کا نام مشربہ ام ابراہیم مشہور ہو گیا۔[1]

امام سمہودی نے اس کا حدود اربعہ اس طرح بیان کیا ہے۔شرقاً غرباً ۱۴ ذراع (۲۱ فٹ) اور شمالاً جنوباً ۱۱ ذراع[2] (۱۶ فٹ چھ انچ)

مسجد علی رضی اللہ عنہ:

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں:

مسجد ابوبکر کے شمال میں مسجد علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پائی جاتی ہے اگرچہ اس مقام پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نماز عید پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات پر حضور اقدس ﷺ نے وقتاً فوقتاً نماز عید پڑھی تھی۔اسی بناء پر بعد کے خلفاء نے وہاں عید کی نمازیں پڑھی ہوں۔اور پھر وہاں مساجد تعمیر ہو گئی ہوں اگرچہ یہ ممکن نہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق یا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کی عید گاہ کو چھوڑ کر اپنی ذات کے لیے نئی جگہ نماز عید ادا کرتے۔[3] ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں راقم الحروف کا مشاہدہ۔

---

[1] المدینہ بین الماضی والحاضر: ۴۲۸، ۴۲۹ [2] وفاء الوفاء ج ۳ ص ۲۷ [3] معالم دار الہجرۃ: ۱۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کے باہر والے دروازہ پر یہ الفاظ تحریر ہیں:

مسجد سیدنا علیؓ. اسس عام ۸۸۱ھ

قدیم زمانہ کی یہ مسجد بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر شدہ پائی۔ بڑے بڑے اور بہت موٹے چھ ستونوں پر قائم ہے۔ اندر چھ پنکھے اور آٹھ ٹیوب لائٹ لگی ہیں اور قالین بھی بچھا ہوا۔ محراب کے سامنے برآمدہ میں گنبد بنا ہوا تھا۔ مسجد کے مشرقی حصہ سے مسجد سے باہر مینار بھی تھا۔

مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء لکھتے ہیں: مسجد مصلی العید کے شمال میں قبہ عین الازرق کے متصل ایک مسجد پائی جاتی ہے جو اس وقت مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے شہرت رکھتی ہے ممکن ہے موصوف نے اپنے عہد خلافت میں اس مقام پر نماز عید پڑھی ہو۔ ❶ مسجد کا موجودہ کل رقبہ ۲۳۷.۹۵ مربع میٹر ہے' مسجد غمامہ اور مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف سڑک کا فاصلہ ہے۔ ❷

راقم الحروف نے ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں مسجد کی یہ کیفیت دیکھی ہے۔

باہر والے دروازے کے اوپر یہ عبارت پتھر میں کندہ تھی۔

مسجد سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ: اسس عام ۱۲۵۴ھ

چھوٹی سی مسجد ہے جس کا چھت صرف ایک بڑے گنبد پر مبنی ہے' محراب کے اوپر یہ آیت تحریر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ.

چھت میں ایک برقی پنکھا اور دیواروں کے ساتھ چار پنکھے تھے۔ نو ٹیوب لائٹ آویزاں تھیں۔ مسجد کا مختصر سا صحن بھی تھا جس کے اطراف میں آہنی جالی لگی ہوئی تھی اس کے بعد مسجد کی ازسرنو تعمیر ہو چکی ہے جو غالباً ۱۴۰۱ھ میں ہوئی ہے۔

---

❶ معالم دار الہجرۃ: ۱۴۳ ❷ المدینہ...... الیوم: ۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد ضرار:

منافقین اور یہود کی ریشہ دوانیاں اور اسلام دشمن سرگرمیاں آئے دن نئے سے نئے روپ میں ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔ مسجد ضرار کا قضیہ بھی انہی سازشوں کی ایک کڑی تھی۔

مدینہ منورہ کا ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ ابو عامر راہب کے نام سے شہرت رکھتا تھا یہ وہی ابو عامر ہے جس کے بیٹے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو شہید ہو جانے پر ملائکہ نے غسل دیا اور اسلامی تاریخ میں ''غسیل ملائکہ'' کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ باسکینہ میں فروکش ہوئے تو ابو عامر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر چند اعتراض کیے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے شافی جوابات کے باوجود اس کی تشفی نہ ہوئی۔ اور کہنے لگا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ مردار ہو کر مرے اور احباب واقارب سے دور مسافرت میں اس کی موت آئے اور مزید اپنے خبث باطن کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ آپ کے مقابلہ میں جو دشمن بھی آئے گا میں اس کی امداد کروں گا۔

چنانچہ غزوہ حنین تک آپؐ کے مقابلہ میں تمام غزوات میں برابر شریک ہوتا رہا لیکن جب مسلمانوں کے ہاتھوں قبیلہ بنو ہوازن کی شان وشوکت تاخت وتاراج ہوئی تو وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اسی کسمپرسی کے عالم میں بے یار ومددگار خویش واقارب سے کوسوں دور مردار ہو گیا۔ اور اپنی ہی بددعا کا شکار ہوا۔

ابو عامر بدنصیب نے قیصر روم سے ساز باز کر کے یہ پروگرام بنایا کہ مدینہ منورہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو نیست ونابود کر دیا جائے۔ لیکن اپنی اس سوقیانہ چال پر مسجد کا روپ دھار کر سامنے آیا اور منافقین کے تعاون سے قبا میں ایک مکان تعمیر کرایا جسے بظاہر مسجد کا نام دیا۔ اس میں اسلحہ کے انبار لگا دیئے گئے اور اسے مسلمانوں کے خلاف سازش کا مستقل اڈا بنالیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں تو حضور اقدس ﷺ کا اعتماد اور تعاون حاصل کرنے کے لیے منافقین نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ ہم نے بیمار معذور اور بوڑھے مسلمانوں کی راحت رسانی کے لیے ایک نئی مسجد بنائی ہے۔ آپ وہاں تشریف لائیں اور نماز پڑھ کر اس کا افتتاح فرمادیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا فی الحال تو میں جنگ تبوک کی تیاری میں مصروف ہوں البتہ واپسی پر اس جگہ نماز ادا کروں گا۔

حضور انور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ ہی میں وحی خداوندی نے منافقوں کے اس ڈھول کا پول کھول دیا اور ان کی اس خطرناک سازش کو ناکام بنا دیا۔ جب اللہ رب العزت نے اسے ''مسجد ضرار'' قرار دیا تو حضور اقدس ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس عمارت کو مسمار و منہدم کر کے آگ لگا دیں۔ اور اسے صفحہ ہستی سے مٹادیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیل ارشاد میں منافقوں کے اس قلعہ کو زمین بوس کر دیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جب اس جگہ کو صاف کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے عاصم بن عدی کو فرمایا کہ وہاں مکان بنالیں۔ لیکن انہوں نے معذرت چاہتے ہوئے ثابت بن اقرم کی سفارش کر دی۔ گو ثابت بن اقرم نے مکان بنالیا۔ مگر اس جگہ کی نحوست کے باعث ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہ ہوتا اور اگر پیدا ہوتا تو مر جاتا تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ انسان تو کجا ہاں مرغی، کبوتر یا کسی جانور نے بھی انڈے بچے نہیں دیئے اور نہ ہی پھولا پھلا۔ آج تک وہ جگہ ویران پڑی ہے۔ (1)

مسجد ضرار کی منصوبہ بندی کے شرکاء:

مؤرخ شہیر امام سمہودی ابن اسحاق کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسجد ضرار کی منصوبہ بندی اور اس خطرناک سازش میں ۱۲ افراد شریک تھے۔ جبکہ سازش کا اصل سرغنہ ابو عامر تھا۔

---

(1) معارف القرآن ج ۴: ۴۶۱، ۴۶۲، روح المعانی ج ۶: ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① حرام بن خالد' قبیلہ بنی عبید بن زید بن مالک

② ثعلبہ بن حاطب قبیلہ بنو امیہ بن زید جو بنو عمرو بن عوف کی ایک شاخ تھی۔

③ معتب بن قشیر قبیلہ بنو صبیعہ بن زید

④ ابو حبیبہ بن الاذعر

⑤ عباد بن حنیف' قبیلہ بنو عمرو بن عوف

⑥ حارثہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے

⑦ مجمع

⑧ زید

⑨ بنجل بن الحارث

⑩ مخرج اور

⑪ محادیہ دونوں عثمان کے بیٹے تھے۔

⑫ ودیعہ بن ثابت قبیلہ بنو امیہ بن زید۔[1]

امام سمہودی جمال الدین المطری کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس وقت مسجد ضرار کے نشانات ناپید ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا۔[2]

نو تعمیر شدہ مساجد:

مدینہ کریمہ کی بڑھتی ہوئی آبادی اور دور دراز تک پھیلے ہوئے محلوں میں طرز جدید پر بہت سی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ جن کی تفصیلات اور محل وقوع استاد محمد صالح کی کتاب سے قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں موجود مساجد کی تعداد ۱۲۴ تھی۔ ۲۲ قدیم مساجد جن میں حضور انور ﷺ کا نماز پڑھنا احادیث اور روایات سے ثابت ہوتا ہے اور باقی ۱۰۲ مساجد نئی ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں۔

---

[1] وفاء الوفاء ج ۲:۲۹ [2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ کی مساجد دو اقسام پر مشتمل ہیں۔ ایسی مساجد جو طویل ترین تاریخ کی حامل ہیں اور عہد رسالت مآب ﷺ تک اپنا سلسلہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ ان کی مکمل تاریخ لکھنے کے لیے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ دوسری وہ مساجد جو ماضی قریب میں معرض وجود میں آئی ہیں ان کا محل وقوع اور تفصیلات سابق مدیر اوقاف استاذ محمد عبدالرحمٰن اور استاذ سعید احمد الدربی کی شائع کردہ کتاب ''دلیل المساجد منطقۃ المدینۃ المنورہ'' سے قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔❶

۱۔ مسجد زینل قبا کے راستہ میں کنکریٹ اور سیمنٹ سے ۱۳۷۷ھ میں تعمیر ہوئی۔

۲۔ مسجد بن لادن الجبور میں	//۱۳۷۴ھ//
۳۔ مسجد المغیر الصغیر' نزلۃ الجبور میں	//۱۳۸۲ھ//
۴۔ مسجد البخاری' الحرہ الغربیہ	//۱۳۸۶ھ//
۵۔ مسجد بہرام آغا' العنبریہ	//۱۳۸۷ھ//
۶۔ مسجد الکاتبیہ' الکاتبیہ	//۱۳۸۰ھ//
۷۔ مسجد فاطمہ' المنافہ	//۱۳۸۵ھ//
۸۔ مسجد السبق' باب الشامی	//۱۳۹۱ھ//
۹۔ مسجد القبیسی العطن	۱۳۹۶ھ میں تعمیر ہوئی
۱۰۔ مسجد ثنیۃ الوداع' خارج باب الشامی	//۱۳۸۰ھ//
۱۱۔ مسجد النصر' حارۃ النصر	//۱۳۸۱ھ//
۱۲۔ مسجد المستراح' طریق سید الشہدا	//۱۳۸۶ھ//
۱۳۔ مسجد عید عودہ' حرۃ الصدقہ	//۱۳۸۷ھ//
۱۴۔ مسجد البساطیہ' البساطیہ	//۱۳۸۲ھ//
۱۵۔ مسجد الامیرۃ نورۃ' باب مجیدی	//۱۳۸۶ھ//

❶ المدینہ ۔۔ الیوم: ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ مسجد موسیٰ الہندی' باب التمار	//۱۳۸۲ھ//
۱۷۔ مسجد الشمس' باب الجیدی کنکریٹ اور سیمنٹ سے ۱۳۹۲ھ میں تعمیر ہوئی۔	
۱۸۔ مسجد حرہ دشم' حرہ دشم	//۱۳۹۳ھ//
۱۹۔ مسجد الخریجی الحرۃ الشرقیہ	//۱۳۸۷ھ//
۲۰۔ مسجد سمران بن مناور	//۱۳۸۶ھ//
۲۱۔ مسجد الغیب // //	//۱۳۸۳ھ//
۲۲۔ مسجد کریزی // //	//۱۳۸۳ھ//
۲۳۔ مسجد المطار' مطار کے قریب	۱۳۸۳ھ//
۲۴۔ مسجد الحساوی' الحرۃ الشرقیہ	۱۳۸۵ھ//
۲۵۔ مسجد علیان المغیر' حرہ شمالیہ	//۱۳۸۵ھ//
۲۶۔ مسجد عویض سعود' جبل احد کے دامن میں	//۱۳۸۵ھ//
۲۷۔ مسجد الصبحی' قباء	//۱۳۸۶ھ//
۲۸۔ مسجد حمیدان الصغیر' عروہ	//۱۳۸۶ھ//
۲۹۔ مسجد عجلان' احد کے راستہ میں	//۱۳۷۹ھ//
۳۰۔ مسجد عبداللہ بن عبدالمحسن صالح' حرہ شرقیہ	//۱۳۸۷ھ//
۳۱۔ مسجد عبداللہ السمین	//۱۳۸۷ھ//
۳۲۔ مسجد الجربوع' ہوائی اڈہ کے راستہ میں	//۱۳۸۸ھ//
۳۳۔ مسجد حامدہ' حارۃ الاحامدہ	//۱۳۸۸ھ//
۳۴۔ مسجد ہاشمیہ' حرہ ہاشمیہ	//۱۳۸۷ھ//
۳۵۔ مسجد الجربوع' حرہ صدقہ	//۱۳۸۸ھ//
۳۶۔ المغیر' نزلہ الجبور	//۱۳۸۸ھ//
۳۷۔ الحوازم' ام ہانی کنکریٹ اور سیمنٹ سے ۱۳۸۸ھ میں تعمیر ہوئی۔	
۳۸۔ الثقاف' باب الکومہ	//۱۳۸۹ھ//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ مسجد راشد، حرۃ شرقیہ	//۱۳۹۱ھ//
۴۰۔ مسجد الجربوع	//۱۳۸۹ھ//
۴۱۔ مسجد الجربوع، حارۃ الجبوات	//۱۳۸۹ھ//
۴۲۔ مسجد صیاف	//۱۳۹۳ھ//
۴۳۔ مسجد عبدالمحسین، حرۃ غربیہ	//۱۳۸۹ھ//
۴۴۔ مسجد شلوان ابن مندیل حرۃ شرقیہ	// //
۴۵۔ مسجد محمد خان نظام الدین حارۃ مغاربہ	// //
۴۶۔ مسجد صالح البلاغ، احد کے راستہ میں	//۱۳۹۰ھ//
۴۷۔ مسجد محمود الشریف، حرۃ غربیہ	//۱۳۸۹ھ//
۴۸۔ مسجد البدیری	//۱۳۹۰ھ//
۴۹۔ مسجد ابوعنق السبیع	// //
۵۰۔ مسجد الحوثل، ارض محبت	// // //
۵۱۔ مسجد عبداللہ الضبعی، حرۃ صدقہ	//۱۳۹۱ھ//
۵۲۔ مسجد رطبہ قباء	//۱۳۸۷ھ//
۵۳۔ مسجد عبدالعزیز الرشید، باب الحماد	//۱۳۹۱ھ//
۵۴۔ مسجد امیر سلطان قباء	//۱۳۹۱ھ//
۵۵۔ مسجد حمزہ عجلان	//۱۳۹۴ھ//
۵۶۔ مسجد صالح محمد البلیهش، نزلہ جبور	//۱۳۹۱ھ//

۵۷۔ مسجد عبدالعزیز محمد الهلالی عنابیہ کنکریٹ اور سیمنٹ سے ۱۳۸۸ھ میں تعمیر ہوئی۔

۵۸۔ مسجد الشریف المصالغ	//۱۳۹۸ھ//
۵۹۔ سموالامیر فہد بن عبدالعزیز حرہ شرقیہ	// //
۶۰۔ مسجد متروک الجہنی	//۱۳۹۷ھ//
۶۱۔ مسجد زہرہ ہاشم	// // //

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۲۔ مسجد الامیرہ شیحہ حارۃ البحر // //
۶۳۔ مسجد الردادی' طریق العیون //۱۳۹۳ھ//
۶۴۔ مسجد ابراہیم شاکر' الجرف // // //
۶۵۔ مسجد الآغا' قباء کے راستہ میں // //
۶۶۔ مسجد عروہ ، عروہ // //
۶۷۔ مسجد رجب مکاوی مغیلہ میں مٹی اور اینٹوں سے ۱۳۸۳ھ میں تعمیر ہوئی۔
۶۸۔ مسجد الحکیمہ' حارۃ المغاریہ مٹی اور پتھروں سے ۱۳۷۳ھ میں تعمیر ہوئی۔
۶۹۔ مسجد صبر' المغیلہ //۱۳۷۹ھ//
۷۰۔ مسجد الخضر' باب عنبریہ کے باہر //۱۳۸۷ھ//
۷۱۔ مسجد جازی' حرۃ غربیہ //۱۳۸۵ھ//
۷۲۔ مسجد القاضیہ' خارج ارض محبت //۱۳۸۱ھ//
۷۳۔ مسجد فائز' حرۃ غربیہ //۱۳۷۷ھ//
۷۴۔ مسجد ابن عویمر //۱۳۷۶ھ//
۷۵۔ مسجد ابن مسند حرۃ غربیہ مٹی اور پتھروں سے ۱۳۸۹ھ میں تعمیر ہوئی۔
۷۶۔ مسجد حسان بن ثابتؓ //۱۳۷۱ھ//
۷۷۔ مسجد عنبریہ ، عنبریہ // //
۷۸۔ مسجد التاجوری ، التاجوری //۱۳۶۹ھ//
۷۹۔ مسجد التکرونی' السیح مٹی اور اینٹوں سے ۱۳۸۶ھ میں تعمیر ہوئی۔
۸۰۔ مسجد العمیر' القبلتین //۱۳۸۹ھ//
۸۱۔ مسجد بیر عثمان بیر عثمان //۱۳۸۵ھ//
۸۲۔ مسجد الشناقطہ' احد کے راستہ میں //۱۳۷۴ھ//
۸۳۔ مسجد الشریف //۱۳۹۱ھ//
۸۴۔ مسجد برغوشہ ، حارۃ برغوشہ //۱۳۸۱ھ//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۵۔ مسجد طمیر حرۃ شرقیہ — ۱۳۶۰ھ
۸۶۔ مسجد عباس الخیری نزلہ الجبور — ۱۳۸۳ھ
۸۷۔ مسجد فطوم جبل سلع کے دامن میں — // //
۸۸۔ مسجد ضیف اللہ حرۃ غربیہ — ۱۳۹۰ھ
۸۹۔ مسجد الشریف باب العوالی — ۱۳۹۳ھ
۹۰۔ مسجد حضیف ابن دواس حرۃ شرقیہ — // //
۹۱۔ مسجد صالح الجہنی حرۃ غربیہ — // //
۹۲۔ مسجد مسلم بن حامد جبل احد پر — // //
۹۳۔ مسجد جابر حرۃ غربیہ — ۱۳۹۰ھ
۹۴۔ مسجد عایض بدای الرشیدی قلعہ الھوب مٹی اور اینٹوں سے ۱۳۹۳ھ میں تعمیر ہوئی۔
۹۵۔ مسجد ہاشم محمد الناشی نزلہ الجبور — ۱۳۹۵ھ
۹۶۔ مسجد عبداللہ منور احد کے راستہ میں — // //
۹۷۔ مسجد سعید بافیل الدویمہ قباء — ۱۳۹۳ھ
۹۸۔ مسجد سید الشہداء حمزہ میدان احد میں — // //
۹۹۔ مسجد حبیب ابراہیم حرۃ غربیہ مٹی اور اینٹوں سے ۱۳۸۴ھ میں تعمیر ہوئی۔ ❶
۱۰۰۔ مسجد بن بشیر حرۃ غربیہ — ۱۳۸۷ھ // //
۱۰۱۔ مسجد آغا قباء کے راستہ میں — // //
۱۰۲۔ مسجد عروہ عروہ — // //

❶ المدینہ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

گنبد خضراء کا تاریخی پس منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحد سے گنبد خضراء تک تدریجی مراحل

☆...... سانحۂ ارتحال۔

☆...... مزارات کی ترتیب

☆...... روضہ انور کی جالی

☆...... گنبد کی تعمیر

☆...... زیارت گنبد خضراء

☆...... آداب زیارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانحۂ ارتحال

کُنْ فَیَکُوْن کے لَارَیْب امرِ تخلیق کی زد میں جو بھی آیا تھا' فنا اس کے گلے کا ہار بن گئی اور اللہ تعالیٰ نے "کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ" کی اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ عالم کون و مکان میں خالق اور مخلوق کے سوا تیسری کوئی جنس ہی نہیں۔ خالق ازل سے ہے ابد تک قائم دائم رہے گا اور مخلوق کے مقدر میں فنا ہے بقا کا تصور ہی عنقا ہے۔ خواہ کتنا ہی کوئی جاہ و جلال اور شان و شوکت کا حامل ہو۔ تخت و تاج کا مالک ہو یا انبیاء و اتقیاء ہوں۔ حتیٰ کہ باعثِ تخلیق کائنات سرور کون و مکاں' سلطان زمین و زماں ﷺ ہی کیوں نہ ہوں کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت سے کسی کو مفر نہیں۔

وہ روح فرسا و جاں گداز' دل دوز و جاں سوز' کربناک و اندوہناک سانحہ جس نے دنیائے دوں کو نبوت و رسالت کے فیوض و برکات اور وحی ربانی کے انوار و تجلیات سے محروم کر دیا۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری مئی ۶۳۲ء بروز دوشنبہ دوپہر کا اندوہگیں واقعہ ہے' کہ آفتاب عالمتاب رسالت ﷺ طیبہ کے ریگ زاروں میں یکا یک روپوش ہو گیا اور رُخ مصطفویؐ کے جمال جہاں آراء نے نقاب برزخ اوڑھ لیا۔ [1]

جس روز آپؐ دار بقا کے لیے رخت سفر باندھ رہے تھے اسی صبح کا واقعہ ہے کہ حسب معمول راز دارِ نبوت رفیق غار صدیق باوقار رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھا رہے تھے۔ کہ آپ کی طبیعت میں قدرے سکون ہوا' تو حجرہ مبارکہ سے جو مسجد نبوی سے ملحق تھا۔ پردہ اٹھا کر دیکھا اور مسلمانوں کو خدا کے حضور نماز میں مشغول پایا۔ اس ایمان افروز منظر کو دیکھ کر چہرہ انور پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ہونٹوں پر دل رُبا مسکراہٹ تھی۔

[1] طبقات ابن سعد اردو جلد ۲: ۲۷۷' البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے گلشن دل مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت علالت کے باعث پژمردہ ہو چکے تھے۔ رخ انور کی ایک ادنیٰ سی جھلک دیکھتے ہی فریفتگی و شیفتگی کا یہ عالم کہ وہ باغ باغ ہو گئے۔ لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ یہ آخری جلوۂ عام اور آفتاب لب بام ہے۔●

سورج جتنی تیزی کے ساتھ ارتقائی منازل طے کر رہا تھا اور روشنی میں جس قدر اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ دنیا پہ تاریکی چھانے کا وقت دھیرے دھیرے قریب آ رہا تھا۔ اگرچہ غنودگی کا غلبہ تھا۔ لیکن سکون کے لحات میں بے ساختہ زبانِ پاک پر یہ فرمان خداوندی جاری ہو جاتا:

﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾

اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ●

سلطانِ عرب محبوب کل کی حسین اداؤں پہ قربان جاؤں۔ زندگی چراغ سحری کی مانند اور جانِ بلب ہونے کے باوجود بھی اپنے دست اطہر سے مسواک کی مقدس سنت ادا فرما رہے ہیں۔●

جب چراغ زندگی گل کرنے والا آخری جھونکا آیا اور سانس اُکھڑ گئی۔ ایسے نازک وقت میں بھی یہ الفاظ وردِ زباں تھے:

الصلوٰۃ الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم●

''نماز اور غلاموں کا خاص خیال رکھنا''۔

پاس ہی لگن میں پانی رکھا تھا' ہاتھ تر کر کے بار بار چہرہ پُر ضیا پر پھیرتے' اسی دوران ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا:

● بخاری شریف ج۱:۹۴'۶۴۰ ● ایضاً:۶۳۸ ● صحیح بخاری ج۱:۶۳۸

● مستدرک حاکم کتاب المغازی ج۳:۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بل الرفیق الاعلی۔ "اب کوئی اور نہیں بس وہی رفیق درکار ہے۔"

اور اس کے معا بعد روح پر فتوح عالم قدس کو جا پہنچی۔ ❶

اس اندوہناک سانحہ کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سراسیمگی کے عالم میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ آنکھوں نے جو کچھ دیکھا۔ قلب اسے باور کرنے کو تیار ہی نہ تھے اور دل جس چیز کے خواہشمند تھے آنکھیں وہ نظارہ واپس لانے سے عاجز تھیں سب ہی کے دل فگار اور چشم گریاں آنسوؤں کی ندیاں بہا رہی تھیں۔

اس صدمہ جاں کاہ اور رنج والم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حواس باختہ کر دیا' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے کوہِ استقامت بھی شدتِ الم اور فرطِ محبت وعقیدت میں وصال کا تصور نہیں کر رہے تھے۔ تاہم کشتگانِ فراقِ محبوب کے زخمی قلوب کے لیے ایک بہترین اکسیر اور تریاق قرآن مجید نے پیش کر دیا:

﴿ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴾ ❷

"بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے"۔

﴿ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ﴾ ❸

"اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے"۔

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ﴾ ❹

"اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بہت رسول گذرے۔ پھر کیا اگر وہ مر جائے یا مارا جائے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے"۔

گویا کہ "موت" تو اس ناقابل تردید حقیقت کا نام ہے جو نبی مرسل بلکہ امام الانبیاء ﷺ کو بھی پیش آ کر رہی۔ اور "بقاء حقیقی" صرف ذاتِ احدیت ہی کا بلا شرکت غیرے طرۂ امتیاز ہے۔

---

❶ صحیح بخاری ج ۱: ۶۴۰ ❷ الزمر: ۳۰ ❸ القصص: ۸۸ ❹ العمران: ۱۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائے گلشن باد و صبا و ابر و بہار — ولے چہ سود چو ساقی و بزم و مینا نیست

ولو کان فی الدنیا بقاء لساکن — لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

وما احد ینجو من الموت سالما — وسھم المنا یاقد اصاب محمدا ❶

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس اندوہگین سانحہ پر اپنے تاثرات اس طرح بیان فرماتے ہیں:

جس دن رحمتِ کائنات' فخر موجودات ﷺ کا مدینہ باسکینہ میں ورود مسعود ہوا' اس دن ذرہ ذرہ مثیل آفتاب بن گیا۔ ہر چیز تابندہ و درخشندہ دکھائی دیتی تھی اور ہر سو نور نبوت کا اُجالا تھا۔ مگر جس روز آفتابِ رسالت غروب ہو گیا' تو تاریکی نے ہر شے کو بے نور کر دیا اور ہر چیز سراسیمگی کے عالم میں پیکر غم والم بن گئی۔ ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن فخر کائنات ﷺ کے وصال کا المیہ پیش آیا' اس جان لیوا حادثہ سے مدینہ منورہ کی ہر ایک چیز بے نور ہو گئی۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں:

کہ حضور اقدس ﷺ کی عجب شانِ اجتبائی ہے کہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری سوموار کے دن ہوئی۔ آپ نے حجر اسود سوموار کو نصب فرمایا۔ ہجرت کے وقت مکہ مکرمہ سے روانگی سوموار کو ہوئی۔ مدینہ باسکینہ میں ورود مسعود سوموار کو اور سانحۂ ارتحال بھی سوموار کو ہوا۔ ❹

حبیبہ حبیبِ خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بخت کس قدر قابل رشک ہے کہ سید الاتقیاء والابرار حبیب پروردگار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار کا آخری تلبس بھی انہیں نصیب ہوا۔ جب سرور کون و مکاں' سلطانِ زمین و زماں ﷺ راہی عالم جاوداں ہو رہے تھے اور وصالِ محبوب کی سعادت نصیب ہونے کو تھی تو سر اقدس عائشہ

❶ کامل ابن اثیر ج ۲:۴۴ ❷ ابن ماجہ باب الجنائز ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ 'سنن دارمی ج ۱:۴۱ باب فی وفاۃ النبیؐ ❸ مستدرک حاکم کتاب المغازی ج ۳:۵۷ ❹ کامل ابن اثیر ج ۲:۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ علاوہ ازیں سفر دنیا کا آخری اور راہِ عقبیٰ میں پہلا قدم بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر میں تھا۔ ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس انعام خداوندی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتی ہیں:

''اللہ کریم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری باری کے دن میرے گھر میں اپنی طرف بلایا۔ جب کہ آپ کا سر مبارک میرے پہلو اور سینہ کے درمیان تھا۔ ● آپ میرے ہی گھر میں دفن کیے گئے اور آپ کے وصال کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو یکجا کر دیا''۔

قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَ نَحْرِيْ وَ دُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ وَ اَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَ رِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ. ❶

سیدہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ ارتحال سے کچھ وقت پہلے میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپؐ نے مسواک استعمال کرنا چاہی۔ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لے کر دانتوں میں چبائی' نرم کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے اپنے دستِ اطہر سے استعمال فرمائی اور میں بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اتنی عمدگی سے آپ نے کبھی بھی مسواک استعمال نہیں فرمائی تھی۔ ●

تجہیز و تکفین:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپؐ کے انتقال پر ملال کا یقین ہی نہیں آتا تھا۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فصیح و بلیغ خطبہ نے اس تذبذب کی کیفیت کو ایقان و یقین میں تبدیل کر دیا۔ جس کے بعد ۱۳ ربیع الاوّل بروز سہ شنبہ مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل' کفن اور دفن کا معاملہ زیر غور آیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب غسل کی تیاری ہوئی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہ' سب ہی سوچ کی موج میں گم

---

❶ صحیح بخاری ج۲:۱۸۶۔۶۳۸۔۶۴۰ ● ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور ہنوز کوئی تصفیہ نہ ہو پایا تھا کہ یک لخت سب پر غنودگی طاری ہو گئی سب کی گردنیں جھک گئیں اور ٹھوڑیاں سینہ سے لگ رہی تھیں اور ایک غیبی آواز سنائی دی۔ کہ اللہ کے رسول کو برہنہ نہ کیا جائے۔ کپڑوں ہی میں غسل دیا جائے' چنانچہ پیراہن مبارک ہی میں آپ کو نہلایا گیا اور بعد میں اسے نکال دیا گیا۔❶

سیدنا ابی بردہؓ سے روایت ہے کہ جب غسل کی تیاری کی گئی تو حجرہ کے اندر ہی سے ایک غیبی آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص نہ اتاری جائے۔❷

جب غسل دیا جانے لگا تو دروازہ بند کر دیا گیا اور چارپائی ہٹا کر اسی جگہ غسل دیا گیا۔ غسل دینے میں پانچ آدمی شریک تھے۔ سیدنا عباس' سیدنا علی' سیدنا قثم بن عباس سیدنا اسامہ بن زید اور حضور اقدس ﷺ کے آزاد کردہ غلام صالح رضی اللہ عنہم۔❸

اس موقع پر انصار نے آپ کے ساتھ ننھالی رشتہ کی عظمت کے پیش نظر غسل دینے میں شرکت کی استدعا کی اور ادھر قریش بھی جدی ناطہ کے باعث شمولیت کے خواہشمند تھے۔ مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کمال دانشمندی اور تدبر سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح یہ معاملہ اختلاف کا شکار ہو جائے گا۔ اس خدمت کی انجام دہی کے لیے آپ کے اعزہ ہی زیادہ موزوں ہیں۔ اس پر سب مطمئن ہو گئے۔❹

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے غسل دینا شروع کیا' آپ کے وجود باجود پر قمیص تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

بِاَبِي وَ اُمي اطيبک حَيًّا وَ مَيِّتًا.

"آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ ہیں"۔

---

❶ مستدرک حاکم ج ۳: ۵۹' طبقات ابن سعد ج ۲' عنوان تجہیز و تکفین' البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۰' تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲: ۱۳۸ ❷ ابن ماجہ ابواب الجنائز: ۱۰۵ ❸ زرقانی ج ۸: ۲۸۹

❹ طبقات ابن سعد عنوان تجہیز و تکفین جلد ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عباس ؓ اور ان کے بیٹے سیدنا قثم ؓ کروٹ بدل رہے تھے اور سیدنا اسامہ بن زید اور سیدنا صالح ؓ پانی ڈالنے میں مصروف تھے۔[1]

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا چراغ زندگی گل ہو جائے تو بیر غرس کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔[2]

سرور کونین' رحمت دارین ﷺ کے غسل کے لیے سیدنا سعد بن خیثمہ ؓ کے کنویں بیر غرس سے جو قباء میں واقع تھا پانی لایا گیا۔ آپ ؐ نے زندگی مبارک میں اس کا پانی نوش فرمایا اور اس کنویں کی تعریف میں ارشاد فرمایا کہ "یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے" غسل کے پانی میں بیری کے پتے بھی ڈالے گئے۔[3]

پہلے خالص پانی سے غسل دیا پھر بیری کے پتوں والے پانی سے اور تیسری دفعہ کافور ملا کر پانی بہا دیا گیا۔[4]

غسل سے فارغ ہو کر آپ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔[5] اور وہ پیراہن جس میں آپ کو غسل دیا گیا تھا اتار لیا گیا۔[6]

صحابہ کرام ؓ کے دل فگار' چشم اشکبار اور دماغ گویا ماؤف ہو چکے تھے' اسی حالت میں یہ مسئلہ بھی درپیش تھا۔ کہ جسد عنبرین کی تدفین کہاں ہو کون سی جگہ اس کا مسکن قرار دیا جائے۔ اور اس امانت عظمیٰ کے لیے کس بقعۂ زمین کو امین بنایا جائے۔ مختلف آراء پیش ہوئیں بعض کی تجویز تھی کہ جنت البقیع میں تدفین ہو کسی کی رائے تھی کہ ریاض الجنہ میں سپرد خاک کیے جائیں۔ لیکن راز دار نبوت' رفیق غار سیدنا صدیق باوقار ؓ نے یوں عقدہ کشائی کی۔ کہ حبیب لبیب ﷺ کے مقدس الفاظ کی صدا

---

① طبقات ابن سعد ج ۲: البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۰' تاریخ ابو الفداء ج ۱: ۱۵۲ ② سنن ابن ماجہ: ۱۰۶' تاریخ کامل ج ۲: ۱۳۸ ③ طبقات ابن سعد ج ۲' البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۱ ④ زرقانی ج ۸: ۲۸۹ ⑤ صحیح بخاری ج ۱: ۱۶۹ ⑥ البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نبی کی روح جس جگہ قبض کرتا ہے۔ اسی مقام پر اسے دفن کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کی چارپائی ہٹا کر اسی جگہ قبر کھودی گئی۔ ●

حدیث شریف میں ہے:

قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّافِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ، اُدْفُنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ. ●

''آپ نے فرمایا نبی جس جگہ دفن ہونا پسند کرتا ہے' اسی جگہ وصال ہوتا ہے۔ لہٰذا بستر والی جگہ ہی سپرد خاک کیا جائے''۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

يُدْفَنُ كُلُّ اِنْسَانٍ فِي التُّرْبَةِ الَّتِيْ خُلِقَ مِنْهَا. ●

''انسان اسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا''۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا خَلَقَ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا اَبُوْبَكْرٍ وَ لَا عُمَرَ اِلَّا مِنْ طِيْنِهٖ وَاحِدَةٍ ثُمَّ رَدَّهُمْ اِلٰى تِلْكَ الطِّيْنَةِ.

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ایک ہی مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر اسی مٹی میں انہیں لوٹا دیا''۔

قبر اطہر بنانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اس بات پر بھی اختلاف ہوا کہ قبر لحدی بنائی جائے یا بغلی۔ مہاجرین کا کہنا تھا کہ مکہ معظمہ کے دستور کے مطابق صندوقچی قبر بنائی جائے اور انصار کی رائے مدینہ طیبہ کے طریقہ کے مطابق لحد بنانے کی تھی۔ دو آدمی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہما لحد کھودنے میں ماہر تھے'

● مصنف عبدالرزاق ج ۳: ۵۱۶' طبقات ابن سعد ج ۲: ۳۹۵ ● مؤطا امام مالک ج ۲: ۵۳۰' سنن ابن ماجہ: ۱۶۲۸ ● مصنف عبدالرزاق ج ۳: ۵۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے پایا کہ دونوں کے پاس آدمی بھیج دیا جائے' جو پہلے آ جائے وہی اپنے فن کے مطابق قبر بنا دے' اتفاق سے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ گھر پر موجود نہ تھے اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور مدینہ طیبہ کے رواج کے مطابق لحد تیار کر دی۔ ❶

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب قبر بنانے میں صندوقچی اور لحدی کا اختلاف شدت اختیار کر گیا' تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس قضیہ کو یوں سلجھایا کہ دونوں حضرات کے پاس آدمی بھیج دیا جائے' جو پہلے آ جائے اسی نوعیت کی قبر بنائی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابوطلحہؓ نے آ کر لحدی قبر تیار کر دی۔ ❷

نمازِ جنازہ کی کیفیت:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سہ شنبہ کے روز جب آپ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ کے وجود باجود کو جنازہ کے لیے ایک تخت پر رکھ کر قبر کے کنارے رکھ دیا گیا۔ ایک ایک گروہ حجرہ مقدسہ میں داخل ہوتا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر آ جاتا۔ کوئی کسی کی امامت نہیں کراتا تھا۔ بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی۔ ❸ (گویا کہ آپ خود ہی امام تھے)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں! جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے پوچھا کس طرح پڑھیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ لوگوں کا ایک ایک گروہ حجرہ میں جائے اور تکبیر کہے پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر باہر آ جائے۔ پھر دوسرا گروہ داخل ہو کر اسی طرح تکبیر کہے اور درود و دعا کے بعد واپس آ جائے۔ اسی طرح سب لوگوں نے نماز پڑھی۔ ❹

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ کا جنازہ قبر

❶ ابن ماجہ: ۱۱۷ ❷ البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۸ ❸ سنن ابن ماجہ: ۱۱۷' جمع الفوائد ج ۱: ۱۲۸
❹ شمائل ترمذی: ۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کنارے رکھ دیا گیا' تو میں نے کہا امامت کے لیے کوئی آدمی کھڑا نہ ہو' تمہاری امامت کے فرائض اس وقت بھی وہ خود ہی انجام دیں گے جو تمہاری زندگی اور بعد از مرگ کے امام تھے۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے' جس میں آپ بیان کرتے ہیں کہ سانحۂ ارتحال سے ایک ماہ قبل سرورِ کون و مکاں' سلطان زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم نے جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے وصال اور تجہیز و تکفین کے متعلق گفتگو کی' صحابہؓ نے دریافت کیا کہ آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا: ''میرے اقربا'' عرض کیا گیا' آپ کو کفن انہی کپڑوں میں دیا جائے گا' تو ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو سفید مصری کپڑوں یا یمنی حلہ میں کفن دے دینا'' آپ سے استفسار کیا گیا کہ نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے گی۔ فرمان ذی شان یوں صادر ہوا: ''جب تم غسل اور کفن سے فارغ ہو جاؤ' تو جنازہ تختہ پر رکھ دینا اور تھوڑی سی دیر کے لیے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے حضرت جبرئیل اپنے لشکر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے' پھر میکائیل' پھر اسرافیل اور بعد میں عزرائیل فرشتوں کے لشکر کے ساتھ جنازہ ادا کریں گے' اس کے بعد تم لوگ گروہ در گروہ داخل ہونا۔

فَصَلُّوْا عَلَيَّ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. پھر مجھ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا۔

جس وقت مرد جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو عورتیں جنازہ پڑھیں۔ ❷ امام حاکمؒ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے مگر اس میں یہ جملہ ''فصلوا علی و سلمو تسلیما'' نہیں ہے۔ ❸

حضرت موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے رکھ دیا گیا' تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حجرہ مطہرہ

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۹۳ ❷ زرقانی علی المواہب ج ۸: ۲۶۹-۲۷۰' روض الانف ج ۲: ۳۷۷

❸ مستدرک حاکم ج ۳: ۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہوئے اور دونوں نے کہا' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ' ان دونوں کے ہمراہ مہاجرین اور انصار کی اتنی سی جماعت تھی' جس قدر حجرہ شریف میں گنجائش تھی انہوں نے بھی اسی طرح سلام پیش کیا' پھر سب صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ مگر ان کا کوئی امام نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلی صف میں حضور اقدس ﷺ کے قریب تھے' وہ دعا کرتے رہے اور باقی لوگ آمین کہتے رہے' ایک گروہ جب فارغ ہو جاتا تو دوسرا داخل ہوتا' یہاں تک کہ مردوں' عورتوں' بچوں' مہاجرین اور انصار سب نے جنازہ پڑھا۔ ●

تیسرے دن چہار شنبہ (بدھ) کو رات کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رنجیدہ دلوں اور پرنم آنکھوں کے ساتھ سرورکون و مکاں' سلطان زمین و زماں ﷺ کو قبر شریف کے سپرد کیا۔ جمہور علماء کرام کا یہی قول ہے۔ ● اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ ● سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' سیدنا عباس اور ان کے صاحبزادے سیدنا فضل' سیدنا قثم اور سیدنا صالح رضی اللہ عنہم نے شاہ کونین ﷺ کو قبر شریف میں اتارا۔ تربت مبارک کوہان کی مانند بنا کر اس پر پانی چھڑکا۔ ●

سردار انبیاء ﷺ کو لحد میں رکھ کر اس پر نو کچی اینٹیں لگائی گئیں۔ ●

عام طور پر قبر کی لمبائی سات فٹ ہوتی ہے' اس لحاظ سے آپ کی لحد پر لگائی جانے والی اینٹوں کا طول تقریباً ۲۴' انچ اور عرض ۸' انچ ہوگا۔

یاخیر من رفت بالقاع اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم

اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں۔ جن کی وجہ سے زمین اور بھی مشک بار بن گئی۔

● البدایہ والنہایہ ج ۵:۲۶۵' طبقات ابن سعد ج ۲:۳۹۱ ● سنن ابن ماجہ: ۱۱۷' البدایہ والنہایہ ج ۵:۲۷۱ ● تاریخ ابوالفداء ج ۱:۱۵۲ ● سنن ابن ماجہ: ۱۱۷' البدایہ والنہایہ ج ۵:۲۶۹

● البدایہ والنہایہ ج ۵:۲۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسی الفداء القبر انت ساکنه فیه العفاف وفیه الجود و الکرام

میری جان اس قبر پہ قربان، جس میں آپ مقیم ہیں۔ کہ اس میں عفت، جود و سخاوت اور لطف و کرم ہے۔

انت النبی الذی ترجی شفاعته عند الصراط اذا مازلت القدم[1]

اور آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ جس دن پل صراط پر قدم ڈگمگا جائیں گے۔

شہنشاہ کونین ﷺ کا یہی شاہی محل تھا جس میں مدتوں رونق افروز رہے۔ اور بالآخر یہی ابدی استراحت گاہ بن گئی جس کا مرتبہ اور مقام عرش الٰہی سے بالا اور اعلیٰ ہے۔ اس کی عظمت ابدی، اس کا جمال سرمدی، اس کا ذرہ ذرہ نیر عالم تاب ہے اور یہ بقعہ نور مرجع خلائق ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ حضور انور ﷺ کی قبر اطہر بن جانے کے بعد اپنے حجرہ میں عام گھریلو شب خوابی کے کپڑوں میں رہتی تھی جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی حجرہ مقدسہ میں ہو گئی تو پھر میں پردے کا اہتمام کرنے لگی۔ کیونکہ اس سے قبل میرے خاوند اور والد استراحت فرما تھے، اور اب ایک غیر محرم بھی دفن ہو چکے تھے۔ اس مجبوری کی وجہ سے اور زائرین کے ہجوم کے پیش نظر حجرہ مقدسہ میں دیوار بنا کر اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اپنی رہائش کے لیے اور دوسرا قبور مقدسہ کی خاطر۔[2]

لحد مبارک بن جانے کے بعد گنبد خضرا کی تعمیر و تکمیل کے تدریجی مراحل کا نقطہ آغاز یہی تھا، کہ حجرہ انور کی ہیئتِ ترکیبی میں تبدیلی واقع ہوئی۔ بعد ازاں ۲۲/ جمادی الثانی[3] ۱۳ھ/۶۳۴ء بروز دوشنبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واصل باللہ ہوئے تو ان کی قبر بھی اپنے محبوب آقا ﷺ کے پہلو میں بنائی گئی اور یکم محرم ۲۴ھ/۶۴۵ء کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی مولائے کل ﷺ کے قدموں میں راحت گزیں ہو گئے۔[4]

[1] اخبار مدینۃ المنورہ: ۱۴۷ [2] طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۹۶ [3] ایضاً: ج ۳: ۵۲ [4] ایضاً ۱۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حماد بن زید کی روایت کے مطابق گنبد خضراء کا دوسرا تدریجی مرحلہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں انجام پذیر ہوا۔ جنہوں نے حجرہ مقدسہ کی دیواروں اور چھت کی تجدید و ترمیم کی خدمت ادا فرمائی۔ ❶

مزارات طاہرات کی ترتیب:

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب دیکھا جو اپنے والد گرامی قدر سے بیان کیا کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ گئے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر یہ ارشاد فرمائی۔ کہ روئے زمین کی تین مقدس اور برگزیدہ ہستیاں تیرے حجرہ میں سپرد خاک کی جائیں گی۔ چنانچہ جب سرورِ کون و مکاں' سلطانِ زمین و زماں ﷺ کا سانحۂ ارتحال رونما ہوا۔ تو آپ کی تدفین سیدہ عائشہؓ کے حجرہ میں ہوئی۔ جس پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَذا خَيْرُ اَقْمارِكِ. ❷ یہ ان تین میں سے بزرگ ترین قمر ہیں۔

حجرہ مطہرہ میں واقع تین مزاراتِ طاہرات کی ترتیب کی متعدد صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء نے چھ اور علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے آٹھ مختلف صورتیں لکھی ہیں۔ جن میں حضرت مزاحم کا حسب ذیل قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے جنہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں حجرہ منیفہ کے اندر داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور انہوں نے اس طرح ترتیب بیان کی۔

قبلہ کی جانب پہلی قبر شریف رحمتِ کائنات ﷺ کی ہے۔ آپ کا سر مبارک مغرب کی جانب اور پاؤں مبارک مشرق کو ہیں اور چہرہ انور قبلہ یعنی جنوب کی طرف ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر حضور اقدس ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۲: ۲۹۶ ❷ موطا امام مالک باب اخبار النبیؐ ج ۲: ۵۳۳' مستدرک حاکم کتاب المغازی ج ۳: ۶۱' البدایہ والنہایہ ج ۵: ۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے برابر ہے جو کہ مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی سیدھ میں پایا جاتا ہے۔●

علاوہ ازیں امام حاکم نے محمد بن ابوبکر سے بھی اس کے ساتھ ملتی جلتی روایت بیان کی ہے' جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے برابر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے برابر میں ہے۔ اور اس روایت کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔●

قبر مبارک مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

تربت اطہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مرقد اقدس عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے قریب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے' ۴۵ سال تک زندہ رہیں گے' شادی کریں گے اور اولاد بھی ہوگی جب ان کا وصال ہوگا تو میرے ساتھ ہی ان کی تدفین ہوگی۔ اور قیامت کے دن میں عیسیٰ علیہ السلام اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اکٹھے اٹھیں گے۔●

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء لکھتے ہیں کہ اہل سیر کا بیان ہے کہ حجرہ مقدسہ کے اندر شرقی جانب ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور سیدنا سعید بن المسیب اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کیے

● وفاء الوفاء ج ۲:۳۸۷ ● وفاء الوفاء ج ۲:۳۹۱

● مشکوٰۃ شریف:۴۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔[1]

ام ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ/۸۴۴ء عبید اللہ بن ابی یزید اور عمرو بن دینار سے روایت نقل کرتے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجرہ مقدسہ کی تعمیر کی خدمت انجام دی چونکہ دیواروں کی بلندی بہت تھوڑی تھی۔ اس لیے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں ازسرنو بنوایا اور اونچا کر دیا۔[2]

---

[1] اخبار مدینہ: ۱۳۵ [2] طبقات ابن سعد اردو ج ۲: ۳۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

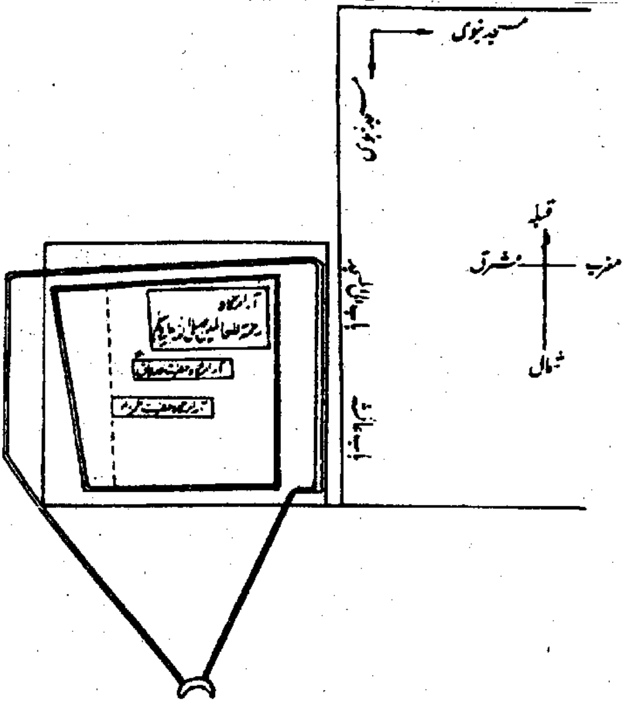

☆ عہد اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن امیر مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے شرقی دیوار حجرہ عائشہ منہدم ہونے پر پردے ڈال دیئے اور خام حجرہ کی حفاظت کے لیے ۸۸ھ میں مخمس سنگی عمارت تعمیر کی جس سے حجرہ عائشہ ؓ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس کو خطار مزور کہا جاتا ہے۔

☆ اس پنج گوشہ دیوار میں نہ دروازہ تھا اور نہ اوپر چھت تھی اس کی بلندی مسجد کی چھت کے برابر ہے۔

بعد میں حجرہ مقدسہ کی اصلاح و مرمت کا تھوڑا بہت کام ہوتا رہا مگر کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دی گئی۔ البتہ ۸۸ھ/۷۰۶ء ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر تھے' حجرہ شریفہ کی مشرقی دیوار گر جانے پر انہوں نے تعمیر کرائی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے معمول بنا رکھا تھا کہ رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبوی شریف میں داخل ہو کر پہلے آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ کے دربار گہر بار میں حاضر ہو کر ہدیہ سلام پیش کرتا' پھر اپنی نشست گاہ پر جا کر نماز تہجد ادا کرتا اور نماز فجر تک وہیں بیٹھ کر درود شریف اور دیگر وظائف میں مصروف رہتا۔ میں حسب معمول ایک شب گھر سے نکلا۔ جب کہ باران رحمت کا نزول بھی ہو رہا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ فضاؤں کو معطر کرنے والی دل آویز خوشبو محسوس ہوئی۔ میں نے زندگی بھر ایسی نفیس اور قابل رشک خوشبو کبھی نہیں پائی۔ بہر حال میں حجرہ پر ضیا پر سلام پیش کرنے حاضر ہوا۔ لیکن یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس بقعہ نور کی ایک دیوار زمین بوس ہو گئی ہے' اس وقت یہ راز افشا ہوا کہ وہ بادمشک بار قبر اطہر سے پھوٹ رہی تھی۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا اور حجرہ مطہرہ کے اندر جا کر سلام بارگاہ خیر الانام علیہ التحیات و السلام میں پیش کیا اور کچھ دیر وہیں ٹھہرا رہا۔

اتنے میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آ پہنچے' جنہیں اس اندوہگین واقعہ کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ان کے حکم سے ایک قباطی چادر سے اس جگہ پردہ کر دیا گیا۔ موصوف نے نماز فجر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کے مشہور سعادت مند معمار وردان کو بلایا تا کہ دیوار تعمیر کر دی جائے۔ ❶

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنیادیں کھود کر پوری دیوار از سر نو تعمیر کرنے کو کہا۔ وردان کھدائی کے دوران دو پاؤں دیکھ کر ششدر رہ گیا اور عالم استعجاب میں حاضرین کو آواز دی' گورنر مدینہ اور دوسرے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر سراسیمہ ہو گئے اور اس اشتباہ میں پڑ گئے کہ مبادا یہ پاؤں مبارک حضور اقدس ﷺ کے نہ ہوں' لیکن ان پاؤں پر بال دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بول اٹھے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں' یہ پاؤں میرے جد امجد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ حجرہ منیفہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان کی قبر بنیادوں کے نیچے تک کھودی گئی تھی۔ ❷

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۳۸۷ ❷ اخبار مدینہ: ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ جب پاؤں کوئی پہچان نہ سکا تو سب غمگین اور پریشان ہو گئے۔ اسی دوران حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا اور کہنے لگے' خدا کی قسم یہ پاؤں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز نہیں بلکہ یہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاؤں ہیں۔ ❶

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ گورنر مدینہ نے وردان معمار سے کہا جو کچھ دیکھا ہے اسے پردہ پوش کر کے دیوار بنا دیں۔ جب دیوار مکمل ہو گئی تو اندر صفائی کرنے کے لیے متعدد آدمی تیار ہو گئے' یہ سعادت حاصل کرنے کا ہر آدمی خواہشمند تھا۔ لیکن گورنر موصوف لوگوں کے ہجوم کے ذریعہ سرور کون و مکاں' فخر زمین و زماں صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے گریزاں تھے۔ اس لیے مزاحم نامی ایک غلام کو حکم دیا کہ تم حجرہ مقدسہ میں داخل ہو کر مرقد اقدس پر پڑی مٹی اور اینٹ روڑے صاف کرو۔ چنانچہ مزاحم روشندان کے ذریعہ اندر داخل ہوا۔ جھاڑو سے صفائی کی اور وہ چادر بھی نکال دی جس کا پردہ بنایا گیا تھا۔ ❷

بعد ازاں سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے حجرہ انور کی حفاظت کے پیش نظر اس کے گرداگرد ایک پنج گوشہ دیوار بنوا دی۔ جو مسجد کی چھت تک بلند تھی اس طرح حجرہ مقدسہ اس کے اندر محفوظ ہو گیا اس پنج گوشہ دیوار پر نہ چھت تھی اور نہ ہی کوئی اور پردہ تھا۔ ❸ اور نہ ہی اس دیوار میں دروازہ رکھا گیا۔ ❹

الحاج محی الدین لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ امیر مدینہ نے شکستہ حصہ دیوار پر فوراً پردے ڈال دیئے اور حجرہ اقدس کے اطراف مضبوط بنیادوں پر مخمس سنگی دیوار نقش و نگار سے مزین' اسی طرح تعمیر کی کہ اس دیوار کے شمالی کونے بیت فاطمہؓ سے جا ملے' اس دیوار کی تعمیر کا

---

❶ اخبار مدینہ ۱۳۸' طبقات ابن سعد اردو ج ۳: ۱۷۰ ❷ اخبار مدینہ ۱۳۸' معالم دار الہجرۃ ۸۲:

❸ اخبار مدینہ ۱۳۸' ۱۴۰ ❹ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مقصد تھا کہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خام دیواریں ہر طرف سے محفوظ ہو جائیں۔ نیز بیت الرسولؐ مماثل بیت اللہ بھی نہ ہونے پائے۔ اس عمارت کو ''حضاد مزوّد'' کہا جاتا تھا۔ اس طرز کی تعمیر آج تک کہیں بھی نہ ہو سکی۔ اور تنہا یہ عمارت اپنی یکتائی تعمیر کی مظہر ہے۔ اب تک آرام گاہ نبوی معہ وزراء حبیب اللہ نظروں سے مستور تھے۔ اب بیرونی خام دیوار حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی سب سے پوشیدہ ہوگئی۔❶

علامہ یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء اور علامہ ابن حوقل تحریر فرماتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز کی تعمیر کردہ پنج گوشہ دیوار میں کوئی دروازہ نہیں رکھا گیا اور نہ ہی اندر جانے کے لیے اس وقت کوئی دروازہ پایا جاتا ہے۔❷ امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ء/۱۴۱۳ء بیان کرتے ہیں۔

پنج گوشہ دیوار اور چھت کے درمیان تقریباً چار ذراع کا فاصلہ تھا۔ جس میں لکڑی کی جالی لگا دی گئی۔ حجرہ پر انوار اور چار دیواری کے درمیان فاصلہ میں یکسانیت نہیں ہے مشرق اور مغرب میں برابر کا فاصلہ ہے جب کہ قبلہ یعنی جنوب میں زیادہ اور شمال کی طرف اس سے کم ہے۔ اور حجرہ نبویہ کا دروازہ سیاہ پتھروں سے بند کیا ہوا ہے۔❸

۱۹۳ھ/۸۰۸ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے گورنر مدینہ ابوالبحتر کے عہد میں مسجد نبوی شریف کی چھت تعمیر و مرمت کے لیے اتاری گئی تو حجرہ انور کی چھت بھی منہدم پائی گئی۔ اس کی سات لکڑیاں شکستہ تھیں۔ ان کی جگہ نئی لکڑیاں ڈال کر چھت کی اصلاح و مرمت کر دی گئی۔❹

پھر خلیفہ متوکل نے گورنر مکہ و مدینہ اسحاق بن سلمہ کو حجرہ انور کی تعمیر، تجدید اور تزئین کا حکم دیا، جس نے یہ خدمت انتہائی نفاست اور عمدگی کے ساتھ انجام دی۔

❶ آئینہ حرم: ۱۰۲ ❷ معجم البلدان ج ۷: ۴۲۴، کتاب صورۃ الارض: ۳۰

❸ معالم دار الہجرۃ: ۵۳ ❹ وفا ء الوفاء ج ۱: ۳۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیواروں کے چاروں طرف سنگ مرمر لگایا۔ جو زمانہ دراز تک باقی رہا۔ بعد ازاں ۵۴۸ھ/۱۱۵۳ء میں خلافت المقتفی میں وزیر جمال الدین بن زنگی نے تجدید کرائی۔ دیواروں کے چاروں طرف قد آدم تک سنگ مرمر لگایا۔ صندل اور انبوس جیسی نفیس اور بیش بہا قیمتی لکڑی کی جالی بنوا کر مذکورہ پنج گوشہ احاطہ کے باہر نصب کرائی' جالی کی بلندی مسجد کی چھت کے برابر تھی' جس میں مختلف سورتیں اور آیتیں لکڑی ہی میں کڑھی ہوئی تھیں۔ تعمیر و تزئین کی خدمت ابوالغنائم البغدادی معمار نے انجام دی۔[1]

اسی سال یعنی ۵۴۸ھ/۱۱۵۳ء ایک اور واقعہ بھی پیش آیا۔ کہ حجرہ منیفہ میں دھماکہ کی آواز سنی گئی۔ مگر اس کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی۔ چنانچہ امیر مدینہ قاسم بن مُھَنا الحسینی کو واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ موصوف نے کہا کہ صورت حال معلوم کرنے کے لیے کسی آدمی کو حجرہ کے اندر اتارا جائے' اس پر سب متفکر ہوئے کہ کون سا ایسا متقی پرہیزگار آدمی ہو جو یہ خدمت ادا کر سکے' بالآخر سب کی نظر انتخاب شیخ المشائخ' امام العارفین' والاتقیاء الشیخ عمر النسائی پر پڑی۔ موصوف موصل کے باشندے تھے لیکن عرصہ دراز سے مدینہ باسکینہ میں رہائش پذیر تھے۔ جب انہیں اس مقصد سے آگاہ کیا گیا' تو فرمایا اس مقدس خدمت کی بجا آوری کے لیے چند دن کی مہلت کی ضرورت ہے تاکہ میں تیاری کر سکوں۔

چنانچہ موصوف نے کئی دن تک خورد و نوش ترک کر دیا اور ہمہ وقت ذکر خداوندی میں مصروف و مستغرق رہے۔ پھر جب داخل ہونے کو تیار ہو گئے تو لوگوں نے رسیوں کے ذریعہ مسجد کی چھت کے نیچے سے حجرہ شریفہ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے تعمیر کردہ پنج گوشہ احاطہ کے درمیان اتارا۔ پھر وہ حجرہ مطہرہ میں داخل ہوئے' موصوف اپنے ساتھ روشن شمع بھی لے گئے تھے۔ انہوں نے اندر جا کر دیکھا کہ حجرہ شریفہ کی دیوار اور چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا پڑا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اچھی طرح صفائی

[1] اخبار مدینہ: ۱۳۸'۱۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اور اپنی ریش مبارک سے قبور مقدسہ پر جھاڑو دیا۔ [1]

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء امام المطری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ الشیخ عمر النسائی اس واقعہ کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور نو سال بعد ۵۵۶ھ/۱۱۶۱ء میں واصل باللہ ہوئے۔ [2]

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۱۴۵ء بیان کرتے ہیں:

۵۵۴ھ/۱۱۵۹ء کے دوران امیر مدینہ قاسم بن مھنا ہی کے عہد میں حجرہ طیبہ طاہرہ کے اندر سے بہت شدت کی بو آنے لگی۔ اس کی اطلاع امیر کو دی گئی۔ تو انہوں نے حجرہ مطہرہ کے اندر کسی آدمی کو اتارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حجرہ شریفہ کے خدام میں سے بیان الاسود الخصی، منتظمین عمارہ مسجد نبوی میں سے ہارون الشاذی صوفی اور الصفی الموصلی پنج گوشہ دیوار کے اندر اتارے گئے۔ انہوں نے حجرہ مقدسہ اور چار دیواری کے درمیان ایک مردہ بلی پڑی دیکھی جس سے بدبو پھیل رہی تھی۔ اسے نکالا اور صفائی کر کے خوشبو لگا دی' اس طرح بو کا ازالہ ہو گیا۔ وہ لوگ بروز ہفتہ ۱۱ ربیع الاول ۵۵۴ھ/۱۱۵۹ء کو اندر اتارے گئے تھے۔ [3]

امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد آج تک یعنی ۶۴۳ھ تک پھر کوئی آدمی حجرہ مقدس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ [4] امام زین الدین الراغی المتوفی ۸۱۶ھ ابن نجار سے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ہمارے زمانہ ۷۶۶ھ/۱۳۶۴ء تک بھی کوئی آدمی اندر داخل نہیں ہوا۔ [5]

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ روضہ اقدس کے اندرونی حصہ کی چشم دید کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔ میں نے روضہ پر ضیا کے اندرونی حصہ کو مربع شکل تراشیدہ سیاہ پتھروں سے تعمیر شدہ پایا۔ پتھر رنگ اور قسم کے اعتبار سے کعبۃ اللہ کے پتھروں سے

---

[1] اخبار مدینہ: ۱۴۲' معالم دار الہجرۃ: ۸۳ [2] معالم دار الہجرۃ: ۸۴ [3] اخبار مدینہ: ۱۴۲

[4] ~~اخبار مدینہ: ۱۴۳~~ [5] معالم دار الہجرۃ: ۸۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ بیتِ عائشہ رضی اللہ عنہا یعنی حجرہ مقدسہ اور پنج گوشہ احاطہ کی مغربی دیواریں ایک دوسری سے ملی ہوئی ہیں۔ ان کے درمیان فاصلہ نہیں ہے' البتہ مشرقی دیوار اور حجرہ شریفہ کی دیوار کے درمیان شمال کی طرف ایک ذراع (۱/۲ ۱فٹ) اور جنوب کی جانب تین ذراع (۱/۲ ۴فٹ) کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح جنوب کی جانب بھی دونوں دیواروں کے درمیان یکسانیت نہیں' ان کے مابین مشرق کی طرف ایک ذراع کے قریب جب کہ مغرب کی طرف مواجہہ شریف سے کچھ آگے صرف ایک بالشت کا فاصلہ ہے۔

بیتِ عائشہ یعنی حجرہ شریفہ کے شمال میں مثلث شکل کی دیوار بنی ہوئی ہے' جس کا مثلث زاویہ سے ۸ ذراع (۱۲فٹ) کا فاصلہ ہے۔ حجرہ مقدسہ میں کسی بھی سمت دروازہ نہیں ہے۔ نہ کھلنے والا اور نہ ہی بند شدہ تعمیر کی یہ کیفیت مسجد نبوی شریف میں دوسری آتش زدگی ۸۸۶ھ کے بعد دوبارہ تعمیر کی بیان کردہ ہے۔ جو پنج گوشہ دیوار حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنوائی تھی وہ اس وقت مفقود ہے۔[1]

مشہور عالم سیاح ابن بطوطہ لکھتے ہیں:

روضہ اقدس کی شکل ایسی نادر واقع ہوئی ہے کہ اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ عمارت سنگ رخام بدیع کی گول وضع کی ہے' پتھروں کا جڑاؤ نہایت نادر و پاکیزہ اور مصفا و شگفتہ ہے۔ جس کا گارا مشک اور دیگر خوشبوؤں سے آمیختہ ایسی خوبی سے لگا ہوا ہے کہ باوجود امتداد زمانہ کے اب تک اس کے استحکام میں کوئی فرق نہیں آتا۔[2]

روضۂ انور کی جالی:

حجرہ منیفہ پر مشتمل مقصورہ شریف کے چاروں طرف نفیس اور دیدہ زیب جالی لگی ہوئی ہے۔ جو سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر بھی محیط ہے۔ ۶۶۷ھ/ ۱۲۶۸ء میں پہلی مرتبہ سلطان رکن الدین ظاہر بیبرس نے جالی بنوائی تھی۔ موصوف

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۴۰۱۔۴۰۲ [2] سفرنامہ ابن بطوطہ: ۱۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زیارت حرمین شریفین سے شرف یاب ہونے کے موقع پر مقصورہ شریف کے گردا گرد جالی دار احاطہ قائم کرنے کا عزم کیا۔ تاکہ حجرہ مقدسہ کی حفاظت اور زیبائش و آرائش میں اضافہ ہو۔ سلطان سعادت نشان بنفس نفیس رسی کے ذریعہ مقصورہ کی پیمائش کر کے وہ رسیاں اپنے ساتھ مصر لے گیا اور ۶۶۸ھ/۱۲۶۹ء میں دیدہ زیب و دلفریب لکڑی کی جالی بنوا بھیجی' جس میں مشرق' مغرب اور جنوب میں تین دروازے تھے۔ حجرہ انور کے شمال میں واقع مقام تہجد کو بھی جالی گھیرے ہوئے تھی' جالی تقریباً گیارہ فٹ بلند تھی' ۶۹۴ھ/۱۲۹۴ء میں سلطان عادل زین الدین کَتْبُغَا نے جالی کو مسجد کی چھت تک اونچا کر کے شمال کی سمت ایک اور دروازہ بنوا دیا۔[1] ۷۲۹ھ/۱۳۲۹ء جالی کے اوپر لکڑی کی چھت بنا کر ریشمی کپڑا چڑھا دیا۔ یہ جالی ۲۱۸ سال تک مسجد نبوی کی زینت بنی رہی' پھر ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء میں دوسری مرتبہ آتش زدگی میں جل کر خاکستر ہو گئی۔[2]

۷۳۲ھ/۱۳۳۱ء میں جب سلطان الناصر حج کی سعادت سے سرفراز ہوا' حج سے فراغت کے بعد مدینہ باسکینہ میں حاضری دی۔ موصوف نے مقصورہ شریف کے اندر عورتوں اور بچوں کی بھیڑ دیکھی۔ جو مسجد کے تقدس کو بری طرح پامال کر رہے تھے بادشاہ یہ منظر دیکھ کر خاموش رہا اور کوئی کارروائی نہ کی۔

۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء میں قاضی النجم بن الحجی قاضی شام مناسک حج ادا کرنے کے بعد زیارت مدینہ کریمہ سے مشرف ہوا۔ انہوں نے بھی منصورہ میں زائرین کا ہجوم دیکھا۔ جو آداب مسجد سے بے نیاز ہو کر بے حرمتی کے مرتکب تھے' قاضی صاحب مسجد کی بے حرمتی کو برداشت نہ کر سکے اور جالی کا دروازہ بند کرنے کا فتویٰ دیا۔ لیکن گورنر عراق کی مخالفت کے باعث فتویٰ پر عمل درآمد نہ ہو سکا' یہاں تک کہ ۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء میں قاضی موصوف گورنری کے عہدہ پر فائز ہو گئے تو انہوں نے دروازہ بند کرا دیا جسے

---

[1] معالم دار الہجرۃ: ۸۴، ۸۵ [2] تاریخ حرمین: ۲۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج تک دوبارہ نہیں کھولا گیا۔ البتہ قندیل جلانے والے خدام یا خواص کے لیے زیارت کی غرض سے کھولا جاتا ہے۔

۸۳۰ھ/۱۴۲۶ء میں ملک اشرف برسبائی نے دیکھا کہ لوگ مقصورہ شریف کی دیوار کے ساتھ تبرک حاصل کرنے کے خیال سے پیٹھ لگاتے' ہاتھوں سے چھوتے اور سوراخوں سے جھانکتے ہیں۔ اس لیے موصوف نے تمام دروازوں کو کیل لگا کر بالکل بند کر دیا۔ اور ایسی نازیبا حرکت سے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔ ❶

۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء میں سلطان قایتبائی نے پیتل کی نئی جالی بنوائی۔ جو صناعی کا نادرہ روزگار نمونہ تھی' اس میں بھی حسب سابق چار دروازے بنائے گئے جو اکثر اوقات مقفل رہتے ہیں' مغرب کی سمت ریاض الجنۃ میں جو دروازہ رکھا گیا۔ اسے باب الرحمۃ یا باب الوفود' مشرق والے دروازے کو باب الفاطمہؓ اور شمالی دروازے کو باب التہجد کہا جاتا ہے۔ جنوب کی جانب بھی ایک دروازہ اور ایک جھروکہ رکھا گیا ہے۔

جالی شریف کا طول شمالاً جنوباً ۱۶ میٹر اور عرض شرقاً غرباً ۱۵ میٹر ہے۔ لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ والی سمت کی پیمائش جنوب ۲/۱ ۱۴ میٹر' شمال ۱۴ میٹر' مشرق و مغرب میں ۲/۱ ۷ میٹر ہے۔ جبکہ بلندی مسجد کی چھت تک ہے۔ چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں جن پر گنبد شریف قائم ہے۔ ❷

سلطان قایتبائی نے جالی کے اندر کا کچا فرش جس پر کون ومکاں' سلطانِ زمین وزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا ثبت تھے' احتراماً اور تبرکاً اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ لیکن بعد میں دسویں صدی ہجری کے وسط میں سلطان سلیمان رومی نے سنگ مرمر کا خوشنما فرش بنوا دیا۔ ❸

جالی مبارک کے اوپر یہ آیات لکھی ہوئی ہیں:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ﴾

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ الخرہ ﴾

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الخرہ ﴾

❶ وفاء الوفاء ج۱: ۴۴۱ ❷ رحلۃ الحجازیۃ: ۲۳۶ ❸ تاریخ الحرمین: ۲۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

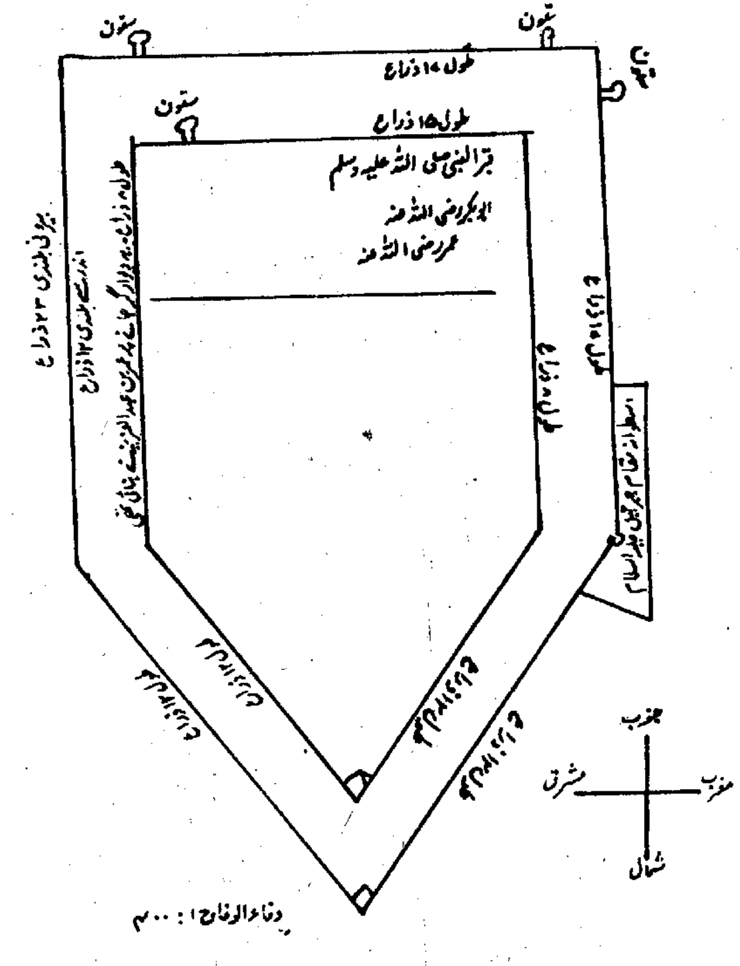

☆...... امام ابن النجار المتوفی ۶۴۳ھ کا بیان کردہ طول وعرض اور تصویر۔

☆...... امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ نے بھی یہی کیفیت تحریر کی ہے۔

☆...... سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کی تعمیر کردہ پنج گوشہ دیوار موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

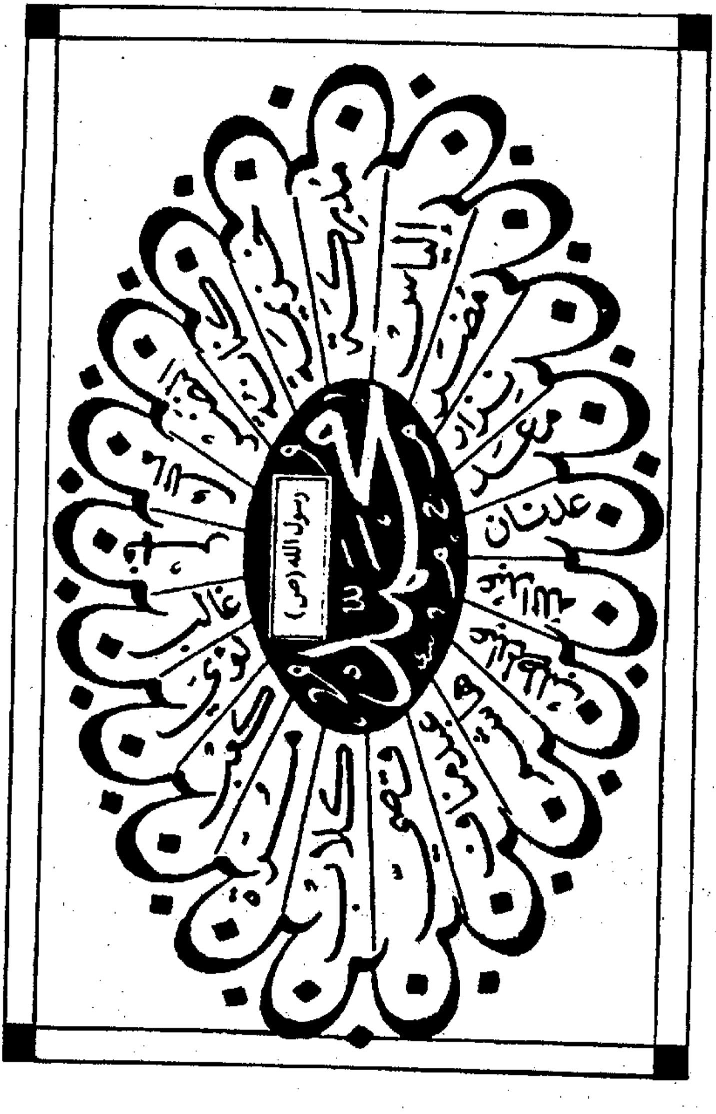

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنبد کی تعمیر:

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء رقمطراز ہیں:

پہلے پہل حجرہ انور پر گنبد نہیں تھا۔ پہلی آتش زدگی ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء کے اندوہگیں واقعہ کے بعد کسی وقت چھت پر تقریباً ایک میٹر اونچی پختہ اینٹوں کی دیوار بنائی گئی تھی تاکہ مسجد کی چھت اور حجرہ مقدسہ کی چھت میں امتیاز قائم رہے۔ ۶۷۸ھ/۱۲۷۹ء میں ملک المنصور قلادون الصالحی نے پہلی مرتبہ گنبد تعمیر کرایا۔ جو چھت کے نیچے سے مربع شکل اور اوپر ہشت پہلو تھا۔ موصوف نے لکڑی کے تختوں سے گنبد بنا کر اس پر رانگ کی پلیٹیں چڑھائیں اور زرد رنگ کرایا۔ بعد میں ملک ناصر حسن بن محمد بن قلادون نے گنبد کی تجدید کرائی' ۷۶۵ھ/۱۳۶۳ء میں ملک اشرف شعبان بن حسین بن محمد کے عہد خلافت میں رانگ کی پلیٹیں اکھڑ جانے کی وجہ سے گنبد از سرنو مضبوطی کے ساتھ تعمیر کیا گیا' جس میں لکڑی کے تختوں کے اندر رانگ کی پلیٹیں لگائی گئیں اور پختہ دیوار کی جگہ لکڑی کی جالی بنا دی گئی۔ روضہ مقدسہ کی چھت اور مسجد کی چھت کے درمیان بھی لکڑی کی جالی لگائی گئی۔ جبکہ روضہ شریف کی چھت لکڑی کی بنا کر اس پر پگھلے ہوئے موم میں ترشیدہ کپڑا ڈال دیا گیا۔ روضہ اقدس کے چھت پر بنائی گئی جالی میں دروازہ بھی رکھا۔ جس کے ذریعہ مقصود کائنات ﷺ کے حجرہ مقدسہ اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی بنائی ہوئی دیوار کے درمیان بوقت ضرورت آدمی داخل ہو سکے' اگرچہ دروازہ ہر وقت مقفل رہتا تھا۔ [1]

۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء میں گنبد کی بعض لکڑیوں میں خلل آ گیا تھا۔ جس کی اصلاح الشمس بن الزمن متولی عمارہ نے کرائی۔

۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء میں دوسری مرتبہ آتش زدگی کے باعث مسجد مبارک اور گنبد وغیرہ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مسجد اور گنبد ہر ایک چیز

---

[1] معالم دار الهجرة ۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازسرنو تعمیر کردی گئی' تعمیر نو کے وقت طے پایا کہ گنبد مبارک کو بنیادوں سے مضبوطی اور خوبصورتی سے تعمیر کیا جائے چنانچہ بشمول مثلث حصہ کے حجرہ مقدسہ کے چاروں طرف پنج گوشہ دیوار کے باہر ستون بنائے گئے۔ جن پر گنبد مبارک کی کرسی رکھی گئی۔[1]

۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء حاکم مصر ملک قایتبائی کے حکم سے امیر مدینہ نضیر بن المنصور نے گنبد کی تجدید کرائی' کالے پتھر سے تعمیر کر کے گنبد پر سفید رنگ کرایا۔ جس کے باعث روضہ اقدس کا گنبد "قُبۃُ الْبَیْضَا" کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ حجرہ مقدسہ سے گنبد کے اوپر نصب چاند ۱۸/۱ ذراع (۲۷ فٹ) بلندی پر تھا۔ بعد ازاں ۸۹۲ھ/ ۱۴۸۷ء میں اس گنبد کے اوپر ایک اور بہت بڑا گنبد بنایا گیا۔ جو پنج گوشہ دیوار کے گرد بنائے گئے مضبوط ستونوں پر قائم تھا۔ لیکن اتفاق سے تکمیل کے ساتھ ہی گنبد میں شگاف پڑ گیا۔ جس کے باعث مصر سے سفید چونا منگوا کرا سے ازسرنو بیحد مستحکم اور مضبوطی کے ساتھ تعمیر کیا گیا اور اس کی تزئین کے لیے مینا کاری بھی کرائی گئی گنبد کے مغرب کی طرف یہ عبارت لکھی گئی:

انشاء هذا القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي عفو ربه القدير قايتبائي.[2]

۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں سلطان سلیم عثمانی نے حجرہ مقدسہ مطہرہ کا قابل رشک اور پرشکوہ گنبد بنوایا۔ اسے رنگارنگ پتھروں سے سجایا اور زردوزی نے اس کے حسن و زیبائش کو مثیل جنت بنا دیا۔ سلطان نے گنبد شریف کی پشت پر اپنا نام کندہ کرایا۔[3] غالبًا مینا کاری کے دلکش و جاذب نظر منظر نے اسے "قبۃ الازرق" کے لقب سے نوازا۔

۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء میں سلطان محمد علی پاشا نے حجرہ مقدسہ کی اصلاح و مرمت کرائی ایک ذی شان سونے کا شمعدان اور دو چاندی کے شمعدان آویزاں کیے۔ جن

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۴۳۷ [2] العقد الفرید ج ۸: ۵۴۸۔ المدینہ المنورہ فی التاریخ ۹۷، ۹۸

[3] تاریخ الحرمین ندوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک پر یہ عبارت مرقوم تھی:

اَلْعَبْدُ الْمُذْنِبُ مُحَمَّد عَلِیُّ وَالِی مِصْر ۱۲۲۸ھ

تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں گنبد میں پھر شگاف پڑ گیا۔ جس کے سبب ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں سلطان محمود بن سلطان عبدالحمید عثمانی نے نیا گنبد بنوایا اور اس پر سبز رنگ کرنے کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے سے ''گنبد خضراء'' کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ جواب تک تابندہ و درخشندہ اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ البتہ دھوپ کی شدت کے باعث رنگ مدھم ہو جانے پر کئی مرتبہ سبز رنگ کرایا گیا ہے۔[1]

سلطان عبدالحمید عثمانی نے بھی مسجد نبوی کے ساتھ حجرہ مطہرہ کی آرائش پر بے بہا خزانہ صرف کیا مجموعی طور پر یہ تعمیر کا کام ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ء تک جاری رہا۔[2]

---

[1] المدینۃ المنورہ فی التاریخ ۹۷، ۹۸ [2] تاریخ الحرمین ندوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

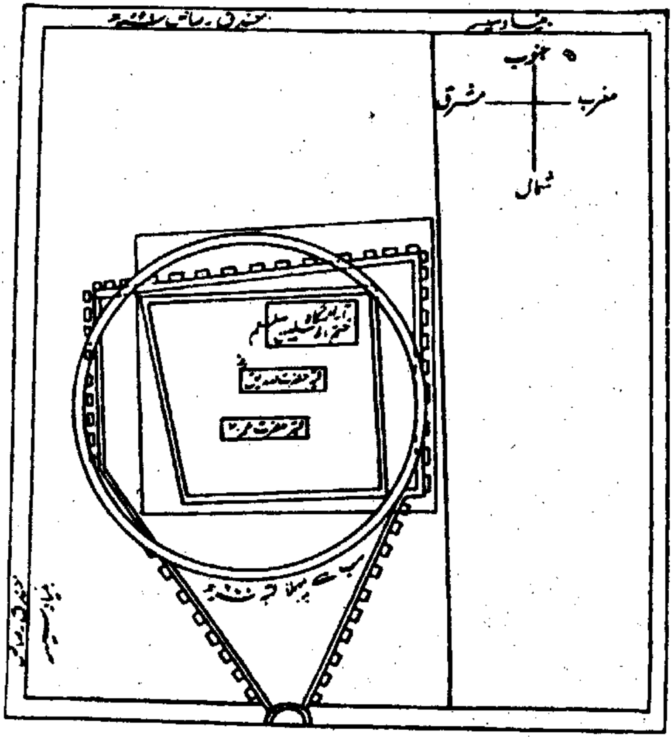

٦٧٨ھ میں سلطان المنصور قلادون نے پہلی مرتبہ چوبی گنبد بنوایا۔
جس پر رانگ کی پلیٹیں چڑھا کران پر زرد رنگ کرایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

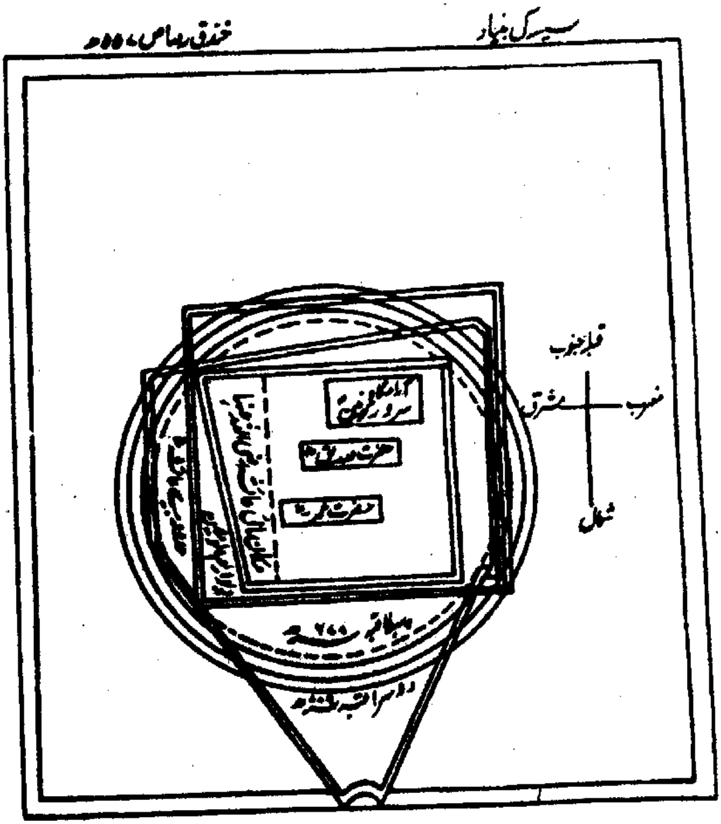

۸۸۶ھ کی آتش زدگی میں گنبد جل جانے کے باعث ۸۸۸ھ میں سلطان قایتبائی نے پتھروں سے بیحد مضبوط گنبد بنوا کر سفید رنگ کرایا۔ اور گنبد شریف ''قبۃ البیضاء'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

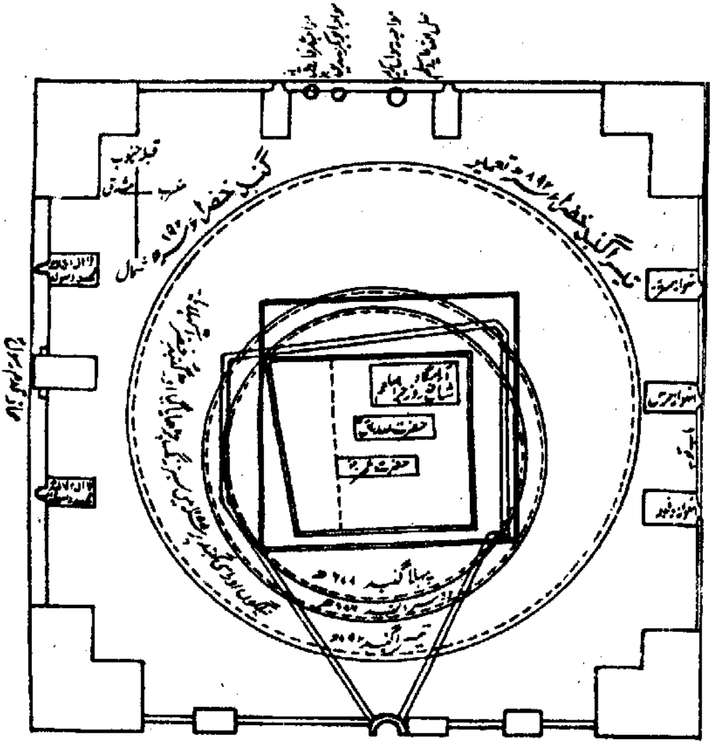

تیسرا گنبد نیلگوں رنگ کا ۸۹۲ھ میں سلطان قایتبائی نے بنایا' ۱۲۲۳ھ میں ترکی سلطان نے ازسرنو تعمیر کر کے ۱۲۵۵ھ میں سبز رنگ چڑھایا' یہی گنبد خضراء آج بھی موجود ہے اسی کی دید نصیب ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواجہہ شریف:

مؤرخین کی بیان کردہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ انور کا صحیح رُخ معلوم کرنے کے لیے مختلف اوقات میں چار چیزوں سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہی۔ چاندی کی کیل، قندیل، صندوق اور الکوکب الدری۔

امام محمد بن محمود بن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں:

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور کے سامنے کھڑا ہونے کے لیے قبر اطہر سے قبلہ کی طرف آویزاں قندیل کے نیچے کھڑا ہونا چاہیے۔

لیکن امام موصوف لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں اس کی واضح علامت چاندی کی کیل ہے۔ جو مقصورہ شریف کی دیوار میں لگی ہوئی ہے۔ جب آدمی اس کیل کے سامنے کھڑا ہو تو قندیل سر پر ہوگی اور چہرۂ پر ضیا بالکل سامنے ہوگا۔ اس طرح کھڑے ہو کر سلام بارگاہ خیر الانام میں پیش کیا جائے۔ ❶

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء نے بھی اسی انداز میں یہی دو علامات بیان کی ہیں۔

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء علامہ ابن جبیر اندلسی کے بیان کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ پہلی آتش زدگی یعنی ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء سے بھی پہلے مواجہہ شریف کی نشاندہی کے لیے ایک صندوق رکھا ہوا تھا۔ جو پانچ بالشت لمبا، تین بالشت چوڑا اور چار بالشت اونچا تھا (بالشت ۹ کی شمار ہوتی ہے) اور اس میں چند متبرک چیز محفوظ تھیں، جو ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء میں نذر آتش ہو گیا تھا۔ ❷

۱۹۱۵ھ/۱۶۰۶ء میں سلطان احمد خان عثمانی نے ''الکوکب الدری'' ہدیۃً بھیجا۔ جو کبوتر کے انڈے سے بڑا الماس کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس کا وزن ۱۴۲ قیراط تھا اور

---

❶ اخبار مدینہ ص۱۲۶ ❷ وفاء الوفاء ج۱: ۴۱۰، ۴۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتیوں جڑی سونے کی تختی پر نصب تھا۔[1]

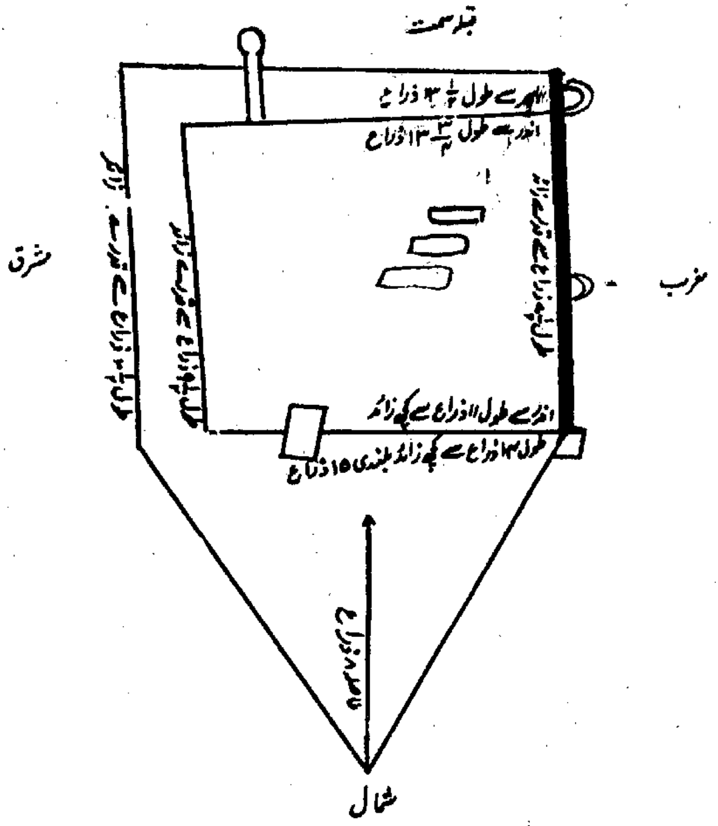

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ کی بیان کردہ پیمائش اور صورت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کی تعمیر میں مزید تبدیلی رونما ہوئی۔ کیونکہ موجودہ کیفیت اس سے بہت مختلف پائی جاتی ہے۔

[1] معالم دار الہجرۃ: ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد عبدالجواد الاصمعی محشی تحقیق النصرہ نے ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں لکھا تھا۔ اس وقت کوکب الدری موجود نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے اسے اتار دیا۔ ❶

راقم الحروف نے ۵ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ/۱۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مواجہہ شریف کی نشاندہی کے لیے ان تفصیلات کو قلمبند کیا تھا۔ جالی مبارک کا جنوبی حصہ دو بڑے سرخ ستونوں کے درمیان واقع ہے' جبکہ درمیان میں دو سفید ستونوں میں منقسم پیتل کی ۳ بڑی کھڑکیاں دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ ان میں سے مشرقی اور مغربی کھڑکی میں تقریباً ۴/انچ قطر کا ایک ایک سوراخ ہے۔ درمیان والی کھڑکیاں نسبتاً بڑی ہیں' درمیان میں تقریباً ۲×۳ فٹ چاندی کی تختی نصب ہے جس پر عربی عبارت کندہ ہے۔ اس فضی تختی کے مغرب میں پیتل کا ایک خوشنما حلقہ بنا ہوا ہے' جس میں ایک اور پھولدار حلقہ بھی ہے اس بڑے حلقہ کا قطر تقریباً ۹/انچ ہوگا' جو کہ مواجہہ شریف کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اس کے برابر والی مشرقی کھڑکی میں دو سوراخ ہیں۔ پہلا سوراخ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ضیا کی نشاندہی کرتے ہیں۔

روشنی کا ایمان افروز انتظام:

مقصورہ شریف اور جالی کے درمیان روشنی کے لیے مختلف اوقات میں بیش بہا قیمتی اور نادرۂ روزگار شمعدان آویزاں کیے جاتے رہے' جن سے پھوٹنے والی روشنی پر کیف اور ایمان افروز منظر پیش کرتی تھی۔ مقصورہ شریف اور جالی کے درمیان مشرق' مغرب اور جنوب میں تقریباً ۳ میٹر کا فاصلہ پایا جاتا ہے' اس حصہ کی چھت سونے اور چاندی کے جھاڑوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ چہرہ انور کے سامنے قبلہ کی طرف بڑی تعداد میں فانوس آویزاں ہیں۔ جن میں ۳۱ فانوس زمرد' یاقوت اور ہیروں سے مزین اور مرصع ہیں۔ جو سنہری زنجیروں سے لٹکائے گئے ہیں علاوہ ازیں ۱۰۶' چراغ بھی روشن کیے جاتے ہیں۔

---

❶ معالم دار الہجرۃ: ۱۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصورہ شریف کی دیوار میں روئے مبارک کے سامنے کبوتر کے انڈے جتنا ہیرا لگا ہے۔ جو سنہری تاروں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ آٹھ لاکھ گنی بتایا جاتا ہے۔ اس کی عدیم النظیر چمک اور بے مثال روشنی کے باعث اسے ''کوکب الدری'' کہا جاتا ہے۔ یہ ہیرا سونے کی ایک ایسی تختی پہ جڑا ہوا ہے۔ جس کے چاروں طرف بیش بہا قیمتی جواہرات کے بائیس ٹکڑے لگے ہوئے ہیں۔ یہ ہیرا سلاطین آل عثمان میں سے سلطان احمد خاں اوّل نے ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۹ء کی ابتداء میں حجرہ انور کی نذر کیا تھا' اس کے نیچے سونے کا ایک کف لٹکایا گیا ہے۔ جو مکمل طور پر جواہرات سے مرصع ہے۔ جس میں کوکب الدری سے قدرے چھوٹا ایک اور ہیرا لگا ہوا ہے۔ جو ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء میں سلطان مراد رابع بن سلطان احمد اوّل نے ہدیہ بھیجا تھا۔ اس مقام پر ایک سنہری تختی پر ہیرے کے ٹکڑوں سے نہایت نفاست کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ یہ تختی ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں سلطان محمود کی صاحبزادی نے بھیجی تھی۔

مقصورہ اور جالی کے درمیان کئی اور قیمتی جواہرات پائے جاتے ہیں جن کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مثلاً جواہرات کے جڑاؤ سے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نام لکھا ہوا ہے۔ جو ان کے مقصورہ کے اندر مشرقی جانب رکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ مرجان اور موتیوں کے بہت سے ہار بھی ہیں۔ اسی حصہ میں جواہرات سے مرصع بہت سے شمعدان بھی ہیں۔ ان میں سے دو اتنے بڑے ہیں کہ ان کا طول ۲ میٹر ہے۔ یہ دونوں شمعدان ۱۲۷۴ھ میں سلطان عبدالمجید خان نے بھیجے تھے۔ ان کے علاوہ سلطان محمود کے بھیجے ہوئے دو شمعدان اور بھی ہیں۔ جن کے پہلو میں موتیوں کے جھاڑ' مرصع پنکھے' خوشبو سلگانے والی مرصع انگیٹھیاں رکھی ہیں۔ مختلف اوقات میں امراء اور سلاطین کی طرف سے حجرہ مقدسہ کے لیے جو تحفے بھیجے جاتے رہے ان کی مجموعی قیمت کا تخمینہ سات ملین گنی بتایا جاتا ہے۔[1]

[1] رحلۃ الحجازیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روضۂ اقدس میں نقب زنی کی جسارت

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (سورہ توبہ)

سلطان نور الدین محمود شہید بن عماد الدین زنگی المتوفی ۵۶۹ھ/۱۱۷۳ء نہایت متقی پرہیزگار، ذاکر، شاغل، شب بیدار اور عادل بادشاہ تھا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۶۲ء کو ایک رات نماز تہجد سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے نیل گوں آنکھوں والے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔ سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھلی فوراً اٹھ کر وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر بعد لیٹا ہی تھا کہ معاً آنکھ لگ گئی۔ دوبارہ وہی خواب دیکھا۔ جس سے پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اور وضو کر کے نفل پڑھنے لگا۔ مگر نیند غالب آ گئی اور سو گیا۔ اس نے تیسری مرتبہ بھی وہی خواب دیکھا، بادشاہ یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا کہ اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اپنے نیک سیرت وزیر جمال الدین کو بلا کر خواب سے آگاہ کیا۔ وزیر با تدبیر نے مشورہ دیا کہ بلا تاخیر مدینہ منورہ روانہ ہو جانا چاہیے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجیے۔

بادشاہ فی الفور تیار ہو گیا۔ وزیر موصوف اور بیس خاص خدام کو ساتھ لیا۔ تیز رو اونٹوں پر بہت سا سامان اور مال و متاع لاد کر اسی رات مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ شب و روز سفر کرنے کے بعد سولہویں دن شام کے وقت مصر سے مدینہ طیبہ پہنچا۔

بادشاہ موصوف مدینہ باسکینہ میں داخل ہونے کے بعد نہایت عجز و نیاز اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب و احترام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا اور ریاض الجنہ میں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کیے۔ پھر متفکر و متردد ہو کر سوچنے لگا' کہ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ بالآخر طے پایا کہ شہر کے تمام لوگوں کی دعوت کی جائے۔ اور ان میں انعامات تقسیم کیے جائیں اس طرح مطلوبہ اشخاص کی پہچان کر کے انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ وزیر موصوف نے اعلان کرایا کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہیں۔ وہ اہل مدینہ کو انعامات و کرامات سے نوازیں گے' لہٰذا ہر آدمی آئے اور سلطان کی سخاوت سے لطف اندوز ہو۔ لوگوں نے آنا شروع کیا اور شاہی تحائف سے بہرہ ور ہونے لگے۔ بادشاہ عطا کے وقت گہری نگاہ سے ہر آدمی کو دیکھتا اور خواب میں دیکھی ہوئی شکلوں کو تلاش کرتا۔ شہر کے ہر صغیر و کبیر' امیر اور فقیر نے شاہی تحائف حاصل کیے مگر جن کی جستجو تھی وہ شکلیں نظر نہ آئیں۔ بادشاہ نے پھر اعلان کرایا کہ کوئی اور آدمی رہ گیا ہو تو اسے بھی بلایا جائے۔ لوگوں نے کہا سب آدمی آچکے ہیں کوئی باقی نہیں رہا۔

بہت زیادہ غور و خوض اور سوچ بچار کے بعد معلوم ہوا کہ دو مغربی آدمی جو بڑے متقی' پرہیز گار' تارک الدنیا اور گوشہ نشین ہیں وہ نہیں آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی بلایا جائے لوگ کہنے لگے بادشاہ سلامت! وہ تو بڑے مستغنی ہیں' انہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ خود بے دریغ صدقات و خیرات کر کے ہر آدمی کو نوازتے رہتے ہیں۔ اور دن رات عبادت میں مصروف مشغول رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ یہاں نہیں آئے۔

لیکن شاہی فرمان کے باعث انہیں بادشاہ کے رو برو پیش کرنا ہی پڑا۔ بادشاہ نے انہیں ایک نظر دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی دو آدمی خواب میں دکھائے گئے تھے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے بتایا' ہم مغربی لوگ ہیں حج کو آئے تھے' حج سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ زیارت نبوی کو حاضر ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی تمنا اور شوق نے یہیں کا کر دیا' بادشاہ نے ان کی قیام گاہ دریافت کی۔ بتایا گیا کہ وہ روضہ انور کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہی ایک رباط میں مقیم ہیں۔ انہیں وہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر بادشاہ ان کی قیام گاہ پر گیا۔ تلاش بسیار اور تجسس کے باوجود مال و متاع اور چند کتابوں کے سوا کوئی مشتبہ چیز نظر نہ آئی۔ جس سے خواب کی تعبیر پایہ تکمیل کو پہنچتی۔

بادشاہ کی پریشانی اور فکر ہر گھڑی بڑھتی جا رہی تھی اور ادھر اہالیان مدینہ ان مشتبہ افراد کی سفارش کے لیے جمع ہو رہے تھے کہ یہ بے گناہ ہیں۔ انہیں عبادت و ریاضت سے فرصت کہاں۔ دن بھر روزہ رکھنا' ہر نماز ریاض الجنہ میں ادا کرنا' روزانہ جنت البقیع کی زیارت اور ہر شنبہ کو مسجد قبا پابندی سے جانا' ان کے معمولات میں شامل ہے ان کی فیاضی کی کوئی انتہا نہیں۔ سال رواں میں قحط کے باعث اہل مدینہ کے ساتھ بیحد ہمدردی اور غمگساری کا برتاؤ کیا۔ بڑی فراخ دلی سے روپیہ پیسہ خیرات کیا۔

ایسی باتوں نے بادشاہ کے تفکرات میں اور بھی ہیجان پیدا کر دیا۔ بادشاہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہے۔ بار خدایا! سمجھ نہیں آ رہا کیا معاملہ ہے۔ دفعتہً بادشاہ کو خیال آیا کہ ان کے مصلیٰ والی جگہ دیکھی جائے۔ ایک بوریئے پر بچھا ہوا مصلیٰ الٹا' تو ایک پتھر نظر آیا۔ جب پتھر ہٹایا گیا تو سرنگ نمودار ہوئی جو بہت گہری اور بہت دور قبر اطہر تک پہنچی ہوئی تھی۔ ع

سمجھے تھے جسے رہبر' وہی رہ زن نکلا

بادشاہ نے انہیں ڈرا دھمکا کر اس مذموم حرکت کا سبب دریافت کیا' چار و ناچار انہیں حقیقت کا انکشاف کرنا ہی پڑا۔ اور اس راز کو بھی افشا کرنا پڑا' جس کے پس پردہ عیسائیت ایک منحوس خواب دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں عیسائی ہیں۔ اور عیسائی بادشاہوں نے بے پناہ مال و دولت اور زر کثیر دے کر اس لیے بھیجا کہ کسی طرح حجرہ مقدسہ میں داخل ہو کر سید کائنات' رحمت موجودات ﷺ کے جسد عنبریں کے ساتھ گستاخانہ حرکت کریں اور نکال کر لے جائیں۔ ہم رات بھر کھدائی کرتے اور مشکوں میں مٹی بھر کر رات ہی میں بقیع کے مضافات میں ڈال دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جس رات یہ نقب زن قبر اطہر کے قریب پہنچنے والے تھے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رات سخت بارش ہوئی اور گرج و چمک سے زبردست زلزلہ آیا اور تیز و تند جھکڑ چل رہے تھے۔

سلطان نورالدین ان کی ایمان سوز باتیں سن کر آتش غضب سے بھڑک اٹھا اور انہیں عبرت ناک سزا کا حکم دیا۔ لیکن بادشاہ کی طبیعت میں غیض وغضب کی شدت کے باوجود ایک عجیب رقت انگیز کیفیت بھی طاری تھی۔ کہ اللہ جل جلالہٗ اور مدنی تاجدار ﷺ نے اس خدمت جلیلہ پر مجھے مامور فرمایا۔ بالآخر انہیں قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا' اسی شام لوگوں نے ان کی منحوس لاشوں کو جلا کر خاکستر کر دیا:

﴿ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

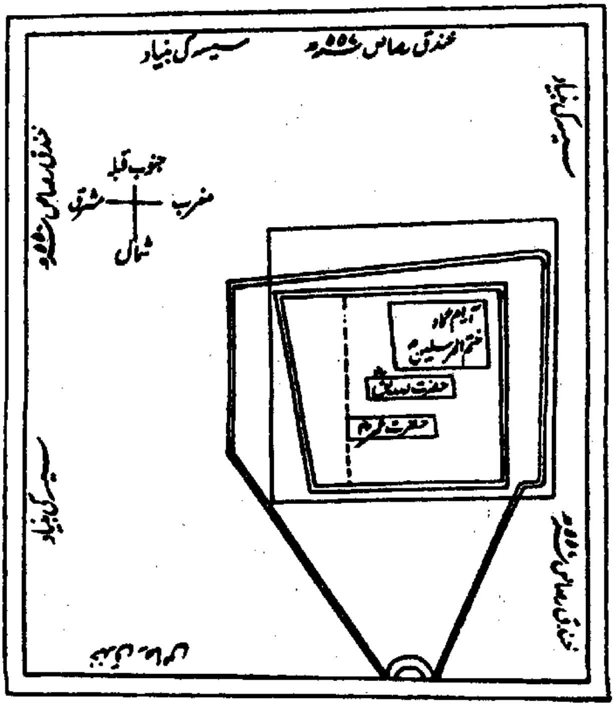

۵۵۷ھ سلطان نورالدین محمود زنگی نے پانی نکلنے تک بنیاد کھدوا کر سیسہ سے بھر دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد سلطان موصوف نے حجرہ منیفہ کے چاروں طرف شکست و ریخت سے محفوظ ایسی مضبوط دیوار بنوائی جس کی بنیادیں پانی تک گہری کھود کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار سطح زمین تک بنا دی۔ اس پر مسجد کی چھت تک دیوار بنوائی جس میں دروازہ نہیں رکھا۔ تاکہ قبور مقدسہ زمانہ کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہیں۔❶ امام زین الدین مراغی نے بھی قدرے اختصار سے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔❷

علامہ سمہودی "المتوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔ کہ مذکورہ شخص اندلس کے باشندے تھے اور دار آل عمر بن خطابؓ کے قریب سے نقب لگائی تھی۔❸ جب کہ دار آل عمرؓ روضہ مقدسہ کے جنوب مشرق میں واقع تھا۔

خسف کا ایک عبرت ناک واقعہ:

چراغ راکہ ایزد بر فروزد کسے کوتف زند ریشش بسوزد

شیخ شمس الدین صواب رئیس خدام حرم نبویؐ بیان کرتے ہیں' کہ میرے ایک مخلص دوست جن کے امیر مدینہ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے' میں انہی کی وساطت سے امیر مدینہ سے کام کرایا کرتا تھا' ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ حلب کے رافضیوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے۔ جنھوں نے نہایت قیمتی سامان اور تحائفِ نادرہ امیر کو بطور رشوت دے کر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اجسام نکال کر لے جانے پر رضا مند کر لیا' امیر موصوف مذہبی بے حسی اور حب دنیا کا شکار ہو کر ان کے دام میں پھنس گیا اور انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں یہ بات سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں اسی فکر میں بیٹھا ہی تھا کہ امیر کا قاصد بلانے آ گیا۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ امیر نے کہا آج رات کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے۔ ان کے لیے دروازہ کھول دینا اور ان کے کام میں مداخلت نہ کرنا' "بہت اچھا جناب" کہہ کر میں واپس آ گیا۔ مگر سارا دن حجرہ مقدسہ کے پاس بیٹھے

❶ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۶۶ تا ۴۶۸ ❷ معالم دار الھجرۃ: ۱۴۶ ❸ وفاء الوفاء ج ۱: ۴۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روتے گزر گیا۔ لمحہ بھر کے لیے بھی آنسو نہ تھمے' کسی کو کیا خبر کہ مجھ پر کیا گذری۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب لوگ چلے گئے تو میں نے دروازے بند کر دیئے۔ کچھ دیر بعد باب السلام جو امیر مدینہ کے گھر کے قریب تھا۔ کی طرف سے وہ لوگ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے حسب الحکم دروازہ کھول دیا۔ اور وہ اندر آنا شروع ہوئے' ان کی تعداد چالیس تھی' وہ لوگ پھاوڑے' کدال' ٹوکریاں' کھودنے کے دیگر آلات اور شمع ساتھ لائے تھے۔ میں سخت حیران اور پریشان ہو کر ایک طرف بیٹھا رونے لگا اور سوچنے لگا۔ کہ خداوندا: تو قیامت برپا کردے' تاکہ یہ بدطینت اپنے ناپاک عزائم سے باز رہیں۔

وہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہو کر حجرہ مقدسہ کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ لیکن رب ذوالجلال کی قدرت پہ قربان جاؤں' جس نے اپنے محبوب ومقبول بندوں کی حفاظت کا ایسا غیبی انتظام فرمایا جسے دیکھ کر عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ وہ ابھی منبر شریف تک پہنچنے ہی نہ پائے تھے کہ ساز وسامان سمیت زمین میں دھنس گئے۔

فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ، فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْۢ بَاقِيَةٍ.

یہ واقعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی توسیع کے پہلے مغربی ستون کی جگہ کے قریب پیش آیا تھا۔

امیر مدینہ ان لوگوں کی واپسی کا منتظر رہا۔ لیکن زیادہ دیر گذر جانے پر اس نے مجھے طلب کیا' میں حاضر خدمت ہوا تو امیر نے پوچھا کیا وہ لوگ نہیں آئے؟ میں نے کہا آئے تھے۔ امیر کہنے لگا۔ پھر کیا ہوا؟

میں نے جو ماجرا دیکھا تھا لفظ بلفظ کہہ سنایا۔ لیکن امیر کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ انہیں زمین نگل گئی ہو' امیر نے ذرا درشت لہجہ میں کہا۔ ہوش سے بات کرو۔ میں نے کہا آپ تشریف لے چلیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ ابھی دھنسنے کے آثار اور کچھ کپڑے وغیرہ نظر آرہے ہیں۔ امیر نے مجھے سخت تنبیہ کی کہ اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ.

علامہ محب الدین طبری فرماتے ہیں یہ واقعہ بیان کرنے والے سچائی' دیانت' ورع اور تقویٰ میں مشہور تھے۔[1] ع

اے بسا آرزو کہ خاک شد

ایک اور ناپاک جسارت:

اسی طرح عبیدی حکومت کے چھٹے حکمران ''الحاکم'' کے عہد میں بغض صحابہؓ سے مخمور اور عداوت صحابہؓ میں چور' کچھ شرپسند عناصر' بدطینت رافضیوں نے بادشاہ کو سبز باغ دکھائے۔ کہ دنیا بھر کے مسلمان مدینہ منورہ میں پروانہ وار جمع ہوتے ہیں۔ کیوں نہ مصر ہی میں گنبد خضراء کی طرز کا ایک عالیشان گنبد بنایا جائے اور پھر نبی مکرم ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وجود مدینہ سے نکال کر نئے گنبد میں منتقل کر دیئے جائیں۔ تاکہ لوگ زیارت کرنے مصر آئیں اور تیرا نام دنیا میں روشن ہو۔ اور مصر کے لوگوں کی عزت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

''الحاکم'' زندیق مشیروں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا' اور مصر میں ایک فقید المثال عمارت اور شاندار گنبد بے انتہا دولت خرچ کر کے تعمیر کرایا۔ جب وہ ''بَيْتُ الْعَنْكَبُوْت'' (مکڑی کا گھر) مکمل ہو گیا' تو اپنے ایک معتمد اور مقرب آدمی ''ابوالفتوح'' کو ناپاک پروگرام کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ اس بات کا پروپیگنڈہ اتنی کثرت سے کیا گیا' کہ ہر کس و ناکس بادشاہ کے مذموم ارادہ سے آگاہ تھا۔

ابوالفتوح جب مدینہ طیبہ پہنچا' تو اس کی ملاقات معززین شہر سے ہوئی' ان میں سے ایک قاری صاحب نے یہ آیات تلاوت کیں:

﴿ وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ . اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

[1] وفاء الوفاء ج ۱: ۴۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴾ [1]

''اور اگر وہ لوگ عہد کر لینے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کر دو۔ بے شک ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔ تم ان سے لڑائی کیوں نہیں کرتے۔ جنہوں نے قسم توڑ دی اور اللہ کے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور انہوں نے پہل کی ہے کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو''۔

تلاوت کچھ ایسی باعظمت اور رقت انگیز انداز میں ہوئی کہ حاضرین میں ایک ولولہ اور زبردست ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور وہ ابوالفتوح کو کیفرکردار تک پہنچانے پر تل گئے۔ لیکن شہر خوباں کی عظمت اور خداداد حکمرانی کے باعث وہ اس سے دست کش رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوالفتوح کو جان کے لالے پڑے گئے اور وہ سخت خوفزدہ ہو کر کہہ رہا تھا: خدا کی قسم! اگر میرا سر قلم کر دیا جائے تب بھی پرواہ نہیں۔ مگر میں قبر مبارک کی طرف برے ارادہ سے ہاتھ تک نہیں اٹھاؤں گا۔ اس رات ایسی تند و تیز آندھی آئی جس سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کرۂ زمین اپنی جگہ سے ہٹ کر کہیں دوسری جگہ پہنچ گیا ہے۔ بادصرصر اونٹ بمعہ پالانوں کے اور گھوڑوں کو زینوں سمیت گیند کی طرح پٹخ پٹخ کر مار رہی تھی۔

ابوالفتوح اس عبرتناک منظر کو دیکھ کر سخت اندوہگیں ہوا' اس کا دل خوف خداوندی سے کانپ اٹھا اور بادشاہ کے ظلم و ستم کا خیال کافور ہو چکا تھا۔ اس نے صدق دل سے اس ناپاک ارادہ سے توبہ کر لی اور عزت و عظمت اور امن و سلامتی کے ساتھ وطن لوٹ گیا۔ [2]

---

[1] سورہ التوبہ: ۱۲ پ ۱۰

[2] معالم دارالہجرۃ: ۱۴۷' وفاء الوفاء ج ۱: ۴۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

شفیع مطاع نبی کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارتِ گنبدِ خضراء

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے دل عشق مصطفوی سے سرشار اور حب نبوی میں ہمہ وقت بے قرار رہتے تھے۔ انہیں جب لقائے رخ زیبا کا اشتیاق بے چین کرتا' تو بے تاب واداس نگاہوں کو تروتازگی سے معمور کرنے کی خاطر پروانہ وار اپنے محبوب آقا کی زیارت سے شرف بار ہوتے' طلعت زیبا کی ادنیٰ سی جھلک قرار وسکون اور حیاتِ نو کی نوید ثابت ہوتی۔ بادہ عشق کے سرمستوں کے لیے زیارت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم لازوال دولت تھی۔ رُخ انور کا دیدار ان کے ایمان میں تروتازگی اور زندگی میں سرور پیدا کردیتا تھا۔

اگرچہ محبوب انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ پوش ہوجانے پر چہرہ پُر ضیاء کے دیدار کی سعادت سے محرومی تو ضرور ہوئی۔ لیکن پیکر جودوستی' سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بندہ نوازی اور خوئے بندہ پروری کا یہ عظیم الشان کرشمہ ہے کہ آپ نے آنے والی امت کو زیارت کی ایمان افروز نعمت سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ مشتاقان دیدار کو شرف زیارت کی عظیم بشارتوں سے نوازتے ہوئے۔ عالم آب وگل سے دارالبقا کو تشریف لے گئے۔ اور اب قیامت تک عشاق پروانہ وار روضہ اقدس پر حاضری کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں گے۔ آپ کی تربت مقدس کی زیارت فضیلت' عظمت اور اہمیت سے متعلق محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گہرافشانی کی روح پرور جھلک ملاحظہ ہو' چند احادیث مبارکہ نقل کی جاتی ہیں تاکہ ہر مسلمان کے دل میں حاضری کا شوق فزوں تر ہو اور انتظار دید میں گداز دل نصیب ہو' جو سفر آخرت کا بہترین زاد راہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ ❶

''جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی''۔

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ ❷

''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی' گویا کہ اس نے میری زندگی میں زیارت کی''۔

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَ مَوْتِیْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ ❸

''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی' گویا کہ اس نے میری زندگی میں زیارت کی''۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ ❹

''جس آدمی نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو''۔

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ❺

''جو آدمی صرف میری زیارت ہی کو آئے اس کے سوا کوئی دنیوی غرض نہ ہو۔ تو مجھ پر حق عائد ہوتا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں''۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا وہ قیامت کے دن میرے

---

❶ جامع الصغیر ج۱:۱۷۱' شفا قاضی عیاض ج۲:۴۷ ❷ کنز العمال ج۵:۱۳۵

❸ شفا قاضی عیاض ج۲:۶۸ ❹ سنن الکبری ج۵:۲۴۶

❺ فتح القدیر ج۳:۹۴' وفاء الوفا ج۲:۲۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑوس میں ہوگا۔ اور جس نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں کی تنگی و تکالیف پر صبر و شکر کیا تو میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا۔ اور جسے حرم مکہ یا حرم مدینہ میں موت نصیب ہوئی تو وہ آدمی قیامت کے دن امن والے لوگوں میں اٹھایا جائے گا''۔ ❶

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور تابعداروں کے حق میں گواہی دیں گے۔ ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں:

''جو شخص مدینہ منورہ میں صرف میری زیارت کی غرض سے آئے اور نیت خالص ثواب کی ہو۔ تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کی شفاعت کروں گا''۔ ❸

محسن کائنات' رحمتِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کے امت پر جس قدر بے حد و بے پایاں' عظیم و جزیل' احسانات ہیں' ان کا تقاضا ہے کہ وسعت اور قدرت حاصل ہو تو اس دربار گوہر بار کی زیارت سے ضرور شرف بار ہو۔ جس کی تائید و توثیق حضور اقدس ﷺ کے ارشادات سے ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''مدینہ مشرفہ میں میرا گھر ہے۔ اسی میں میری قبر بھی ہوگی' لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ میری قبر کی زیارت کو آئیں''۔ ❹

لیکن وسعت اور قدرت کے باوجود قبر اطہر کی زیارت نہ کرنا' اس نعمت بے پایاں سے نہ صرف محرومی ہے' بلکہ شفیق و رحیم آقاؐ کے ساتھ سراسر ظلم و جفا اور سفا کی ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي. ❺

---

❶ کنز العمال ج ۵: ۱۳۵' مشکوٰۃ: ۲۴۰ ❷ زرقانی ج ۸: ۳۴۱ ❸ جامع صغیر ج ۲: ۱۷۱' شفا قاضی عیاض ج ۲: ۴۷ ❹ بحوالہ فضائل حج ❺ کنز العمال ج ۵: ۱۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا تو اس نے میرے ساتھ ظلم کیا''۔

رحیم وکریم آقا ﷺ کی خوئے بندہ نوازی و بندہ پروری پہ قربان جاؤں کس دل آویز ادا سے زائرین کی جھولیوں کو کرم کے گہرہائے گراں مایہ سے بھر رہے ہیں۔ اور کس مشفقانہ اور مربیانہ انداز سے اپنی شفاعت کی نوید جاں فزا سنا رہے ہیں۔

علامہ زرقانی ''شفاعت'' کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' یہ نوید شفاعت زائرین کے لیے مخصوص نوعیت کی ہوگی۔ جس کا مصداق زائرین کے سوا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ شفاعت خواہ نعمتوں کے اضافہ کے لیے ہو یا قیامت کے دن کی ہولناکی میں تخفیف کی ہو' جنت میں بلا حساب دخول کے لیے ہو یا بلندی درجات کی ہو' یا حق تعالیٰ کے دیدار کے لیے ہو۔ (1)

زیارتِ گنبدِ خضراء نابغہ امت کی نظر میں:

امت کے نابغہ واجلہ علماء کرام زیارت گنبد خضرا کو نہ صرف سنت قرار دیتے ہیں۔ بلکہ اس رفیع المرتبت عمل کے وجوب کے قائل بھی ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء لکھتے ہیں:

انما من افضل الاعمال واجل القربات الموصلة الی ذی الجلال' و ان مشروعیتها محل اجماع بلا نزاع. و اللّٰه الهادی الی الصواب. (2)

امام الائمہ امام ابن الھمام المتوفی ۸۶۱ھ/۱۴۵۷ء فرماتے ہیں:

''ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیارت قبر اطہر افضل المندوبات میں سے ہے۔ جو آدمی زیارت کی قدرت اور وسائل کا متحمل ہو اس کے لیے واجب کے قریب درجہ رکھتی ہے۔ میرے نزدیک صرف قبر النبی ﷺ کی زیارت کی نیت کرنی

(1) زرقانی عنوان ''زیارۃ قبرہ الشریف'' الفصل ثانی ج ۸: ۳۴۰ (2) فتح الباری ج ۳: ۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو اور دوبارہ زیارت کی سعادت نصیب ہو تو قبر مبارک اور مسجد نبوی شریف دونوں کی نیت کر لی جائے۔ کیونکہ اس میں مقصود کائنات ﷺ کی تعظیم و توقیر اور رفعت شان پائی جاتی ہے۔ صرف قبر مقدس ہی کی نیت کرنا آپ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہے۔ ''جو شخص صرف میری زیارت ہی کے لیے آیا ہو' اس کی کوئی اور غرض نہ ہو تو میرے ذمہ لازم ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔'' ❶

المحقق الفقیہ علامہ محمد آمین المعروف ابن عابدین المتوفی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء بھی امام ابن الھمام کے قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ علامہ خیر رملی شافعی نے علامہ ابن حجر عسقلانی کے اس قول کی توثیق کی ہے کہ صاحب استطاعت پر زیارت گنبد خضراء واجب ہے۔ ❷

علامہ علی بن سلطان محمد القادری المتوفی ۱۰۴۱ھ/۱۶۰۵ء ارقام فرماتے ہیں:

مسلمانانِ عالم اس بات پر متفق ہیں کہ سرورکونین' رحمتِ دارین ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت افضل ترین عبادات اور بلند پایہ نیکیوں میں سے ہے۔ درجاتِ علیٰ اور مقاماتِ عظمیٰ کے حصول کا کامیاب ذریعہ اور پر امید وسیلہ ہے۔ اس کا درجہ واجب کے قریب ہے۔ بلکہ بعض علماء نے واجب قرار دیا ہے' جو شخص وسائل اور وسعت کا حامل ہونے کے باوجود روضہ انور کی زیارت سے محروم رہے تو یہ بہت بڑی شقاوت اور جفا ہے۔ چاروں فقہی مسالک اس کی محبوبیت اور سنیت پر متفق ہیں۔ ❸

مذکورہ بالا حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے محدث اعظم علامہ خلیل احمد مہاجر مدنی المتوفی ۱۳۴۷ھ رقمطراز ہیں۔ ''بعض مخالفین کے سوا تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی زیارت افضل الطاعات اور بلند درجات کے حصول کا انتہائی مؤثر اور کامیاب ذریعہ ہے' اور اس کا درجہ واجبات کے

---

❶ فتح القدیر ج ۳: ۹۴ ❷ رد المختار ج ۱: ۲۷۹ ❸ بحوالہ فضائل حج شیخ الحدیث محمد زکریا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہے۔ بلکہ جس آدمی کو وسعت اور قدرت حاصل ہو اس کے حق میں زیارت قبر مبارک واجب ہے۔ اس کا ترک کرنا انتہائی بڑی غفلت اور سخت جور و جفا ہے۔ حضور انور ﷺ کا یہ فرمان کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی' اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ اس کے وجوب کی صریح دلیل ہے۔ [1]

عشق نبوی درد معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمع ہدیٰ ہے
آمد تری اے ابر کرم رونق عالم
تیرے ہی لیے گلشن ہستی یہ بنا ہے
فرمان دو عالم تیری توقیع [2] سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے
لے جائے گا رہرو کو وہ منزل سے بہت دور
جو جادہ سفر کا تیرے جادہ کے سوا ہے

لَا تُشَدُّ الرِّحَال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین مسجدوں کے سوا سفر نہ کیا جائے۔ مسجد حرام' بیت المقدس اور میری مسجد۔ [3]

اس فرمان نبوی ﷺ کے پیش نظر بعض علماء کرام نے مزار پاک صاحب لولاک ﷺ کی زیارت کے ارادہ سے سفر کرنا منع لکھا ہے۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہو اور وہاں پہنچ کر روضۂ انور کی زیارت بھی حاصل ہو جائے گی۔

لیکن جمہور علماء کے نزدیک مذکورہ حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لیے سفر کی ممانعت مقصود ہے۔ کیونکہ یہ تین مساجد شرف و عظمت کے اعتبار سے امتیازی شان کی حامل ہیں۔ جب کہ دوسری تمام مساجد مساوی درجہ رکھتی ہیں۔ ان میں کوئی خصوصی وجہ امتیاز نہیں پائی جاتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء امام احمد کی بیان کردہ حسب

---

[1] بذل المجہود ج ۳: ۳۳ [2] توقیع: یعنی آپ کی اجازت اور آپ کے دستخطوں سے نافذ ہوا

[3] بخاری شریف ج ۱: ۱۵۸' مسلم شریف ج ۱: ۴۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''کسی آدمی کو جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھنے کی غرض سے ان تین مساجد کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرے''۔

اس حدیث میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لیے سفر کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ جبکہ غیر مساجد کی زیارت کا قصد جائز ہے۔ جیسا کہ کسی بزرگ رشتہ دار' دوست' طلب علم' تجارت یا سیر وتفریح کے لیے سفر جائز ہے۔ ❶

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَسْجِدٍ لِلصَّلٰوۃِ فِیْهِ اِلَّا اِلَی الثَّلَاثَةِ.

یہ حدیث ان حضرات کے قول کی تردید کرتی ہے۔ جو حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر اور صلحاء کی قبور کی زیارت سے منع کرتے ہیں۔ ❷

محدث کبیر امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء تحریر فرماتے ہیں:

''تین مساجد کے علاوہ صلحاء کی قبور اور دور دراز سفر اختیار کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں اور بعض جواز کے قائل ہیں۔ ہمارے علماء کے نزدیک صحیح بات وہی ہے' جسے امام الحرمین اور محققین علماء نے اختیار کیا ہے۔ کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی جگہ کے لیے سامان سفر باندھنا نہ تو حرام ہے اور نہ ہی مکروہ''۔ ❸

محدث شہیر علامہ علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء فرماتے ہیں:

حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحال انبیاء واولیاء کی قبور کی زیارت کے مانع نہیں ہے کیونکہ زیارت قبور کا حکم حدیث صریح سے ثابت ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّ فِیْ زِیَارَتِهَا تَذْکِرَةً. ❹

---

❶ فتح الباری ج ۳:۶۵ ❷ فتح الباری ج ۳:۶۶ ❸ شرح مسلم شریف ج ۱:۴۳۳

❹ سنن ابوداؤد ج ۲:۴۴' کتاب الجنائز۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے زیارت قبور سے تمہیں منع کیا تھا۔ سو قبروں کی زیارت کرو' بیشک زیارت قبور سے نصیحت حاصل ہوتی ہے''۔

مذکورہ حدیث میں سفر کی ممانعت تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی زیارت کے لیے سامانِ سفر باندھنے کے متعلق ہے۔[1]

محدث جلیل علامہ خلیل احمد انبہٹوی دیوبندی مہاجر مدنی المتوفی ۱۳۴۷ھ تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلینؐ (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربات اور بے حد ثواب اور موجب حصول درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو۔ سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ علامہ ابن ہمام کے فرمان کے مطابق قبر مبارک ہی کی زیارت کی نیت کرے۔ پھر جب وہاں حاضری نصیب ہوگی تو مسجد نبوی شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہو جائے گا۔ اس صورت میں جناب رسالتمآب ﷺ کی زیادہ تعظیم و تکریم بھی ہے۔ اور حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ''جو میری زیارت کو آیا۔ کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت نہ ہو۔ تو میرے ذمہ لازم ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں''۔

اور علامہ جامی سے منقول ہے کہ وہ صرف روضہ اقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے اور یہ سفر حج کے علاوہ تھا۔ عشاق اور محبین کا یہی طرۂ امتیاز ہے۔

اور رہا معاملہ حدیث ''لَا تُشَدُّ الرِّحال '' کا تو اس حدیث میں قبر اطہر کی زیارت کی ممانعت کا کہیں ذکر تک موجود نہیں ہے۔ بلکہ صاحبِ فہم اگر غور کرے تو یہی

---

[1] مرقاۃ المفاتیح ج ۲: ۱۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ جو علت مساجد ثلاثہ کو دیگر مساجد اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پائی ہے' وہاں مساجد کی فضیلت ہی تو ہے۔ اور بقعہ شریفہ میں فضیلت تو بے انتہاء ہے۔ اس لیے وہ زمین مقدس جو سید الکونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے' وہ علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ وہ کعبۃ اللہ' عرش عظیم اور کرسی سے بھی افضل اور اکرم ہے چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اور جب کعبۃ اللہ کی فضیلت کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے باعث بدرجہ اولیٰ مستثنیٰ ہوگا۔[1]

حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء رقمطراز ہیں:

حدیث میں جو وارد ہے کہ **لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ الا الٰی ثلثة مساجد**' وہ سفر **الی القبر الشریف** کی نہی پر دلالت نہیں کرتا۔ کیوں کہ یہاں استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا۔ اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہے پس تقدیر اس طرح ہوگی۔ **لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ الی مسجد الا الی ثلثة مساجد** اس صورت میں مطلقاً مشاہد و مقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور میں سکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا۔

اور اس کی تائید ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسے مولانا مفتی صدر الدین خاں دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال میں اس طرح نقل کیا ہے **فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلٰوۃ غیر المسجد الحرام و المسجد الاقصٰی و مسجدی ھذا.** اور معنی اس کے یہ ہیں کہ دوسری مساجد کی طرف جن میں کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہیں ہے۔ اس نیت سے سفر کرنا کہ وہیں نماز

---

[1] المھند علی المفند: ۱۰، ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا۔ تقول علی الشارع ہے۔ اس لیے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ میں برکات خاصہ ثابت ہیں پھر (حدیث) زوروا القبور میں بھی اطلاق اذن ہے۔ البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور مقاصد لازم نہ آئیں۔ ❶

اس موضوع پر امام تاج الدین سبکی نے ''شفاء السقام'' میں اور علامہ سید محمد یوسف بنوری نے ''معارف السنن ج ۳: ۳۲۹ تا ۳۳۴'' پر نہایت مفید اور مفصل بحث فرمائی ہے' اہل علم حضرات ان سے استفادہ فرما سکتے ہیں۔

خیر القرون میں زیارت روضہ انور کا ولولہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل عشق نبوی سے لبریز اور دیدار نبویؐ کے لیے ہمہ وقت بے قرار رہتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد بھی دور دراز علاقوں سے سفر کی جان لیوا صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کر کے حبیب کردگار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پر انوار کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ جیسا کہ عاشق صادق موذنِ سید الابرار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جب مولائے کل سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ستاتی' تو وہ ملک شام سے کشاں کشاں دربار گہر بار' سید الاتقیاء والابرار صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دیتے' اور قبر اطہر کی زیارت باسعادت سے سکونِ قلبی کی لازوال دولت سے باریاب ہوتے تھے۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب بیت المقدس فتح ہوا۔ تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دربار فاروقی میں عرض پرداز ہوئے کہ اگر اجازت مرحمت ہو تو میں بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لوں امیر المومنین نے مؤذن کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اس طرح وہ بیت المقدس میں اقامت گزیں ہو گئے اور وہاں نکاح بھی کر لیا۔

ایک دن محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا: بلالؓ! یہ کیسی جفا ہے کہ آپؐ میری زیارت کو بھی نہیں آتے' خواب نے آپ کو چونکا

❶ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ فصل ۲۷: ص ۲۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا، غمگین، خوف زدہ اور سخت پریشان ہوئے۔ آپ کو اضطراب و اضطرار نے لمحہ بھر بھی چین نہ لینے دیا۔ اور اس وقت بارگاہ معارف پناہ نبویؐ میں حاضری کے لیے روانہ ہو گئے۔

جب سرور کونین، رحمت دارین ﷺ کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہہ رہی تھیں اور دل سخت شرمسار اور بے قرار تھا۔ مگر زیارت قبر مشکبار سے تمام اضطراب کافور ہو گیا، اور دل کو سکون و طمانیت نصیب ہوئی۔

جب آپ کی آمد کی اطلاع شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو ہوئی، تو وہ ملاقات کو تشریف لائے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بستانِ مصطفویؐ کے ان غنچوں کو دیکھ کر ان سے چمٹ گئے، صاحبزادگان نے اذان کی فرمائش کر دی، جس پر مؤذنِ رسول ﷺ بادل نخواستہ تعمیل ارشاد میں اذان کہنے پر آمادہ ہو گئے۔ موصوف مسجد کی چھت پر اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں اپنے آقا کی موجودگی میں اذان کہتے تھے۔ جب آپ نے اذان شروع کی تو لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کی صدا بلند ہوئی ہی تھی کہ مرد و زن اور خورد و کلاں بے تاب ہو کر آہ و فغاں کرتے ہوئے گھروں سے نکل آئے، تاجدار مدینہ شاہ حرم ﷺ کی یاد نے سب کو تڑپا دیا ہر جانب آہ و بکا کی دل دوز آوازیں سنائی دیتی تھیں، ہر آدمی نوحہ کناں اور اشکبار تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا دل بھی یاد یار سے بے قرار ہو گیا اور غم و اندوہ کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اذان پوری کرنے کی سکت نہ رہی اور چھت سے اتر آئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے دور دراز علاقہ سے یہ سفر صرف زیارت قبر اطہر ہی کے لیے اختیار فرمایا تھا۔[1]

امام سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر نے یہ روایت جید سند کے ساتھ بیان کی ہے۔[2]

---

[1] شفاء السقام: ۵۳ [2] وفاء الوفاء ج ۲: ۴۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ بھی اس کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مذکورہ سفر صرف سرورکون ومکاں فخر زمین وزماں ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے تھا۔ ❶

سیدنا نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کسی سفر سے واپس مدینہ کریمہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے قبر اطہر پر حاضر ہو کر یوں سلام پیش کرتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ. ❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضور انور ﷺ کی قبر مبارک پر سلام پیش کرتے کبھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! میں نے ایک بار نہیں سو بار سے زائد مرتبہ دیکھا کہ قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر نیاز مندانہ سلام پیش کر رہے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ. ❸

سیدنا عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مقصود کائنات ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے دیکھا وہ حضور انور ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں درود وسلام پیش کر رہے تھے۔ ❹

قاضی عیاض رقمطراز ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ملک شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے' مدینہ طیبہ پہنچنے پر امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ معارف پناہ میں سلام پیش کیا اور واپس ملک شام لوٹ گئے۔ ❺

---

❶ تہذیب الاسماء واللغات ج۱:۱۳۶ ❷ سنن الکبریٰ ج۵: ۲۴۵' مصنف عبدالرزاق ج۳: ۵۷۶

❸ شفاء السقام: ۴۷ ❹ مؤطا امام مالک ج۱' باب زیارۃ قبر النبی ﷺ۔

❺ شفا قاضی عیاض ج۲: ۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ملک شام زیرنگیں ہوا' بیت المقدس کے باشندوں نے جنگ پر صلح کو ترجیح دی اور سیدنا کعب الاحبار مشرف باسلام ہو کر خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں بیحد مسرت ہوئی کہ ایک جلیل القدر عالم حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ہے۔ بعد ازاں جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ کریمہ کو واپس ہونے لگے' تو آپ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی کہ وہ بھی ان کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں اور مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد اقدس کی زیارت سے شرف بار ہوں۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے دعوت فاروقی کو ممنونیت کے ساتھ قبول کیا اور ان کی معیت میں زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روانہ ہو گئے۔ یہ طویل اور صبر آزما سفر طے کر کے جب مدینہ کریمہ میں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ تو سب سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرقد مطہر پر حاضری دی اور بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ سلام پیش کیا۔ [1]

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ ملک شام سے مدینہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کرنے کی خاطر مستقل طور پر قاصد بھیجتے تھے۔ جو ہدیہ سلام بارگاہ خیر الانام میں پیش کر کے واپس لوٹ جاتا۔ جب کہ ان کا یہ فعل تابعین کے وسط زمانہ میں صادر ہوا۔ [2] مگر کسی نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا۔

امام تقی الدین سبکی المتوفی ۷۴۶ھ/۱۳۴۵ء فرماتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مذکورہ سفر صحابہؓ کے وسط زمانہ میں اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز کا طرز عمل تابعین کے وسط زمانہ میں پیش آیا۔ ان کے یہ سفر صرف قبر اطہر کی زیارت اور مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ جہاں پناہ میں سلام پیش کرنے کی خاطر تھا۔ اس کے سوا انہوں نے نہ تو کسی دنیوی مقصد کی خاطر یہ سفر کیا اور نہ ہی کوئی دینی کام پیش نظر تھا اور نہ ہی یہ سفر مسجد نبوی

---

[1] شفاء السقام: ۵۶' زرقانی ج ۸: ۳۴۲ [2] شفا قاضی عیاض ج ۲: ۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف کی زیارت کے لیے تھا۔ بلکہ صرف اور صرف مرقد مقدس کی زیارت مقصود و مطلوب تھی۔ ❶

محمد بن عبداللہ بن عمرو العتبی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ منورہ کی حاضری نصیب فرمائی' تو میں زیارت قبر اطہر سے مشرف ہوا۔ ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شتر سوار بدویانہ صورت قبر مبارک پر حاضر ہو کر یوں گویا ہوئے۔

یا خیر الرسل ﷺ اللہ جل جلالہ نے آپ پر اپنا کلام نازل فرمایا۔ جس میں یہ ارشاد بھی ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ ❷

''اور جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر وہ بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہو جاتے اور اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور شفیع المذنبین ﷺ بھی ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے تو ضرور اللہ کریم کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے''۔

پھر وہ صاحب یوں عرض کرنے لگے اے حبیبِ خدا! میں آپ کی بارگاہ معارف پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کا طلب گار ہوں اور آپ کی شفاعت کا خواست گار بھی ہوں۔ اس کے بعد وہ بدوی زار و قطار رونے لگے اور زبان پر یہ اشعار تھے:

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمہٗ فطاب من طیبھن القاع و الاکم

''اے بہترین ذات! ان سب لوگوں میں سے جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں اور ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں نفاست پھیل گئی۔

❶ شفاء السقام: ۵۵ ❷ سورۃ النساء: ۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفاف و فیه الجود والکرم

جس مبارک قبر میں آپ راحت گزیں ہیں اس پر میری جان قربان ہو۔ اس میں عفت' جودوسخا اور عنایات و کرامات ہیں۔

انت الشفیع الذی ترجی شفاعة علی الصراط اذا مازلت القدام

آپ ایسے سفارش کرنے والے ہیں جن کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وصاحبك لا انساهما ابدا منّی السلام علیکم ماجر القلم

اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ آپ سب پر میری طرف سے سلام پہنچتا رہے۔ جب تک دنیا میں لکھنے کے لیے قلم چلتا رہے۔

آخر میں وہ صاحب اپنے گناہوں سے استغفار کر کے رخصت ہو گئے۔ اور عتبی کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں مجھے رحمت للعالمین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا بدوی کو بشارت سنا دو کہ اللہ کریم نے میری سفارش سے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔ (1)

علامہ شہاب الدین الخفاجی فرماتے ہیں:

سلف صالحین کا معمول تھا کہ وہ رحمتِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ سلام بذریعہ خط یا قاصد بھیجتے تھے۔ (2)

نکل جائے دم ان کے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

قاضی عیاضؒ، اسحاق بن ابراہیم الفقیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حجاج مدینہ منورہ اس ارادہ سے جائیں کہ وہاں مسجد نبوی میں نماز پڑھیں گے۔ ریاض الجنہ منبر نبوی' قبر اطہر کی زیارت سے شرف بار ہوں گے اور جہاں آپ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے اس مصلیٰ والی جگہ اور جن ستونوں سے تکیہ لگاتے تھے ان سے برکت حاصل کریں گے۔ (3)

---

(1) شفاء السقام: ۶۲ (2) نسیم الریاض ج ۳: ۵۱۶ (3) الشفاج ۲: ۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر سوئے دیارِ حبیب ﷺ

اور

آدابِ زیارت

جب اس مقدس سفر کے اختیار کرنے کی سعادت میسر آئے' تو نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی ہو۔ کوئی شائبہ بھی ریا' تفاخر' شہرت' سیر و سیاحت یا کسی اور دنیوی غرض کا ہرگز نہ ہو۔ ورنہ نیکی برباد اور گناہ لازم ہوگا۔

محدث جلیل علامہ علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ شرح اللباب میں لکھتے ہیں:

نیت خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پائیں۔ ورنہ زیارت سے مشقت اور مالی نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ توبہ اور کفارہ لازم ہوگا۔ اس سفر باسعادت میں سنت کے کاموں کو اپنانے کا خاص اہتمام کریں۔ بلکہ تحقیق و تجسس سے سنت کے کاموں اور آپ کے روزمرہ کے معمولات اور عادات شریفہ معلوم کر کے ان کا اتباع کریں۔ اس سفر میں خصوصیت کے ساتھ درود شریف کی کثرت رکھیں' پوری توجہ' دھیان اور ادب و احترام سے پڑھیں۔ درود شریف جتنا کثرت سے پڑھا جائے گا۔ انوار و عنایاتِ خداوندی اتنی ہی فراوانی سے نصیب ہوں گی۔ نماز اور ضروریات معاش کے علاوہ سارا وقت درود شریف ہی کے لیے صرف ہو۔ [1]

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء لکھتے ہیں:

---

[1] شرح اللباب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات مسلمہ ہے کہ اس مقدس سفر میں درود شریف کی کثرت افضل ہے۔
لیکن کیا تلاوتِ قرآن مجید سے بھی افضل ہے! یا تلاوت کو افضلیت حاصل ہے یا دونوں کا درجہ برابر ہے؟

موصوف اس کے جواب میں فرماتے ہیں' جہاں درود شریف کی کثرت مطلوب ہو جیسے شبِ جمعہ وغیرہ ایسے مواقع میں درود شریف کی کثرت تلاوت کی کثرت سے افضل ہوگی۔ اور مدینہ باسکینہ میں فرض نمازوں کے بعد درود شریف کو ہی افضلیت حاصل ہے۔ دورانِ سفر ذوق وشوق پیدا کیجیے اور جتنا گوہر مقصود قریب آتا جائے جذبہ شوق واشتیاق ترقی پذیر ہو۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا:

وعدۂ وصل چوں شد نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

اگر سیرت مقدسہ کی کوئی کتاب پاس ہو یا سہولت سے دستیاب ہو سکے تو اسے خود پڑھیں یا کسی سے سن کر ایمان تازہ کریں۔ اپنی نجی مجلسوں اور محفلوں کو آقا دوجہاں ﷺ کے تذکرہ سے بابرکت بنائیں۔ وصل کی گھڑیاں جس قدر قریب ہوتی جائیں درود پاک ہمہ وقتی وردِ زبان بن جائے۔ اگر ممکن ہو تو سواری کو تیز چلا کر جلد در اقدس پر حاضری دیں۔

جب مدینۃ الرسول ﷺ کے درودیوار نظر نواز ہوں اور اس کے معطر باغات دکھائی دیں۔ تو ادب واحترام اور عشق ومحبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ سواری سے اتر کر ننگے پاؤں ندامت کے آنسو بہاتے ہوتے چلیں:

ولما رأینا رسم من لم یدع لنا فؤاد العرفان الرسوم و لا لبا
نزلنا عن الاکوار نمشی کرامة لمن بان عنه ان نلم به رکبا

''جب ہم نے اس محبوبِ شہر کے نشانات دیکھے' جس شہر خوباں نے نشانات کو پہچاننے کے لیے ہمارے پاس نہ دل چھوڑے اور نہ ہی عقل۔

تو ہم اپنی سواریوں سے اتر کر پیدل چلنے لگے' اس لیے کہ اس بلند و بالا' ارفع واعلیٰ شان سے یہ بات کوسوں دور ہے کہ اس کے پاس سوار ہو کر جائیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر پیدل اور ننگے پاؤں چلنے کی بجائے سر کے بل چل کر بھی اس دربار گوہر بار میں حاضری دی جائے' تب بھی اس حق کا بیسواں حصہ ادا نہیں ہو سکتا۔ انہی جذبات کا اظہار شاعر کس عمدگی کے ساتھ کرتا ہے:

لو جئتكم قاصدا اسعى على بصرى لم اقض حقا واى الحق اديت

اگر میں آپ کے حضور فیض گنجور میں پاؤں کی بجائے سر آنکھوں سے چل کر آتا۔ تب بھی حق ادا نہ کر سکتا۔

میرے آقا! میں نے آپ کا اور کون سا حق ادا کر دیا ہے جو یہ حق بھی ادا کر گذرتا:

ولما رأينا من ربوع حبيبنا بطيبة اعلاما اثرن لنا الحبا

جب مدینہ طیبہ میں محبوب کی منزل کے آثار نظر آنے لگے تو انہوں نے محبت کی آگ کو بھڑکا دیا۔

وبالتراب منها از كحلنا جفوننا شفينا ولا باسا نخاف ولا كربا●

اور جب اس کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ تو تمام بیماریوں سے شفا مل گئی۔ اور اب نہ کسی قسم کا دکھ درد باقی رہا اور نہ ہی تکلیف وقلق۔

امام مدینہ سیدنا امام مالکؒ اس متبرک سرزمین کی حرمت اور تقدس کے پیش نظر سوار ہو کر نہیں چلتے تھے اور فرماتے تھے مجھے اللہ کریم سے شرم آتی ہے کہ جس خاک پاک پر شاہ کونین ﷺ کے نقش پا ثبت ہوئے ہوں۔ میری سواری اپنے پاؤں سے انہیں روندے۔ اس لیے پاپیادہ چل کر روضۂ انور پر حاضر دیتے تھے۔●

حجۃ الاسلام فخر الہند مولانا محمد قاسم نانوتوی المتوفی ۱۲۹۷ھ جب دربار حبیب ﷺ سے مشرف ہوئے تو اس پاک سرزمین کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے عشق حبیب کا فقید المثال مظاہرہ کیا۔ کہ شہر سے کوسوں دور جیسے ہی روضہ انور نظر نواز ہوا' تو غایت

● فتح الباری ● فتح القدیر ج ۳: ۹۴۔ العلم والعلماء: ۲۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب و احترام کے باعث جوتے اتار کر بغل میں لے لیے اور رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی کے باوجود کئی میل برہنہ پا چل کر بارگاہِ خیر الخلائق ﷺ میں حاضر ہوئے اور بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔[1]

امام ابن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ/۱۴۵۷ء فرماتے ہیں:

جب دیارِ حبیب ﷺ قریب آ جائے تو شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل یا وضو کر لیا جائے، اگرچہ غسل کرنا افضل ہے۔ عمدہ کپڑے پہنے جبکہ نئے کپڑے پہننا افضل ہے۔ بعض عشاق کا یہ عمل بھی باعث صد تحسین ہے، جو مدینہ باسکینہ کے قریب پہنچ کر پاپیادہ چلتے ہیں اور ادب و احترام پر مبنی ہر کام عمدہ ہے۔ عاجزی، انکساری کے ساتھ ڈرتے ہوئے شہر میں داخل ہوں اور یہ عا ورد زبان ہو:

﴿ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ﴾[2]

"اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچا دے اور مجھے خوبی کے ساتھ نکال لے اور میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ دے جس کے ساتھ نصرت ہو"۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَ کَ وَ اَھْلَ طَاعَتِکَ وَ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ.[3]

"اے رب کریم! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رسول ﷺ کی زیارت سے نعمتیں عطا فرما جو تو نے اپنے محبوب اور فرمانبردار بندوں کو عطا فرمائی ہیں، میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما"۔

یہ دعا بھی پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِنْ

---

[1] سوانح قاسمی ج ۳: ۶۰، ۶۲ [2] سورۃ بنی اسرائیل [3] فتح القدیر ج ۳: ۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ.

''اے اللہ! تیرے پاک نبی کا یہ حرم ہے' اسے میرے لیے آگ سے بچنے کا موجب بنا دے عذاب سے حفاظت اور حساب کی برائی سے بچنے کا باعث بنا دے''۔

سرورکون ومکاں' سلطانِ زمین وزماں ﷺ کے دربار گوہر کے اداب میں سے یہ بھی ہے کہ حاضری سے پہلے کچھ صدقہ دیا جائے تاکہ انوار وبرکات سے دامن لبریز ہو جائے' جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَانَا جَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [1]

''اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کیا کرو تو اس سے پہلے کچھ خیرات کر لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے اور اگر صدقہ دینے کی قدرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں''۔

جب اس دربار عالی وقار کی زیارت نصیب ہو تو سب سے پہلے اپنے مال و اسباب کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور پھر طمانیت وسکون کے ساتھ دربار اقدس میں حاضری دی جائے۔ مقصود کائنات ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا' جب ان کی نظر حضور انور ﷺ پر پڑی تو اونٹوں سے کود کر دوڑتے ہوئے بارگاہ عالی مرتبت میں حاضر ہوئے' البتہ ان کے رئیس منذر بن عائذ جو الشیخ عبدالقیس کے لقب سے معروف تھے' وہ اونٹوں کے ساتھ قیام گاہ پر پہنچے' اپنا اور تمام رفقاء کا سامان جمع کیا' حفاظت کے ساتھ رکھا۔ بعد ازاں غسل کیا' نئی پوشاک زیب تن کی۔ پھر نہایت وقار اور متانت کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تحیۃ المسجد کے

[1] سورہ مجادلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفل ادا کیے اور دعا سے فارغ ہو کر نہایت ادب و احترام کے ساتھ حبیب کردگار مدنی تاجدار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضور انور ﷺ نے ان کی اس ادا کو بیحد پسند فرمایا اور اس بشارت سے سرفراز فرمایا کہ آپ کی دو دلربا عادات کو اللہ جل جلالہ بھی پسند فرماتے ہیں ایک حلم و بردباری اور دوسرا وقار و متانت۔●

وہ مقدس و متبرک مقام جہاں خطا کار انسان کے لیے رحمتِ خداوندی کا سمندر موجزن اور شفیع المذنبین ﷺ کا ابر کرم سایہ فگن ہے۔ وہاں مجھ ایسے سراپا خطا کار کی زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں:

ترے در پہ خالق ذوالمنن جو میری جبین نیاز ہو
مجھے بے کسی پہ غرور ہو مجھے بے نوائی پہ ناز ہو
میری یاس کی شب تار میں میرے غم کے گرد و غبار میں
ترا لطف چارہ نواز ہو ترا نور جلوہ طراز ہو
مرا روز جلوہ فروز ہو ترے رُخ کے نور جمال سے
مری شب کی محفل انس میں تیری بوئے زلف دراز ہو

دربار گوہر بار کا ادب و احترام:

از خدا خواہم توفیق ادب بے ادب محروم گشت زلطف رب

اے زائر خوش نصیب! یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ جلوہ گاہ محبوب خدا' دربار گوہر بار مصطفیٰ' آستانۂ سرکار دو عالم اور کاشانہ رحمت للعالمین ﷺ حریم ناز ہے۔ جس میں پیکر حسن و رعنائی خوابیدہ ہیں۔ یہ روضہ اطہر فردوس بریں کا پراز بہار قطعہ ہے۔ لہٰذا ادب کا دامن داغدار نہ ہونے پائے' اس کے تقدس کا تحفظ لازم ہے' انتہائی ادب و احترام' خشوع و خضوع کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں۔ اب تک حاضری

● مسند امام احمد ج ۴: ۴۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سعادت سے محرومی کا قلق اور زیارت نصیب نہ ہونے کا رنج وملال بھی ایک گونہ دل میں ہو۔ محشر میں زیارت رخ وزیبا سے سرفرازی کی آرزو' تمنا اور تڑپ سے دل لبریز ہو۔ اور یہ خوف وخدشہ بھی ہو کہ نہ جانے مجھ ایسے سراپا خطا کار کا مقدر محشر کی حولنا کیوں میں اس سراجاً منیراً کے دیدار کے لائق ہے یا نہیں؟

اس دربار معظمہ کے جاہ وجلال' عظمت' قدر ومنزلت اور شرف ومجد کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔

جب گنبد خضراء نظر نواز ہو' تو مکین قبہ' نور' شافع یوم النشور ﷺ کی علوشان کا خاص خیال رکھیں۔ یہ ذات ستودہ صفات جو ساری کائنات سے اشرف واکرم' اعلیٰ' افضل اور بالا ہے۔ اور آپ کا مرقد مقدس ساری روئے زمین میں ممتاز' معظم' مکرم اور افضل ہے اور جس خاک پاک پر آپ کا وجود مسعود لگا ہوا ہے اس کے ریگ زاروں کی شان کعبہ سے اعلیٰ' عرش سے بالا' کرسی سے افخم' حتیٰ کہ زمین وزماں اور ہفت افلاک سے بھی ارفع واعلیٰ ہے۔

مسجد مبارک میں داخل ہونے کے بعد عجز ونیاز' انکساری اور فروتنی میں بہت اہتمام کیا جائے مسجد کی زیب وزینت' فرش وفروش' فانوس' قالین اور قمقموں کو دیکھنے میں مشغول نہ ہوں۔ بے حد وقار اور ادب سے نیچی نگاہیں کئے سراپا ادب بن کر جائیں۔ کوئی نازیبا اور نامناسب حرکت سرزد نہ ہونے پائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی کوئی حرکت موجب خسران بن جائے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام سہی' عرفان محبت عام نہیں

امام خوارزمی فرماتے ہیں مسجد نبوی شریف میں یہ دعا پڑھتے ہوئے دایاں پاؤں اندر رکھیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے کھول دے"۔

ہو سکے تو باب جبرئیل سے داخل ہوں ورنہ جس دروازے سے چاہیں۔ پھر ریاض الجنہ میں تحیۃ المسجد ادا کریں۔ اگر ریاض الجنہ میں جگہ نہ مل سکے تو مسجد کے جس حصہ میں سہولت سے جگہ مل جائے نفل پڑھ لیں۔ اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر نفل پڑھنے کا وقت ہو تو پڑھیں ورنہ چھوڑ دیں۔ نفل ادا کر لینے کے بعد رب ذوالمنن کا لاکھ لاکھ شکر بجا لائیں' جس نے اس نعمت عظیمہ و جلیلہ سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد سید الاتقیاء الابرار ﷺ کے روضۂ پرانوار پر حاضری دیں۔[1]

اے زائرین دربار رسالت! تم کائنات کے پسندیدہ اور منتخب افراد کے زمرے میں شامل ہو چکے ہو۔ خوش بختی نے تمہارے قدم چوم لیے' تم بارگاہِ قدس میں پہنچ گئے۔ جلوہ گاہِ ناز میں آ گئے محبوب کائناتؐ کے آستانہ پر حاضر ہو۔ امن اور سلامتی کا سرچشمہ تمہارے سامنے ہے۔ راحت و آرام کی فضاؤں نے تمہیں گھیر لیا اور گل امیز سے دامن مہک رہے ہیں۔

دل تمام کدورتوں اور آلائشوں سے پاک کر کے مجسم ادب بن کر حاضری دیں' علماء کرام کا فرمان ہے کہ جس قلب میں دنیا کی خواہشات' نفسانی شہوت اور لہو ولعب کا غلبہ ہو۔ ایسا گندے دل والا آدمی اس مقدس مقام کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کے اعراض اور غصہ کا اندیشہ بھی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو دل کو دنیوی خرافات' لذات اور خواہشات سے خالی رکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اور اللہ جل جلالہٗ کی رحمت کاملہ واسعہ اور عفو و کرم کی امید واثق رکھیں اور رحمت کائنات ﷺ کی شانِ رحمت للعالمین کے پیش نظر ان کے وسیلہ سے اللہ کریم سے معافی کے طلب گار بن کر حاضری دیں۔

مواجہ شریف سے تھوڑے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہوں کہ نگاہ نیچی' ہاتھ

---

[1] الکفایہ مع فتح القدیر ج ۳: ۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں میں جنبش اور حرکت مفقود۔ سکون اور وقار سے دست بستہ کھڑے ہوں مقصود کائنات ﷺ کی علوشان اور عالی مقام کا استحضار پوری طرح دل میں ہو۔ کیونکہ یہ دربار گوہر بار شفیع المذنبین ﷺ کا ہے۔ جن کی شفاعت یقیناً مقبول و مشکور ہے جس در سے سوالی مراد سے خالی نہیں جاتا۔ جسے آپ کے آستانہ کی چوکھٹ نصیب ہوگی وہ کامیاب و کامران ہوگیا اور جس نے آپ کے وسیلہ سے رب کریم سے مانگا وہ دعا ضرور شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔

نہایت ذوق وشوق اور عجز و نیاز کے ساتھ سلام بدرگاہ خیر الانام ﷺ پیش کریں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں۔

جو آدمی عربی الفاظ کا ترجمہ اور مطلب جانتا ہو اور عربی الفاظ پڑھنے میں ذوق کامل پیدا بھی ہو تو بیشک طویل الفاظ میں درود وسلام پیش کرے۔ اور اگر یہ بات نہ ہو تو پھر طوطے کی طرح مزورین (زیارت کرانے والے معلم) کے الفاظ دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ ایسا آدمی انتہائی ذوق وشوق اور غایت سکون وطمانیت اور وقار سے آہستہ آہستہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علیک یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھتا رہے۔ جب تک سرور اور ذوق میں اضافہ پائیں انہی الفاظ یا کسی اور سلام کو بار بار پڑھتے رہیں۔●

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ●

"اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی جماعتیں زمین میں پھرتی رہتی ہیں جو میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتی ہیں"۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا:

● فضائل حج ۱۴۵:۱۵۷ ● نسائی شریف ج ۱:۱۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا ابلغتهٗ.●

''جو آدمی میری قبر مبارک کے پاس مجھ پر درود شریف پڑھے اسے بنفس نفیس میں خود سنتا ہوں اور جو آدمی دور دراز سے پڑھے مجھے فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے''۔

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِغْتُهٗ.●

''جو آدمی میری قبر پر میرے لیے درود شریف پڑھے میں خود سنتا ہوں اور دور سے پڑھنے والے کا مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے''۔

ہدیہ سلام بحضور خیر الانام ﷺ:

امام محمد بن محمود بن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء بیان کرتے ہیں:

ہارون بن موسیٰ العروبی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے میرے دادا ابو علقمہ سے دریافت کیا کہ جس وقت تک ازواج مطہرات ؓ کے حجرے مسجد میں داخل نہیں کیے گئے تھے' لوگ فخر کون و مکاں' سرور زمین و زماں' رحمت کائنات ﷺ کی بارگاہ معارف پناہ میں کہاں کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا لوگ حجرہ مبارک کے دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے۔ جب کہ دروازہ کے نہ کواڑ تھے اور نہ ہی کوئی پردہ پڑا ہوتا تھا' یہی طریقہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے وصال تک جاری رہا۔ بعد ازاں جب حجرات کو مسجد میں داخل کر دیا گیا' تو زائرین بارگاہ خیر الانام ﷺ میں سلام پیش کرنے کی خاطر ریاض الجنہ میں سر مبارک کی طرف اس طرح کھڑے ہوتے کہ استوانہ حنانہ یعنی مغرب کی جانب پشت اور حجرہ منیفہ کی طرف منہ ہوتا تھا۔●

امام موصوف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

سیدنا زین العابدین بن علی بن الحسین بن علی ؓ ریاض الجنہ میں استوانہ حنانہ کے

● حیات الانبیاء: ۱۷ ● اخبار مدینہ المعروف درثمینہ: ۱۴۴ ● آثار المدینہ: ۱۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب کھڑے ہو کر خیر الخلائق ﷺ کے حضور سلام پیش کرتے اور فرماتے کہ آپ کا سر اقدس اس طرف ہے۔ پھر سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھی سلام پیش کرتے۔❶

امام زین الدین مراغی المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء حضرت داؤد بن قیس کا قول نقل کرتے ہیں کہ موصوف نے باب عائشہ دیکھا جو حجرہ مبارکہ کے مغربی سمت میں تھا۔❷

پھر جب حجرہ منیفہ اور دیگر حجرات مسجد میں شامل کر لیے گئے تو زائرین قبلہ یعنی جنوب کی طرف پشت کر کے چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے اور ایسی صورت میں قبلہ کی طرف پیٹھ کر لینے میں حرج نہیں جس طرح جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔

ملک ابو جعفر المنصور العباسی نے حضرت امام مالک بن انسؒ سے دریافت کیا کہ حضور اقدس ﷺ کے روضہ مقدسہ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد دعا کرتے وقت منہ قبلہ کی طرف پھیر لینا چاہیے یا شفیع المذنبین ﷺ ہی کی طرف منہ کیے ہوئے دعا کی جائے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا:

ولِمَ تصرف وجهك عنه و هو وسيلتك و وسيلة ابيك آدم عليه السلام الى الله عزوجل يوم القيمة.❸

''اور تم ان کی طرف سے منہ کیونکر پھیر لیں جبکہ وہ تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ ہوں گے''۔

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

''دعا کے وقت منہ روضہ پاک کی طرف ہو' آپؐ کے وسیلہ سے اللہ کریم سے مانگا جائے اور مستحب ہے کہ دعا کے ساتھ آپ کی شفاعت طلب کی جائے اور رقت وخشیت اور لرزہ براندام ہو کر دعا مانگی جائے''۔❹

❶ آثار مدینہ:۱۳۶ ❷ معالم دار الہجرۃ:۱۰۶ ❸ معالم دار الہجرۃ:۱۰۶ ❹ نسیم الریاض ج ۳:۵۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواجہ شریف کے سامنے انتہائی ادب و احترام اور وقار و سکون کے ساتھ ہدیہ سلام بحضور خیر الانام ﷺ اس طرح پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ اللّٰهِ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ بَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ اَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَ كَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا. جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جزى نَبِيَّنَا عَنْ اُمَّتِهٖ.

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَ رَسُوْلَكَ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَ اَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضور اقدس ﷺ کے وسیلہ سے مانگے اور یوں دعا بھی کرے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَ اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَ سُنَّتِكَ.●

اگر کسی آدمی نے سلام پیش کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف اس طرح سلام عرض کرے:

● الکفایہ مع فتح القدیر ج ۳: ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفَعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اس کے بعد تھوڑا سا دائیں جانب ہو کر مواجہ نمبر۲ کے سامنے خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں اس طرح سلام پیش کیا جائے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ ثَانِيَةَ فِي الْغَارِ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا.

پھر مزید ایک گز بھر دائیں طرف مواجہ نمبر۳ پر خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کیا جائے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ الْفَارُوْق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. اَلَّذِىْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا.❶

قدوۃ العلماء محدث جلیل مولانا خلیل احمد انبھٹوی مہاجر مدنی فرماتے ہیں:

''مسجد کی حدود میں جس جگہ کھڑے ہو کر سلام پیش کریں گے' حضور اقدس ﷺ سن لیتے ہیں''۔❷

لہٰذا رش کے وقت جہاں سکون وطمانیت سے درود سلام پڑھنا ممکن ہو وہیں پڑھ لیں اور جب رش نہ ہو تو مواجہہ شریف کے قریب کھڑے ہو کر پڑھیں۔

شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء فرماتے ہیں:

سلام پیش کرنے کے بعد شفیع المذنبین رحمت للعالمین ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی جائے اور آپ کی شفاعت طلب کی جائے اور یوں کہے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَ اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ

❶ الکفایہ مع فتح القدیر ج۳: ۹۵ ❷ تذکرۃ الخلیل: ۳۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَ سُنَّتِکَ.❶

''اے اللہ کے رسولؐ! میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ کریم کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ مجھے آپ کے دین اور سنت پر موت عطا فرمائے''۔

حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب ﷺ'' میں اس موضوع پر مستقل بحث فرمائی ہے' جس کے ابتدائی جملے یہ ہیں:

''آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت گو جس طرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہیں' مگر صرف ایک خاصیت میں درود شریف کا ہم اثر ہے' کہ دونوں سبب ہیں۔ دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کا''۔❷

رب ذوالمنن کی حمد وثنا اور ستائش سے دعا شروع کی جائے اور حاضری کی نعمت غیر مترقبہ اور تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے' پھر خوب ذوق وشوق سے اپنے لیے' اپنے والدین' مشائخ' اہل وعیال' عزیز واقارب' دوست واحباب اور تمام زندہ ومردہ مسلمانوں کے لیے خوب رو رو کر دعا کی جائے اور یاد آ جائے تو راقم اثم کو بھی اپنی مبارک دعا میں شامل کر لیجیے۔

بندہ نواز! میری منت کی لاج رکھ لے ۔۔۔ میری نہیں تو اپنی رحمت کی لاج رکھ لے
یا رب تو کریمی و رسولؐ تو کریم ۔۔۔ صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

کوشش یہ کی جائے کہ نماز میں اور بغیر نماز کے بھی قبر مبارک کی طرف پشت نہ کی جائے' نماز کے لیے ایسی جگہ کھڑے ہونے کی کوشش کریں' جہاں سے قبر شریف کی طرف نہ پشت ہو اور نہ منہ' یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جالی شریف کو ہاتھ لگانا یا بوسہ

---

❶ زبدۃ المناسک: ۱۴۰ ❷ نشر الطیب فصل ۳۸: ۲۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ لہٰذا اس سے گریز کیا جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ روضہ انور کے بالمقابل جب بھی گذر ہو خواہ مسجد کے اندر یا باہر' تو کھڑے ہو کر سلام پیش کر کے گزریں۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور آپؐ نے فرمایا: ''ابو حازم سے کہہ دیں تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہو اور کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے''۔ اس کے بعد ابو حازمؒ نے معمول بنا لیا کہ جب بھی حجرہ انوار کی سمت گزر ہوتا ادب و احترام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے اور پھر چل دیتے۔

باشندگانِ مدینہ کا احترام:

شیخ المشائخ مولانا محمد ذکریاؒ فرماتے ہیں:

قیام مدینہ باسکینہ کے دوران صدقات و خیرات کثرت سے کریں۔ مدینہ کے باشندے خواہ قدیم ہوں یا باہر سے آ کر مقیم ہوئے ہوں' جوار رسول عربی ﷺ کی عظیم نسبت کے باعث دوسروں سے بدرجہا افضل ہیں۔ ان سے محبت رکھنا واجب ہے اور ساقی کوثر ﷺ کے پڑوسیوں پر صدقہ کرنا آپؐ ہی کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

وہاں جو کچھ خریدا جائے اس میں یہ نیت کارفرما ہو کہ یہاں کے تاجروں کی بھی معاش ہے۔ اس سے ان کی تجارت میں وسعت اور فروغ ہو گا تو وہ اس سلسلہ معاش کو قائم رکھ سکیں گے' راحت' سکون اور طمانیت قلب سے گذر بسر کریں گے۔ اس طرح ہم لوگ ان کے قیام کے دوام کا باعث ثابت ہوں گے' اس جذبہ اخوت و مودت سے خریداری پر یہ قلق بھی نہ ہو گا کہ پیسہ زیادہ خرچ ہو گیا ہے۔ کیوں کہ یہ بھی صدقہ ہی کی ایک نوعیت ہے۔ البتہ دکاندار حضرات کے علاوہ دوسرے لوگوں کی معاونت صدقہ خیرات ہی سے کی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام اہل مدینہ سے ہر بات میں حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ ان کے ساتھ دھوکہ وفریب ہرگز نہ کیا جائے۔ ان کی عزت وتوقیر کا لحاظ رکھا جائے۔ ان کی شان میں کوئی نامناسب اور نازیبابات ہرگز نہ کی جائے۔ اگر ان سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو جائے تب بھی ساقی کوثر ﷺ کے پڑوسی ہونے کے قابل رشک ناطے سے درگذر کی جائے۔ کسی نازیبا حرکت کے صدور سے پڑوسی ہونے کا اعزاز سلب نہیں ہو جاتا' محبوب انس و جاں ﷺ کا ارشاد والا شان ہے جبرئیل علیہ السلام نے پڑوسی کی تکریم وتعظیم کی مجھے بارہا تاکید کی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ فرمان ہر قسم کے پڑوسی کے لیے ہے اس میں اچھے یا برے کی تخصیص اور تمیز نہیں ہے اس میں متقی اور گنہگار برابر کے شامل ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی عمل خلاف سنت پایا جائے تب بھی ان کے اکرام وتعظیم میں کمی نہ کی جائے۔ کیوں کہ پڑوسی ہونے کا شرف ایسا ذی وقار اور باعظمت ہے کہ اس کی برکت سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ ایسے آدمی کے وصال سے ہی اس فعل سے رجوع کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔ اور خاتمہ بالخیر ہو جائے گا۔

فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم　　　الی القلب من اجل الحبیب حبیب

''اے طیبہ کے رہنے والو! تم سب کے سب محبوب خدا ﷺ کی وجہ سے محبوب ہو''۔

باشندگان مدینہ باسکینہ کی غیبت کرنا' انہیں بدنام کرنا' ان کی عیب جوئی کرنا' ان کی شان میں گستاخانہ کلام کرنا یہ سب کچھ اپنی ہلاکت کے عوامل واسباب ہیں۔ ان کی عزت وتعظیم کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ ان سے دغا بازی' مکاری اور چالبازی ہرگز نہ کی جائے۔

امام مدینہ سیدنا امام مالکؒ سے جب امیر المومنین مہدی عباسی کی ملاقات ہوئی تو بادشاہ نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت امام عالی مقام نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ جل شانہٗ کا تقویٰ اور خوف اختیار کرو اور اہل مدینہ پر نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کر کیوں کہ وہ امام الانبیاء ﷺ کے پڑوسی ہیں۔

اور محبوبِ کل ﷺ کا ارشاد ہے۔ مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ میری قبر اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر میں ہوگی۔ اور میں قیامت کے دن یہاں ہی سے اٹھایا جاؤں گا۔ اس شہر کے باشندے میرے پڑوسی ہیں لہٰذا میری امت کے ذمہ لازم ہے کہ میرے پڑوسیوں کی نگہبانی کریں جو آدمی میری وجہ سے ان کی خبر گیری کرے گا۔ میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت کروں گا۔ اور جو میرے پڑوسیوں کے متعلق میری وصیت کی پرواہ نہ کرے گا حق تعالیٰ سبحانہٗ اسے ''طینۃ الجنال'' یعنی جہنمی لوگوں کے پسینہ اور پیپ کا مرکب پلائیں گے۔[1]

امام المحدثین شاہ عبدالحق دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس محترم شہر کے قیام کو غنیمت سمجھا جائے اور مسجد نبوی شریف میں حاضری اور اعتکاف کی پابندی کی جائے۔ کارِ خیر' صدقات وخیرات کثرت سے کرتے رہیں۔ صلوٰۃ وسلام بارگاہِ خیر الانام ﷺ کو وردِ زباں بنائیں۔ جب تک مسجد کے اندر رہیں حجرۂ شریفہ پر نظریں جمائے رکھیں اور مسجد سے باہر ہوں تو گنبد خضراء پر جب بھی نظر پڑے تو نہایت خشوع وخضوع سے دیکھیں' اس قبہ نور کو دیکھنا بھی اجر وثواب اور موجب برکات ہے عشاق قبہ شریف کے دیدار سے جس نورانیت' حلاوت اور ذوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کی کیفیات کو وہی سمجھ سکتے ہیں قلم اس کو احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا۔

شب بیداری کی کوشش کریں اگرچہ ایک ہی رات کی ہو۔ کیونکہ مسجد نبوی شریف میں شب بیداری کی قدر ومنزلت شب قدر سے کچھ کم نہیں۔ اگر اس سعادت اور نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنے کی خاطر خدام یا حکام سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہو تو انکساری اور کوشش بلیغ کو اپنا مایہ افتخار سمجھیں۔ اس رات میں رسالتمآب ﷺ کی ذات بابرکات پر ہدیہ درود وسلام پیش کرنے میں مصروف ومشغول رہیں۔ اگر نیند غالب آئے تو اس مقام کے جاہ وجلال اور عزت وجمال کا خیال کرکے اسے

[1] فضائل حج ۱۷۳'۱۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفع کردیں: ع

آں شب قدر یکہ گویند اہل خلوت امشب ست

اور یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہے کہ مسجد شریف کے ادب واحترام اور عزت وتوقیر کا کماحقہٗ پاس لحاظ رکھیں مسجد شریف میں داخل ہونے سے لے کر باہر نکلنے تک اپنے دل وزبان اور اعضاء کو ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھیں جو مکروہ' نازیبا اور خلاف ادب ہیں۔اس دربار گوہربار کی عظمت کا خاص خیال رکھیں۔

اگر کوئی شخص مزاحمت کرتا ہو اور اس کے ساتھ کلام کرنا یا بیٹھنا حضور قلب میں خلل انداز ہو تو اس سے علیحدگی اختیار کرلیں اور اگر مجبوراً کلام کرنا ہی پڑے تو اختصار سے کام لیں کھجوروں کی گٹھلیاں اور پھلوں کے چھلکے مسجد میں نہ پھینکیں اس سے مسجد شریف کو اذیت پہنچتی ہے۔جیسے کسی کی آنکھ میں کوڑا کرکٹ پڑ جانے سے اذیت ہوتی ہے۔

صبح سے پہلے جب خدام دروازے کھولتے ہیں تو لوگ دوڑ کر صف اوّل میں جگہ حاصل کرکے جائے نماز بچھا کر روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے چلے جاتے ہیں۔ آدابِ مسجد کو بجالانا انتہائی ضروری اور مؤکدترین مستحبات میں سے ہے۔اس لیے مسجد میں دوڑنا سوءِ ادب ہے۔ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیے۔بعض سادہ لوح حضرات اپنی جگہ محفوظ رکھنے کی حرص میں زیارتِ روضۂ اقدس کو بھی ترک کردیتے ہیں۔اور اگر زیارت کرتے بھی ہیں تو نہایت عجلت سے کہ مبادا ہماری جگہ پر کوئی قبضہ نہ کرلے۔

مسجد میں تھوکنا اور رینٹ ڈالنا حرام ہے۔بالخصوص بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف میں۔اس فعل شنیع کی ممانعت اور زجروتوبیخ احادیث میں وارد ہوئی ہے اور رسالہ قشیریہ میں سلطان بایزید بسطامیؒ کا یہ واقعہ منقول ہے کہ وہ کسی آدمی کی ملاقات کو تشریف لے گئے جب کہ وہ آدمی مسجد میں بیٹھا تھا کہ اچانک اس نے مسجد میں تھوکا' حضرت بایزید اس کی اس حرکت سے اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ اس سے ملاقات کیے بغیر واپس لوٹ آئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ مسجد نبوی شریف میں رینٹ کو دیکھا تو سخت غضب ناک ہو گئے' اسے صاف کرایا اور اس جگہ زعفران لگایا۔[1]

قیام مدینہ کے دوران کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید ضرور ختم کریں' اور فضائل و مناقب اور سیرت طیبہ فخر دو عالم ﷺ کا مطالعہ کریں اگر خود نہ پڑھ سکیں تو ایسے حلقوں میں شامل ہو کر سنیں جہاں سیرت کی کتابیں پڑھی جا رہی ہوں۔ تاکہ حضور اقدس ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور فضائل سن کر ذوق و شوق میں ہیجان پیدا ہو۔ اور صلوٰۃ وسلام کی رغبت اور خواہش قوی تر ہو جائے۔

اس مقدس شہر کے قیام کے دوران عبادت کرنے میں غفلت نہ کریں روزہ بھی رکھیں اور جتنی مرتبہ روضہ اقدس کے قریب سے گذر ہو باادب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کریں اگرچہ دن میں متعدد مرتبہ گزر ہو تب بھی ہر بار سلام پیش کر کے گذریں۔

ان تمام آداب کا خلاصہ یہ ہے کہ تعظیم کا لحاظ' ہیبت و استغراق' حضور قلب' شوق و ذوق' محبت و اطاعت' ریاضت و عبادت اور تمام بھلائیاں مع حفاظتِ قلب و اعضاء ظاہر باطن ہیں اور مدت قیام کو غنیمت سمجھیں اور یہ خیال کریں کہ میری ساری عمر کا یہی خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ لمحہ بھر بھی آپ کی نسبت توجہ سے غفلت نہ برتیں اور طلب کی تشنگی سے ہرگز سیراب نہ ہوں۔

حضور اقدس ﷺ کے پڑوسیوں کی تعظیم و تکریم کا حق ادا کریں اگر ان میں کوئی عیب یا خرابی دیکھیں تو بھی ان کی عیب جوئی نہ کریں اور نہ انہیں حقیر سمجھیں کیونکہ وہ دیار محبوب ﷺ کے باشندے ہیں اور آپؐ کے پڑوسی ہیں اور ارتکاب معصیت سے ان کا یہ اعزاز سلب نہیں ہوسکتا۔ اگر مجنوں نے کتے کے پاؤں کو اس لیے چوما تھا کہ وہ ان گلیوں میں گھومتا پھرتا تھا جہاں لیلیٰ پھرتی تھی۔ تو جن گلی کوچوں میں سرکار

---

[1] ابوداؤد شریف ج ۱:۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ ﷺ کے نقش پا ثبت ہوئے ہوں ان گلیوں میں بسنے والے کیونکر قابل تعظیم و تکریم نہ ہوں۔ ❶

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد اختر دامت برکاتہم مثنوی کی مجنوں اور لیلیٰ والی حکایت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حکایت میں یہ سبق موجود ہے کہ لیلیٰ کی محبت میں مجنوں کو یہ عقل وادب ہو کہ محبوب کی گلی کا کتا بھی پیارا معلوم ہو۔ اور مولیٰ کے عاشقوں کو مکہ شریف اور مدینہ شریف کے شہر والوں سے محبت نہ ہو اور حج سے واپس آ کر ان حضرات کی شکایات اور اعتراضات اور وہاں کی تکلیفوں کا ذکر ہوتا رہے۔

مدینہ شریف میں ایک شخص نے دہی خریدا اور کہا ارے یہ تو کھٹا ہے اس سے اچھا تو ہندوستان کا دہی ہوتا ہے۔ رات کو خواب میں حضور ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ اے بے ادب! اور عشق سے محروم مدینہ سے نکل جا۔ تو یہاں رہنے کے قابل نہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو سوء ادب سے محفوظ فرمائے۔ ❷

الوداعی سلام:

جب مدینہ کریم سے واپسی کا پروگرام ہو تو مسجد نبوی شریف میں دو نفل ادا کرنے کے بعد مقصود کائنات ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر سلام پیش کریں۔ اور خوب دعائیں مانگیں اپنے لیے اپنے والدین' بھائی بہنوں' اولاد' اہل و عیال اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کریں دونوں جہاں کی سعادت طلب کریں زیارت کی قبولیت کے لیے آنسو بہا کر دعا کریں اور بار بار اس سعادت کی تمنا کریں پھر چشم پرنم اور حسرت و یاس کے ساتھ فراق کا دلگداز صدمہ دل میں لیے ہوئے رخصت ہوں۔ ❸

---

❶ جذب القلوب: ۲۳۶ تا ۲۴۱ ❷ معارف مثنوی: ۲۷۸ ❸ الکفایہ مع فتح القدیر ج ۳: ۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

نظارتِ نافعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ...... تاریخی کنویں

☆ ...... نظامِ آب رسانی

☆ ...... زراعت

☆ ...... معاش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

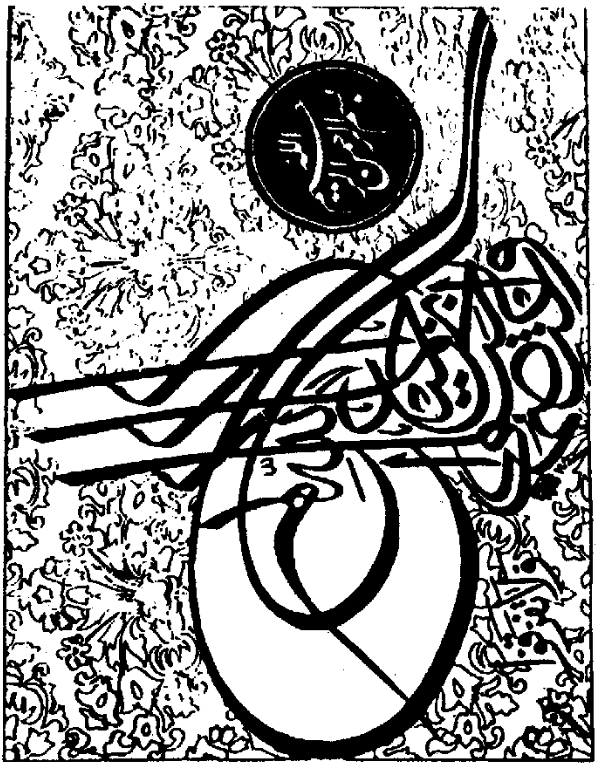

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخی کنویں

وہ مقدس و متبرک کنویں جن کے پانی کو رحمت کائنات ﷺ کے وجودِ باجود کا جزو بننے کا شرف حاصل ہوا۔ یا جن میں حبیب کبریا ﷺ کے لعابِ دہن کی آمیزش ہوئی' ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مگر اس وقت ان میں سے اکثر کا نام ونشان مٹ چکا ہے' ہم نے محض ایمان کی تازگی کی خاطر صرف چند کنوؤں کا مختصر تذکرہ سپرد قلم کیا ہے۔ تفصیلات کے لیے امام ابن نجار کی کتاب اخبار مدینہ' امام مراغی کی معالم دارالہجرۃ اور امام سمھودی کی وفاء الوفاء دیکھی جاسکتی ہیں۔

بیر رُومہ:

یہ کنواں اپنے دامن میں بے شمار تاریخی حقائق سمیٹے ہوئے صدیوں تک اپنی عظمت کا پھریرا لہراتا رہا۔ اس کا محل وقوع مدینہ منورہ سے شمال مغرب کی جانب مسجد قبلتین سے شمال میں وادی عقیق میں ہے' اس کے چاروں طرف باغات اور زراعت کی دلربا شادابی پائی جاتی ہے۔[1] مؤرخین کا بیان ہے کہ جب شاہ تبع مدینہ منورہ میں آیا تو اس نے وادی عقیق میں قیام کیا جہاں یہ کنواں بنوایا تھا۔ اسلام سے قبل اسے ''بیر الملک'' کہا جاتا تھا۔[2] بعد ازاں بیر رومہ کے نام سے شہرت حاصل کی لیکن سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے خریدنے کے بعد ''بیر عثمان'' کہلانے لگا۔ امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے اعتراض کے جواب میں فرمایا تھا:

''لوگو! تم جانتے ہو کہ حضور اقدس ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو اس وقت بیر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کون

---

[1] معالم دارالہجرۃ: ۱۷۵ [2] اخبار مدینہ: ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص اسے خرید کر عام مسلمانوں پر وقف کرتا ہے؟ اور اس سے بہتر اسے جنت ملے گی۔ چنانچہ میں نے اپنے ذاتی مال سے اسے خرید کر وقف کر دیا۔

اب تم اس کا پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو۔ ❶

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کہ جب مہاجرین رضی اللہ عنہم مدینہ کریمہ آئے۔ تو انہیں پانی کی قلت کا سامنا ہوا۔ میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں ''بیر رومہ'' بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت تھا۔ وہ ایک مد میں ایک مشک پانی فروخت کرتا تھا۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ اگر تم اس کنویں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دو تو تجھے اس کے بدلے جنت میں چشمہ ملے گا۔ وہ کہنے لگا کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اس لئے وقف کرنے سے قاصر ہوں۔

جب اس بات کا علم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو ہوا۔ تو انہوں نے مبلغ پینتیس ہزار درہم میں کنواں خرید لیا۔ اور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں وہ کنواں خرید کر وقف کر دوں۔ تو جس طرح آپ نے اس آدمی کو جنت کے چشمہ کی بشارت سنائی تھی کیا مجھے بھی وہ چشمہ مل جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ❷

علامہ محمد بن محمود بن النجار المتوفی ۶۴۳ھ/ ۱۲۴۵ء لکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواں میں سے مزینہ کا کنواں بہت ہی عمدہ ہے۔ یہ سنتے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد کنویں کے مالک نے مسلمانوں کو پانی لینے سے روک دیا۔ اس بنا

❶ ترمذی شریف ج ۲: ۲۱۱' مناقب عثمانؓ سنن نسائی شریف ج ۲: ۵۳، ۱۰۶

❷ کنز العمال ج ۱۲: ۳۵، ۳۶' معالم دارالہجرۃ: ۱۷۵' فتح الباری ج ۵: ۴۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باقی نصف بھی خرید کر سارا کنواں وقف کر دیا۔ ❶

علامہ یاقوت حموی المتوفی ٦٢٦ھ/١٢٢٩ء لکھتے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شرط کے ساتھ نصف کنواں خرید کر وقف کیا کہ ایک دن مسلمان پانی بھریں اور ایک دن دوسرے لوگ۔ لیکن جب کنویں کے مالک یہودی نے دیکھا کہ مسلمان دو دن کا پانی ایک ہی دن میں بھر لیتے ہیں تو وہ اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا' جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بقیہ نصف بھی خرید کر وقف کر دیا۔ ❷

علامہ احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں۔

اسلام کی ابتداء میں میٹھے پانی کا صرف رومہ نامی ایک ہی کنواں تھا۔ جس کا مالک یہودی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ بغض وعناد کرتا' کنویں کو تالا لگا کر اکثر غائب رہتا اور پانی قیمتاً دیتا تھا نادار مسلمان خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ ❸

مسلمانوں کی اس جان لیوا تکلیف کو دیکھ کر نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اسے خرید کر وقف کر دے' اس کے لئے کتنا ہی عمدہ صدقہ جاریہ ہو گا۔ چنانچہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو دینار میں خرید کر وقف کر دیا' جب یہ روح پرور اطلاع رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ کی زبان پاک پر یہ الفاظ جاری تھا:

"اے اللہ عثمان کے لئے جنت واجب فرما دے۔"

پھر اس کا پانی منگوا کر نوش فرمایا اور یہ ارشاد بھی فرمایا۔ کیسا عمدہ اور شریں پانی ہے مزید فرمایا اس وادی میں شریں کنویں کثرت سے ہوں گے۔ مگر اس کنویں کا پانی سب سے زیادہ شیریں ہے۔ ❹

امام ابن بخار المتوفی ٦٤٣ھ/١٢٤٥ء رقمطراز ہیں۔

میں نے کنویں کی پیمائش کی ١٨ ذراع گہرا (یعنی ٢٧ فٹ) ٨ ذراع چوڑا (یعنی ١٢

---

❶ اخبار مدینہ ٤٥: ٤٨ ❷ معجم البلدان ج ٢: ٤

❸ شرح بخاری شریف ج ١: ٣١٦ حاشیہ نمبر ٩ ❹ طبقات ابن سعد ج ٢

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فٹ) اور پانی ۲ ذراع (یعنی ۳ فٹ) تھا۔ پانی صاف شفاف اور خوش ذائقہ تھا' زمانہ کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ کنویں میں پانی کی کمی وزیادتی ہوتی رہی کنویں کے گردو پیش باغات اور کھیتی تھی۔❶

امام مراغی امام مطری کا قول نقل کرتے ہیں کہ مذکورہ کنواں عرصہ سے خراب پڑا تھا۔ پھر بھی خستہ حال گرے پڑے تھے بعد کے کسی دور میں صفائی کرکے تعمیر و مرمت کیا گیا اور قد آدم کے برابر بلند منڈھیر بنائی گئی۔ یونہی پھر خراب ہو جانے پر ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء میں قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد بن المحب الطبری قاضی مکۃ المشرفہ نے اس کی تجدید کرائی اور پانی جاری کرایا۔❷

جس وقت رحمت کائنات ﷺ مدینہ باسکینہ تشریف لائے تو اس وقت بیر رومہ کے سوا تمام کنویں کھاری تھے۔ اور اس کنویں کا مالک پانی قیمتاً فروخت کرتا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردے تو اسے اس کے صلہ میں جنت ملے گی۔ اس پر میں نے وہ کنواں خرید کر امیر' غریب اور مسافر سب کے لیے وقف کردیا۔❸

بخاری شریف کی بعض روایات میں ''اشتری'' کا لفظ ہے اور بعض میں ''حفر'' ہے مثلاً کتاب المساقاۃ میں ہے:

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من یشتری بیئر رُوْمَةَ فیکون دلوہ فیھا کدلاء المسلمین فاشتراھا عثمان.❹

''نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص بیر رومہ خرید کر وقف کردے۔ پھر اس کا ڈول بھی دیگر مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ اس میں استعمال ہو (یعنی اسے وقف کردے) پھر اسے عثمانؓ نے خرید لیا''۔

www.KitaboSunnat.com

❶ اخبار مدینہ: ۴۸ ❷ معالم دار الہجرہ: ۱۷۵ ❸ ترمذی شریف باب مناقب عثمانؓ ج ۲: ۲۱۱
❹ بخاری شریف ج ۱: ۳۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایات میں ہے:

قال من حفر بیر رومة فله الجنة.[1]

''فرمایا جو شخص بیر رومہ کھودے گا اسے جنت ملے گی''۔

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۲۲ء فرماتے ہیں:

ابن بطال کا قول ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے سیدنا عثمان نے کنواں خریدا ہے کھودا نہیں جیسا کہ امام بغوی کی بیان کردہ روایت میں ہے کہ پینتیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا تھا اور یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کنویں سے ملحق چشمہ کی توسیع انہوں نے کرائی ہو۔[2] شیخ عبدالقدوس انصاری لکھتے ہیں:

''کنویں کا قطر ۴ میٹر اور گہرائی ۱۲ میٹر ہے۔ قریب ہی ایک خوشنما مسجد ہے۔ لیکن محراب نہ ہونے کے باعث مسجد یا مکان کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ اس کے سامنے نہایت خوبصورت مربع شکل حوض ہے''۔

کنواں کئی مرتبہ خراب ہوا اور تعمیر کیا گیا۔ امام مطری کے بقول آٹھویں صدی ہجری میں گرا پڑا تھا۔ اسی زمانہ میں ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء میں قاضی شہاب الدین مطری نے تعمیر و مرمت کی خدمت انجام دی۔ اس زمانہ میں موجود کنویں کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ قاضی موصوف کا تعمیر کردہ ہے یا بعد میں کسی نے تعمیر کرایا ہے۔

۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء سے کنواں اور اس کے گردو پیش واقع باغات اور کھیتی وغیرہ اوقاف مسجد نبوی کے زیر اہتمام ہیں۔ گائے، مرغیاں اور خرگوش بھی پائے جاتے ہیں اور ان کے لیے چارہ اور خوراک بھی انہی کھیتوں میں اگائی جاتی ہے۔[3]

۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں راقم الحروف بیر رومہ یعنی بیر عثمان کی زیارت کرنے

---

[1] بخاری شریف ج۱: ۳۸۹۔۵۲۲ [2] فتح الباری ج۵: ۴۰۸

[3] آثار المدینۃ المنورۃ: ۲۴۴، ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ کنواں خشک پایا۔ جس کے اندر قدیم طرز کے پتھر لگے دیکھے مگر پانی ندارد۔ البتہ اس کے بالکل قریب ہی ایک نیا کنواں ہے جس میں ٹیوب ویل نصب ہے اور زراعت و باغات کی آبپاشی ہو رہی تھی قد آور حسین و جمیل خرگوش بھی دیکھے۔

بیر اریس:

اریس نامی یہودی کا کنواں❶ مسجد قباء سے مغرب میں ۳۸ میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جو ۱۲ میٹر گہرا تھا۔ اس کی ابتدائی تاریخ کا پتہ نہ چل سکا۔ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں موجود اس کی طرز تعمیر خلافت عثمانی پر دلالت کرتی تھی۔ نیز اس کے قریب شمال میں ایک اور رقبہ پایا جاتا تھا جس پر ترکی زبان میں کچھ تحریر تھا۔❷

ایک روایت میں ہے کہ محسن انسانیت ﷺ ایک مرتبہ اس کنواں پر تشریف فرما ہوئے۔ جب کہ ایک آدمی پانی نکال رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے پانی کا ڈول طلب فرمایا۔ تھوڑا سا نوش کیا اور باقی معہ لعاب دہن مبارک کنویں میں ڈال دیا۔❸

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہ پختہ ارادہ کیا کہ آج دن بھر شاہ کونین رحمت دارین ﷺ کی خدمت کے لیے آپ کی صحبت میں حاضر رہوں گا۔ اس ارادہ سے میں نے گھر ہی میں وضو کیا اور مسجد میں آ کر حضور انور ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ ابھی ابھی اس سمت یعنی قبا کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے نقش پا کو دیکھتے ہوئے قباء پہنچ گیا۔ معلوم ہوا سید کائنات رحمت موجودات ﷺ بیر اریس پر جلوہ افروز ہیں۔ وہ کنواں باغ کی چار دیواری کے اندر واقع تھا۔ میں دروازہ پر آپ کی دربانی کا جذبہ لیے بیٹھ گیا۔

آپ نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا اور کنویں کے اندر پاؤں مبارک لٹکا کر پنڈلیاں ننگی کر کے منڈھیر پر بیٹھ گئے۔ میں نے خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر مؤدبانہ سلام عرض کیا اور پھر دروازہ کے پاس جا بیٹھا۔ اتنے میں کسی نے دستک دی۔

---

❶ معجم البلدان ج ۲:۲ ❷ آثار المدینہ: ۲۴۱ ❸ وفاء الوفاء ج ۲: ۱۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا ٹھہریئے آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ کو اطلاع کرتا ہوں۔ میں دربار مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ ارشاد ذی شان ہوا۔ انہیں آنے دیں اور جنت کی بشارت سنا دیں۔ میں نے تعمیل ارشاد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی اور وہ باغ میں داخل ہو کر کنویں پر تشریف لائے اور حضور انور ﷺ کے پہلو میں دائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

میں پھر لوٹ کر دروازہ کے پاس جا بیٹھا۔ اور دل میں کہہ رہا تھا کاش میرا وہ بھائی بھی آ جاتا جسے میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا۔ تاکہ وہ بھی اس بشارت سے مشرف ہو جائے۔ اسی اثنا میں دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی۔ میں نے دریافت کیا کون صاحب؟ جواب میں بتایا گیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' میں نے ان سے عرض کی انتظار فرمائیں۔ آپ کی آمد کی اطلاع دربار رسالت مآب ﷺ میں کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اجازت کے طلب گار ہیں۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا انہیں جنت کی بشارت سنا دیں میں نے اجازت کے ساتھ جنت کی خوشخبری سے مطلع کیا۔ وہ باغ میں تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ کے پہلو میں بائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور میں دربانی کے لیے دروازہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور پھر وہی حسرت دل میں انگڑائیاں لینے لگی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرا وہ بھائی آ جاتا۔ اتنے میں پھر دروازہ کھٹکا۔ میرے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی اجازت طلبی کی درخواست حضور انور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دی۔ آپ نے فرمایا: انہیں آنے دیں اور جنت کی بشارت بھی سنا دیں۔ نیز انہیں ان فتنوں اور ابتلا سے بھی آگاہ کر دیں۔ جن میں وہ مبتلا ہوں گے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی اور انہیں پیش آنے والے فتنوں سے بھی آگاہ کیا۔ آپ اندر تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے اور حضور انور ﷺ کے سامنے کی جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ ❶

دوسری روایت تھوڑے سے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس طرح مروی ہے:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں محسن کائنات ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں تھا' آپ نے مجھے دروازہ پر حفاظت کے لیے مامور فرمایا: ایک شخص آیا اور اس نے باریاب ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دیں' میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے' میں نے انہیں حضور اقدس ﷺ کے حسبِ فرمان بشارت سنائی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے باریاب ہونے کی اجازت چاہی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دیں اور آنے والے کو جنت کی خوش خبری سنا دیں۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے' میں نے تعمیل ارشاد میں انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ اتنے میں ایک اور شخص حاضر خدمتِ اقدس ہونے کی اجازت کا طلب گار ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا دروازہ کھول دیں:

و بشره بالجنة على بلوى تصيبه فاذا عثمان' فاخبره بما قال النبي صلى الله عليه وسلم فحمد لله قال الله المستعان. ❷

"اور اسے (بھی) جنت کی خوشخبری دے دیں ایک مصیبت کے صلہ میں جو اسے پہنچے گی وہ عثمانؓ تھے' میں نے حضور اقدس ﷺ کے فرمان کے مطابق انہیں خوش خبری سنا دی' انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر کہا (اس مصیبت پر) میرا اللہ مددگار ہے"۔

یہی وہ تاریخی کنواں ہے جس میں سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی گرنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

---

❶ بخاری شریف مناقب ابوبکرؓ ج ۱: ۵۱۹' مسلم شریف مناقب عثمانؓ ج ۲: ۲۷۷

❷ صحیح بخاری شریف ج ۱: ۵۲۲' صحیح مسلم شریف ج ۲: ۲۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کے دست اطہر میں جو ایک چاندی کی انگشتری تھی۔ جو آپؐ کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی زینت بنی' بعد ازاں وہی انگوٹھی چھ سال تک خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ بالآخر ان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر گئی'' ❶

طبری کی روایت میں ہے:

''سیدنا عثمانؓ نے مسلمانوں کو پینے کا پانی بہم پہنچانے کے لیے ایک کنواں کھدوایا۔ ایک مرتبہ آپ کنویں پر بیٹھے انگلی میں انگوٹھی گھما رہے تھے کہ کنویں میں جا گری۔ لوگوں نے انگوٹھی کی تلاش کے لیے سارا پانی نکال دیا مگر اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ جس کا آپ کو بہت زیادہ افسوس ہوا'' ❷

معلوم ہوتا ہے کہ اس کنویں کا پانی خشک ہو گیا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کھدائی کر کے پانی جاری کرایا تھا۔

امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء نقل کرتے ہیں:

۳۰ھ/۶۵۰ء میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے انگوٹھی بیر اریس میں گر گئی تھی۔ یہ کنواں مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ کنویں میں پانی قلیل ہونے کے باوجود پانی سارا نکال دیا گیا۔ بہت زیادہ مال خرچ کیا۔ بیحد کوشش کے باوجود انگوٹھی نہ ملنی تھی نہ ملی۔ ❸

انگوٹھی کا گم ہونا تھا کہ فتنوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اور اسلامی مملکت کا شیرازہ تار تار ہو کر بکھر گیا۔ اس مقدس انگوٹھی میں انسانی ادراک سے ماورا کچھ ایسے اسرار پنہاں تھے جو گمشدگی کے بعد ظاہر ہونے لگے۔ جس طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم

---

❶ صحیح بخاری شریف ج ۲: ۸۷۳' صحیح مسلم شریف ج ۲: ۱۹۶' سنن نسائی شریف ج ۲: ۲۵۱

❷ طبری اُردو ج ۳: ۳۶۷ ❸ البدایہ والنہایہ ج ۷: ۱۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہی مملکت افراتفری کا شکار ہوگئی تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بھی فتنے جان لیوا ثابت ہوئے۔ ❶

مورخ ابن النجار نے کنویں کی پیمائش یوں بیان کی ہے ۲۱ فٹ گہرا اور ۸ فٹ چوڑا جب کہ پانی پانچ فٹ گہرا تھا اور جس منڈیر پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء بیٹھے تھے وہ ۴ فٹ بلند تھی۔ ❷

۷۱۴ھ/۱۳۱۴ء میں صفی الدین السلامی نے اس کی سیڑھیوں کی تجدید کرائی۔ ❸ بعد ازاں حکومت عثمانیہ نے بھی اس کی اصلاح و مرمت کرائی، مگر ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں اس کا پانی خشک ہو چکا تھا۔ ❹

مولانا قاری محمد شریف مدظلہٗ لکھتے ہیں:

۱۹۵۶ء میں بیراریس کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس وقت تک پانی موجود تھا۔ جب کہ ۱۹۶۴ء میں پانی خشک دیکھا لوہے کی سیڑھی سے مقامی بچے اس میں اترتے تھے پھر ۱۹۶۸ھ میں جب زیارت کو گیا تو کنواں سڑک کی توسیع کی زد میں آچکا تھا۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۰ء میں اس کا نشان تک معدوم ہوگیا تھا۔ ❺

بیرحاء:

علامہ یاقوت الحموی المتوفی ۶۲۶ھ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کئی طرح پڑھا جاتا ہے۔ بَیرُحَا اور بیرحَاءُ مد کے ساتھ بَیرحَا، ب اور ر کا فتح اور بَیرِحا ب مفتوح ر مکسور ی ساکن اور حا مقصور یہ اس جگہ کا نام ہے جہاں کنواں واقع ہے اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں کنواں تھا۔ ❻

مسجد نبوی شریف کے قریب شمال کی جانب پایا جاتا تھا۔ اب بھی ایک احاطہ کے اندر چند کھجور کے درخت اور کنواں موجود ہے۔

---

❶ وفاء الوفاء ج ۲: ۱۴۰ ❷ اخبار مدینہ: ۴۳ ❸ معالم دار الہجرۃ: ۱۷۰ ❹ آثار المدینہ: ۲۴۳
❺ معین الحجاج: ۴۸۸ ❻ معجم البلدان ج ۲: ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ کے انصار میں سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغات سب سے زیادہ تھے اور انہیں اپنے تمام باغات میں بیرحاء بہت ہی زیادہ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی شریف کے قریب ہونے کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وہاں تشریف لے جاتے۔ اور اس کا ٹھنڈا' میٹھا اور لذیذ پانی نوش فرماتے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض پرداز ہوئے کہ مجھے بیرحاء بیحد پسند ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری راہ میں پسندیدہ چیز ہی خرچ کر کے نیکی کو پہنچ سکتے ہو۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کے نام پر بیرحاء کو خیرات کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہوں۔ آپ جس طرح چاہیں اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال میں لائیں۔

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس قابل تقلید سخاوت پر داد تحسین پیش فرمائی نیز فرمایا کہ آخرت میں یہ بیحد فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اے ابوطلحہ! میں تمہاری خلوص نیت سے آگاہ ہوں۔ اب تم اس باغ کو اپنے غریب رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد میں وہ باغ اپنے عزیز و اقارب میں تقسیم کر دیا۔[1]

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہیل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا۔ اور جن رشتہ داروں میں باغ تقسیم کیا ان کے نام یہ ہیں۔

ابی بن کعب' حسان بن ثابت' نبیط بن جابر' شداد بن اوس یا اوس بن ثابت

یہ باغ کس قدر قیمتی تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ بعد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا حصہ ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا۔[2]

---

1. بخاری شریف کتاب التفسیر ج ۲: ۶۵۴' نیز یہ روایت کتاب الوصایا ج ۱: ۳۸۵ میں بھی ہے۔
2. فتح الباری ج ۵: ۳۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء تک اس کنویں سے ڈول رسی کے ذریعہ پانی حاصل کیا جاتا رہا۔ لیکن باغ مفقود تھا۔ [1]

بیر غرس:

علامہ یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء لکھتے ہیں:

''غرس'' میں غ مفتوح اور ر ساکن ہے۔ جبکہ غرس کا معنی درختوں' پودوں اور قلموں کا لگانا ہے۔ [2] بیر غرس مسجد قباء سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب ''قربان'' کے مقام پر واقع تھا۔ اس کا پانی بہت زیادہ اور گہرا سبزی مائل تھا۔ اور اس کا تلفظ غ کے ضمہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے یعنی غرس نبی مکرم ﷺ نے اس کنویں کا پانی نوش فرمایا۔ اس سے وضو کیا اور آخری غسل بھی اس کے پانی سے دیا گیا۔ مذکورہ کنواں سیدنا سعد بن خیثمہ کی ملکیت تھا۔ [3]

حضرت عاصم بن سوید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کو کسی نے شہد کا تحفہ پیش کیا۔ اس میں سے کچھ کھالیا اور باقی بیر غرس میں ڈال دیا۔ پھر اس کنویں میں لعاب مبارک بھی ڈالی۔ [4]

حضور انور ﷺ نے ایک دفعہ اور ارشاد فرمایا: میں نے آج رات دیکھا کہ بہشت کے کنویں میں سے ایک کنویں پر صبح کی۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ بیر غرس پر تشریف لے گئے اور اس کے پانی سے وضو کیا اور کنوئیں میں لعاب دہن ڈالی۔ [5]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''بیر غرس جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے''۔ [6]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ ایک مرتبہ بیر غرس کی منڈھیر پر تشریف فرما تھے' اور زبان پاک پر یہ الفاظ تھے کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ یعنی بیر غرس پر۔ [7]

---

[1] آثار المدینہ: ۲۴۸ [2] معجم البلدان ج ۶: ۲۷۶ [3] وفاء الوفاء ج ۲: ۱۴۵' اخبار مدینہ: ۴۶ [4] وفاء الوفاء ج ۲: ۱۴۶ [5] اخبار مدینہ ۴۵: معالم دار الہجرۃ: ۱۷۰ [6] کنز العمال ج ۱۲: ۲۶۷ [7] وفاء الوفاء ج ۲: ۱۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا جائے اور اس کی مقدار سات مشکیزے ہو۔[1]

امام ابن نجار المتوفی ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء نے کنویں کی گہرائی اور چوڑائی اس طرح بیان کی ہے۔ گہرائی ۷ ذراع (یعنی ۱۰ فٹ ۹ انچ) عرض ۱۰ ذراع (یعنی ۱۵ فٹ) اور پانی کی گہرائی ۲ ذراع[2] (یعنی ۳ فٹ) علامہ عبدالقدوس انصاری بیان کرتے ہیں کہ مجھے بارہا بیر غرس پر جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ کنواں قریہ ''جفاف'' یعنی قربان میں باغ کے اندر واقع ہے۔ اس میں اترنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن پانی خشک ہو چکا ہے اس کا قطر ۴ میٹر گہرائی ۴ میٹر ہے۔ امام طبری کے بقول آٹھویں صدی ہجری میں ناکارہ ہو گیا تھا۔ بعد کے کسی دور میں اس کی تجدید ہوئی۔ پھر ۸۸۲ھ/۱۴۷۷ء میں اس کے خراب ہو جانے پر خواجہ حسین ابن الجواد الحسن الخواجکی شہاب الدین احمد القادانی نے اس کی تجدید کرائی اس میں اترنے کے لیے سیڑھیاں بنوائیں اور قریب ہی مسجد تعمیر کرائی مذکورہ مسجد اور باغ بھی الغرس کے نام سے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء تک موجود تھا۔[3]

بیر بُضّہ:

یہ کنواں جنت البقیع سے قبا کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں ایک باغ کے اندر واقع تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شہدا کی زیارت اور ان کے اہل وعیال کی مزاج پرسی کو تشریف لے جاتے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے' انہیں کہا آج جمعہ کا دن ہے لہٰذا میں سر دھونا چاہتا ہوں اگر تمہارے پاس سدر ہو تو لاؤ۔ چنانچہ سدر لے کر آپ کنویں پر تشریف فرما ہوئے سر مبارک دھویا اور استعمال شدہ پانی (غسالہ) کنویں میں ڈال دیا۔ اس کی گہرائی ۱۱ ذراع اور عرض ۹ ذراع تھا۔[4]

---

[1] ابن ماجہ:۱۰۶ [2] اخبار مدینہ:۴۶ [3] آثار المدینہ:۲۴۶ [4] اخبار مدینہ:۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ آبِ رسانی

زندگی کی بقاء کے لیے پانی کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ رحمت کائنات' فخر موجودات ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جب مدینہ پاسکینہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس زمانہ میں میٹھے پانی کی سخت قلت تھی۔ مسجد قبلتین کے شمال مغرب میں زغابہ کے مقام پر صرف ایک کنواں ''بیئر رومہ'' واقع تھا۔ جس کا مالک یہودی تھا اس کے علاوہ تمام کنویں کھاری تھے۔ وہ یہودی پانی قیمتاً فروخت کرتا تھا۔ امیر لوگ پانی خرید لیتے مگر نادار اور غریب صحابہ سخت پریشان اور بے بس تھے اور مجبوراً کھارا پانی استعمال کرتے۔ ان روح فرسا اور جاں گداز حالات کے پیش نظر رحمتِ کائنات ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ کنواں خرید کر مسلمانوں پر وقف کردے' اسے اس کے بدلے جنت ملے گی' سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے یہ بشارت عظمیٰ سنتے پینتیس ہزار درہم میں کنواں خرید کر وقف کر دیا۔[1]

نــــوٹ ☆ بیئر رومہ کی پوری تفصیل ''مدینہ منورہ کے کنویں'' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔

بعد ازاں کچھ نئے کنویں کھودے گئے اور بعض کھاری کنوؤں کا پانی نبی رحمت ﷺ کے معجزہ کے طور پر میٹھا ہو گیا اور اس طرح مدینہ کریمہ کے لوگوں کی ضرورت پوری ہوتی رہی بعد میں جب آبادی میں اضافہ ہو گیا اور پانی کی ضرورت پوری نہیں ہوتی تھی۔ ان حالات میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہالیان مدینہ کی خدمت کے جذبہ کے تحت نہریں جاری کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جن سے نہ صرف گھریلو

---

[1] ابن خلدون مترجم ج ۱: ۴۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات پوری ہوئیں۔ بلکہ نظام آب پاشی میں بھی فروغ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے شہر کے لیے نہر زرقا جاری کرائی۔ جس کی تفصیل مؤرخین نے اس طرح بیان کی ہے۔

نہر زرقا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں گورنر مدینہ مروان بن الحکم کو نہر جاری کرنے کا حکم دیا' گورنر موصوف نے مسجد قباء کے مغرب میں ایک باغ میں واقع بہت بڑے کنویں سے نہر نکال کر مسجد غمامہ تک پہنچائی اور کنویں کی شکل میں باولی بنا دیں جو دو حصوں میں منقسم تھی اور سایہ کے لیے قبہ بھی بنا دیا۔ ❶

نہر کا نام ازرق ہونے کے دو سبب بیان کیے گئے ہیں: ① مروان بن الحکم کی آنکھیں ازرق یعنی نیلگوں ہونے کی وجہ سے چشمہ اور نہر کا نام ازرق شہرت پذیر ہوا ② جس چشمہ سے نہر جاری کی گئی اس کا نام ازرق تھا اسی وجہ سے نہر کا نام بھی ازرق مشہور ہو گیا۔ ❷

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں مدینۃ الرسول ﷺ کے باشندوں کی بیحد عزت اور قدر و منزلت تھی اور ان کی خدمت میں اپنی عظمت سمجھتے تھے' اسی جذبہ کے پیش نظر نہریں جاری کرنے کا بیحد شغف تھا' انہوں نے مدینہ باسکینہ اور اس کے اطراف میں کئی نہریں جاری کرائیں۔ جیسا کہ علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء بیان کرتے ہیں:

کان بالمدینۃ الشریفۃ و ماحولھا عیون کثیرۃ و کان لمعاویۃ اھتمامًا بھذا الباب.

"مدینہ منورہ اور اس کے اردگرد بکثرت نہریں تھیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس میں خاص اہتمام تھا"۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس عظیم المرتبت خدمت اور نظام آب پاشی میں جدت کے

---

❶ معالم دار الہجرہ: ۱۷۷ ❷ وفاء الوفاء ج ۲: ۱۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث زرعی پیداوار میں بے انتہا اضافہ ہوا۔ موصوف نے مدینہ طیبہ اور اس کے آس پاس جو نہریں جاری کرائی تھیں ان کے ذریعہ ڈیڑھ لاکھ وسق خرما اور ایک لاکھ وسق گیہوں پیدا ہوتا تھا۔[1]

علامہ عبدالقدوس الانصاری لکھتے ہیں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کی زندگی پر سکون اور پرلطف بنانے کی خاطر ہر طرح کی سہولت فراہم کی جائے۔ بالخصوص پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ تاکہ لوگ اس نعمت سے لطف اندوز ہو کر اللہ کا شکر ادا کریں۔ چنانچہ انہوں نے پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط میں ''نہر زرقا'' جاری کرائی اور مدینہ طابہ میں اس کی باولی بنوائی۔ جس سے لوگ پانی پیتے اور ان کے دل سے دعا نکلتی تھی۔

ابتداء میں نہر صرف ''بیر ازرق'' سے جاری کی گئی تھی۔ لیکن بعد ازاں مختلف اوقات میں حسبِ ضرورت متعدد کنویں اس میں شامل کر لیے گئے۔ جیسا کہ بیر اریس' بیر الرباط اور بیر بویرۃ وغیرہ ان سب کا پانی جمع ہو کر ''بِیـر الشّلاّلین'' میں پہنچتا پھر ''بیئـر الغِربَال'' سے ہوتا ہوا ''بیر جدیلہ'' میں جا پہنچتا۔ پھر اس میں بیئـر السّرارَۃِ' بیرا لقَلْعَجِیَہ اور بیر سید عبدالرحیم السقاف' بھی مل کر نہر کی صورت میں مدینہ طیبہ تک پہنچتی تھی جس پر شہر میں متعدد باولیاں بنائی گئی تھیں' پھر نہر شہر سے گذرتی ہوئی شمال کی طرف چلی جاتی تھی۔[2]

علاوہ ازیں چند اور بھی زمین دوز نہریں قباء اور دیگر اونچی سطحوں سے نکالی گئی ہیں۔ مگر وہ شہر کے باہر باہر گزرتی ہیں' ان کا پانی اس قدر شیریں نہیں ہے یہ صرف باغات کی آب یاری کے لیے بنائی گئی ہیں مدینہ منورہ کے شمال اور مغرب کی زمین بہت پست ہے۔ وہاں پہنچ کر یہ نہریں سطح باغات پر آ جاتی ہیں۔ جن سے باغات میں

---

[1] وفاء الوفاء ج۲: ۱۵۲ [2] آثار المدینہ: ۲۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھیتی اور درختوں کی آب پاشی ہوتی ہے جبل اُحد کے غربی اور شمالی جانب ایسے بہت سے باغات ہیں جنہیں عیون کہتے ہیں ان میں یہ نہریں گذرتی ہیں اور ان کا پانی ان ہی میں ختم ہو جاتا ہے۔ ❶

خلفاء اور سلاطین نہر زرقا میں جدت اور توسیع کی خدمت ہر دور میں انجام دیتے رہے جس کے باعث بتدریج سہولت میں اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ ۵۶۰ھ/۱۱۶۵ء میں سیف الدین ابوالھیجاء نے مسجد غمامہ سے باب السلام تک نہر جاری کر دی۔ جہاں منھل یعنی سیڑھیوں والا کنواں (باولی) بنوائی۔ اسی سے صحن مسجد میں پانی پہنچایا گیا تھا تاکہ وضو کے لیے بھی سہولت حاصل ہو سکے' لیکن صحن مسجد میں وضو کرنے سے جب مسجد کا تقدس متاثر ہونے لگا تو اسے بند کر دیا گیا۔ امیر مدینہ کے محل واقع ''البلاط'' تک بھی پانی پہنچایا گیا۔ ❷

سلطان مصطفیٰ العثمانی نے بیر الخاتم' بیر غدق' بیر الشلالین اور بیر العقد کا پانی نہر میں شامل کر دیا۔ سلطان عبدالمجید عثمانی نے بیر البویرہ اور ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء میں سلطان مراد خان نے بیر البدع بیر جدیلہ اور بیر القربان کا اضافہ کیا' (بعض کنوؤں کا پانی کسی وجہ سے بند ہو جانے کے باعث دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی شامل کیا جاتا رہا) یہ تمام کنویں قباء کے علاقہ میں واقع تھے۔ کیونکہ قباء کی زمین مدینہ منورہ کی نسبت اونچی ہے اور پھر پانی کی کثرت کے ساتھ ساتھ زمین میں پانی بہت قریب پایا جاتا ہے۔

''نہر زرقا'' سے پانی حاصل کرنے کے لیے دو قسم کے کنویں بنائے گئے تھے ''مناھل اور دبول'' جن میں اترنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنائی گئی تھیں انہیں مناہل کہا جاتا (یعنی باولی) لوگ ان میں اتر کر پانی پیتے اور برتن بھرتے تھے۔ اور دبول وہ کنویں کہلاتے جن سے پانی ڈول رسی کے ذریعہ حاصل کیا جاتا تھا۔ شہر کے اندر ایسی دس باولیاں بنائی گئی تھیں۔ جن میں اترنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں اور سایہ

---

❶ نقش حیات: ۶۴ ❷ معالم دار الہجرۃ: ۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ان پر گنبد بنائے ہوئے تھے اور ان کی گہرائی ۶ سے ۱۰ میٹر تک تھی جب کہ ڈبول سے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا جاتا تھا۔ سقے مشکوں کے ذریعہ لوگوں کے گھر میں پانی پہنچاتے اور ماہانہ اُجرت وصول کرتے تھے۔ لیکن اس وقت ان میں سے کوئی کنواں موجود نہیں ہے۔[1]

علامہ محمد رابع ندوی لکھتے ہیں:

> ''سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انہی کے حکم سے مدینہ منورہ سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر قباء کے عین ازرق سے نہر نکالی گئی تھی۔ اس کا پانی بہت زیادہ ٹھنڈا اور بہت شیریں ہوتا ہے۔ ہوا لگنے پر بہت جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ صراحی بھر کر دو چار گھنٹوں کے لیے کھلی ہوا میں رکھ دیا جائے تو برف کی مانند ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈک کے ساتھ غیر معمولی حد تک شیریں بھی ہوتا ہے۔ یہ نہر گیارہ بارہ سوتوں سے تیار کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نہر عین الشہد کا پانی بھی استعمال ہوتا تھا۔ یہی دو مدینہ منورہ کی قدیم اور تاریخی نہریں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بائیس چشمے پائے جاتے ہیں مگر انہیں یہ حیثیت حاصل نہیں''۔[2]

۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء میں نہر زرقا خراب ہو جانے کے باعث پانی کی سپلائی بند ہو گئی تھی؛ جس سے شہر کے لوگ سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے' ان پریشان کن حالات کی اطلاع جب سلطان سلیمان عثمانی کو ہوئی تو موصوف نے نہر صاف اور مرمت کرائی اور پانی جاری کرایا۔

۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء میں سیلاب کی وجہ سے نہر کے بعض حصے منہدم ہو گئے اور کچھ کنویں مٹی وغیرہ سے بھر گئے تھے جنہیں سلطان مراد خاں عثمانی کے حکم سے دوبارہ کھودا اور مرمت کیا گیا۔ علاوہ ازیں بیئر قربان کا پانی بھی نہر میں شامل کر لیا گیا۔

---

[1] المدینہ الیوم: ۲۰۲ [2] جزیرۃ العرب: ۲۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء میں سلطان مصطفیٰ عثمانی نے بیر عقد کا اضافہ کیا' ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء میں نہر میں خرابی پیدا ہو گئی۔ جس کی اصلاح اور مرمت کی خدمت سلطان سلیم ثالث نے انجام دی اور پانی پھر سے جاری کرا دیا' ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں سلطان عبدالحمید عثمانی نے نہر کی تجدید کرائی اور بیر البویرہ کا پانی ملا دیا۔ اسی طرح سلطان محمود ارشاد عثمانی نے بیر البدع کی کھدائی کرائی اور اس کا پانی نہر میں شامل کر دیا۔ سعودی حکومت نے ایک نیا کنواں البداع ثانیہ کھدوا کر نہر میں اضافہ کرایا۔

خلافت عثمانیہ کے دور میں نہر کی دیکھ بھال اور تعمیر و مرمت کے لیے خدام مقرر تھے۔ پھر ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں سید زین العابدین کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی۔ جو نہر کی حفاظت' ترقی اور اصلاح کی خدمت انجام دیتی رہی۔ پھر جب جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز آل سعود نے دیکھا کہ اہالیانِ مدینہ اور حجاج کرام کو پانی حاصل کرنے میں وقت اور تنگی کا سامنا ہے تو انہوں نے ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں پانی کی فراہمی کے لیے مستقل ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا پہلا ادارہ تھا۔ جس کے رئیس سید زین العابدین مدنی اور اراکین حسب ذیل تھے۔

محمد حسن سمان' ابراہیم ہاشم' یوسف حوالہ' عبدالعزیز الخریجی' حسین جیاد' محمود دیولی اور عتیق مخرج۔ ❶

۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں ملک عبدالعزیز آل سعودؒ نے نہر زرقا کی اصلاح اور نگرانی کے لیے ایک مستقل ادارہ قائم کیا ہے۔ جسے "لجنة العين الزرقاء" کہا جاتا تھا' اس کا دفتر باب السلام کے اندر واقع تھا' ادارہ کی حسن کارکردگی سے نہر کو آہنی پائپ لائن میں تبدیل کر دیا گیا۔ تاکہ بہتر طریقہ سے اس کی حفاظت ہو سکے اور افادیت میں بھی اضافہ ہو جائے۔ اس سکیم کے تحت گھروں میں نل کے ذریعہ پانی فراہم کر دیا گیا۔ جو اس ادارہ کی ناقابل فراموش خدمت تھی۔ جب کہ قدیم زمانہ میں

---

❶ المدینہ............الیوم: ۲۰۲ تا ۲۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسبِ ذیل باولیاں اور مخزن پائے جاتے تھے:

① مسجد غمامہ کے شمال میں واقع باولی عورتوں اور مردوں کے لیے علیحدہ علیحدہ دو حصوں میں بنی ہوئی تھی۔

② باب السلام کے پاس۔

③ باب قباء اور الجسر کے درمیان وادی بطحان میں واقع مخزن سے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا جاتا تھا۔

④ بستان السلطانیہ کے قریب باولی "الساحۃ"

⑤ باولی حارۃ الاغوان۔

⑥ مشہد النفس الزکیہ کے قریب باولی "الزکی" یہ بھی دو حصوں میں منقسم تھی۔

⑦ مخزن باب بصری میں جس سے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا جاتا تھا۔

⑧ باب المصری میں چھوٹا سا مخزن تھا۔

⑨ قلعہ باب الشامی کے اندر واقع مخزن پر آہنی ٹوٹیاں نصب تھیں۔

⑩ منہل العطن جو صرف غسل کے لیے بنایا گیا تھا۔

⑪ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں ایک نیا منہل باب الحمام کے باہر بنایا گیا۔ ان میں سے سات باولیاں جن میں اتر کر پانی حاصل کرنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور تین مخزن تھے جن سے ڈول رسی کے ذریعہ پانی نکالا جاتا تھا اور ایک مخزن پر ٹوٹیاں لگائی ہوئی تھیں۔

جدید سہولیات:

جس طرح پہلی صدی ہجری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانی کی فراہمی کے لیے نہر زرقاء کے اجراء کا ایسا جلیل القدر کارنامہ سرانجام دیا کہ وہ حجاز مقدس کی تاریخ میں ایک نئے باب کی حیثیت رکھتا تھا۔ یونہی دور حاضر میں خلافت عثمانیہ کی ٹوٹیوں کے استعمال کی جدت بھی بیحد قابل تعریف خدمت ہے۔ ابتداء میں صرف شارع عام پر نل لگائے جاتے تھے۔ گھروں کے اندر لگانے کا رواج نہیں تھا۔ اس طرح ۱۳۵۳ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۳۴ء تک پورے شہر میں سڑکوں پر لگے ہوئے نلکوں کی تعداد صرف ۴۹ تھی۔

لیکن آل سعود نے رفاہی خدمات کا ریکارڈ قائم کر دیا۔ سعودی حکومت کی پیہم کوشش اور مخلصانہ خدمت نے عوام کے دل موہ لیے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت نے لوگوں کی سہولت اور راحت کو مدنظر رکھتے ہوئے گھروں کے اندر بھی نلکے لگانے کا بھرپور انتظام کیا۔ چنانچہ شاہ فیصل شہید نے ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء تک تمام گھروں میں پانی کی سہولت مہیا کر دی تھی۔

مدینہ باسکینہ کی بڑھتی ہوئی آبادی اور جدید طرز عمرانیات کے باعث پانی کی ضرورت و طلب میں بیحد اضافہ ہوا۔ سعودی حکومت نے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اہالیان مدینہ کی نہ صرف پانی کی ہمہ وقتی ضرورت کو پورا کیا بلکہ ڈول رسی اور دوسرے محنت طلب ذرائع سے بھی نجات دلا دی۔

چنانچہ پہلا مرحلہ جسے ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں شروع کیا گیا اس میں پانی ذخیرہ کرنے اور پھر پائپ لائن کے ذریعہ ہر گھر تک پہنچانے کی منصوبہ بندی تھی۔ طے پایا کہ کسی بلند مقام پر ۴۰۰۰ مربع میٹر ٹنکی بنا کر ۲۰' انچ قطر کے پائپ کے ذریعہ پانی شہر تک پہنچایا جائے اور پھر آٹھ انچ قطر کے چھوٹے پائپ کا جال تمام شہر میں بچھا دیا جائے اور جن بلند مقامات تک پائپ کے ذریعہ پانی نہ پہنچ سکتا ہو وہاں گاڑیوں کے ذریعہ پانی پہنچایا جائے۔

دوسرا مرحلہ جس کا آغاز ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شاہ فیصل شہید نے کیا تھا۔ اس کے مطابق جبل سلع پر ۳۲ فٹ کی بلندی پر ۶۰۰۰ مربع میٹر ٹنکی بنائی گئی اور قباء میں متعدد جدید کنویں کھود کر کے ان کا پانی مذکورہ ٹینکی تک پہنچایا گیا جسے ۲۰ انچ بڑی پائپ اور ۸ انچ چھوٹی پائپ کے ذریعہ لوگوں کے گھر تک پہنچا دیا گیا اور سڑکوں پر اور گھروں کے اندر ٹونٹیاں لگا دی گئیں جن سے ہر وقت پانی دستیاب ہونے لگا۔

خیر و برکت کی فراوانی:

سرور کون و مکاں، فخر زمین و زماں ﷺ جب مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو اس ویرانہ میں بہار آ گئی انوار و تجلیاتِ ربانی نے اسے بقعۂ نور بنا دیا۔ دنیا جہاں کی نعمتیں اور برکتیں سمٹ کر شہر خوباں میں جمع ہو گئیں اور آپ کی مسلسل اور پیہم دعاؤں نے اسے قابلِ رشک اور مثالی شہر بنا دیا۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم اجعل بالمدينة ضعفي ما بمكة من البركة. ❶

''اے اللہ! مکہ معظمہ کی نسبت مدینہ منورہ کو دو چند برکات عطا فرما''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب موسم کا نیا پھل آتا تو اسے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے، آپ لے کر اس طرح دعا فرماتے۔

''یا اللہ! تو ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر کو بابرکت بنا۔ ہمارے صاع اور مد میں بھی برکت مرحمت فرما۔ یا اللہ! سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تیرے بندے، خلیل اور نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ جس طرح انہوں نے مکہ معظمہ کے لیے دعا فرمائی تھی ویسی ہی میں مدینہ طیبہ کے لیے دعا کرتا ہوں بلکہ اس سے دو چند کی التجا کرتا ہوں''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دعا کے بعد آپ پھل کسی بچے کو عنایت فرما دیتے تھے۔ ❷

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں دعائیہ جملے دو مرتبہ مذکور ہیں اور یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: **اللهم اجعل مع البركة بركتين.** ❸ یا اللہ! دو گنا برکتیں عطا فرما۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ صحیح بخاری شریف ج۱: ۲۵۳، صحیح مسلم شریف ج۱: ۴۴۲ ❷ صحیح مسلم شریف ج۱: ۴۴۲۔ سنن دارمی ج۲: ۲۲، باب فی الباکورہ ❸ صحیح مسلم شریف ج۱: ۴۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کریمہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس طرح دعا فرمائی۔

اے اللہ! اس شہر کو ہمارے لیے قرار و سکون کا موجب بنا اور اس میں ہمیں عمدہ روزی عطا فرما۔[1] سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا: ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اہالیانِ مدینہ کے رزق میں اس قدر وسعت عطا فرمائے گا کہ انہیں اوپر نیچے اور جنت سے رزق مرحمت فرمائے گا۔[2]

حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی:

''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں' ہمارے شہر میں' ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ بے شک ابراہیم علیہ السلام تیرے خلیل اور نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ معظمہ کے لیے دعا کی تھی اور میں مدینہ طیبہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ جتنی کہ انہوں نے مکہ کے لیے کی تھی بلکہ اس کے ساتھ اس کے مثل اور بھی''۔[3]

ندی نالے:

جزیرۃ العرب دریاؤں سے خالی ہونے کی وجہ سے وہاں کی زندگی میں وادیاں بڑی اہمیت کی حامل ہیں وادی کا اطلاق برساتی نالے پر ہوتا ہے۔ بارش کا پانی جب پہاڑوں سے نکل کر میدانی علاقوں کی طرف بہتا ہے۔ اسے جو نشیب ملتے ہیں ان سے گزرتا ہے' پانی کی یہی گزرگاہیں وادیاں کہلاتی ہیں۔ جو سیلاب کے وقت دریا اور سمندر کا سا سماں پیش کرتی ہیں اور سیلاب کے بعد وہ عام خشک نشیب ہی دکھائی دیتی ہیں۔ البتہ ان میں پانی کے بار بار گذرنے سے شادابی پیدا ہو جاتی ہے جو نخلستان میں اور دوسری جگہ سرسبزی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس نوعیت کی چھ وادیاں مدینہ منورہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

وادی عقیق' وادی رانوناء' وادی بطحان' وادی مذینیب' وادی مہزور اور وادی قناۃ۔

---

[1] کنز العمال ج ۱۴: ۱۳۵ [2] ایضاً ج ۱۲: ۲۵۵ [3] صحیح مسلم شریف ج ۱: ۴۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادی عقیق قدیم زمانہ میں امراء ورؤساء کے مکانات ومحلات اور باغات کا دل کش مرکز تھا۔ وادی رانوناء سیر وتفریح اور صحت افزا مقام تھا۔ وادی بطحان کھجوروں اور دیگر باغات کا سرسبز وشاداب دل فریب علاقہ تھا۔ وادی مذینیب یہودی قبیلہ بنو نضیر کی قیام گاہ تھی۔ وادی مہزور میں یہود بنو قریظہ آباد تھے اور وادی قناۃ کے جنوب میں بنو حارثہ بنو عبدالاشہل اور بنو زعورا آباد تھے۔

وادی عقیق:

ماہر لسانیات علامہ سلیمان السعدی سے دریافت کیا گیا کہ اس وادی کو عقیق کہنے کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ پہاڑ سے پھوٹی اور جدا ہوئی ہے اس وجہ سے اسے عقیق کہا جاتا ہے اور علامہ یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ء کا کہنا ہے عقیق اس وادی کو کہا جاتا ہے' جسے سیلاب نے کشادہ اور وسیع کر دیا ہو۔ [1]

جزیرۃ العرب میں مختلف مقامات پر واقع چار وادیاں عقیق کہلاتی ہیں۔ علامہ سمہودی نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب شاہ تبع کا گذر اس مقام سے ہوا تو اس نے کہا ''ھذا عقیق الارض'' اسی وجہ سے اسے وادی عقیق کہا جانے لگا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ایک رات جبکہ میں وادی عقیق میں تھا۔ تو ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے آیا اور کہا آپ اس مبارک وادی میں نماز پڑھ لیں۔ [2]

مختلف مقامات کی نسبت سے یہ وادی تین ناموں سے شہرت رکھتی تھی۔ اس کا بالائی حصہ ''النقیع'' کہلاتا ہے' وسطی حصہ ''الحساء'' اور زیریں حصہ جوذی الحلیفہ میں واقع ہے ''عقیق'' کہلاتا ہے اس کا طول ۱۵۰ کلومیٹر ہے۔ [3] یہ وادی شہر کے جنوب مغرب سے شمال مشرق تک پھیلی ہوئی ہے اور مدینہ منورہ کی تمام وادیاں اس میں شامل ہو جاتی ہیں جن کا سنگم جبل اُحد سے جنوب مغرب میں زغابہ کا مقام ہے۔ [4]

---

1. معجم البلدان ج ۱۹۸:۱ 2. بخاری شریف ج ۲۰۷'۲۱۴:۱ 3. المدینہ.........الیوم: ۳۳
4. جزیرۃ العرب ندوی: ۲۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادی عقیق کی زمین سرخی مائل ریتلی ہے۔ قدیم زمانہ میں شہر سے آدھ گھنٹے کی مسافت تھی۔ حرہ وبرہ سے ذی الحلیفہ کے راستہ میں ٹیلوں کا ایک سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ جو درحقیقت قدیم زمانہ کے عالیشان محلات کے کھنڈرات ہیں۔ ان میں سے بعض مشہور محلات کے نام یہ ہیں۔ قصر عروہ بن زبیر' بیر رومہ کے قریب واقع تھا۔ قصر مراجل' قصر سکینہ بنت حسین المعروف زبینی' قصور خاندان اسحاق بن ایوب' محلات جعفر بن ابراہیم الجعفری' قصر عبداللہ بن عامر' قصر طاہر بن الحکم' قصر سعید بن العاص' قصر عنبسہ بن سعید العاص' قصور جعفر بن سلیمان' قصر محمد بن عیسیٰ الجعفری' قصر یزید بن عبدالملک بن المغیرہ' قصر طاہر بن یحییٰ' مکانات عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان' قصر عاصم بن عمرو بن عثمان' قصر عنبسہ بن عمرو بن عثمان' قصر عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن عثمان' قصر اسحاق بن ایوب المخزومی' قصر ال طلحہ' قصر ابراہیم بن ہشام اور مکانات آل سفیان بن عاصم۔ ❶

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں بارش ہونے سے وادی عقیق خوب سرسبز وشاداب ہوجاتی ہے اگرچہ پانی گذر جانے کے بعد عام وادیوں کی طرح پانی سے خالی ہوجاتی ہے۔ لیکن بار بار سیراب ہوتے رہنے کی وجہ سے اسے خصوصی شادابی اور صحت پروری کا مقام حاصل ہے۔ ایک زمانہ میں مدینہ منورہ کے رئیس اور متمول لوگ اس کے کنارے محلات بنا کر شادابی سے محفوظ ہوتے تھے اور لوگوں کی سیرگاہ' تفریح اور پکنک کا مرکز تھی اور ایک پرفضا دلربا محلہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ❷

اس وادی میں واقع بعض کنویں تاریخی شہرت کے مالک ہیں جیسے بیر رومہ اور بیر عروہ وہاں اب بھی باغات کے روح پرور مناظر موجود ہیں۔ جیسا کہ حدیقہ بیر رومہ' حدیقہ ام شجرہ وغیرہ۔ ❸

وادی رانوناء:

یہ وادی مدینہ منورہ کے جنوب مغربی حصہ میں واقع ہے۔ حرہ وبرہ کے مشرق

❶ آثار المدینہ: ۲۲۰: ۲۲۲ ❷ جزیرۃ العرب: ۲۵۸ ❸ آثار المدینہ: ۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جبل عیر سے شروع ہو کر مسجد جمعہ کے قریب وادی مہزور اور وادی مذینیب میں جا ملتی ہے، پھر وادی بطحان کو بھی ساتھ لے کر زغابہ کے مقام پر وادی عقیق میں شامل ہو جاتی ہے۔ آج کل اسے وادی رانوناء کی بجائے ''سیل سیدنا حمزہ'' کہا جاتا ہے۔ ❶

وادی بطحان:

اہل لغت نے اسے فتح و کسرہ سے بطحان لکھا ہے۔ مدینہ منورہ کی تین مشہور وادیوں میں سے ہے، عقیق، قناۃ اور بطحان، جب یہودی قبائل مدینہ میں آباد ہوئے تو بنونضیر بطحان اور بنوقریظہ نے مہزور کے کنارے مقیم ہو کر کھیتی باڑی شروع کر دی۔ ❷

قدیم مؤرخین نے اس کا نام ''جفاف'' بیان کیا ہے۔ جبکہ موجودہ دور میں اسے ''قربان'' کہا جاتا ہے۔ ❸ مسجد قبا سے مشرقی جانب عوالی کے علاقہ سے شروع ہو کر مساجد فتح کے مغرب میں وادی رانونا میں جا ملتی ہے اور پھر زغابہ کو چلی جاتی ہے۔ ❹

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ بطحان علٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الجنة. ❺

بند:

خیبر کی سمت سے کبھی کبھی مدینہ منورہ میں نہایت ہی خطرناک سیلاب آیا کرتا تھا۔ جس سے شہری آبادی کو سخت نقصان پہنچتا۔ مسجد نبوی شریف کو بھی اس سے صدمہ پہنچنے کا احتمال تھا۔ اس لیے سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مدینہ با سکینہ سے تھوڑے فاصلہ پر ''مدری'' کے قریب ایک بند بندھوایا اور نہر کھود کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ اس بند کا نام بھی ''بند مہزور'' شہرت پذیر ہوا۔ رفاعی کاموں میں اس بند کی تعمیر خلیفہ موصوف کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ❻

وادی رانوناء پر سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے بند باندھا تھا۔ جس کی تجدید ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں کی گئی تھی۔ جیسا کہ بند کی بڑی چٹان پر کندہ عبارت سے

❶ المدینۃ المنورہ فی التاریخ: ۳۹ ❷ معجم البلدان ج ۲: ۲۱۶ ❸ معالم دار الھجرۃ: ۱۸۶
❹ وفاء الوفاء ج ۲: ۲۱۳ ❺ معالم دار الھجرۃ: ۱۸۶ ❻ فتوح البلدان ج ۱: ۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے:

"جدد هذا السد بارادة الملك المظفر السلطان عبدالعزيز خان سعادتلو شيخ الحرم خالد باشا بنظارة الفاضل محمد صالح حماد سنة ۱۲۸۹ھ بالمدينة المنوره......عمر از میری غفرالله له آمین".❶

ڈیم:

سعودی حکومت نے مدینہ منورہ کی معاشی اور اقتصادی حالت ترقی کے درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے جہاں کئی اور اصلاحی اور قابل قدر منصوبے بنائے ہیں۔ وہاں زراعت و کاشتکاری کو فروغ دینے کے لیے متعدد بند (ڈیمز) تعمیر کیے ہیں تاکہ اہالیان مدینہ سبزیوں اور پھلوں میں کسی حد تک خود کفیل ہو جائیں۔ چنانچہ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں ملک عبدالعزیز نے سد العاقول تعمیر کرایا۔ ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں وزارت زراعت کی طرف سے سد العقیق تعمیر کیا گیا۔ مدینہ منورہ کے جنوب میں ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں بند بطحان ۵۰۰۰۰ مربع میٹر وسیع' معرض وجود میں آیا' ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء میں سد الترعۃ تعمیر ہوا ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء مدینہ منورہ کے شمالی علاقہ میں سد الغاب تعمیر ہوا۔ علاوہ ازیں کئی اور بھی بند تعمیر ہوئے ہیں۔❷

---

❶ آثار المدینہ: ۲۳۱ ❷ المدینہ......الیوم: ۲۲۷، ۲۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ معاش

یورپین مؤرخین نے اپنے فطری تعصب اور اسلام دشمنی کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر الزام تراشی کی ہے کہ ان کی معاش کا تمام تر دارو مدار زکوٰۃ' خیرات اور مالِ غنیمت پر تھا۔ جس سے یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ وہ لوگ معاشیات واقتصادیات کے فنون سے بے خبر اور محنت ومشقت سے عاری تھے۔ حالانکہ یہ ایک بہت بڑی خیانت اور تاریخی حقائق سے چشم پوشی ہے۔ مہاجرین اور انصار اسلام کے نظام ترکیبی کے اصلی عنصر تھے اور ان دونوں نے ابتدا ہی سے علیحدہ علیحدہ ذریعہ معاش اختیار کر رکھا تھا۔ مہاجرین تجارت میں ماہر اور انصار زراعت کے خوگر تھے۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے زریں اصولوں سے رہنمائی فرمائی۔ جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں نے نہ صرف نجی معیشت کو فروغ دیا۔ بلکہ قومی معیشت کو بھی ترقی کی بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے آپؐ سے دریافت کیا:

اَیُّ الْکَسْبَ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَ کُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْدٍ۔ ❶

"کونسی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے' فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور ہر تجارت جو پاک بازی کے ساتھ ہو"۔

آپ نے فرمایا کہ رزق بیس حصوں میں تقسیم کیا گیا جن میں سے انیس تجارت میں اور صرف ایک حصہ دوسری دستکاری اور صناعت میں ہے۔ ❷

آپ کا ارشاد ذی شان ہے:

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَاءِ۔ ❸

---

❶ مشکوۃ المصابیح ۲۴۲' کنز العمال ج ۴: ۱۳۴ ❷ کنز العمال ج ۴: ۱۲۸

❸ سنن داری ج ۲: ۱۶۳' ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی التجار ج ۱: ۲۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا''۔

مقصود کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بہترین کمائی ان تاجروں کی ہے' جو جھوٹ نہیں بولتے' امانت میں خیانت نہیں کرتے' وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت اس چیز کی مذمت نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم دے) جب خود بیچتے ہیں تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے۔ اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر خود ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے۔ [1]

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. [2] ''ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں''۔

یہ تھی اسلامی اصول معاشیات کی ایک دل رُبا جھلک' جو فلاحی مملکت کی پرشکوہ عمارت کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔

جب قریشی مسلمان ہجرت کر کے مدینہ باسکینہ میں قیام پذیر ہوئے تو حسب سابق وہاں بھی ان کا پیشہ تجارت ہی رہا۔

حضور اقدس ﷺ نے تجارت کو فروغ دینے کی خاطر مدینہ منورہ میں جدید تجارتی منڈیاں قائم کیں۔ جن میں کوئی محصول نہیں لیا جاتا تھا۔ [3]

مہاجرین اور انصار میں سے بہت زیادہ احادیث بیان کرنے والوں میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ انہوں نے خود اس کی جو وضاحت فرمائی وہ بھی اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ مہاجرین کا پیشہ تجارت تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔

میرے بھائی مہاجرین تجارتی کاروبار میں مصروف رہتے اور میں مقصود

---

[1] ترغیب ج ۳: ۵۸۶' ماخوذ فضائل تجارت ۶۳ [2] سنن دارمی ج ۲: ۱۶۴ [3] ابن ماجہ: ۱۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں ہمہ وقت موجود رہتا تھا۔ اس لیے وہ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا' جب وہ بھول جاتے تو میں یاد کرتا تھا اور میرے بھائی انصار کھیتی باڑی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ جب کہ میں مساکین صفہ میں سے ایک مسکین تھا۔ اس لیے جب وہ بھول جاتے تو میں آپ کے اقوال کو یاد کر لیتا تھا۔[1]

الاصابہ کی روایت کے مطابق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ممتاز تاجر تھے اور اس حیثیت سے وہ خاصی شہرت کے مالک تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب عوالی کے مقام السُّنح جہاں خلافت سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رہائش تھی وہاں ان کا کپڑا بننے کا کارخانہ تھا۔[2]

سیدنا عطاء ابن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنا دیئے گئے۔ تو ایک دن صبح تجارت کی غرض سے کپڑا اٹھائے بازار جا رہے تھے کہ راستہ میں عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوگئی انہوں نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بازار کا' وہ دونوں کہنے لگے اب تو آپ کے کندھوں پر مسلمانوں کے معاملات کی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے لہٰذا یہ کام چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں خلیفہ اوّل نے فرمایا۔ میں یہ پیشہ چھوڑ کر اہل وعیال کی ضروریات کیسے پوری کر سکتا ہوں بنا بریں مسلمانوں نے ان کا روزینہ مقرر کر دیا جس کے بعد مجبوراً تجارت چھوڑ دی۔[3]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے وظیفہ لینا شروع کیا تو ارشاد فرمایا:

''میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کی معاش کے لیے کافی تھا۔ لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا ہوں۔ اس لیے

---

[1] بخاری شریف ابتدا کتاب البیوع ج ۱: ۲۷۴ [2] جزیرۃ العرب ندوی: ۲۰۹

[3] طبقات ابن سعد اردو ج ۳: ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اہل وعیال بیت المال سے وجہ معاش لیں گے۔“ ❶

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مال تجارت لے کر اکثر بصرہ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک سال پیشتر مال تجارت لے کر بصرہ گئے تھے اور اس سفر میں سیدنا نعمان اور سیدنا سویبط بن حرملہ جو کہ بدری صحابی ہیں بھی رفیق سفر تھے۔ ❷

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تجارت کرتے تھے‘ جس کا اظہار خود ان کے ایک بیان سے ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کا حوالہ دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق چاہی تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے تصدیق کر دی۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود معذرت کی اور فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مجھ سے اس لیے مخفی رہا کہ تجارتی کاروبار نے مجھے مشغول کر رکھا تھا۔ ❸

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ایران سے تجارتی تعلقات قائم تھے جس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ریشمی جبہ عنایت کیا اور انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ اسے پہنو‘ اسے ارض فارس بھیج دیں۔ تمہیں مالی فائدہ ہوگا۔ ❹

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس محنت‘ لگن اور دیانتداری سے تجارت کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ بہت بڑے رئیس بن گئے تھے۔ ہجرت کے بعد جب ان کا سیدنا سعد بن الربیع الانصاری سے بھائی چارہ کرا دیا گیا۔ جو انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض تھے۔ انہوں نے اپنی ہر چیز آدھی انہیں دینا چاہی مگر

---

❶ بخاری شریف کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ ج۱: ۲۷۸ ❷ سنن ابن ماجہ کتاب الاداب باب المزاح: ۲۶۴ ❸ بخاری شریف کتاب البیوع باب الخروج فی التجارت ج۱: ۲۷۷

❹ مسلم شریف کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضہ ج۲: ۱۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے تجارت ہی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ گھی اور پنیر وغیرہ کی تجارت میں اس قدر برکت اور نفع کمایا کہ چند دنوں میں شادی بھی کر لی۔[1]

ان کے کاروبار میں اللہ پاک نے اس قدر برکت عطا فرمائی تھی وہ خود کہتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو اس کے نیچے سے سونا نکل آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح انہیں مال و دولت سے غنی کیا تھا اسی طرح وہ دل کے غنی بھی تھے۔ موصوف ذاتی راحت و آسائش پر قومی اور مذہبی ضروریات کو مقدم رکھتے تھے اور یہ شانِ بے نیازی تمام صحابہ کا امتیازی شعار تھا۔ قدرت نے جس طرح دولتمند بنایا تھا اسی طرح دستِ کرم زیادہ کشادہ تھا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کی فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ مثالی اور قابل تقلید حیثیت کا حامل تھا۔

ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ منورہ پہنچا جس میں سات سو اونٹوں پر صرف گیہوں، آٹا اور اشیائے خوردنی تھیں۔ اس عظیم الشان قافلہ کا سارے شہر میں غل پڑ گیا مگر آپ نے وہ پورا قافلہ بمعہ اسباب و سامان۔ بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔[2]

حضور اقدس ﷺ کی مقدس دعاؤں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راست شعاری کے باعث ہر کام میں کامیابی ان کی قدم بوسی کرتی تھی۔ تجارت کے سلسلہ میں بھی یہ دونوں چیزیں انہیں ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کا اصل موجب تھیں۔

سیدنا صخر الغامدی رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے ان کا بیان ہے' حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا.

''خداوندا! میری امت کو صبح کے تڑکے میں برکت عطا فرما''۔

---

[1] بخاری شریف کتاب البیوع ج ۱: ۲۷۵

[2] اسد الغابہ ج ۳: ۳۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے میں ہمیشہ اپنا سامانِ تجارت صبح سویرے روانہ کر دیتا اور معقول نفع اٹھاتا تھا۔[1]

سیدنا عطارد تیمی رضی اللہ عنہ عموماً سلاطین کے دربار میں (تجارتی تعلقات سے) حاضر ہوتے اور فائدہ اٹھاتے۔ وہ ایک مرتبہ ایک قیمتی ریشمی جوڑا باہر سے لائے اور مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کی غرض سے رکھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن یا وفود عرب آئیں تو اسے پہن لیا کریں۔[2]

غرض کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تجارتی ذوق اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ انہیں اس کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ معاش اتنا پسند نہیں تھا اور اسے فروغ دینے کے لیے متعدد منصوبے اور انتظام بھی کر رکھے تھے چنانچہ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فیاضانہ طرز عمل کبھی غیر قوموں کی تجارتی آزادی میں دخل انداز نہیں ہوا۔ وہاں مختلف ممالک اور اقوام کے مابین تجارتی ترقی کا موجب بنا ہے بنا بریں ملک شام کے نبطی تاجروں کے روغن زیتون اور گیہوں وغیرہ مال تجارت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشر نصف مقرر کر دیا تھا تاکہ مدینہ منورہ میں غلہ بکثرت آ سکے' اسی طرح مصر کے قبطی بھی مال تجارت مدینہ منورہ لاتے تھے۔ لیکن ان سے عشر پورا لیا جاتا تھا۔[3]

مہاجرین کا مخصوص پیشہ اگرچہ تجارت تھا۔ تاہم مدینہ منورہ آنے کے بعد رفتہ رفتہ زراعت میں بھی مصروف ہو گئے۔ جیسا کہ مہاجرین کی آمد کے موقع پر انصار مدینہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ ہمارے کھجور کے باغات ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیجیے۔ لیکن آپ نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا۔ پھر انہوں نے پیش کش کی کہ محنت و مزدوری میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ہم انہیں پیداوار میں شریک کر لیں گے۔ چنانچہ مہاجرین نے اس تجویز کو بخوشی قبول کر لیا۔[4]

---

① ترمذی شریف کتاب البیوع باب ماجاء فی التبکیر ج ۱: ۲۳۰ ② مسلم شریف ج ۲: ۱۹۰ ③ موطا امام مالک کتاب الزکوۃ باب عشر ④ بخاری شریف ابواب الحرث والمزارعۃ باب اذ قال اکفنی مؤنۃ النخل ج ۱: ۳۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں انصار نے کھیت بٹائی پر دینے شروع کیے تو عموماً تمام مہاجرین نے زراعت کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

''مدینہ باسکینہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کھیتی نہ کرتا ہو۔ سیدنا علی' سیدنا سعد بن مالک' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سب زراعت کا کام کرتے تھے''۔ ❶

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاش صرف زراعت وتجارت ہی پر موقوف و منحصر نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسبِ حلال کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ بنا بریں جس پیشے سے رزقِ طیب حاصل ہوسکتا تھا۔ اس کے اختیار کر لینے میں انہیں کسی قسم کا ننگ و عار نہ تھا۔ کوئی محنت مزدوری میں مصروف ہے' کوئی شہد کی مکھیوں کی نگہداشت کر رہا ہے اور کوئی چٹائیاں بن کر رزق حلال حاصل کر رہا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ منورہ ظہور اسلام سے بہت پہلے بین الاقوامی تجارتی شاہراہ پر واقع عظیم الشان تجارتی منڈی کی حیثیت کا حامل تھا چنانچہ علامہ فواد حمزہ لکھتے ہیں:

''ایام جاہلیت میں ''عمان'' کا تجارتی سلسلہ مکہ مکرمہ اور یثرب سے قائم تھا''۔ ❷

ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

عالمی شاہراہ تجارت میں مدینہ منورہ بہت بڑی اہمیت کا مقام تھا۔ اس زمانہ کے تجارتی قافلے اس منڈی سے گذر کر دوسرے شہروں کو جاتے تھے اور پانی بھی فراوانی سے دستیاب تھا۔ ❸

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دعاؤں سے تجارت اور زراعت اس شہر کی خصوصیات میں شمار ہونے لگیں اور یہ سلسلہ وقت کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ ترقی و

---

❶ بخاری شریف ابواب الحرث والمزارعۃ باب اذ قال اکفنی مؤنۃ النخل ج ۱: ۳۱۳

❷ قلب جزیرۃ العرب: ۲۹۷ ❸ تاریخ العرب قبل الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنزل کے مراحل سے دوچار ہونے کے باوصف اب تک قائم ہے اس کی بین الاقوامی تجارت کی کیفیت علامہ ابراہیم رفعت پاشا اس طرح بیان کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں بہت سی اشیاء کی تجارت کا سلسلہ مختلف ممالک سے قائم ہے۔ کھجور' گھی' پنیر' شہد' چھوہارہ' گندم' جو' لوبیا' چنے' مسور' چاول اور صنوبر وغیرہ بہت سی اجناس مصر شام اور ہند سے درآمد کی جاتی ہیں جب کہ کھجور۔ پنیر وغیرہ برآمد ہوتا ہے عربی دیہاتی لوگ گھی اور پنیر فروخت کر کے گندم' پیتل کی مصنوعات اور کپڑے خریدتے ہیں' ریشمی کپڑا بہت سی اقسام کا اور انتہائی نفیس پایا جاتا ہے۔ سوتی اور اونی کپڑا وافر مقدار میں ہوتا ہے جو ترکی' مصر اور ہند سے درآمد کیا جاتا ہے۔ ❶

مدینہ منورہ کے لوگ حج کے موقع پر عرب پر واقع تجارتی میلوں میں تجارت کے لیے جاتے تھے' جن میں عکاظ' ذی المجاز اور مجنہ شامل تھے۔ زمانہ جاہلیت سے یہ تجارتی بازار عالمی شہرت کے حامل تھے' اسلام آنے کے بعد بھی ان کی مرکزیت قائم رہی۔ ❷

ملک شام سے تجارتی قافلے مدینہ منورہ میں گندم' کشمش اور تیل لایا کرتے تھے۔ ❸

مدینہ منورہ کے بازاروں میں سوق بنی قینقاع وادی بطحان میں واقع بہت بڑا بازار تھا۔ جہاں سوداگروں کی خوب چہل پہل ہوتی تھی۔ ❹

سوق زبالہ' شہر کے شمال مغرب کی جانب واقع تھا۔ یہ بازار ظہور اسلام کے بعد بھی قائم رہا۔ اس کے علاوہ سوق مزاحم اور سوق بقیع الخیل میں جانوروں کی منڈیاں لگتی تھیں۔ ❺

مدینہ منورہ کے لوگ یہود کے ساتھ عموماً برسر پیکار رہتے تھے۔ اس لیے انہیں

❶ مرآۃ الحرمین ج۱: ۴۴۰ ❷ صحیح بخاری کتاب الحج باب التجارۃ ایام الموسم ج۱: ۲۳۸ کتاب البیوع ج ۱: ۲۷۵ ❸ تاریخ مکہ والمدینہ ۲: ۳۷۲ ❹ کتاب الاغانی ج ۲۱ ص ۲۱ ❺ وفاء الوفاء ج ۱: ۵۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی میں استعمال ہونے والے اوزار کی ہر وقت ضرورت رہتی تھی' اس لیے بعض ہتھیار بھی مدینہ میں بنائے جاتے تھے۔لیکن تیر سازی میں بہت مہارت رکھتے تھے اور یہ بات عام طور پر مشہور تھی۔ ان اجور السهام سهام يثرب.❶

علامہ یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء لفظ "رَقَمْ" کے تحت لکھتے ہیں:

موضع بالمدينة تنسب اليه الرقيمات والسهام الرّقميّات منسوبة الى هذا الموضع.❷

مدینہ منورہ کے بازار:

اسلام سے پہلے "سوق بنی قینقاع" اور "سوق زبالہ" عالمی شہرت کے حامل تھے۔ جب رحمت کائنات ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر پاؤں مبارک سے خط کھینچا اور فرمایا یہ مسلمانوں کے بازار کی حد ہے چنانچہ مسلمانوں نے اس مقام پر بازار بنا لیا اور خرید و فروخت شروع ہو گئی۔ ابن زبالہ کی روایت کے مطابق وہ بازار مسجد غمامہ سے ثنیۃ الوداع کے قریب تک لمبا تھا۔❸

آبادی اور ضرورت کے لحاظ سے بازار کی کیفیت میں تبدیلی رونما ہوتی رہی۔ جیسا کہ شیخ محمد لبیب البتونی نے ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں اس طرح تفصیل بیان کی تھی۔

مدینہ منورہ کا بازار باب مصری سے حرم شریف تک پانچ سو میٹر لمبا ہے۔ تجارت کا دارومدار باہر سے آنے والے زائرین اور حجاج پر موقوف ہے۔ ہند' جاوا اور شام کے زائرین مختلف اقسام کا مال لاتے ہیں۔ جیسے پشمینہ' سوتی کپڑا' پشم' ریشم' تسبیح' مہندی اور جائے نماز وغیرہ جب کہ مدنیہ منورہ کا سب سے بڑا مال تجارت کھجور ہے جس کی ستر اقسام پائی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ قسم عنبر کی دوسرا درجہ چلبی کو اور

❶ تاریخ مکۃ والمدینۃ: ۳۴۹ ❷ معجم البلدان ج ۴: ۲۷۱

❸ وفاء الوفاء ج ۱: ۵۳۹' ۵۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا درجہ سکری کو حاصل ہے۔❶

لیکن اس وقت جہاں مدینہ طیبہ کی ہر ایک چیز میں ترقی ہو چکی ہے۔ وہاں بازار، منڈیاں اور مارکیٹوں کی ترقی بھی قابل رشک ہے۔ ساری دنیا کی مصنوعات اور ہر قسم کی جدید اشیاء کی بہتات ہے۔ اگر چہ اب بھی بعض اشیاء کی مخصوص منڈیاں موجود ہیں۔ جیسے پھل، سبزی، کھجور، گوشت مچھلی اور مرغی وغیرہ۔ لیکن آبادی کی کثرت کے باعث جا بجا مارکیٹیں پائی جاتی ہیں۔ جہاں ہر ایک چیز دستیاب ہے۔ پھل اور سبزیاں وغیرہ دوسرے شہروں سے ایئر کنڈیشن گاڑیوں میں لائی جاتی ہیں اور انہیں دیر تک محفوظ رکھنے کے لیے کولڈ سٹوریج کا انتظام بھی ہے۔ موجودہ دور میں تجارت کا انحصار صرف زائرین پر نہیں رہا۔ بلکہ مقامی لوگوں کی خریداری کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے۔

چمن زارِ مدینہ

زراعت:

اللہ جل وعلیٰ شانہٗ نے زرعی پیداوار کو انسانی دنیا پر عظیم الشان احسان گردانا ہے اور اس ناقابل فراموش حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ طبعی وسائل معیشت میں ”زراعت“ کو خاص اہمیت حاصل ہے:

﴿ اَفَرَاَیْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ. اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴾❷

”بھلا دیکھو ذرا۔ تم جو کھیتی کرتے ہو اسے تم ”پیداوار“ بناتے ہو یا ہم۔ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں۔ اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ بلاشبہ تم پر تاوان ڈالا گیا۔ بلکہ تم تو محروم رہ گئے“۔

---

❶ رحلۃ الحجازیہ ۲: ۲۵۴ ❷ سورہ واقعہ پ ۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے محسن انسانیت ﷺ نے زراعت کے فضائل میں گراں قدر ارشاد فرماتے ہیں:

اُطْلِبُوْ الرِّزْقَ فِي خَبَايَا الْاَرْضِ.[1]

''رزق کو زمین کی پنہائیوں میں تلاش کرو''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان درخت لگاتا یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندٗ انسان اور جانور اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں تو یہ عمل اس کے حق میں صدقہ بنتا ہے۔یعنی اجر وثواب کا باعث بنتا ہے''۔[2]

اسلام کے معاشی نظام میں زراعت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔اور یہ عمل معاشی وسائل کی بنیاد ہے اس لیے اسلام نے زراعت کی افزائش اور ترقی کے لیے جو ذرائع اختیار کیے ہیں۔ وہ بلا شبہ ''علم معیشت کی نگاہ میں'' حقیقی اور بنیادی ذرائع کہے جاسکتے ہیں۔

اوس وخزرج کا آبائی پیشہ زراعت اور باغبانی تھا۔اس لیے وہ ابتدا ہی سے حضارت کی طرف راغب تھے۔یمن سے نکلنے کے بعد جہاں جہاں سکونت اختیار کی وہ سب پر فضا اور زرخیز مقامات تھے۔[3] یثرب آ کر بھی انہوں نے کاشت کاری کو اپنایا۔ جو تقریباً شمالی عرب کی تمام آبادی کا واحد ذریعہ معاش تھا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اور ہمارے انصاری بھائیوں کو کھیتی باڑی کا کام طلب علم سے باز رکھتا تھا''۔[4]

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] جامع خیرج ۱:۴۳ [2] بخاری شریف باب فضل الزرع ج ۱:۳۱۲ [3] صفۃ جزیرۃ العرب:۲۰۷

[4] صحیح بخاری ج ۱:۲۲ باب حفظ العلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا اَكْثَرُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَزْرُوْعًا۔ ❶

''ہم مدینہ میں سب سے بڑے کاشتکار تھے''۔

یوں ہی حضرت انس' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرُ اَنْصَارٍ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا۔ ❷

''انصار میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ نخلستانوں کے مالک تھے''۔

اہالیان مدینہ میں قدیم زمانہ میں بھی زمین کی کاشت کے متعلق کچھ اصول و آئین رائج تھے چنانچہ جب تک اوس و خزرج یہود کے زیر اثر رہے انہیں باقاعدہ خراج ادا کرتے تھے۔ ❸ اسی طرح جب خود مدینہ کے مالک ہوئے تو ہر خاندان کے حصہ میں کم وبیش زمین آئی جن لوگوں کے پاس زمین کم تھی وہ بڑے زمینداروں سے جوتنے بونے کے لیے کھیت لیتے تھے۔ ❹

چونکہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں کوئی سکہ نہ تھا۔ اس لیے کاشت کار کو زمین دیتے وقت طے کرلیا جاتا کہ اتنا حصہ تمہارا اور اتنا زمیندار کا حق ہوگا۔ اس میں بسا اوقات کاشت کار کو نقصان بھی ہوتا تھا۔ کیوں کہ کبھی کھیت کے ایک حصہ میں پیداوار ہوتی اور دوسرا بالکل خالی رہتا۔ جب اس کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا انہوں نے اس بے رحمانہ رسم کو ختم کرادیا۔ ❺

مدینہ منورہ میں بنونضیر اور بنوقریظہ نے باغبانی اور زراعت کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے کنویں کھود کر کاشت کاری کو فروغ دیا۔ ❻ اور بعد میں اہالیانِ مدینہ کا یہی مستقل اور مایہ ناز ذریعہ معاش بن گیا تھا۔

قریش ہجرت کر کے جب مدینہ باسکینہ میں فروکش ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ صحیح بخاری ج۱:۳۱۲' باب قطع الشجر والنخل ❷ ایضاً ج۱:۱۵۴' بـاب قوله لن تنالوا البر حتی تنفقو مـما تحبون ❸ معجم البلدان ج۷:۴۲۶ ❹ صحیح مسلم ج۱:۱۱۷ ❺ صحیح بخاری ج۱:۳۱۳' باب ما یکره من الشروط فی المزارعة ❻ عمدة الاخبار:۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ بِأَقَلِّ الْأَرْضِ مَطَرًا فَاحْرِثُوا أَفَإِنَّ الْحَرْثَ مُبَارَكٌ.❶

''اے قریش! تم ایسی جگہ آ گئے جو جہاں بارش کم ہوتی ہے لہٰذا تم کھیتی باڑی کرو۔ کیونکہ کہ یہ بابرکت کام ہے''۔

سیدنا ابی جعفر سے روایت ہے:

کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا۔ جو تہائی اور چوتھائی پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔ سیدنا علی المرتضیٰ' سیدنا سعد بن مالک' سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا عمر بن عبدالعزیز' سیدنا قاسم' سیدنا عروہ رضی اللہ عنہم اسی طرح سیدنا صدیق اکبر' سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے خاندان سب بٹائی پر کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔❷

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ''العرصہ'' کے مقام پر زراعت کرتے تھے۔ آب پاشی کے لیے بیر عروہ اور حوض عمرو کا پانی نہر کے ذریعہ وہاں تک لے جایا گیا تھا۔❸

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی معاش کا اصل ذریعہ تجارت تھا' لیکن مدینہ کریمہ پہنچنے کے بعد زراعت کا شغل اس انہماک سے شروع کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اسے وسیع پیمانہ پر پھیلا دیا۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نامور تاجر اور ممتاز کاشتکار بھی تھے۔ خیبر کی جاگیر کے علاوہ صرف مقام ''جرف'' کے کھیتوں میں بیس اونٹ آب پاشی کا کام کرتے تھے اور اسی سے سال بھر کا غلہ اہل وعیال کے لیے پورا ہو جاتا تھا۔❹

❶ کنز العمال ج ۴: ۱۲۹ ❷ صحیح بخاری شریف باب المزارعت ج ۱ ❸ فتوح البلدان ج ۱: ۳۶

❹ طبقات ابن سعد ج ۱: ۲۹۲ تذکرہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مقام جرف میں ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عقیق کے مقام پر انہیں زمین عطا فرمائی یہ جگہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نہایت خوش فضا میدان تھا علاوہ ازیں انہوں نے ''غابہ'' میں بہت سی زمین خریدی تھی۔[1] کھیتی کی نگرانی اور فصل کی حفاظت بسا اوقات خود کرتے تھے۔

سیدنا بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑا ''مربعہ'' جاگیر کے طور پر دیا تھا۔ مگر وہ ساری جاگیر کاشت میں رکھنے سے معذور تھے جس کے باعث ایک بہت بڑا حصہ اراضی بیکار پڑا رہتا تھا۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں کہا کہ آپ کو یہ جاگیر کام میں لا کر فائدہ اٹھانے کے لیے دی گئی تھی مگر اس کا اتنا بڑا حصہ اراضی آباد کرنے سے آپ معذور رہیں لہٰذا بقیہ حصہ واپس کر دیں تاکہ حاجت مند مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔[2]

بہرحال مدینہ کریمہ کی سرزمین کھیتی باڑی اور باغات کی نشوونما اور افزائش کی خاص صلاحیت رکھتی تھی۔ اور پھر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس دعاؤں نے اس کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی زرعی اصلاحات و انتظامات کے نتیجہ میں نہری آب پاشی سے ڈیڑھ لاکھ وسق کھجور اور ایک لاکھ وسق گندم پیدا ہوتی تھی۔[3]

علامہ ندوی مدظلہ جزیرۃ العرب کے شاداب علاقوں کا تذکرہ کس حسن انداز سے کرتے ہیں: ''جزیرۃ العرب میں شاداب اور زرخیز علاقوں میں کاشت کاری کا عام رواج تھا حجاز میں مدینہ منورہ اور طائف خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہی وجہ ہے کہ مدینہ باسکینہ کی آبادی کا سب سے بڑا پیشہ زراعت و باغبانی تھا۔ مدینہ منورہ سے شام

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۱: ۲۹۴' تذکرہ زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ: ۳۔۳۶۱ [2] کتاب الخراج: ۶۲

[3] وفاء الوفاء ج ۲: ۱۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک لاتعداد کھجوروں کے باغات ہیں اور کاشت کاری کا رواج بھی ہے۔ حجاز کے بعض علاقے پیداوار اور شادابی کے لحاظ سے تاریخی اور عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ جن میں یمامہ' جنوب مشرقی بادیۃ الشام اور مدینہ منورہ کھجور کی پیداوار میں مشہور ہیں' صرف مدینہ منورہ میں ایک سو سے زائد کھجور کی اقسام پائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف پھلوں کی اچھی کاشت ہوتی ہے۔ انگور اور انار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ [1]

مدینہ منورہ میں بعض زرعی اجناس کے علاوہ پھل اور سبزیاں بھی بکثرت پیدا ہوتی ہیں جن میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں:

انار' انگور کی متعدد اقسام' کیلا' سیب' انجیر' کدو' پھول گوبھی' بینگن' ککڑی' خربوزہ' تربوز' کھیرا' لیموں' کالی مرچ' ٹماٹر' لوبیا' چنے' گندنا (ساگ) پیاز' لہسن' پالک' خرفہ' دھنیا وغیرہ۔ [2]

موجودہ دور میں مزروعہ زمین حسبِ ذیل مقامات پر پائی جاتی ہیں:

وادی بطحان' قباء' عوالی' وادی رانوناء' وادی قناۃ' وادی عقیق' آب پاشی کے لیے کنوں اور بندوں (ڈیم) کا پانی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ [3]

علامہ بتونی نے چند مشہور باغات کا تذکرہ خصوصیت سے کیا ہے:

حدیقه الداویه، حدیقه الزکی، السبیل، بضاعه، بضیعه، طرناویه الفروزیه، الزبنیه، الدرویشیه، بیرحاء، التوانیه الجوریه، الکاتبیه اور السمانیه۔ [4]

مدینہ منورہ کی کھجوریں:

اللہ جل جلالہٗ نے دیارِ رسول ﷺ کے پھلوں کو عجیب و غریب خاصیت' فوائد اور برکات سے نوازا ہے۔ یہ محض مقصودِ کائنات ﷺ کی دعا کا کرشمہ ہے کہ

---

[1] جزیرۃ العرب ندوی: ۲۰۹ [2] دائرۃ المعارف ج ۸: ۳۳۵' المدینہ.......... الیوم ۲۲۵

[3] المدینہ.......... الیوم ۲۲۵ [4] رحلۃ الحجازیہ: ۲۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھلوں میں کثرت و بہتات اور گوناگوں فوائد پائے جاتے ہیں۔ یوں تو یہ شہر یوم تاسیس سے ہی نخلستان وگلستان بن گیا تھا۔ مگر اس کے حسن ورعنائی کو اس مقدس دعا: اللھم بارک لنا فی اثمارنا نے دوبالا کر دیا۔ بالخصوص کھجور کی افزائش میں بے پناہ اضافہ ہوا جس سے دنیا جہاں کے لوگ استفادہ کرنے لگے۔ شافی مطلق نے جہاں اس کے پھلوں کو برکت کی فراوانی سے نوازا وہاں انہیں شفاء کی نعمت سے بھی بہرہ ور فرمایا۔ زمانہ قدیم سے کھجوروں کی کاشت پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی۔ اسی لیے اس شہر کی خوصی پہچان کے طور پر اسے ارض نخل کہا گیا۔ یہاں کھجوروں کی بیشمار اقسام پائی جاتی ہیں۔ تاریخ کبیر میں ایک سو انتالیس اور خلاصۃ الوفاء میں ایک سو تیس قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ جب کہ الشیخ محمد صالح البلیہشی نے موجودہ دور میں کھجوروں کی بائیس اقسام بیان کی ہیں:

(١) العنبرة (٢) العجوة (٣) السلبی (٤) الصفاوی (٥) الحلوه (٦) البرنی (٧) البیض (٨) الخشیمی (٩) الشفره (١٠) روثانة المدینة (١١) الربیعه (١٢) السویداء (١٣) السکریه (١٤) السبع (١٥) القنبر (١٦) الطبیر جل (١٧) البرنجی (١٨) البطایه (١٩) روثانة الشرق (٢٠) ام الخشب (٢١) بونه اور (٢٢) رباعی۔[1]

مؤلف موصوف نے حسب ذیل مقامات پر کھجوروں کے باغات کا ذکر کیا ہے۔ قبا، قربان، عوالی، المطار، الخلیل، الزبیر، العیون، العنابس، حرۃ الشرقیہ، آباد علی، ابو بریقہ، سلطانہ، البرکہ، قریظہ اور المبعوث۔[2]

عجوہ:

رحمت عالم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب و مرغوب کھجور عجوہ تھی، علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ٨٥٢ھ/١٤٢٢ء امام ابن اثیر کا قول بیان کرتے ہیں۔

---

[1] المدینہ.........الیوم ١٢٦ [2] ایضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجوہ صیحانی سے مقدار میں بڑی ہے اور اس کا درخت مقصود کائنات ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے لگایا تھا۔ ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ عجوہ جنت کی کھجوروں میں سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے۔ ❷

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی صبح نہار منہ سات عدد عجوہ کھجور کھالے تو اس پر سارا دن زہر اور جادو اثر نہیں کرے گا۔ ❸

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: عالیہ (مدینہ منورہ کا وہ حصہ جو نجد کی طرف واقع ہے۔ جس کی حدود تین سے آٹھ میل تک ہیں) ❹ کی عجوہ کھجور صبح نہار منہ کھانا باعث شفا موجب تریاق ہے۔ ❺

امام نووی المتوفی ٦٧٦ھ/١٢٧٧ء فرماتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ کا عجوہ کو دوسری تمام اقسام پر فضیلت دینا اور پھر سات کے عدد کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یہ امور اسرار میں سے ہیں جن کی حکمت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ لیکن آپ کے ارشاد پر ایمان لانا لازم ہے اور یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ عجوہ ہی کو برتری اور فضیلت حاصل ہے اور اس میں ضرور کوئی حکمت کار فرما ہے۔ ❻

علامہ ابن قیم بیان کرتے ہیں:

"مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور انتہائی مفید، لذیذ، مقوی اور پسندیدہ ہے اور یہ پیٹ کے کیڑوں کی قاتل ہے"۔ ❼

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دورانِ سفر کے لیے عجوہ کھجور سات دانے نہار منہ کھانے کو

---

❶ فتح الباری ج ١٠: ٢٣٨ ❷ ترمذی شریف ج ٢، ابواب الطب ٢٧، ابن ماجہ ٢٤٧ ❸ بخاری شریف ج ٦: ٨٥٩، مسلم شریف ج ٢: ١٨١ ❹ شرح مسلم ج ٢: ١٨١ ❺ مسلم شریف ج ٢: ١٨١

❻ شرح مسلم ج ٢: ١٨١ ❼ فتح الباری ج ١٠: ٢٤٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتی تھیں۔❶

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہو گیا' میری بیمار پرسی کے لیے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں دل کا عارضہ ہے۔ پھر سات عدد عجوہ کھجور لے کر معجون بنائی اور استعمال کرنے کو فرمایا۔❷

صخرۃ:

مدینہ منورہ کی کھجوروں میں صخرۃ بھی ہے۔ جس کے متعلق نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: العجوۃ و الصخرۃ من الجنۃ. عجوہ اور صخرۃ دونوں جنت کی کھجوروں میں سے ہیں۔❸

برنی:

برنی کھجور بھی بہت شہرت رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کھجوروں میں سے بہترین کھجور برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے اور اس میں کوئی مضر اثر نہیں ہے۔❹

صیحانی:

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کسی باغ سے گذر رہے تھے کہ کھجور کے ایک درخت نے آپ کی نبوت و رسالت کی گواہی دی اس درخت کا پھل صیحانی کہلاتا ہے۔❺

صیحانی ایسی عدیم النظیر کھجور ہے کہ مدینہ منورہ کے سوا۔ دنیا کے کسی شہر میں اس کی پیداوار نہیں ہوتی ہے۔❻

---

❶ وفاء الوفاء ج۱:۵۰ ❷ ابوداؤد ج۲:۹۶' کتاب الطب ❸ ابن ماجہ شریف:۲۴۷

❹ کنز العمال ج۱:۲۶' جمع الفوائد ج۲:۱۳۱ ❺ وفاء الوفاء ج۱:۵۱

❻ آثار البلاد و اخبار العباد:۱۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخل:

(بیدانہ) لبانہ یہ اقسام بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔[1] آج کل سخل ارزاں ملتی ہے ام جروان' شیخ العرب والعجم المتوفی ۱۳۷۷ھ رقمطراز ہیں:

اس زمانہ میں ام جرواں جسے حلیہ بھی کہا جاتا ہے۔ بہت کثرت سے کھائی جاتی ہے سوکھنے کے بعد یہ سیاہ اور سخت ہو جاتی ہے۔ اس کے دانے چھوٹے ہوتے ہیں اور سوکھنے کے بعد جلے ہوئے گڑ کا سا مزہ پیدا ہو جاتا ہے اس کی پیداوار بہت ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جب پہلے پہل قباء میں وارد ہوتے تو آپ کی خدمت میں کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ نے اس کا خوشہ پیش کیا تھا۔ وہ زمانہ تازہ کھجوروں کا تھا آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی تھی۔[2]

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی تحریر کرتے ہیں کہ ۱۳۱۸ھ تک مسجد نبوی شریف کے صحن میں بھی کھجور کے چند درخت موجود تھے۔ جن کی کھجوریں انتہائی تبرک کے طور پر حاصل کی جاتی تھیں۔[3]

موصوف مزید لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ کی کھجوروں کو مدت تک محفوظ رکھنے کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے ان کو محفوظ رکھنے کے لیے مٹی کے مٹکے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر یہ اتنے زیادہ مضبوط اور کارآمد نہیں ہوتے البتہ افریقہ کے شمال مغربی حصہ میں نہایت مضبوط اور چھوٹے منہ والے مٹکے بنتے ہیں۔ وہی مدینہ منورہ میں زیادہ تر استعمال کیے جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں کرایہ کے لیے مکانات پائے جاتے ہیں جن میں بڑے بڑے مغربی مٹکے نصب ہوتے ہیں ان مکانوں کا کرایہ سال بھر کا لیا جاتا ہے وہاں کے لوگوں کی آمدنی کے لیے یہ جائداد کا حکم رکھتے ہیں۔ کھجوروں کی جن اقسام کو کیڑا لگ جانے کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔ وہ کھجوریں ان مٹکوں میں بھر کر خوب دبا دی جاتی ہیں۔

---

[1] نقش حیات ج۱:۶۸ [2] نقش حیات ج۱:۶۷ [3] نقش حیات ج۱:۱۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ان پر ام جردان (ہلیہ) کھجور بھر کر نمک بھر دیا جاتا ہے پھر مٹکوں کا منہ مٹی سے بند کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کھجوریں سال سال دو دو سال تک بالکل محفوظ رہتی ہیں اور انہیں کیڑا نہیں لگتا۔❶

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں میں نے خطیب زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں حجرہ مطہرہ کا غبار اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تین کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے غبار روضہ انور کو سرمہ میں ڈال لیا اور وہ سرمہ روزانہ استعمال فرماتے تھے۔ اور تین کھجوروں کے تقریباً ۷۲ حصے کر کے تقسیم فرما دیئے مدینہ منورہ کی کھجوریں جو تقسیم کی گئیں ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ ان کی گٹھلیاں پھینکی نہ جائیں۔ ان کو وہاں دستہ میں کٹوا کر رکھ لیا اور روزانہ اس میں سے تھوڑا سا پھانک لیا کرتے تھے۔❷

بلدیہ:

شہری نظم ونسق برقرار رکھنا' لوگوں کو بنیادی ضروریات فراہم کرنا اور صفائی کا بندوبست کرنا بلدیہ کے دائرۂ اختیار میں ہوتا ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گوناگوں محاسن میں سے یہ بھی انتہائی قابل تحسین کارنامہ تھا کہ انہوں نے بلدیاتی اداروں کی داغ بیل ڈالی' شہری انتظامات کے ساتھ ساتھ پیدائش اور اموات کا اندراج مختلف قبائل کے انساب کا تحفظ' وظائف کی تقسیم اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر جیسے انتہائی اہم امور ان اداروں سے متعلق تھے۔

خلیفہ موصوف نے ۲۰ھ/۶۴۱ء میں اس نوعیت کا پہلا ادارہ مدینہ کریمہ میں قائم کیا جسے ''دارالحسبۃ'' یعنی بلدیہ اور ادارہ کے رئیس کو ''المحتسب'' سے موسوم کیا۔ بعد ازاں امیر المومنین سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مذکورہ نام تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پکارے جانے لگے۔ کہ دارالحسبۃ کا نام بلدیہ اور المحتسب

❶ نقش حیات ج ۱: ۶۷ ❷ ایضاً: ۱۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے رئیس البلدیہ کر دیا گیا۔

حالات اور ضروریات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ادارہ کی کارکردگی اور نظم و نسق میں بھی مناسب اصلاحات ہوتی رہیں اور ادارہ اپنی قابل تقلید خدمات اور حسن کارکردگی کے باعث ترقی پذیر رہا۔ خلافت عثمانی میں رئیس بلدیہ کے عہدہ پر حسب ذیل شخصیات فائز ہوئیں۔ علی محمد دیری' یوسف شصلی' محمد داغستانی' حسن العطار' محمد حمودہ' احمد صافی' خالد خاشقجی' انور عشقی' محمد حسن سمان' زین العابدین مدنی' ذیاب ناصر' حمزہ غوث' شریف بک جمال محمد علی بک' نورالدین بک' السید جعفر جبشی' صالح شقلبہا اور اسلامی سلاطین اشراف میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ عطاس' حسن داغستانی' محمود عبدالجواد اور محمود حلوانی آل سعود کے عہد حکومت میں اس منصب پر ان حضرات کا تقرر ہوتا رہا ہے۔

۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں پہلا سعودی رئیس بلدیہ السید ذیاب ناصر مقرر ہوا۔ بعد ازاں محمد حسن سمان' عبدالقادر غوث' مصطفیٰ عطار' آمین مدنی' محمد عبدالجواد' صالح المجانی' علی حافظ' صالح عبداللہ فضائلی' عبدالقادر حسن طاہر اور صدقہ خاشقجی۔●

۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں بلدیہ کا نام تبدیل کر کے ''امانۃ'' اور رئیس بلدیہ کی جگہ ''امین المدینۃ المنورہ'' رکھ دیا گیا۔●

جب شہر کی آبادی دور دور تک پھیل گئی اور کام اور نظم کی بہتات میں اضافہ ہو گیا۔ تو انتظامی امور کو احسن طریقہ سے انجام دینے کی خاطر شہر کو پانچ وارڈوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ پانچ دفاتر قائم کر دیئے گئے۔ بلدیۃ الحرم' بلدیۃ الشرق' بلدیۃ القباء' بلدیۃ الغرب اور بلدیہ الشمال۔●

● المدینۃ.........الیوم' ۱۶۵ المدینۃ المنورہ: ۳۴

● المدینۃ.........الیوم: ۱۶۵

● المدینۃ.........الیوم: ۱۷۱ تا ۱۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی کا انتظام:

شہر کی صفائی پر مامور عملہ تین شفٹوں میں دن رات مصروف کار رہتا ہے' عام ایام میں ۲۰۰۰' افراد' ۸۰ مراقب اور ۶۰ مشرق ہوتے ہیں' اس تعداد میں حالات کے مطابق کمی بیشی ہوتی رہتی ہے' البتہ حج کے ایام میں یہ تعداد دوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ صفائی کا سارا عملہ مسلمان ہی ہوتا ہے' سڑکوں' محلوں اور گلی کوچوں میں جا بجا کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لیے بڑے بڑے ۳۰۰۰ ڈرم رکھے ہوئے ہیں۔ جنہیں بلدیہ کی گاڑی آ کر اٹھا لیتی ہے۔ ❶

فائر بر گیڈ:

مدینہ منورہ میں فائر بر گیڈ کا دفتر ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں قائم ہوا' یہ محکمہ وزارت داخلہ کے ماتحت ہے۔ اور شہری پولیس سے منسلک ہے۔ اس کے پہلے رئیس مصطفیٰ عطاس تھے ان کے پاس نہایت عمدہ قسم کی گاڑیاں ہوتی ہیں اور شہر میں متعدد دفاتر قائم ہیں۔ ❷

طباعتِ قرآن کا منصوبہ:

شاہ فہد کی خواہش تھی کہ اعلیٰ معیار کے قرآن مجید صحیح اور عمدہ طباعت کے ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں تک پہنچائے جائیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑا پریس لگایا جو تبوک سڑک پر ۲۵ ڈگری شمال اور ۳۹ ڈگری مشرق میں واقع ہے اور سمندر کی سطح سے ۶۵۰ میٹر بلندی پر ہے۔

---

❶ المدینہ صدقہ حسن خاشجی زیر عنوان وزراۃ شئون البلدیہ: ۱۲۰

❷ المدینہ .... الیوم ۱۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس چھاپہ خانہ میں قرآن پاک کی ۷۵۰۰۰۰ نسخے اور ۱۰۰۰۰۰ مصحف کے ریکارڈ شدہ کیسٹ سالانہ بنانے کی گنجائش ہے۔ ان نسخوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

① ۵۰۰ اوّل درجے کے نسخے' ۳۵٫۵×۳۱٫۵ سینٹی میٹر' تین رنگوں میں سونے کی پالش کے ساتھ سوائے پہلے اور آخری چار صفحات کے جو آٹھ رنگوں میں چھاپے گئے ہیں۔ ان پر چمڑے کی جلد چڑھی ہے اور بہترین غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں۔

② ۱۰۰۰۰۰۰ نسخے ۲۵×۱۷٫۵ سینٹی میٹر' دو یا تین رنگوں میں سنہرے رنگ کے ساتھ بہترین مصنوعی چمڑے سے مجلد' کاغذ کے لفافے میں۔

③ ۳۵۰۰۰۰ نسخے ۴۰×۳۱۰ سینٹی میٹر' دو رنگوں میں سنہری رنگ کے ساتھ بہترین مصنوعی چمڑے سے مجلد' ملائم کاغذ کے لفافے میں۔

④ ۱۰۰۰۰۰۰ نسخے ۲۵ × ۱۷٫۵ سینٹی میٹر۔ یہ نسخے انگریزی' فرانسیسی' روسی' جرمن اور چینی وغیرہ بہت سی زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم کے ساتھ چھاپے گئے ہیں تاکہ دنیا میں عربی زبان سے نابلد مسلم اور غیر مسلم لوگ قرآن پاک کو سمجھ سکیں۔ دو رنگوں میں بہترین مصنوعی چمڑے سے مجلد' کاغذ کے لفافے میں۔

⑤ ۵۰۰۰۰ نسخے' ۲۰×۱۴ سینٹی میٹر' کچھ حصے ڈیزائن سے مزین اور بغیر سنہرے رنگ کے۔

⑥ ۱۰۰۰۰۰ ریکارڈ شدہ کیسٹ کے نسخے' جن کی ریکارڈنگ چھاپہ خانہ کی ایک عمارت میں ہوئی ہے جس میں ایک اسٹوڈیو خاص طور پر اس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ سعودی عرب یا کسی اور اسلامی ملک کے ایک نمایاں' معتبر اور خوش گلو قاری کی خدمت اس قرأت کی ریکارڈنگ کے لیے حاصل کی جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہر نسخے میں ۲۵ گھنٹے کی ریکارڈنگ والے ۲۴ کیسٹ ہیں۔ کیسٹ کا سائز ۷×۱۱ سینٹی میٹر ہے۔ ●

ادارہ اوقاف مساجد:

مدینہ طیبہ طاہرہ کی مساجد مقدسہ اور ان کے لیے وقف کردہ املاک کے نظم و نسق اور انتظام و انصرام کو برقرار رکھنے کی خاطر ترکی دورِ حکومت میں ایک ادارہ قائم کیا گیا تھا جس کا نام "الخزینۃ الجلیلہ النبویۃ" قرار پایا۔ اور اس کے پہلے رئیس السید حبیب احمد محمود تھے۔ بعد ازیں سعودی عہد حکومت میں مذکورہ ادارہ کا نام "ادارۃ الاوقاف بالمدینۃ المنورۃ" تجویز ہوا۔ مساجد مدینہ کی ترامیم و تعمیر، انتظام و انصرام اور دیگر تمام وقف املاک بشمول رباطتین، باغات اور اراضی اس کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ یہ ادارہ وزارت حج سے منسلک ہے۔ قیام ادارہ سے اب تک حسب ذیل حضرات مدیر کے عہدے پر فائز رہے ہیں۔

سید حسین طہ، سید عبدالعزیز اسعد، سید مصطفیٰ عطار، سید اسعد طہ، سید محمد عبدالرحمٰن اور سید اسعد شیرہ۔ ●

پولیس:

شہر میں امن و امان قائم رکھنے اور زائرین کو سہولت بہم پہنچانے نیز ٹریفک کا نظم و نسق چلانے کے لیے پولیس کا محکمہ بھی قائم کیا گیا ہے، اس محکمہ کو جدید ترین آلات فراہم کیے گئے ہیں مسجد نبوی شریف کو جانے والے راستوں اور زائرین کی عام گذرگاہوں میں ٹریفک کے نظام کو کنٹرول کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ شہر کے اندر متعدد پولیس سٹیشن قائم ہیں جیسا کہ:

● ابواب تاریخ مدینہ منورہ ص ۲۰۲

● المدینۃ .... الیوم: ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① شرطة الحرم النبوی الشریف: حرم کے قریب جنوب میں دفتر ہے۔

② شرطة باب المجیدی: مدرسہ صقر الجزیرۃ کے قریب ابوذر روڈ پر۔

③ شرطة باب السلام.

④ شرطة المناخة.

⑤ شرطة ابی ذر.

⑥ شرطة قباء.●

شفاخانے:

۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں حسب ذیل ہسپتال موجود تھے جن میں نہایت عمدہ انتظام اور تمام امراض کا بلا معاوضہ علاج کیا جاتا ہے۔

مستشفی العام الجدید جس میں ۵۰۰ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 الملک 〃 〃 〃 ۲۶۵ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 الولادہ والاطفال 〃 ۲۲۵ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 العیون 〃 ۵۰ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 الحمیات 〃 ۵۰ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 الصدر 〃 ۳۵ بستروں کا انتظام ہے۔

〃 امراض العقیہ 〃 ۳۵ بستروں کا انتظام ہے۔

الحاج محی الدین لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے باب عنبریہ آتا ہے۔ اسے باب المدینہ بھی کہا جاتا ہے۔ باب عنبریہ کے ایک کنارے پر دو منزلہ وسیع و عریض

● المدینہ الیوم:۱۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمارت ریلوے اسٹیشن مدینہ کی اب بھی موجود ہے۔ جو پائیداری وقدامت کی جیتی جاگتی یادگار ہے۔ مدینہ کی تاریخی بغاوت جس کا بانی مبانی کرنل لارنس (مشہور انگریز جاسوس) تھا۔ جس نے ترکوں کے خلاف عربوں کو برسہابرس اُکسایا۔ ترکوں کی قائم کردہ ریلوے لائن دمشق سے مدینہ تک قائم تھی۔ لارنس نے عربوں کے ہاتھوں یہ ریلوے لائن اکھڑوا پھینکی۔ آثار قدیمہ کے طور پر ریلوے اسٹیشن' انجن' سواری گاڑی اور مال گاڑی کے شکستہ ڈبے خاموش نوحہ خواں اب بھی موجود ہیں۔ ❶

ناپ وتول کے پیمانے:

مکہ مکرمہ کے لوگ تجارت پیشہ اور مدینہ منورہ کے باشندے زراعت پیشہ تھے۔ اس لیے معاملات میں دونوں شہروں میں ایک نمایاں فرق تھا۔ کہ مکہ مکرمہ میں وزن کے پیمانوں کا استعمال عام تھا جبکہ مدینہ منورہ میں ناپ یعنی مکیال کا رواج عام تھا پیمانوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا اختلاف بھی ملتا ہے اس اختلاف سے بچنے کے لیے حضور اکرم ﷺ نے مکیال کے لیے اہل مدینہ کو اصل قرار دیا اور میزان کے لیے اہل مکہ کو۔

اہل مدینہ کے ناپ کے پیمانوں میں اہم پیمانے مد' صاع اور وسق تھے۔ مد دو چلو کے بقدر غلہ یا پانی کو کہتے تھے۔ یہ دو چلو متوسط آدمی کے ہاتھوں کے بقدر پائے گئے ہیں۔ چار مد کا ایک صاع اور ۶ صاع کا ایک وسق شمار کیا جاتا تھا۔

صاع اور مد کی مقدار کے متعلق مختلف اقوال میں توازن پیدا کرنے کے بعد حسب ذیل صورت قریب تر سمجھی گئی ہے۔

ایک مد مساوی ہوگا ۵۴۴ گرام وزن کے گیہوں یا ۸۱۶ گرام پانی کے اور

❶ آئینہ حرم ۱۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صاع مساوی ہوگا ۲۱۷۶ گرام وزن کے گیہوں یا ۳۲۶۴ گرام پانی کے۔

درہم سکہ کے طور پر ۱/۴ تولہ چاندی کی قیمت کا تھا اور وزن کے لحاظ سے پیمانہ بھی تھا' جو ۲٬۹۷ گرام یعنی ۱/۴ تولہ وزن رکھتا تھا' سکہ کے طور پر دینار کے ساتھ اور وزن کے طور پر اوقیہ اور رطل کے ساتھ شمار ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں درہم میں ۶ دانق اور ۱۲ قیراط مانے جاتے تھے۔❶

موجودہ دور میں مدینہ منورہ سمیت تمام سعودی عرب میں وزن کے لیے کلو گرام اور ناپ کے لیے کلومیٹر کا استعمال ہوتا ہے۔

مواصلاتی نظام

۱۳۱۸ ہجری میں ترکی دور حکومت کے دوران ٹیلیگراف کی لائن کا آغاز ہوا۔ جو سرکاری دفاتر کے زیر استعمال تھی' تجارتی لین دین میں سہولت پیدا کرنے اور لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کی غرض سے یہ منصوبہ شروع کیا گیا۔

۱۳۳۵ھ ترکی عہد حکومت ہی میں مدینہ منورہ میں ٹیلیفون کا آغاز ہوا۔ اس کا ایک مرکزی ایکسچینج تھا جس میں ۵۰ لائنوں کی صلاحیت تھی۔ اس وقت ٹیلیفون کا استعمال صرف ملٹری کرتی تھی۔ بعد ازاں ۱۳۳۷ھ میں گورنمنٹ کے دفاتر میں بھی استعمال شروع ہوگیا۔

سعودی دور حکومت میں مواصلاتی نظام میں ایک انقلاب آیا۔ اور پرانی مشینوں کی جگہ جدید ترین کمپیوٹر مشینوں نے لے لی۔❷

اس وقت انتہائی جدید اور اعلیٰ کمپیوٹر سسٹم وجود میں آچکا ہے۔ جا بجا پی سی او بنے ہوئے ہیں۔ ایام حج میں دن رات یہ سہولت میسر ہوتی ہے۔

---

❶ جزیرۃ العرب ندوی ۲۰۲، ۲۰۳

❷ ابواب تاریخ مدینہ منورہ ص ۱۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجلی کا نظام:

سب سے پہلے مدینہ منورہ میں بجلی کے جنریٹر کا ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۶ء میں ترکی دور حکومت میں ایک ریلوے لائن کے ساتھ افتتاح ہوا تھا۔ مملکت عثمانیہ نے مسجد نبوی کے شمال میں ایک ریلوے اسٹیشن بنایا اور ایک جنریٹر لگایا جو مسجد نبوی شریف کو بھی بجلی سپلائی کرتا تھا' جب ریلوے اسٹیشن ملحقہ عمارات کے ساتھ منہدم کر دیا گیا تو جنریٹر بھی ختم کر دیا گیا۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں محمد بن لادن نے مدینہ منورہ سے ۹ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بجلی گھر بنایا۔ اس کے ایک سال بعد بجلی کمپنی وجود میں آئی۔ اور ۱۹۵۷ء میں بن لادن کا بنایا ہوا بجلی گھر بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔

۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں بجلی کی پیداوار ۶۱۰۰ کلوواٹ تھی' جبکہ ۱۹۸۳ء میں پیداوار ۱۰۵۰۰۹ کلوواٹ تھی' اور بل ادا کرنے والوں کی تعداد ۸۹۰۰۰ تھی۔●

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ......16060......

● ابواب تاریخ مدینہ ص ۱۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مآخذ

نمبر شمار	اسماء کتب	اسماء مصنفین	المتوفی	مطبوعہ	سن طباعت
		الف			
۱	آثار البلاد و اخبار العباد	امام زکریا بن محمد بن محمود قزوینی		بیروت	۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء
۲	آثار المدینہ	علامہ عبدالقدوس الانصاری		مدینہ منورہ	۱۳۹۳ھ/۱۹۷۰ء
۳	احسن التقاسیم	علامہ محمد بن ابی بکر البشاری	۳۷۵ھ/۹۸۵ء		
۴	اخبار القضاۃ	ر محمد بن خلف بن حبان	۳۰۶ھ/۹۱۸ء	قاہرہ	۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء
۵	اخبار مدینہ	امام محمد بن محمود بن النجار	۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء	مکۃ المکرمہ	۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء
۶	اخبار مکہ	امام ابوالولید ازرقی	۲۲۳ھ/۸۳۸ء	مکۃ المکرمہ	
۷	ارشاد الساری	علامہ القسطلانی	۹۲۳ھ	مصر	
۸	ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندوی	۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء	دارالاشاعت کراچی	
۹	اسلامی ریاست	ڈاکٹر حمید اللہ		لاہور	
۱۰	أسد الغابہ	امام علی بن محمد الجزری المعروف ابن اثیر	۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء	بیروت	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء کتب	اسماء مصنفین	المتوفی	مطبوعہ	سن طباعت
۱۱	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	امام احمد بن علی بن محمد بن علی عسقلانی	۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء	مکتبہ تجارۃ الکبریٰ بیروت	۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء
۱۲	انساب الاشراف	علامہ احمد بن یحییٰ البلاذری		مکہ المکرمہ	
۱۳	انساب السمعانی	علامہ عبدالکریم بن ابوبکر السمعانی	۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء	بارہ بنکی یوپی ہند	
۱۴	آئینہ حرم	الحاج محی الدین قادری			
		ب ـ ت ـ ث			
۱۵	البدایہ والنہایہ	علامہ عماد الدین ابن کثیر دمشقی	۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء	لاہور	
۱۶	بذل المجہود	علامہ خلیل احمد سہارنپوری	۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء	ملتان	
۱۷	بزم اشرف کے چراغ	پروفیسر احمد سعید		لاہور	۱۹۷۵ء
۱۸	بلوغ الادب فی معرفت احوال العرب	سید محمود شکری آلوسی		مصر	۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء
۱۹	تاج العروس	علامہ سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی	۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء	کویت	۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء
۲۰	تاریخ اسلام	مولانا معین الدین ندوی		کراچی	۱۹۷۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء کتب	اسماء مصنفین	المتوفی	مطبوعہ	سن طباعت
۲۱	تاریخ ابن خلدون	امام عبدالرحمن بن خلدون	۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء	نفیس اکیڈمی کراچی	
۲۲	تاریخ ابوالفداء	علامہ اسماعیل بن کثیر	۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء	مصر	
۲۳	ابواب تاریخ مدینہ	علی حافظ			
۲۴	تاریخ دارالعلوم دیوبند	سید محبوب رضوی		دیوبند	۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء
۲۵	تاریخ حرمین اردو	مولانا عبدالسلام ندوی		پاکستان	
۲۶	تاریخ حرمین عربی	عباس کرارہ		مکہ مکرمہ	
۲۷	تاریخ طبری مترجم	امام ابی جعفر جریر طبری	۳۱۰ھ/۹۲۲ء	کراچی	۱۹۶۷ء
۲۸	تاریخ عرب قبل الاسلام	ڈاکٹر جواد علی		بغداد	۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء
۲۹	تاریخ کامل ابن اثیر	علامہ علی بن ابی المکرم محمد بن محمد المعروف ابن اثیر	۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء	مصر	۱۲۹۰ء
۳۰	تاریخ مکہ ومدینہ	الشیخ احمد ابراہیم الشریف		قاہرہ	۱۹۶۵ء
۳۱	تاریخ یعقوبی	علامہ احمد بن ابی یعقوب	۲۹۲ھ/۹۰۵ء	نجف	۱۳۵۸ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری چند دیگر
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

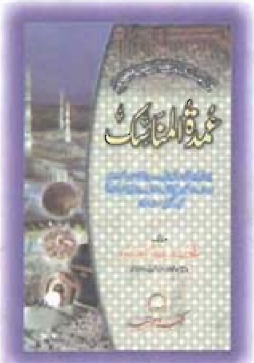

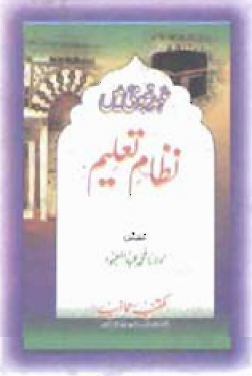

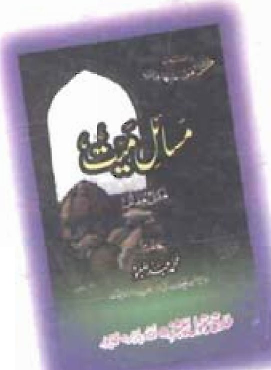

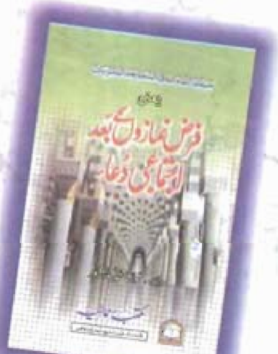

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار
لاہور۔ پاکستان
Phone: 042 - 7224228